جسمین مفصل حال تاریخی عہد سلطنت حضرت سلطانعالم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ سے تا زمانۂ وزارت مصنوعی وجبری مرزا برجیس قدر و حالات زمانۂ غدر مسطور ہین

حسب ایماے صاحب والاشان جناب ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنر جنرل بہادر کشور ہند تالیف فرمایا گیا

مطبع نامی منشی نولکشور مقام لکھنؤ محلہ حضرت گنج مین چھپی

—:o:—

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوسرا جلوس حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ کے بیان میں

الغرض جب نواب امین الدولہ نے حسب دستور کرنل رچمند صاحب رزیڈنٹ بہادر کو خبر
انتقال جنت مکان پہونچائی تب صاحب موصوف مع ڈاکٹر لوگن صاحب نواب کے
ساتھ داخل محلسرا ہوئے بادشاہ کی نعش پر لیکے نوروز علی خان نے دوشالہ منہ پر سے اوٹھایا
کو کسیطرح کا شبہہ ڈاکٹر صاحب کو نہوا صاحبات محل میں شور قیامت برپا تھا صاحب نے بسرعت
نوروز علیخان سے فرمایا کہ جناب عالیہ سے عرض کرو کہ یہ وقت مقام صبر ہے پھر وہاں سے
گلستان ارم میں آکر بیٹھے جب حضرت سلطان عالم کو یہ خبر وحشت اثر پہونچی سنتے ہی عجب
حالت بیقراری سے برآمد ہوئے دونوں طرف خواص بازو تھامے ہوئے متصل اشک
چشم حق بین سے جاری تھے بیقراری دمبدم بڑھتی جاتی تھی اسی حال سے زرد کوٹھی
میں آکر بیٹھے مصاحبان خاص دست بستہ حاضر تھے ہرچند قطب الدولہ نے چاہا کہ کسیطرح سے
صورت افاقہ گریہ و بکا ہوچکا لیکن رعب و دبدبے سے جرات عرض نہوسکی اس عرصہ میں

امیر الدولہ میر مہدی علی خان نے عرض کیا کہ حسب دستور کپتان بالنگس صاحب استقبال کو آتے ہین
ملازمین ہر طرف اپنے مقام پر کمربستہ جلو سواری حاضر ہوئے —

حسب اتفاق اوسدن یہ مولف کتاب بھی سلام ہیاوٗنی نسدیا وہین گیا تھا بمجرد سُننے اس
خبر کے وہان سے جلد چلا تا کہ تصدیق و تکذیب خبر معلوم ہو جاے جسوقت لوہے کے پل پر پہونچا دیکھا کہ
جا بجا لوگ باتین کر رہے ہین جب قریب مکان ظفر الدولہ کے پہونچا اور ریلی گارد سے گذر اتھو
چاہا کہ شہر اور جا بجا امرا دراہل دربار کی سواریان خالی کھڑی دیکھین اوسی وقت مجھے یقین ہوا
اور ارادہ کیا کہ وزیر اعظم کے پاس جا کر صورت جلوس شاہی دیکھنا چاہیے جب بارہ دری کی
پھاٹک پر آیا پھاٹک بند دیکھا اور باہر دور دیہ سوار اردلی بڑے صاحب کے کھڑے ہو
پائے اس عرصے مین اوسی ہجوم عام مین سے ایک شخص نے مجھے متوسل انگریز جان کر کہا
کہ ہمارے نواب صاحب نے فرمایا ہے کہ صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیجیے مین سب طرح سے حاضر ہون
اگر آپ مجھے مستحق وراثت جانتے ہین تو مجھے میرے حق سے اسوقت محروم نہ رکھیے تو جہان
تک صورت معاملہ ٹھہرے تم قبول کر لینا ہے اوس سے کہا کون سے نواب نے یہ پیام
بھیجا ہے اور مین کون ہون جو واسطہ دار ایسے امر عظیم کا ہون اس عرصے مین سوار دین کے
گھوڑے بھڑکے لوگ ادھر کے ادھر ہو گئے مین بھی سوار سے جھپٹ کر کھڑا ہو رہا اور وہ شخص
کافور ہو گیا مین سمجھا غالب ہے کہ وہی مستحق ہونگے مگر سبحان اللہ باوصف اس انتظام صاحبان
عالیشان کے صاحب اولو العزم اپنی طمع خام سے ہاتھ نہین اوٹھاتے فی الحقیقت اگر
خوف حکام عالیشان نہ ہوتا تو مثل مقدمات سابقہ جہان آیا دیہان بھی مستحق اور غیر مستحق
دونون قصور نہ کرتے —

القصہ مین وہان سے نا امید ہو کر دوسرے پھاٹک شرقی پر گیا وہ بھی پھاٹک بند تھا ایک
چپراسی دیوان عام نے مجھسے کہا کہ آپ کو مین بحکم نواب لوہے کے پل تک ڈھونڈھتا آیا
پھر اوسے دریافت کو پکارا جب بھی پھاٹک نہ کھلا اس عرصے مین مہاراج بالکرشن کی سواری
آئی تب پھاٹک کھلا مین بھی داخل ہوا روش پر نواب صاحب ممدوح مرزا ولیعہد کے پاس سے
آتے تھے بارہ دری کی کھڑکی پر کھڑے ہوئے مجھے اور رفیع الدولہ و میر عنایت علی رسالدار کو اپنے ساتھ لیا

اور پھر کھڑکی کو بند کروا دیا کہ کوئی نہ آسکے جب گلستان ارم مین گیا دیکھا کہ کرنل رچمنڈ صاحب و رود اکٹر کنا
و کرنل ولکاکس صاحب ایک اور صاحب بھی جہان رزیڈنٹ کھڑے ہین مہاراجہ بالکرشن سود
فرمان جلوس بڑے صاحب کو سنا رہے ہین یعنی بادولت و اقبال نے باعانت و امداد آنریبل
سرکار کمپنی انگریز بہادر وراثت آبائی پر تخت سلطنت کے جلوس کیا دوسری طرف مصلح السلطان
اہتمام الدولہ حیدر حسین خان شرف الدولہ غلام رضا خان دوسری جانب مرزا وصی علی خان
حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی سفیر شاہی کھڑے ہین بعد چند دقیقہ کے آمد آمد سواری بادشاہ
کی دھوم ہوئی اور دور باش سواری کا بہت غل و شور ہوا بڑے صاحب نے فرمایا کیونکر
اتنا غل مچایا چپراسی سے ولایتی تلوار لے کر داب کمر سے لگائی اور صاحب بھی قریب زینے سے
کھڑے ہو گئے جب بوجہ سواری دینے سے چڑھنے لگا کثرت ہمراہیون سے جنگلہ آہنی
زینہ ٹوٹ کر گر پڑا کپتان ہالنگس صاحب پہلو سے اوچھے قریب تھا کہ گر پڑین جب بادشاہ
داخل کمرہ ہوے بڑے صاحب سے معانقہ ہوا اور کمرہ وسطی مین جا کر ... اور دو دروازے
بند کر لئے کھڑے ہوے ایک صاحب کے ہاتھ مین خاصدان بھی تھا ڈاکٹر صاحب نے صورت غیر کی
بجھکر مجھسے پوچھا یہ دونون غلام زنگی کون ہین مین نے کہا انھین یہان رکھئے یہ مہربان خاص
شاہی عالم عمل علم موسیقی ہین امیر الدولہ میر مہدی علی خان داخل کمرہ خلوت ہوے پھر نواب
علی نقی خان تسبیح در دست وظیفہ پڑھتے ہوے کمرے مین چلے گئے باہر سیف الدولہ علی حسین
داروغہ دیوان خانہ ولیعہدی - نواب امین الدولہ نے اوسوقت مفت کرم داشتن خیال
کر کے مجھسے فرمایا کہ مین نے میر مخلص حسین کو بھیجکر نواب معین الدولہ کو بلوایا ہے مین نے عرض کیا
اب یہ وقت عام ہے جسے چاہئے بلوائیے وہ وقت خاص گذر چکا پھر نواب نے مولوی محمد
جلیل الدین خان کو سمار کے ساتھ واسطے تجویز قطعہ سنگین مقام قبر
احاطہ رسالہ چھاؤنی سواران مینڈو خان مین بھیجا بعد ایک ساعت کے جانسن
صاحب بریگیڈیر چھاؤنی منڈیاون تشریف لائے فقط اونھین کے آنے ہی کا
انتظار تھا بڑے صاحب کمرے سے باہر آئے اور انھین بھی کمرے مین لے گئے
بعد اسکے بادشاہ تخت روان پر سوار ہو داخل بارہ دری ہوے پہلے

کمرہ خاص مین جاکر موافق معمول دو رکعت نماز شکرانہ پڑھی عباے خاص پہنکر دوش زینے سے تخت
پر کھڑے ہوے بڑے صاحب بھی برابر کھڑے ہوے مجد ولہ چھوٹی کشتی مین تاج شاہی
لائے بڑے صاحب نے اپنے ہاتھ تاج فرق مبارک پر رکھکر فرمایا بزبان انگریزی کہ آپ
واجد علی شاہ بادشاہ اودھ ہوے بعد اسکے بادشاہ نے چار زانو ہوکے تخت جیسا شاہیا
بھی ہوتا ہے جلوس فرمایا پہلے نواب نے نذر دی اُسکے بعد سبکی نذرین نواب نے اُٹھائین
بڑے صاحب زیر تخت کرسی پر بیٹھے اور سب صاحبان عالیشان کھڑے رہے جو ملازم تھے
انھون نے نذر دی بادشاہ نے پانچ اسم سادات حسینی دستخط فرمائے سامنے مبارکباد
کا غل ہوا ناچ ہونے لگا بائنڈ انگریزی بجنے لگا شلک سلامی سر ہوئی شہر مین شادی
ہوئی اوسوقت گھڑی مین دیکھا تو ۹ ساعت ۵۳ دقیقہ گذرے تھے بعد ایکساعت کے تخت
سے اترے ایک طرف بڑے صاحب دوسری طرف برگیڈیر تخت رواں تک لاکر رخصت ہوے
بادشاہ سوار ہوے روشن چوکی بجتی ہوئی داخل محلسراے پہلوے بارہ دری ہوے

صاحب ریزیڈنٹ نے برگیڈ میجر کپتان لام صاحب جنکو حکم حفاظت پہرہ انگریزی
دیگر نواب امین الدولہ رخصت ہوکر سوار ہوگئے چھاؤنی سے پانچ کمپنیان جو واسطے تہنیت کے
آئی تھین اونکو روز سوم العام دیکر رخصت کیا یہ دستور پہرہ انگریزیکا کرنل جان ہیلی صاحب کیوقت سے چلا آتا ہے
قریب دو پہر رات کے نواب امین الدولہ دیوڑھی عصمت سرا خاص پر گئے مقربان خدمت مکان
سے سرگذشت بیان کرکے پھر حاضر حضور بادشاہ ہوے راہ مین قنبر علی خان نے خاصہ
طعام کو عرض کیا بندہ اور شیخ اکبر علی مہتمم دیوانخانہ محلسرا کے دروازے پر کھڑے رہے جنرل
مرزا اسکندر حشمت بھائی کو نذر دیکر بہت شدت سے روتے جاتے تھے اونکی بے قراری سے
معلوم ہوتا تھا کہ انھین کا باپ مرگیا ہے اُسکے پیچھے حکمت الدولہ اور اونکا بیٹا تھا اوسوقت
ہجوم ظاہرین خاص و عام و لیعہدی سے ایک ہنگامہ شور و غل کا برپا تھا نواب رخصت ہوکر محلسرا
کے اندر رہتے ہوئے تھے بیمار مغز بین اوسوقت نصیب آدمیکا دولت ہوئی امیر الدولہ دو ہوا ت اولش لیکر
آئے اوسوقت قریب دو ساعت کے رات گذری ہوگی بندہ راہی کربلا تنیر ابتعش ہوا اوس شب
کوابر منتشر طرح گھر ہوا تھا اور کچھ ترشح بھی ہوتا تھا در دولت سے تا کہ چار باغ تک شبیب

سناٹے کا عالم تھا ہر قدم پر وحشت برستی تھی آدمی شہر سے کسی کی آواز بھی نہین آتی تھی حتے کہ کتون
کی آواز بھی نہین سنائی دیتی تھی بہر کیف یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس طرف آبادی شہر نہین ہے
اور آدمی کوئی راہ مین لہ بلا سوا ے ناکے کے سپاہی سکے اونسے تو البتہ گو کا غرض یہ آثار اور علامت
حاکم وقت کے مرجانے سے ہوتے ہین اکثر نواب اور امراے جہلم کی جہت سے اپنے خیمے مین بیٹھے
مجھسے پرسان حال ہوے جو سانحہ گذرا تھا بیان کر دیا۔

صبح روز یکشنبہ حاضر خدمت نواب ہوا دیکھا محاسرے وزارت مین نواب معین الدولہ
سعید الدولہ اور اہل دربار متفرق بیٹھے ہین سُنا کہ بادشاہ نے صبح کو پھر تخت پر جلوس فرمایا تھا
باقی شاہزادے اور امرا اور اہلکارون کی نذرین لین جب مرزا دارا سطوت نے نذر دی
اونکی خردسالی اور یتیمی پر رحم فرماکے روئے جب دربار برخاست ہوا حاضرین تشییع جنازے کو گئے،
جب خبر دفن جنت مکان بادشاہ نے سُنی وقت عصر باد بہاری یعنی گاڑی پر سوار ہوے مقربان
خاص سواری مین تھے شہنشاہ منزل مین تشریف لائے چار گھڑی رات گئے پھر آئے۔

جلوس روز سوم

الغرض روز دوشنبہ ۲۸ ماہ صفر تقریب سوم جنت مکان کی قبر پر ہوئی ارکان دولت
شریک فاتحہ خوانی و روضہ خوانی تھے روز سہ شنبہ ۲۹ صفر کو بادشاہ نے تخت پر جلوس
فرمایا نواب امین الدولہ مہاراجہ وغیرہ اہلکاران سلطنت کو حسب معمول خلعت ملا باقی عملہ
قدیم بدستور اپنے کاروبار مین مصروف ہوے الحمد للہ اعلیٰحضرت قدر جمیع الحق علے
مکانہ بادشاہ معدلت پروری و دادرسی رعایا پر متوجہ ہوے عدالت و فقیر والی کی سرسبزی
خیال مبارک مین ہوئی خداوند عالم اپنے حفظ و حمایت مین رکھے اور توفیقات اعمال
حسنات خیر و برکت جو موجب خوشنودی اور رضامندی خدا و رسولؐ ہو عطا فرماتے کہ
یہی شیوہ و طریقہ عدالت گستری ہے اور مکائد اعدا اور مخربان سلطنت سے محفوظ رکھے
اور بصحت و باقبال عمر طبعی تک پہونچاے بحق محمدؐ و آلہ رعایا و برایا قریب و بعید پر لازم ہے کہ
اپنے بادشاہ عادل حاکم وقت کے واسطے دعا سے غافل نرہین

زائچہ مولود شاہی موافق استخراج اہل نجوم

تولد بادشاہ دہم شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ یکپاس روز برآمدہ ۱۲۳۷ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۱ء و سنہ ۱۲۲۹ ف طالع وقت سنبلہ کوکب عطارد سنہ ۱۸۷۸ ساون سدہی ۱۲ روز منگل ۵۸ گھڑی ۳۹ پل چھاچھتر ۳ گھڑی ۲۳ پل اندر جوگ

سنبلہ ۱
اسد ۱۲
میزان راس ۲
سرطان ۱۱
عقرب ۳
جوزا
قوس ۴ مریخ
ثور مشتری ۹
جدی ۵ قمر
حوت ۶
دلو عطارد آفتاب زحل زہرہ
ذنب حمل ۸
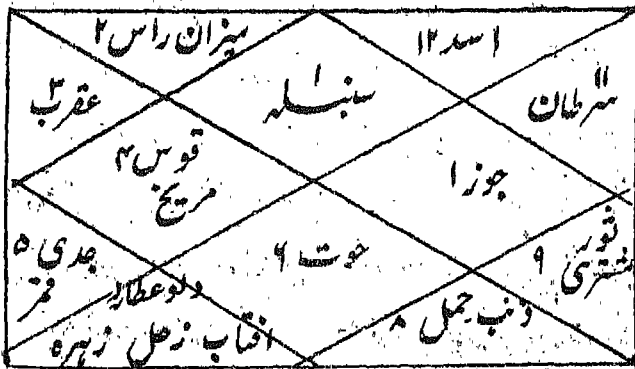
طالع وقت سنبلہ برج خاکی جنوبی ذوجسدین اوسکا کوکب عطارد برج دلو مین ۶ خانہ محل وبال آفتاب اوسمین زہرہ زحل جمع ہے منسوبات ۶ خانہ دشمن وجنگ وخوف و نفع وغلبۂ اعدا برد لو برج مذکر بادی ۹ خانہ ثابت اوسکا کوکب زحل اپنے گھر پر کمال قوت سے زحل قوت دشمن وافسونگری وحیلہ جوئی ودروغگوئی ومکاری اوسکی زحل آفتاب سے دشمن ہے نصارا اوستاد اتالیق بادشاہی اوسکی دلیل یہ ہی کہ بادشاہ سے خصومت ہوئی دوسرکی مشارکت سے زہرہ کو زحل سے دوستی ہے عطارد کو آفتاب سے یہ چار دن کوکب ۶ خانے مین سخت ہوتے ہین دوسرے خانہ مین راس دلیل نقصان مالی مریخ ۴ خانہ مین اچھا نہین ذنب ۸ خانہ مین اچھا نہین قمر ۵ خانہ جدی مین خانہ دشمن وخانہ ہبوط قمر مشتری خوب ہے اگرچہ خانہ دشمن مین ہے واللہ اعلم یہ بڑا علم ہے مگر اس سے استخراج مشکل ہے یعنی اصل حقیقت نحوست وسعادت۔

اکثر ملازمین قدیم جدید کو خطاب شاہی ملا مقربان خاص مصاحب ہوئے آئندہ امیدوار فضل وکرم شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را۔

الغرض ۱۵- دن تک طریق ملاحظہ کاغذ اور صورت دربار شاہی دستور زمان سابق باقی رہا بعد اسکے شہنشاہ منزل مین تشریف رکھنا فرح بخش بیت السلطنت قدیم کو بدمین سمجھکر چھوڑنا منظور خاطر اقدس ہوا اسواسطے کہ وہان صحن وسیع اور لطافت ہوا زیادہ ہے ریزیڈنٹ صاحب نے دوستانہ سمجھایا کہ اگر بدستور آبائے کرام کے وہین تشریف رکھیے تو بہتر ہے اوسوقت بادشاہ نے فرمایا مجھے یہان کی ہوا ناموافق مزاج ہے اور یہ امر کچھ آپ کے خلاف بھی نہین - بعد اسکے اہل دربار اور شاہزادگان وامراکو حکم ہوا کہ ہر اتوار کو صبح کے وقت دربار سب کوٹھی فرح بخش مین حاضر ہوا کرین مین بھی وقت خاص پر آیا کرونگا -

خلاصہ یہ کہ ۹ بجے نواب امین الدولہ مہاراج مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور اہل دفتر خاص در دولت پر دولتخانہ قدیم مین حاضر ہونے لگے وقت ملاحظہ کاغذ ہر ایک حاضر ہوتا تھا بعد دوپہر کے جب نوبت زوال شمسی بجتی تھی برخاست ہوتی تھی اسکے بعد صحبت خاص مقربان قدیم ہوتی تھی کئی دن تک سواری مین دو ترک سوار آگے صندوقچے لیکر چلتے تھے راہ مین جو مستغیث عرضی دیتا تھا صندوقچے مین داخل کردیتے تھے وقت ملاحظہ کاغذ اونپر حکم نوشیروانی مزین بدستخط خاص ہوتا تھا اسکا نام مشغلۂ نوشیروانی رکھا تھا اہلکارون کو اس سے خوف اور رعایا کو باعث ازدیاد تقویت ہوتا تھا فی الحقیقت بہت خوب مشغلہ تھا اگر اسے قیام رہتا -

دوسرے ہفتہ کو روز سہ شنبہ کوٹھی رزیڈنسی مین صحبت چاے پانی ہوئی موافق معمول کے نواب علی نقی خان امیر الدولہ میر مہدی علیخان داخل زمرۂ کرسی نشینان ہوے وقت رخصت بڑے صاحب نے حسب سررشتہ ان دونون صاحبون کو ہار گوشہ اور عطر دیا

تفصیل اولاد و محلات بادشاہ

نواب خاص محل مخدرۂ عظمیٰ سے

۱- خسرو مرتبت دارا شوکت نوشیروان قدر مرزا محمد علی حیدر بہادر معذور مصروع -

۲- ابو الحسن فغفور جاہ خاقان حشم صاحب عالم مرزا محمد جاوید علی بہادر -

۳- ابو النصر کیوان قدر صاحب عالم مرزا ولیعہد محمد حامد علی بہادر -

۴- قمر قدر مرزا عابد علی بہادر۔	
۵- آسمان جاہ مرزا کاظم علی بہادر نواب رشک عالم صاحبہ سے۔	
۶- صاحب عالم مرزا علی مرزا خوش بخت بہادر۔	اختر محل
۷- جنرل فریدون قدر محمد عزیر علی بہادر۔	
۸- محمد علی۔	معشوق محل
۹- مرزا برجیس قدر۔	نواب حضرت محل
۱۰- قمر احسن مرزا۔	مہدی بیگم صاحبہ
۱۱- قمر قدر مرزا۔	
۱۲- محمد عابد علی بہادر۔	فخر محل
۱۳- مرزا آسمان جاہ۔	رشک محل
۱۴- قمر احسن مرزا	واجد محل
۱۵- قمر احمد مرزا انجم جاہ علی بہادر۔	معشوق محل
۱۶- مرزا محمد جوگی بہادر۔	جہان پناہ محل
۱۷- مرزا محمد جلال بہادر۔	صدر محل
۱۸- قمر حسین مرزا بابر بہادر۔	اکلیل محل
۱۹- بلند جاہ مرزا محمد عسکری بہادر۔	عیش محل
۲۰- مرزا کام بخش بہادر۔	الفت محل
۲۱- روشن گہر مرزا قائم علی بہادر۔	حور محل
۲۲- مرزا مسعود علی بہادر۔	شاہ نواز محل
۲۳ جہان پرور مرزا محمد کاظم علی بہادر۔	دل افروز محل
۲۴ فرخ مرزا ابو تراب بہادر۔	نونہال محل
۲۵- مبارک مرزا علی بہادر۔	ہمایوں محل
۲۶- اقبال جاہ مرزا محمد ہادی بہادر۔	تابان محل

۲۷۔ سیف الملوک مرزا خادم حسین بہادر	سنبھا محل
۲۸۔ تاج الملوک مرزا کاظم حسین بہادر	محبت محل
۲۹۔ سلطان مرزا محمد رضا علی بہادر	بے نظیر محل
۳۰۔ مسرور مرزا حسین علی بہادر	تابان محل
۳۱۔ بہادر جاہ مرزا محمد اکبر بہادر	شہزاد محل
۳۲۔ ہمایون جاہ مرزا محمد اصغر بہادر	پیارا محل
۳۳۔ محمد علی مرزا بہادر	عالم افروز محل
۳۴۔ عوالی مرتبت مرزا محمد ابراہیم علی بہادر	دل نما محل
۳۵۔ دلاور جاہ مرزا محمد علی نقی بہادر	بنگالہ محل
۳۶۔ خورشید مرزا محمد کاظم حسین بہادر	ولائتی محل
۳۷۔ کامیاب مرزا محمد باقر حسین بہادر	ولاویز محل
۳۸۔ دارا جاہ مرزا ابوالعلی بہادر	مبارک محل
۳۹۔ بلند اختر مرزا محمد محتشم بہادر	شباب محل
۴۰ مرزا اختر جاہ	صغیر محل

تفصیل شاہزادی ہای عصمت مآب

۱۔ شہر آرا نواب کبرے بیگم	سلیمان محل
۲۔ صغرا بیگم	عزت محل
۳ جہان آرا بیگم	حور محل
۴ سریرارا نواب زینب بیگم	خاقان محل
۵ تخت آرا نواب شہر بانو بیگم	نواب بیگم
۶ نگین آرا نواب رقیہ بانو بیگم	شہید محل
۷ دیہیم آرا نواب شبت السلطان بیگم	ملکہ سرو سہی

نمبر	نام	محل
۸	نواب سپہر آرا بیگم	خاقان محل
۹	بنت الملک نواب صغرا بیگم	مشرقی محل
۱۰	تاج آرا نواب صبیہ سلطان بیگم	شہزادہ محل
۱۱	مرتبہ آرا نواب سکینہ بیگم	سلطان محل
۱۲	حکم آرا نواب شہر بانو بیگم	جہان پناہ محل
۱۳	نزاکت آرا نواب مہدی بیگم	سرفراز محل
۱۴	محفل آرا نواب مسعودہ بیگم	منور محل
۱۵	محل آرا نواب کستر صادق	صنوبر محل
۱۶	منزلت آرا نواب رقیہ بیگم	محبوب محل
۱۷	جنت آرا نواب طیبہ بیگم	مخیم محل
۱۸	حسن آرا نواب فاطمہ بیگم	عیش محل
۱۹	ملک آرا نواب عابدہ بیگم	عمدہ محل
۲۰	بہار آرا نواب کنیز حسن بیگم	بوٹہ محل
۲۱	جزم آرا نواب سکینہ بیگم	منصور محل
۲۲	رزم آرا نواب خدیجہ بیگم	منصورہ محل
۲۳	شرف آرا نواب کنیز قائم	حسن محل
۲۴	مروت آرا نواب مہدی بیگم	ملکہ سیمتن
۲۵	شکوہ آرا نواب شیدا بیگم	اعلیٰ محل
۲۶	گوہر آرا نواب نیکبخت بیگم	حسن محل
۲۷	سیما آرا نواب کنیز جعفری بیگم	حضرت محل
۲۸	بدر آرا نواب اکبری بیگم	خوشخصال محل
۲۹	شہرہ آرا نواب معنی بیگم	مبارک محل
۳۰	سلطان آرا نواب پوتی بیگم	صاحبزادی جرنیل صاحبہ

۳۱ - پادشاہ آرا نواب بادی بیگم — بادی محل
۳۲ - تاجدار نیک نہاد بیگم — مرغوب محل
۳۳ - زکیہ بانو بیگم — بارگاہ محل

شاہزادے - للعہ - شاہزادیاں لعہ - جملہ لعہ

یہ تفصیل کئی برس پیشتر کی ایک دوست نے کلکتہ سے بھیجی تھی غالب ہے اس مدت میں اور ہوئی ہوں حضرت عرش منزل کی محلات اس کثرت خداداد سے نہ تھے مگر حضرت سلطان عالم کو اپنے مبدء جود و فیض سے عنایت ہوئے ۔ اللہم زد و لا تنقص ۔

مثنوی سانحہ نواب امین الدولہ من کلام منشی احمد

بیا اے خامہ تا رسم فسانہ — رقم سازم ز آشوب زمانہ
بیان بندگان خاص داور — رسد آلام روحانی مقرر
غم و رنجے کہ در عالم عیان است — پے مومن برائے امتحان است
نمایم شرح این اجمال اکنون — برنگ مثنوی و طرز موزون
بعہد پادشاہان اکثر اوقات — بملک ہند شد زینگونہ آفات
پس از فرخ سیر از دست دشمن — بہر یک حال سادات ہست روشن
نگر بود آنچہ از قہر یزدان — مکافاتے ز خون پادشاہان
بعہد آصفی مختار دولہ — شدہ مقتول خفیہ در اٹاوہ
بود اسباب قتل او نمودار — بظاہر جرم و بدخواہی سرکار
شدہ ہنگامۂ اکثر امیران — بدہلی ہمچنین بعد از سخن دان
بہر یک بود دعوائے ریاست — باین اسباب شد بغض و عداوت
ازین ہنگامہ ہا زہر ہر یک — ثبوت وضع و حقے بود بے شک
مگر در لکھنؤ از جور گردون — نباشد فتنۂ بے وجہ اکنون
کہ از نیرنگی گردون دون آہ — عجائب سانحہ رو داد ناگاہ

امین الدوله دستور معظم — وزیر باکرم شاه بی رستم
بسب عادت خود صبحگاهان — روان شد از پی همراهی سلطان
بدر نگبیش هنگام رفتار — شده همراه معدودے جلودار
بظاهر پنج شش کس از سواران — بجز سید همه زنهاے میدان
یکی نامرد عیسی لنگ پا بود — نجف نام شریر و بے حیا بود
دگر در مذهب خود بوده ارشد — خلاف مسلک آل محمد
سوم مشهور بهر برنا و پیر است — جوان خوب نامش شاه میر است
چهارم بود سید میر میدان — شهید و عاشق شاه شهیدان
علی او را همیشه در امان داشت — چه فرزندان خود مانند جان داشت
پیاده چند کس از خاص بردار — بدست هر یکی برق شرربار
یکی سرکرده آشنا برهمن — هولاس اسم بدل مانند بهمن
غرض نگهی پیاده در روانے — بزیر مسجد سلکه زمانے
همانجا چار کس از بدمعاشان — بباطن کافر و ظاهر مسلمان
یکی فضل علی دو دیگر اکبر — دو کس دیگر تفضل نام و حیدر
بهم هر چار کس کردند فریاد — که بر ما بیکسان گردید بیداد
ستم از مردمان راج پلتن — کمیدان بے سبب گردیده دشمن
مراد انسته از جنس پیاده — ز تنخواه هم بما وا مے نداده
شنید این ناله چون نواب ذیجاه — ازین فریاد هر یک گشته آگاه
بفرط رحم و عدل و بذل اشفاق — عنان درکشید از روی اخلاق
که ناگه چون سگ آن سگها دویدند — همه تا نزدیک نگهی رسیدند
هولاس آن چاکر نگهی بیک بار — زد و یک ریسمان بر آن سیهکار
چو این جرأت نموده آن دلاور — دگر شمشیر زد بر دست چاکر
یکی زان چار کس بندوق سر داد — برفته نگه بندوق بر باد

دگر سگ چون سگ دیوانه بیتاب — به گلبی رفت بهر قتل نواب
دران هنگامه دستور معظم — که در جرأت بود ثانی رستم
بزد دستے بر آن نامرد ناپاک — که او از صدمه اش افتاد بر خاک
به همراهش باقبال خدا داد — بروے سینه اش نواب افتاد
بسان ابن ملجم دیگرے آه — بزد ضربت بوی پشت ناگاه
یکے دانست کان نواب ضرغام — رسانده کار افتاده با تمام
هلاس آن دقت کار شیر نر کرد — که بر نواب خود خود را سپر کرد
تراهنیک دگر یک بار سر داد — کز آن بر سینهٔ آن شیر افتاد
بضرب گاه فوراً گشت بیجان — ز جرأت لیکن او مانند شیران
شده بر قاتل خود حمله آور — زده یک زخم شمشیر آن دلاور
پس آنگه بر زمین از پا در افتاد — تصدق گشت و بر نواب جان داد
سوارانے که اول گشت مذکور — ز خوف جان خود گشتند مفرور
شنیدم شاه میران دم مکرر — ز بیم جان آقا گشته مضطر
باین الفاظ مے کرد آه و ناله — که از جان مے رود نواب واله
یکے بر دست آن مرد فراری — زده شمشیر بهر یادگاری
دران هنگامه لیکن سید پاک — بسان شیر نر بوده غضبناک
ز بس شمشیر پیش نوکرش بود — تلاش نوکر و شمشیر ننمود
بلاچاری بیامد از سر زین — نموده حمله آن مرد خوش آئین
دو کس را چند با مشت و لگد زد — پس آنگه دفعتاً در یادش آمد
که دارم کارد زیب کمر هم — کشیده از کمر اندر همان دم
بدشمن می زد آن کارد چو شیران — شده زخم کارد آن مرد میدان
بحفظ حربه چون باشد سپر دست — رسیده چار زخم تیغ بر دست
زدان شد شل و دریا خون سید — شده ختم قامت موزون سید

بدل چون سپے سلاحے نقش بست — زد و تکیہ بہ دیوارے و بنشست
چو شد نواب سپے یاور مددگار — نمودہ آن سگان او را گرفتار
ولیکن از زبان بہ شقاوت — سپے کردند اقرار شجاعت
کہ اے نواب شبل دلاور — ندیدم در جہان اللہ اکبر
ترا اصلا خیال ظلم من نیست — ز جرأت بر جبین تو شکن نیست
درانحالت وزیر از روی جرأت — چنین فرمود با اہل شقاوت
اگر دارید قصد کشتن من — نمودم صبر اینک تیغ و گردن
نمائید لیک در اندک زمانے — بہ عالم از شما ہرگز نشانے
اگر باشد طلب دیگر شما را — کنید. از راہ خود آگاہ ما را
رسانم تا کہ آن مطلب بانجام — ازین شورش نباشد ہیچ فرجام
چو از کردار خود شرمندہ بودند — بہ پاسخ از خجالت لب کشودند
کہ اے بحر کرم رائے بہادر — بہ عالم نیست مثل تو بہادر
چنین کس را اگر سازیم بیجان — نباشیم از گروہ مرد میدان
ز تو خواہیم اے نواب والا — امان جانہاے خویشتن را
پس آنگہ گفت آن نواب ذیجاہ — مناسب نیست شورش در گذرگاہ
ازین ہنگامہ جائے بردہ ما را — ز من سازید اطمینان خود با
پس آن سگسار راہ پاس آداب — نشانیدند در دوکان قصاب
وزیر آنگہ بہر یک این صدا زد — کہ میشم ہیچ کس اکنون نیاید
ز بہر وحشت اثر را چون شنیدند — امیرالدولہ ہم فوراً رسیدند
بیکدم در جہان ہنگامہ شدت — بیامد ہر یک از ارکان دولت
فراہم شد چو ہر سو فوج سرکار — شدہ ہنگامہ محشر نمودار
بجانہا نہ می ہمہ بودند موجود — وسے با ہر یکے نواب فرمود
اگر حفظ من دل خستہ خواہید — بہ پیش ما کنون ہرگز نیاید

امیرالدوله چون بود نه بیتاب
بگفتا با یکی ز آن بد معاشان
امیر اهل ایمان است نواب
ز راه رحم او را وا رهانید
کلامم هین اگر سازید باور
هم از روی حلف سازم ضمانت
بگفتا آن همه اهل شقاوت
نمایند از زبان خود چو اقرار
بمانند صاحب والا مناقب
دگرگون قصد دشمن را چو دیدند
اجازت خواستند از تنها رزیڈنٹ
پس آنگه صاحبان را هم طلب کرد
بگفت اول ز درد زخم نواب
برای حاکم این شدت نباید
برای بخیه گر باشد اجازت
بگفته آن همه بسیار بهتر
یکی بخیه زنی از توپ خانه
زده چون بخیه ها در زخم نواب
دو سه بار آب خاصه نیز طلبید
به انگریزی جوابش داد صاحب
به انگریزی بگفتا والسٹ سیم
رزیڈنٹ آن زمان کرده ضمانت
که اینک ضامن جان شما ام

نظر کرده بحسرت سوی نواب
شما هستید آخر اهل ایمان
ز ایذای جراحت هست بیتاب
بجایش پیش خود ما را نشانید
وهم پنجاه تا از صرهٔ زر
که تا جان شما باشد سلامت
اگر صاحب کلان سازد ضمانت
شوم زین فعل بیجا دست بردار
ز شفقت آمده با چند صاحب
همه از ردی و انش پا کشیدند
بر فتند اولاً تنها رزیڈنٹ
ز دشمن پرسشش وجه اسباب کرد
نهایت مضطر است و سخت بیتاب
چنین کس را چنین ایذا نشاید
نباشد دور از آئین شرافت
همان دم آمده از لطف وافر
سر او آن شخص او ستاد زبانم
شده نواب را بس خواهش آب
بجوش تشنگی نواب نوشید
نباشد اینچنین سرعت مناسب
ز یک کار دگر گشتن نتوانم
بگفتا با همه اهل شقاوت
به دولتخانهٔ خود می نشانم

ز رہ قبولیت ہم محمول فیلان
شوید اکنون سوار فیل یا زین
غرض نواب را صاحب رہانید
سحر زر تا رسد منشئ ببردہ
سوار پالکی خس گشتہ نواب
بدولتخانہ از اقبال شاہی
پس از دو روز گشتہ روبکاری
بجرم آن سیہ کاران نظر کرد
شدہ آن جملہ بیرون گشتہ محبوس
اگر جرم ہمہ نواب ذیجاہ
ولیکن پیشتر زان باقی شہ
ز چون ولدشان خویش و ناگاہ
بجرم سابقہ در بند زندان
بہر یک جرم شان گردید ظاہر
وزیر اعظم از راہ عنایت
ز راہ رحم و با الطاف بحیثیہ
خدا نواب را دارد سلامت
باقبال خدا نواب والا
ز بس از تیغ کین مجروح بودہ
شدہ در عرصۂ یک ماہ کامل
بہر یک خلعت زر شد عنایت
برو تخفیف عید یک ماہ
عطا شد خلعت شاہانہ پر زر

طلب کرد است نواب فلک شان
بجا آورد از دل شکر داور
بپشت فیل اعدا را نشانید
بسرہنگان انگریزی سپردہ
روان شد مثل خورشید جہانتاب
بیامد از عنایا یاد [illegible]
بحمد اللہ کہ از تائید باری
زکوٹھی صاحب آنہا بدر کرد
ز جان خویشتن نومید بودس
ز راہ مرحمت بخشید ہنگر
شدہ زین گونہ چون احوال اکثر
نمود اکثر رعیت نالہ و آہ
شدند از حکم شاہی پا بجولان
ولیکن در بکاری ہست داخل
بیا نہانے کنند اتمام حجت
طعام خاصۂ خود سے فرستید
برائے بندگان ست آب بہجت
بہا گردید چون از شہر اعلا
علاجش داکٹر صاحب نمود
شفا از حیلہ نکرد تا کہ باحال
برسم تہنیت شد جشن عشرت
چو آمد بہر پابوس شہنشاہ
ہم فیل و پالکی و لعل و گوہر

نواب مدارالدولہ علی نقی خان

ALI NAQUI KHAN

ز تشریف وزارت گشت افزود — ز رخت ریشمی اشیاے معدود
زره خود و کمان و دستانہ — دگر چار آئینہ ہم دستانہ
شہنشہ اینچنین کردہ عنایت — نمودہ جملہ مختار ریاست
بحمد اللہ کہ بر نواب ذیجاہ — شدہ زینگونہ الطاف شہنشاہ
بدورش گشتہ شد این احمد پیر — کہ دارد شہرتے در فن تحریر
بہ پیری بر طرف گردید ناگاہ — کند ہر روز و ہر شب نالہ و آہ
گدائی نیست ہرگز عادت او — بہ پیری شد پریشان حالت او
سعید الدولہ اورا پیش ازین آہ — نمودہ از ستم چون قتل ناگاہ
شہ جنت مکان از روی اعجاز — نمودش زندہ ہم گردش سرافراز
کنون از رحمت نواب عالی — شدہ شامل بامید بحالی

برای چاردہ معصوم اورا
دوبارہ زندہ کن نواب والا

معزولی نواب امین الدولہ و منصوبی سید علی نقی خان بہادر

خلاصہ باوجود اسقدر تفصیلات ظاہری شاہی صحبت نواب اہلکار و مقربان محفل عیش و نشاط سلطانی سی نہ تھی بلکہ ہر روز بگڑتی چلی گئی اور خاطر ہمایون مین غبار زمان ماضیہ از سر نو پیدا ہوی چند روز امیر الدولہ کی جہت سے گذری نواب نے حسب فہمایش و صلاح ہی و اپنے خیر اندیشون کے اتمام حجت سمجھکر بعد جلوس بادشاہ او سکے دوسرے دن بڑے صاحب سے عرض کیا کہ میری مدت عمر وزارت بعد وفات جنت مکان کے تمام ہوچکی اب میرے واسطے کنارہ کشی بہتر ہے کسواسطے مثل مشہور ہے کہ باپ کا نوکر کبھی بیٹے کے کام کا نہین ہوتا چار دن کے بعد اگر کسی اتہام یا الزام سی موقوف ہوجاؤنگا باعث میری سبکی اور نارسائی کا ہوگا بلکہ کیا عجب ہی کہ جن خدمت و خیرخواہی زبان ماضیہ کی منت جاوی اب بادشاہ جس شخص کو چاہین اوسے تجویز اور اپنی رضامندی سے

خلعت وزارت پہنا دون آئندہ اگر حسن خدمت تمھین کو جو کچھہ مناسب ہو میرے واسطے تقرر
فرمائین مین اوسپر قناعت کرکے دعاے دولت دیا کرونگا اور خوب مجھپر ثابت ہے کہ بادشاہ
بدل مجھسے صاف نہین اور نہ کبھی ہونگے وہ تمام اونکے مقربان خاص سے ہے نہ نبھیگی بڑے صاحب
نے جواب دیا کہ اگر ایسی امید آپکے وقت مین تم کنارہ کش ہوجاؤگے ہمارے نزدیک خلاف
تمھاری قدامت و خیرخواہی زمان ماضیہ کے ہوگا کسواسطے کہ جتنا بادشاہ کو تمھارا پاس
حفظ مراتب و شنوائی نیک و بد صلاح کا ہوگا دوسرے کا نہوگا مگر تم ازراہ تامل اندیشی عذر کرتے
ہو ہم بھی بادشاہ سے اس باب خاص مین استمزاج لینگے اور دوستانہ صلاح نیک و بد سمجھا دینگے
چنانچہ بڑے صاحب نے بادشاہ سے مشورہ آپکے طرح کی تشبیب و فراز سے سمجھایا بادشاہ
نے فرمایا مجھے اونکی نمک خواری و خیرخواہی سے تعجب ہے کہ مجھسے اسوقت مین کنارہ کش
ہوتے ہین مین اونکے حقوق کو حضرت جنت مکان سے کم نہین سمجھتا جب بڑے صاحب نے
ایسے کلام سنے مطمئن ہوگئے اور نواب کی ہر صورت خاطر جمع کردی پھر نواب نے نواب ملکہ آفاق
اور نواب ملکہ کشور سے بھی عذر کنارہ کشی عرض کیا اونھون نے بھی وہی جواب دیا کہ سبحان اللہ
تم چاہتے ہو قدامت اور نمک حلالی کو اپنے ہاتھ سے مٹاکر دوسری صورت کیا چاہتے ہو دوسرا
ایسا نمک حلال خیرخواہ کون ہوگا بعد اسکے نواب نے بادشاہ سے بھی عرض حال کیا بادشاہ
نے وفور عنایت سے اپنے گلے لگالیا اور فرمایا مین تمھین بجاے حضرت جنت مکان سمجھتا ہون
تم مجھے ایسے وقت مین چھوڑتے ہو نواب مطمئن ہوگئے مگر یہ سب باتین ظاہر داری کی تھین
باطن مین بے اصل اور نہ اسکا خیال ہوا کہ ہم آج جو یہ کہ رہے ہین کل جو انھین موقوف کرینگے
تو بڑے صاحب سے کیا صورت ہوگی اونپر کذب و صدق ہماری منزلت کے خلاف نہ گزریگا
اور وہ نہ کہینگے کہ آپ نے ہمارے کہنے سے کیون نہ موقوف کیا یہی فہمایش سبحان علیخان نے
بعد حضرت خلد مکان نواب معتمد الدولہ سے کی تھی بلکہ رکٹش صاحب رزیڈنٹ نے بھی نواب
دوستانہ سمجھایا تھا اونھون نے اپنے طمع نفسانی سے نمانا تھا اوسکا نتیجہ بھی دیکھا جب کج رائی
و خودپسندی ہوگی البتہ یہی صورت ہوگی ۔

خلاصہ بعد چند روز کے ایکدن بڑے صاحب نے بے انتظامی ممالک محروسہ کو بادشاہ سے کہا

نواب نے کہا کہ ابھی کے دن جاتے ہیں بادشاہ کو گذرتے ہیں انشاء اللہ جیسا آپ کے مکنون خاطر
ہے اوسیطرح عمل میں آئیگا اس بیان سے بادشاہ کے خیال اقدس میں یہ آیا کہ تاکید شدید
جو ہمارے صاحب کر رہے ہیں اس دھمکانے کے محرک فقط نواب ہوئے مگر در پردہ اس تصور
سے امور خلاف و ناگوار خاطر ہونے لگے اور تجویز فرمایا کہ انھیں موقوف کرکے امیر الدولہ میر مہدی
کو وزیر کیجیے انکے دماغ میں بوئے کبر و نخوت سما گئی تھی چنانچہ ایک دن بادشاہ نے کمال و قوع بہت
سے فرمایا کہ تم یہ مندیل وزارت سر پہ رکھکر یا وزارت کو اوٹھاؤ اونھون نے بمقتضاے شرافت
کے ہنوز پورا خلعت وزارت بھی نہوا تھا کہ اول کار روائی یہ کی کہ ایک سپید ہنود جو اونکے مکان
کے قریب راستہ میں تھا تیسرے روز پانے مندیل وزارت کے کھدوا ڈالا کہ ہندوؤں کا سبب
ناراضی ہوا اور دوکانیں شہر میں بند ہوگئیں ایک بلوہ سا ہوگیا اور لوگ مستغیث در دولت
بادشاہ و رزیڈنٹ پر پہونچے صاحب رزیڈنٹ بھی سوار ہوکر بادشاہ کے پاس آئے اور حکم
نظر بندی میر مذکور جو موسوم بہ میر مہدی اور مخاطب بہ امیر الدولہ و قائم بوزارت ہوئے تھے
صادر ہوا اوس روز سے اپنے گھر پر مقید رہے بجاے اسکے نواب علی نقی خان کو تجویز فرمایا انکی
یاوری اقبال سے بہت سے اسباب بیرونی و اندرونی جمع ہوئے حالانکہ روبرو امیر الدولہ کی
بہ پایہ اعتبار میں نہ تھی ہرچند انھیں از راہ عاجزی و بے اختیاری بدل انسے صفائی منظور تھی لیکن
امیر الدولہ نے اپنی خوبی فہم اور پندار غلط سے بی حقیقت سمجھکر نمانا اسقدر نخوت و تکبر ہوگیا تھا بلکہ ان
کو جواب نامناسب دیا کہ صفائی اپنے ہمسر سے چاہیے سود و سو کا ڈر ما ہے تمہارے واسطے ہو جائگا
تقدیر اوسپر ہنستی تھی کہ علی نقی خان کے ہاتھ سے یہی تمہارا ہو جائیگا چنانچہ وہی ہوا نواب علی نقی خان بزمان
حضرت خلد مکان ایکدن نواب امین الدولہ کی ملاقات کو آئے ایک دوست نے اونکا احوال پوچھا جواب دیا
کہ اب ہم بحکم بادشاہ مرزا ولیعہد بہادر کے سپرد ہوئے ہیں اونھوں نے کہا بس تم سجدہ شکر بجالاؤ اسکا انجام
ہم جانتے ہیں تم نہیں جانتے دیکھو تو خدا کیا اپنی قدرت دکھاتا ہے بعد اسکے جب راہ میں ملاقات اونسے
ہوتی تھی پوچھتے تھے وہ انکو جواب دیتے تھے ابھی صبر کرنا بہتر ہے چنانچہ وہی صورت پیش آئی
جیسا اونکو خیال گذرا تھا خدا کو بناتے کچھ دیر نہیں لگتی لا تقنطوا من رحمۃ اللہ
غرض نواب امین الدولہ سے روز بروز بے لطفی بڑھتی چلی گئی اور وہ بھی اپنی معزولی کا یقین

گیا اور اِس جستجوی قیام وزارت مین لوگون کے کہنے سننے سے کچھ روپیہ بھی صرف کیا لیکن بفائدہ
ور بے محل کیا بلکہ ایک مقربان محل خاص سے جسدن اوسے کچھ ملا اوسی رات کو وہ مر گئی
خود نواب اوسکے دینے پر افسوس کرتے تھے آخر ۱۹ - شہر رجب سنہ ۱۲۶۳ھ روز شنبہ ۹ بجے مطابق
۔ جولائی سنہ ۱۸۴۷ء اگرچہ کیفیت قدنی سی باخبر ہو چکے تھے کہ آج مین خانہ نشین اور اپنے عہدے
سے موقوف ہوجاؤنگا لیکن چار و ناچار موافق معمول در دولت پر حاضر ہوئے مشیر الدولہ
مہاراج بالکرشن بہادر راور اہل دفتر بھی سب حاضر تھے مصاحب الدولہ نے آکر کہا کہ بادشاہ نے
مہاراج اودھ راجہ کندن لال میر منشی کو یاد فرمایا ہے پہلے اونھون نے جانے مین کچھ پکٹ کیا دوبارہ پھر طلب
ہوئی نواب نے فرمایا تم کیون نہین جاتے عرض کی آج خلاف معمول ہوتا ہے کسواسطے کہ ہر روز
آپ کے ساتھ جاتے تھے اِس عرصے مین ایک خواص نے نواب سے کہا کہ آپکو حکم برخاست
ہوا ہے نواب یہ سنتے ہی سوار ہوکر اپنے گھر چلے آئے بعد دوپہر کے ایک چوبدار سلطانی نے
شیخ اکبر علی دار وغہ دیوانخانہ نواب سے کہا کہ حکم بادشاہ یہ ہے کہ نواب سوار نہ ہون -
بادشاہ نے اوسیوقت مصلح السلطان انجم الدولہ کو بڑے صاحب کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا
کہ ہمنے امین الدولہ کو موقوف کیا خلعت وزارت علی نقی خان کو دیتے ہین صاحب نے جواب دیا
کہ مشورہ ہمارا نہ معزولی قدیم اور نہ منصوبی جدید مین ہے مین خود بادشاہ کے پاس آتا ہون جب
تشریف لائے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل عنقریب تشریف لایا چاہتے ہین اگر جب تک کسی امر جدید
خصوصاً اِس عہدہ جلیلہ وزارت مین توقف ہو تو بہتر ہے اِس جہت سے اوسیدن کے خلعت مین تامل
ہوا مگر صاحب کو نہایت ناگوار خاطر ہوا کہ ہمسے بادشاہ نے کہا کچھ اور کیا کچھ اگر ہماری فہمایش سے
یہ امر ہوتا تو ہمکو ناگوار نہوتا بلکہ نواب امین الدولہ سے باعث حجاب ہوا کہ ہمارے سمجھانے سے اونھون نے
اپنی کنارہ کشی مین تامل کیا فی الحقیقت یہی قربانی نواب کے کام آئی کہ بڑے صاحب کو انکی حمایت
امور واجبیہ مین لازم ہوئی نواب معتمد الدولہ نے لاکھون صرف کرکے حمایت سرکاری تھی انھین
یمنت مسبب الاسبابی سے حاصل ہوئی بے دام اور درم صرف کیے - فی الحقیقت صاحبان
عالیشان خلاف کو بہت برا سمجھتے ہین اور راستگوئی اور صداقت کو اچھا - بلکہ خدا بھی یہی سمجھتا ہے -
غرض نواب علی نقی خان بحکم حضرت احکام عظام جاری کرنے لگے اور مصروف کاروبار کے ہو کر

یہ بھی تجویز ہوئی - کہ مثل زمان حضرت خلد مکان مرزا ولیعہد بہادر کو خلعت مواو تکی پیشہ ستی کا
انھین خلعت دیجیے - پھر اسمین بھی تامل ہوا -

قبل از معزولی نواب ایک امر جدید یہ ہوا کہ کسی محلے مین اہل اسلام و ہنود دہر گیون سے
بحث ایک دہرہ جدید فساد ہوا جب پرچہ اخبار گذرا ثابت الدولہ وہاج الدولہ کو حکم ناطق ہوا
کہ ابھی جا کر اوس ڈہرہ کو جو سرا و گیون نے بنایا ہے کھدوا ڈالو اس حکم ناطق سے بعض نادان
اہل اسلام نے اپنی جرأت اور حماقت سے کئی شوالون کو کھدوڈالا قریب تھا کہ صورت بلوا
عظیم تمام شہر مین ہو جائے یہ دہرہ جوہریون کا تھا بہت سے جوہری جمع ہو کر بڑے صاحب کے پاس
فریاد کو چھاؤنی منڈیاؤن مین گئے بادشاہ کو بہت ناگوار گذرا اس جہت سے گلاب رائے جوہری
نکار فرمائے نواب تھا بڑیصاحب نے اسمین کچھ دخل نہ دیا مگر صدر مین رپورٹ کر دی یہ شغلہ
جدید بھی تھوڑا سا سلگ کر رہگیا -

بعد ایک مہینے کے جب رزیڈنٹ کو جواب رپورٹ باب وزارت مین حسب المرضی بادشاہ
آیا بڑیصاحب اور کپتان برڈ صاحب بادشاہ کے پاس آئے اوسکا جواب باصواب کیگئے کہ یہ امر
خانگی ہے بادشاہ کی خوشی پر موقوف ہے روز چہارشنبہ بادشاہ نے پرچہ پیام منصوبی وزارت بنام
بھیجا مصلح السلطان انجم الدولہ کی زبانی بھی بڑیصاحب سے عرض کیا روز پنجشنبہ ۱۲ بجے ۲۲ - شہر شعبان سنہ ۱۲۶۳
مطابق ۵ اگست سنہ ۱۸۴۷ء ۹ پارچہ کا خلعت وزارت نواب علی نقی خان کو اس خطاب سے ملا
دو رکن رکین خلافت و جہانداری اعتضاد سلطنت و شہریاری امیر الامرا مدار المہام وزیر الممالک
معتمد الخاقان تلمیذ السلطان سیف مسلول بازوی شاہنشاہی رمح مصقول معرکہ دشمن گاہی
صاعد مصاعد یکرنگی و صفا ناہج مناہج صداقت و وفا مرید مرشد پرست اخلاص گزین تمانہ زاد عقیدت
سرشت صفوت آئین مختار ذی اقتدار یار وفادار سپہ سالار رستم ہند مدار الدولہ منتظم الملک
علی نقی خان بہادر سہراب جنگ فدوی خاص جان نثار ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ
بادشاہ عادل قیصر زمان سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ ؏ ؏
یہ خطاب نامی جدا مجد نواب کو تبرکاً و تیمناً ہوا کہ قطع نظر مرتبہ جدی کے عمر بھی موافق اونکے
بڑی ہو مگر ہنوی مصلح السلطان انجم الدولہ بہادر کو سفارت رزیڈنٹ حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی

موقوف اہتمام الدولہ حیدر حسین خان کو اہتمام دیوان عام میر یوسف علی خان برادر نسبتی انجم الدولہ کو
خدمت اہتمام الدولہ امیر الدولہ خانہ نشین سیف الدولہ علی حسین خان خدمت قدم دیوانخانے
سے موقوف خانہ نشین ہوے مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر کو خدمت دیوانی راجہ بہاری لال کو
خدمت واصلباقی بدستور بحال رہی اور کسی عہدہ کو تغیر و تبدل نہوا بشیر الدولہ کابین الدولہ۔
دیانت الدولہ۔ احسن الدولہ۔ فیروز الدولہ کو نظارت محلات معلی اور خدمات عالیہ اور حاجی
شریف ان سب خواجہ سرا کو خدمتیں عنایت ہوئین حاجی شریف کو رسالہ ترکسواران خاص
اور کئی پلٹنین تلنگہ ملین اسیطرح ثابت الدولہ۔ وہاج الدولہ۔ رضی الدولہ۔ نجیب الدولہ۔
قطب الدولہ۔ انیس الدولہ۔ مصاحب الدولہ۔ ان سب ارباب نشاط کو خدمات عالیہ ملین
قطب الدولہ کو کچھ علم تھا اس جہت سے دستخط عرضداشت وغیرہ مین دخل تام ہوا اور ان دونون
فرقۂ خاص کے احکام فوق احکام وزیر اعظم ہونے لگے اور ان سب کا دماغ فلک ہشتم سے گذر گیا تھا
مصاحب الدولہ بسبب اپنی صلاحیت مزاج کے فی الجملہ نیکنام رہے اور مقید صوم و صلوۃ بھی تھے۔

فی الحقیقت اگر بہ نظر انصاف دیکھیے تو امر وزارت بڑا بار عظیم ہے ہر شخص مین مشکل سے قوت ایسے
بار عظیم سلطنت کے اٹھانے کی ہوتی ہے اگر کتب تواریخ مین دیکھیے تو اس امر خاص کیواسطے حکیم تجویز
ہوتے تھے یا وہ لوگ جو حسباً و نسباً خصوصاً من حیث العمل اچھے ہوتے تھے اور اپنے حق خدمت کو
جانتے تھے اور صاحب لیاقت صاحب علم خدا پرست سزاوار امانت و دیانت ہوتے تھے نہ یہ کہ شخص
اجنبی جاہل ہو مگر اس سلطنت مین ہمیشہ سے یہ عہدۂ جلیلہ رضامندی اور خوشنودی حاکم وقت پر رہے
اسی جہت سے اصل ہندوستان سے رفتہ رفتہ یہ سب قیدین جاتی رہین بالفرض اگر ایک شخص
لیاقت کا ہوا دوسرا نہین ہوتا اور بڑی خطا یہ ہے کہ ایک شخص پھر معزول ہوتا ہے اگر بناے کار بمشورہ و مشورہ
ہوا کرے تو سب سے بہتر ہے اسکی مانع نفسانیت ہے لہذا ہمین اتنا کہنا کافی ہے کہ ع امور مملکت خویش خسروان دانند

نواب وزیر الممالک مثل امراے ہند زندگی بسر کرتے رہے سب جانتے ہین پہلے اہلکار سلطنت انسے بہت
خائف تھی کہ دیکھیے اس انقلاب وزارت مین کون منسوب اور کون معزول ہوتا ہے لیکن نواب
کی تحمل اور مروت اور اخلاق اور فروتنی مین کچھ شبہ نہین یہ صفات ذاتی کیونکر نہون حسباً و نسباً
اور بعلو مراتب مین امراے مشاہیر ہندوستان سے تھے جد امجد خان بادشاہ فردوس مکان شاہ عالم

بادشاہ دلی اور انکے اسلاف کرام اقربائے قریبہ سلاطین تیموریہ سے ہین اور اس سلطنت مین
بھی قرابت قریبہ ہے جد امجد خسر جنت آرامگاہ نواب مخدرۂ عظمی انکے بھتیجے اور اسکے بعد یہ غسر
حضرت سلطان عالم پس اگر انصاف شرافت کی راہ سے کیجیے تو وزارت کو فخر ہوا وگرنہ اور ونکو وزارت
سے فخر ہوا اسواسطے کہ وزیر داخل زمرۂ خواص بادشاہ ہوتا ہی خدا توفیقات عمل خیر عنایت فرماے
کہ رعایا اور برایا سے ازروی انصاف پیش آئین جو موجب ترقی اور بقاءی مرتبت و حقوق ولی
نعمتی بہ نیکی و خیرخواہی ادا ہون اور انجام بخیر ہو اور شیران بد سے محفوظ رہین

مصلح السلطان کا سفارت سے موقوف ہونا نواب محمد خان کا ناہو بادشاہ کا کانپور تشریف لیجانا واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے

الغرض نجم سعادت مصلح السلطان مطلع شرقی سے اوج شرف رفعت سرکارین پر چمکا اور
انصرام مہمات بجا آوری احکام عہدہ جلیلہ سفارت پر بجا لفشانی و خیرخواہی سرگرم و مستعد ہوی اور
سفارت خاقانی بواسطۂ وزیراعظم بالمشافہہ بادشاہ سے عرض کرتے رہے یہ بھی جیسا دنیا
کچھ کم نتھے نواب سرافراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کے عزیزون مین تھی فی الحقیقت آدمی کی
ہوا دنیا عالم سفلی سے طالب جاہ عالم علوی کی ہوتی ہی نفس قناعت نہین کرتا مطمئنہ مشکل حاصل
از بسکہ بہادر موصوف دستور صحبت صاحبان عالیشان اور تبلیغ رسالت صداقت سے بہ سبب خوف
بادشاہ عادی نتھی خوشی خاطر اقدس کو بخوف اپنے عہدۂ قدیم مقدم سمجھکر نقض احکام رسالت ہوا
جو باعث ناگواری خاطر صاحب رزیڈنٹ ہوا اسواسطے کہ سرکارین کو بصداقت و صفائی اپنی
رکھتے مین خود الزام سے بری ہونا ہوتا ہی جب متواتر یہ صورت ہونے لگی صاحب رزیڈنٹ تنگ
ہوی آخر ایک پیام صاحب نے جو بادشاہ کو بھیجا تھا اوسکی عدم تبلیغ سے موقوف ہوی ۱۲ شہر ذیقعدہ
روز شنبہ ۱۲۶۳ھ صاحب رزیڈنٹ مع کپتان برڈ صاحب تشریف لائی اور طالب جواب اپنے پیام
کے ہوی بادشاہ نے فرمایا ہم تک نہین پہونچا زیادہ تر موجب برہمی مزاج ہوا اور بہت عتاب سے کلمات
نامناسب فرمائی اور اپنے پاس کے آنیکی ممانعت فرمائی بہادر موصوف نے چار و ناچار یہ عتاب بسبب
خوف بادشاہ قبول کیا اس جہت سے اپنی عہدۂ قدیم پر بدستور رہی وگرنہ دونو طرف سے جاتے رہتے

اس سلطنت مین جب سے غلام یحیی خان ظہیر الدولہ رتبہ سفارت سے بوزارت نامور ہوے ہیرصاحب دربار کو حوصلہ اولوالعزمی ہوا یہ نہین سمجھے کہ لیاقت اور اسباب جمع ہوتے ہین تو سفارش بھی اپنا کام کرتی ہے فی الحقیقت شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے سفارت بھی بن پڑی اور وزارت بھی بانجام ہوجاتی مگر بادشاہ نے اپنے خلاف ہو نیسے موقوف کیا تاج الدین حسین خان نے بھی اسی سفارت سے واسطے زمین و آسمان کے ملا لئے تھے مگر بوجوہ ناکام رہے ۔

اس عرصے مین ثابت الدولہ وتاج الدولہ نثار علیخان برادران حیثی مقربان خاص نظام بسبب مخالفت خواجہ سرایان سرکار جو نسبت حیدر علی خان ہوئی پایۂ عتاب مین آ گئے دربار سے موقوف ہوے لیکن وظیفہ شاہی بدستور رہا دربار وزیر اعظم مین جاتے تھے ۔

خلاصہ باب سفارت مین مشورہ رکن رکین سلطنت ہوا نواب نے بہ نظر حسن خدمت زمان سابق جو میر علیصاحب مرثیہ خوان کی سفارش سے حالت بیکاری مین نواب کو کچھ دیتے تھے اس جہت سے اپنے محسن سابق افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر کو تجویز کیا کہ مین لے کے بار احسان سے سبکدوش ہوجاؤن وہ بھی مجبور سے کئی مہینے سے لکھنؤ مین آ گئے تھے نواب پاس آتے تھے لیکن جب صاحب رزیڈنٹ سے استمزاج سفیر کا لیا فرمایا وہ شخص ہو جو معاشرت صاحبان اور طریق رفتار و صدق کردار مین قابلیت رکھتا ہو ورنہ ہماری موجب تکلیف کا ہوگا چنانچہ اس استمزاج کی فرد اسم نویسی سفیران مجوزہ شہیر الدولہ مہاراج بالکرشن بہادر جسارت جنگ دیوان اور راجہ کندن لال بہادر میر منشی منظوری صاحب رزیڈنٹ بھیجی پہلے نام افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر صلابت جنگ دوسرا مفتی محمد خلیل الدین خان سفیر زمان حضرت خلد مکان مقبول سرکار تین تیسرا مولوی فضل حق خیرآبادی شریح کیا راجہ کندن لال نے عرض کیا اگر نام چہارم بھی محمد خان کلکٹر کا لکھا جائے تو چار یار پورے ہوجائین مہاراج نے کہا وہی تینون پہلے کے کافی ہین غرض بعد مبالغہ جو تھا نام بھی داخل کیا گیا صاحب نے بعد استفسار حال محمد خان کا نام منظور کیا کپتان ہالنکس صاحب کی سفارش سے کہ وہ اوسوقت موجود تھے کہ بہ نسبت اورون کے یہ ہمارے سررشتہ سے واقف ہین بظاہر عالیخاندان ہین اور نواب منور الدولہ کی بیشدست بھی رہے ہین

بعد اس منظوری کے اہلکار سرکار نے از راہ معاملہ فہمی خلعت دینے مین تامل کیا مگر یہ اپنی یاوری
اقبال سے روز جمعہ ۱۰۔ شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری خلعت وزارت سے سرافراز ہوے اس عرصہ مین
الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم نواب گورنر جنرل ڈانک مین یکم ماہ نومبر سنہ ۱۸۲۷ع مطابق ۱۲ شہر
ذیقعدہ سنہ الیہ داخل شہر ہوے اور باتفاق صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کی ملاقات کو آئے
تعارف معمولی ہوا بعد ایک ہفتہ کے شہر کو دیکھکر اور انتخاب کتب تواریخ وغیرہ کتب خانہ سلطانی سے
کرکے پھر کانپور گئے یہ صاحب جس شہر مین گئے ہین بہت سی کتب تواریخ ہر طرح کی خواہ بہدیہ
لوگون نے خوشامد سے نذر کین یا بہ قیمت چنانچہ چار جلد کتاب متوسط احوال ہندوستان مین
کی لکھین وہ طبع ہوکر مشہور ہوئین اور اپنی علالت مزاج سے برخصت کیپ گئے ہین ہم
جب خبر داخلہ نواب گورنر جنرل لارڈ دہیرڈنگ صاحب بہادر کانپور مین آئی بادشاہ نے
حکم تیاری لشکر فرمایا ارکان دولت امرا سے جسقدر سامان سفر درست ہوسکا ارادہ ہمراہی بادشاہ
کیا کسواسطے کہ تنخواہ ہر ایک کی سرکار مین بہت چڑھ گئی تھی ہر شخص پریشان حال تھا بہر صورت
روز سہ شنبہ ۲۲۔ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ مجموع لشکر روانہ کانپور ہوا وہی علی خان پیشتر سے چار
پانی لیکر روانہ ہوگئے وقت پہونچنے کے ایارچہ کا خلعت ملا تھا بادشاہ چار گھڑی دن رہے
سواری باد بہاری موسی باغ مین از راہ یا تراب رونق افروز ہوے روز پنجشنبہ ۲۴
کو نواب گورنر جنرل کے داخلہ کانپور کی خبر آئی بادشاہ ۲۶۔ روز شنبہ صبح کو سڑک قدیم نولگنج
ورحمت گنج سے تشریف فرما ہوے انتظام شہر افسردن کے سپرد ہوا اسلئے کہ شرف الملک
بالکل بے ہوتا ہے تمام شہر کے کوچہ و بازار مین خصوصاً دردولت پر ایک وحشت
برستی تھی۔

فی الحقیقت لشکر ظفر پیکر قابل دید تھا دریا کا کنارہ ہر طرف سبزہ زار کوسون کا میدان موسم
خوشگوار خوبی لطافت دریا خوبی عمارات کنپ آنطرف دریا خصوصاً خیمہ بارگاہ سلطانی کو راجہ
ورشن سنگھ بہادر غالب جنگ نے اپنے سلیقہ سے گرد چمن اور دوب بلکہ درخت میوہ جات سب
ثمردار کئی ہزار کو خرید کرکے آراستہ کیا تھا اور سڑک پہ سرخی پڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ
مصنوعی نہین ہے ہمیشہ سے یون ہی از خود آراستہ تھا۔

ورود کوکب ہمایون بندگان اقدس لشکر مین اور مراجعت لکھنؤ اور داخلہ نواب گورنر جنرل کا لکھنؤ مین

روز شنبہ ایک نجے دن کو عین شدت باران رحمت مین بادشاہ سلیمان بارگاہ بیلوری یا دہیاری مانند رحمت خدا رونق افروز لشکر ہوے باغیچہ طلسم کار دیکھکر بہت خوش ہوے صاحبان عالیشان نے بھی اسے بہت پسند کیا تھا کہ گویا یہ باغ اصلی ہے بعد چند دقیقہ کے حکم ناچ اور رنگ ہوا نصف شب تک یہ صحبت عیش رہی روز یکشنبہ کو بھی آفتاب نے پردہ رحمت سے منہہ باہر نہ نکالا دوشنبہ تک وہی صورت رہی جب ایکساعت دن باقی رہا بادشاہ خیمہ سے برآمد ہوے سر برہنہ رو بقبلہ کھڑے ہو کر بکمال خشوع و خضوع سے درگاہ قاضی الحاجات مین سکون بارش کی دعا کی برکت دعا سے مطلع شرقی صاف ہوا بندگان خدا تہلکۂ طوفان سے بچے۔

صبح سہ شنبہ جنرل جواد علیخان مرزا سکندر حشمت نواب سرفراز الدولہ نواب وزیر الممالک کپتان برڈ صاحب کرنیل والکس صاحب میجر صاحب مصاحبان خاص بادشاہ واسطے اجازت ملاقات شاہجہان حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے بہ جلوس سواری سے تشریف فرما ہوے رسم ملاقات حسب دستور قدیم ہوئی عطر پان گوشہ ملے بعد اسکے رخصت ہوے وقت عصر الیٹ صاحب سکرٹر اعظم مع صاحبزادہ ہائے نواب گورنر جنرل بہادر اور ایک صاحب مصاحبان خاص نواب محتشم الیہ واسطے تقرر ملاقات بادشاہ روز چارشنبہ تشریف لائے اوسی طریق سے رخصت ہوے۔

صبح چہارشنبہ کو پہلے جنرل صاحب اور مرزا خورم بخت نواب وزیر الممالک بہادر بحضور نواب گورنر جنرل بہادر کے بہ جلوس سواری سے تشریف فرما ہوے بعد نصف ساعت بادشاہ شان و شوکت سلیمانی سے نالکی طلاکار پر سوار ہوے اوسوقت حسب تجویز صاحب رزیڈنٹ مصلح السلطان نے ٹکٹ نمبر دار ہر عائد و حواشی شاہی کے ہاتھہ مین دیئے یہ سب ۱۹ صاحب کرسی نشین تھے اور ۱۲ ٹکٹ خواص عہدہ دار کو ملے یہ امر جدید کبھی پیشتر نہوا تھا اگرچہ داب دستور انگلستان کے خلاف نہین ہے بلکہ دستور ولایت کا یہی ہے کہ بے طلب ٹکٹ کوئی مہمان بھی کسیکے گھر نہین جاتا چنانچہ شاہجہان آباد مین بھی آجتک دستور ٹکٹ جاری ہے کہ جو شخص اپنے گھر مین مجلس عزا کرتا ہے ٹکٹ طلب بقید وقت ہر شخص کو

بھیجدیا ہے لوگ سب آتے ہیں اور بغیر ٹکٹ کے کوئی مجلس میں نہیں جاتا ہے ا لکھنؤ کے کہ یہاں بغیر طلب
لوگ سنکر مجلس میں جمع ہوجاتے ہیں خلاصہ جب بادشاہ کنارہ دریا پل کشتی سے اسپار پہونچے ہاتھی پر سوار
ہوئے روپیہ بانٹنا شروع ہوا فقرا و مساکین نے ہاتھی کو گھیر لیا تین ہزار چار سو ہنسٹھ روپیہ سب نے پایا
کہ دفعۃً لولیان شہر نے ہجوم کیا اور خوف جان سے نڈر ہوکر ہاتھیوں کی حلقہ میں آگئے ایک شخص کچل بھی گیا
جب گورہ بارک کے پاس پہونچے گورے اپنی بارک سے نکلکر اخذ زر میں مشغول ہوئے شہدون سے
اور اونسے خوب کشتی ہوئی آخر کو گورے تھک کر اپنی بارک میں چلے گئے رزیڈنٹ نے بادشاہ کو تماشا
سے روکا کہ مبادا دو چار کا خون ہوجاوے ہاں سے سواری آہستہ آہستہ چلی جب سراچہ خیمہ پر پہونچی نواب
گورنر جنرل ہاتھی پر سوار ہوکر آئے طرفین سے برسم قدیم سلام ہوا نواب محتشم الیہ نے بادشاہ کو اپنے
پہلو میں بٹھا لیا اور داخل خیمہ ہوئے مجمع امرا سے انگشت یافتہ نے درسراچہ پر ہجوم کیا ٹکٹ دکھا کر داخل خیمہ ہوئے
اوسوقت مع بادشاہ سب کرسی نشین ۲۶ تھے اور ۱۲ خواص یعنی بشیر الدولہ مصلح السلطان احتشام الدولہ
اقبال الدولہ مجد الدولہ مفتاح الدولہ وغیرہ تھے مرزا وصی علی خان اہتمام چار پائی کر رہے تھے ایک ساعت
تک صحبت جاری رہی پہلے صاحب سکرٹر نے بادشاہ سے کہا کہ نواب گورنر جنرل فرماتے ہیں کہ کچھ نان
ونمک نوش فرمایئے یہ سنکر درجہ اول سے درجہ دوم میں تشریف لیگئے جہاں میز آراستہ تھا۔

نواب گورنر جنرل نے اول جلسہ صحبت میں بادشاہ سے کلمات از راہ مزید محبت اور دولتخواہی کے
ارشاد فرمائے جوکہ دس صحبت خاص کے حاضرین کی زبانی سنے گئے کہ ہم بہت مشتاق ملاقات تھے
بہت خوش ہوئے آپ کے اسلاف کرام کے حقوق جو نسبت ہماری سرکار کے ہوئے بیان سے باہر ہیں تھے
امور باعث قیام و سرسبزی سلطنت ہوئے اونکا کہنا او تفہیم بہر لازم ہے اور صاحب رزیڈنٹ
قایم مقام ہمارے بمنزلہ ہماری زبان کے ہیں جو امور مناسب وقت اور اصلاح سلطنت کے ہونگے اونکا
مشورہ نیک آپکو دینگے کہ باعث سرور و مسرت آپکا ہو اور آپ ہر صورت مالک و مختار اپنی سلطنت کے ہیں فقط
وقت رخصت نواب گورنر جنرل نے مالہ مروارید بیش بہا اپنے ہاتھ سے زیب گلوی بادشاہ کیا اور
اکاتون کشتیاں اقمشہ اور تشیٔنا بیش قیمت بادشاہ کو اور تیس ۳۰ مرزا ولیعہد بہادر کو چھبیس ۲۶ مرزا
سکندر حشمت کو دیں اور ۴ ہاتھی ۲ عماری پر زر ۲ ہودج نقرہ ۔ ۶ گھوڑے اوسمیں سے ۲ ولایتی ساز طلا
۴ چھڑی پشمینہ ۲ دکھنی مع ساز و چھڑی زردوزی ایک خیمہ پشمینہ مع چوب نقرہ دو پالکی ایک تامجان

ایک کشتی جواہرات کی جسمین طرۂ الماس بیش بہا او رضیغہ گلابی تھا باقی اُمرا و اقربا کو عطرا ور ہار گوٹھ وغیرہ کے ملے۔ نواب وزیر الممالک مہاراجہ شوکت الدولہ سفیر کو خلعت مع ہاتھی و پالکی ملا۔

ایک امیر حضرت خلد مکان کی ضیافت کانپور کی نقل کرتے تھے کہ جب خلد مکان نواب گورنر جنرل لارڈ امہرسٹ بہادر کے خیمہ مین داخل ہوئے تین سو کرسی گرد میز کے تھی بادشاہ نے نظر بہ قلت تعداد کرسی کہ مبادا وفا نہ کرے نواب محتشم الیہ سے ارشاد کیا کہ ہم اور ہمارے اقربا مہمان ہین اگر تقدیم اپنے مہمانون کی ہوگی ہم بھی ایسی صورت سے پیش آئینگے نواب معزالیہ نے بطیب خاطر قبول کیا چنانچہ وہی صورت صاحبان عالیشان کے واسطے لکھنؤ مین ہوئی اُمرا دوسرے کمرے مین میز پر بیٹھے خلاصہ حفظ مراتب اس خاندان عالیشان کا جیسا چاہیے لارڈ ہسٹنگ صاحب نے کیا ظاہر ہے اور نظر بخلوص جنت آرامگاہ خلد مکان القاب عمو صاحب لکھتے تھے تحریر خطوط طرفین سے یہ سب امور ظاہر ہین ارباب سیر و تواریخ کو فقط ایسے اشارات کافی ہین نواب گورنر جنرل کا خانساماں جو خالی کشتیان لینے آیا تھا اوسے خلعت ۶ پارچہ کا اور ایکہزار روپئے عنایت ہوے۔

روز پنجشنبہ وقت صبح جنرل مرزا سکندر حشمت مرزا خرم بخت بہادر۔ نواب وزیر الممالک صاحب رزیڈنٹ۔ کرنل ولکاکس صاحب وغیرہ واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے گئے ۹ بجے نواب محتشم الیہ پل پر پہونچے اوسطرح بادشاہ ہاتھی پر اپنے پہلو مین بٹھا کر داخل خیمہ ہوے بعد ایکساعت کے رخصت ہوے بادشاہ نے سراچہ خیمہ تک مشایعت کی وقت رخصت مالائے مرواریدزیب گلو نواب محتشم الیہ کیا اونکے صاحبزادونکو اور ہمارے خواتین خلیل القدر کو بھی مالے دیے گئے باقی ادر صاحبونکو ہار گوٹھ و عطر دیا گیا اور اوہ کشتیان بلیوں کی پیشکش ہوئین خانساماں سکو ایک گٹھری مین باندھکر لیگیا۔ اقبال الدولہ مہتمم کشتی نے نظر بحسن سلوک محمد کاظم اپنے ملازم کو بجلدوے مقابلہ اسباب بھیجا خلعت ۵ پارچہ ہزار روپے پاسکے اوسنے چھپایا۔ آغا مرزا داروغہ پوشاک جو ہمیشہ کشتیون کے ساتھ جایا کرتا تھا مجد الدولہ سے شکایت کی وہ خلعت انھین ملگیا۔

شب جمعہ بخش علیخان ناظم رسول آباد نے واسطے خوشنودی مزاج اقدس اپنے رسوخ کیواسطے

کنارۂ دریا اور دریا مین بیڑے روشنی کے لشکر سلطانی تک چھوڑی بہت سی آتشبازی
چھوٹی دریا مین ایک باغ تازہ گلہاے گوناگون کا نظر آتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوے
صاحبان عالیشان وخواتین عظمہ بھی دریا کے کنارے اس تماشے کے دیکھنے کو آئی تھین
صبح روز جمعہ بادشاہ سواری بادبہاری ڈاک مین پہلے داخل موسی باغ ہوے
وہان سے درگاہ بارہ امام مین زیارت کرکے رونق افروز شہنشاہ منزل ہوی صاحب
رزیڈنٹ بھی داخل کوٹھی ہوے۔ توپین سلامی کی سر ہوئین۔
روز شنبہ نواب گورنر جنرل بہادر داخل خیام انام ہوے لشکر مین قلت رسد ہوئی راجہ
غالب جنگ بستم لشکر نے داتا رام عامل رسول آباد کو بہت تنبیہ کرکے بے عزت کیا اور بازار
مین تشہیر کیا چوتھے دن چہارشنبہ کو نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوے برسم قدیم
چار امراے نواب وزیر الممالک پہلے استقبال کو گئے بعد اسکے بادشاہ وصاحب رزیڈنٹ بادبہار
پر سوار ہوکر تا شہر تک تشریف فرما ہوے وہان سے ہاتھی پر سوار نواب محتشم الیہ اور صاحب
رزیڈنٹ ہم پہلو ہوکر شہر مین ہوتے ہوتے شاہ منزل مین داخل ہوے چار پانی فیل جنگی وغیرہ
نواب معز الیہ بمقتضاے سن پیری خشکی کی راہ بہت جلد رخصت ہوے روز پنجشنبہ چار پانی کوٹھی
رزیڈنٹی مین ہوا وہان اشخاص مختصہ کرسی نشین تھے رسم ہدایا کشتی ملبوس وغیرہ طرفین سے
لکھنؤ مین نہوئی کسواسطے کہ کانپور مین ہوچکی تھی اور طریق طعام شب و روشنی وغیرہ یعنی شہر
کھانا خلد منزل کے وقت سے موقوف ہوگیا ہے۔
روز جمعہ جب دستور اعظم صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل کا
یہ حکم ہی کہ ہمارے دربار مین امین الدولہ باجازت بادشاہ آوین عرض کیا کہ وہ معتوب شاہی
مین فرمایا اونکا آنا محض بمشاہدہ لیاقت ہی جیسے نواب منور الدولہ معزول بھی آوینگے تو انکے
آنے مین کیا قباحت ہے نواب اور سفیر شاہی کے بادشاہ سے عرض کیا فرمایا اگر نواب گورنر جنرل
کی خوشی ہے تو ہمنے بھی اجازت دی یہ پاسداری اور حمایت فقط صاحب رزیڈنٹ کی بدولت
ہوئی جو بادشاہ نے اپنے ارشاد سے خلاف کیا تھا ورنہ گورنمنٹ مین انکا کونسا حق تھا اونسے اولیا
کے واسطے وسیلہ آبائی تھا اوسمین حمایت جدید کی احتیاج نہ تھی۔

خلاصہ صاحب رزیڈنٹ نے سعادت خان جمعدار کو بھیجکر نواب امین الدولہ کو بلوایا دوپہر کو سوار ہوکر چلے راہ مین وہ شہر کوپہار سے آکر کہاکہ صاحب کا حکم یہ ہے کہ آپ کل دو بجے تشریف لائیے گا۔

دوسرے دن سشنبہ کو پہلے نواب گورنر جنرل شاہ منزل مین واسطے ملاقات بادشاہ کے تشریف لائے۔ ہاتھی گینڈے کی لڑائی دیکھی ۱۱ بجے رخصت ہوے دوپہر کو اہل دربار صاحبان وثائق خیرخواہان سرکار کمپنی کوٹھی ضیافت مین جمع ہوے نواب امین الدولہ شرف الدولہ اعظم الدولہ نواب ممتاز الدولہ پہلے کوٹھی ضیافت مین علیحدہ بیٹھے پھر ہر شخص کو نمبروار ٹکٹ ملا۔ موافق اوسکے کرسی نشین ہوے یہ سب اکتالیس صاحب تھے۔

پہلے کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور نواب امین الدولہ سے کچھ سرگوشی کی اوسکے بعد نواب گورنر جنرل رونق افروز ہوے۔ کرسی نشینون نے کھڑے ہوکر سلام کیا پھر کرسی پر بیٹھے بعد اوسکے پھر ہر ایک نے ترتیب وار جاکر حضور محتشم الیہ کو سلام کیا اور اپنی اپنی کرسی پر آکر بیٹھے نواب امین الدولہ نے کلمات شکریہ ادا کیے رزیڈنٹ صاحب نے اوسکا ترجمہ کیا بعد اسکے ہر ایک شخص کو عطر پان عنایت ہوا پھر ہر شخص نے جاکر سلام رخصتی کیا جب دربار برخاست ہوا نواب امین الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیا ہر شخص کے پانون مین فرش پر جرابیں بغیر کفش تھی۔

نقشہ دربار

کرنل رچمنڈ صاحب - نواب گورنر جنرل بہادر والیٹ - صاحب سکرٹر - کپتان برڈ صاحب

[illegible]

۱- نواب مبارک الدولہ

۲- نواب ممتاز الدولہ

۳- نواب وزیر الدولہ

۴- نواب سعید الدولہ

۵- نواب منور الدولہ

صاحبان خاص ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۶ء

۶- نواب امین الدولہ

۷- نواب شرف الدولہ

۸- سلطان مرزا شاہزادہ صفوی

۹- دلیر الدولہ۔

۱۰- نواب بہادر۔

۱۱- نادر مرزا۔

۱۲- مرزا عباس۔

۱۳- رضا علیخان۔

۱۴- مرزا علی خان۔

۱۵- مرتضی حسین خان

۱۶- مرزا محمد حسین۔

۱۷- مرزا افضل علیخان

۱۸- مرزا علی عسکری

۱۹- مرزا مہدی پسر حسین علیخان

۲۰- مرزا فدا علی پسر حسین علیخان

۲۱- جعفر علی خان

۲۲- امیر مرزا

۲۳- محمد عطا خان۔

۲۴- سید محمد خان مخدوم

۲۵- جلال الدین حیدر

۲۶- مظفر الدولہ۔

۲۷- محمد علی خان۔

۲۸- میر نظیر علی خان۔

۲۹- مرزا محمد تقی خان پسر حسین علی خان۔

۳۰- احمد حسین خان۔

۳۱- نواب حیدر علی خان

۳۲- نواب مہدی علیخان ابن نواب مدار الدولہ

۳۳- میر نواب ابن مرزائی صاحب۔

۳۴- ڈاکٹر میر عنایت حسین۔

۳۵- منشی عبدالکریم منشی گورنمنٹ

۳۶- اعظم الدولہ

۳۷- رفیق الدولہ۔

۳۸- مولوی ذاکر علی۔

۳۹- مظفر حسین خان کمبوہ

۴۰- منشی جانکی پرشاد۔

۴۱- احمد رضا خان۔

صاحبان خلعت

۱- منشی جانکی پرشاد میر منشی ریزیڈنسی	۷ پارچہ	۵ رقم جواہر

۲ - بابو بھیرولن چند رخزانچی رزیڈنٹی	۹ پارچہ	ایک ۔ رقم جواہر
۳ - اخبار نویس لال جی رزیڈنٹی	۵ پارچہ	
۴ - مظفر حسین خان کمبوہ	۴ پارچہ	
۵ - مرزا مہدی علیخان مہتمم چارپائی	۴ پارچہ	۴ رقم جواہر ۔ ایک قرولی
۶ - نانک چند مہاجن ۔	۵ پارچہ	

نواب امین الدولہ کا دربار مین جانا لوگ خلاف سمجھتے ہین کہ یہ داخل اہل وثایق نتھے اور اولاد نواب مختار الدولہ ۔ سرفراز الدولہ ۔ امیر الدولہ کب اہل وثایق سے تھے وظیفہ شاہی بواسطہ صاحب رزیڈنٹ ملتا ہے نظر بحسن خدمت کہ سرکارین مین باعث فتنہ وفساد کے نہوے بلکہ موافقت سرکارین مین پیروی کرتے رہے نواب امین الدولہ بھی اسیطرح نیکنام رہے تحریر صاحبان رزیڈنٹ سے ظاہر ہے مقام استعجاب ہیا اور حمایت رزیڈنٹ بھی ظاہر ہے جسکا ذکر کیا گیا بلکہ خود سرکار سے انکی حمایت پیدا ہوئی ۔

مظفر حسین خان کنبوہ اپنی خوش رفتاری سے آلہ آباد سے بموافقت لورڈ صاحب کمشنر لکھنو آئے فی الحقیقت یہ خلعت مرصع ولایت حسین خان کیواسطے تجویز ہوا تھا مگر موافقت عملہ سرکار او اپنی حسن تدبیر سے اور لورڈ صاحب کی جہت سے انھین ملا چنانچہ جب کپتان ریڈ صاحب کو اصل حقیقت معلوم ہوئی یہ اوسوقت حکیم بندہ رضا خان کے پاس بیٹھے گرمجوشی اختلاط کی باتین کر رہے تھے کہ چپراسی رزیڈنٹ نے حکم اخراج شہر پہونچایا اوسیوقت سیدھے کانپور چلے گئے اسیطرح ایکمرتبہ نیابت نواب امین الدولہ کے زمانے مین شہر مین آئے اور مہاراج جھاؤلال کے مکان مین اوترے لکھنو کے اہل غرض عروج ثانی انکا سمجھکر آنے لگے نواب سے بھی ملازمت کے امیدوار اپنی کار فرمائی کے تھے جب کپتان شکسپیر صاحب نے انکے باب مین بہت کچھ نواب سے کہا نواب نے کہا کہ ایسے لوگ بہت سے لکھنو مین آتے جاتے ہین مجھے اوسے کیا کام ہے غرض تمدد کیا وگرنہ کیا عجب تھا کہ انکو بھی کچھ کام کا سمجھکر اپنے دربار مین آنے دیتے جیسے بعض ونکے دار دمعہ کو کارفرما سمجھکر دار ومعہ اپنے کاروبار کا کیا تھا غرض یہ مایوس اور ناکام ہوکر پھر کانپور چلے گئے ۔

الغرض روز دوشنبہ ۱۳ تاریخ ماہ نومبر کو چند خواتین انگلشیہ مہمان صاحبات محل ہوئین ہر ایک کو

گوٹے کے ہار کے بدلے مالاے مروارید دیا اوسی دن بادشاہ ۴ بجے واسطے رخصت نواب گورنر
جنرل کے تشریف فرما ہوے دو ساعت تک تخلیہ خاص رہا نواب محتشم الیہ نے فہمایش صرف ہمت
والا انتظام ممالک محروسہ و رفاہ و فلاح رعایا مین اوس طریقے سے جو لازمۂ محبت و یکجہتی ہے
سمجھایا شاہ عالم پناہ نے کلمات نازو دوستانہ بہرحال خوشنودی خاطر نواب معظم الیہ کو مقدم رکھکے
کمال بے تکلفی سے دامن نواب کا ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر نے جو
سلوک جنت آرامگاہ کے بعد کیے ظاہر ہین اور لارڈ آکلنڈ صاحب نے فردوس منزل کو
صاحب تخت و تاج کیا ہمیشہ اون کے معین و مددگار رہے لہذا آپ بھی نسبت حقوق میرے
اسلاف کرام کے میرے واسطے امر جدید جو باعث مزید محبت ہو تجویز فرمائیے تو آپ سے کچھ
بعید نہوگا اور جبتک اقرار نہ فرمائیے گا اپنا ہاتھ آپ کے دامن محبت سے نہ اوٹھاؤنگا نواب
موصوف نے اس جوش محبت بادشاہ سے وہ کلمات کمال شفقت سے فرمائے جو موجب
تسکین خاطر ہمایون ہوے اور بہت خوش ہوے ایک انگوٹھی الماس اور شمشیر ولایتی حسب
دستور وقت رخصت دی نواب محتشم الیہ نے ایک قلمدان جواہر نگار اور ایک ہاتھی عماریدار
نقرہ دیا اور شادان و فرحان رخصت ہوے۔

اوسیدن رات کو نواب گورنر جنرل بہادر واسطے ملاحظۂ روشنی حسین آباد تشریف لائے
اوسکی صورت یہ ہوئی کہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان نے از راہ فراست عرض کیا کہ حضرت فردوس
منزل کو اہالیان سرکار دولتمدار سے بہت محبت روحانی تھی اور صاحبان صدر کو بھی خصوصیت
وجدانی ہے پس محبت فیما بین مستلزم اسکی ہے کہ حضور مع صاحبان عالیشان و خواتین معظم حسین آباد
مین رونق افروز ہون اور تماشا روشنی و آتشبازی ملاحظہ فرمائین کہ یہ مہمانی حضرت فردوس منزل کی
ہے اور باعث خوشنودی روح حضرت ہے اس جہت سے نواب محتشم الیہ تشریف لائے دو ساعت تک بارہ دری
تالاب پر بعد زیارت امام بارہ کے رونق افروز رہے۔

صورت روشنی بے تکلف یہ تھی کہ رومی دروازے سے حسین آباد تک دو رویہ ٹھاٹھر روشنی
کے تھے اور ترپولیا بلند تھا اور سب پر چراغ روشن تھے اور گرد تالاب کے ابرکی فانوسین اور گولی
نصب کیے تھے اور بارہ دری مین روشنی شیشہ آلات اور حسین آباد مین در و دیوار پر گلاس روشن

تھے اور ایسا انتظام کیا تھا کہ سوا متوسلین سرکار کوئی تماشہ بین شہر مین نہین جانے پاتا تھا اور
دالان بارہ دری مین میز پر خوراکات و میوہ جات تر و خشک آراستہ تھے ۔

غرض ۱۱ بجے نواب گورنر جنرل بہادر کوٹھی رزیڈنسی مین داخل ہوئے مرزا وصی علیخان نے
سپہر کے تیسرے پہر مین جہان اپنی چالاکی سے از راہ [?] کانپور سے تین کرانچی ڈاک مین چار پانی اور
سامان ضروری لیگئے تھے صاحبزادہ نواب گورنر جنرل نے وعدہ انکے گھر جانے کا کیا تھا بموجب
ایفاے وعدہ از راہ ناواقفیت دستور مع چند صاحب باغ مین دریا کے اوسپار تشریف لیگئے
مرزا نے موافق اپنے حوصلے کے بہت تکلیف سے باغ آراستہ کیا تھا اور کئی طائفے ارباب
نشاط صاحب حسن و جمال بھی اپنا باغ سبز دکھانے کو بلوائے تھے بعد دو ساعت کے یہ تماشا
بھی دیکھکر رخصت ہوا سو یہ انکا موجب رسوخ و تفاخر ہمچشموں مین ہوگیا جب کپتان برڈ صاحب نے
سکرٹر کو اس مہمانی جدید کی چھٹی شکایتی لکھی کہ موجب تفاخر میزبان اور خلاف شان مہمان کے یہ امر ہوا
ایسا کبھی پیشتر یہان نہین ہوا کہ سوا بادشاہ کے کسی اور کے گھر مین صورت مہمانی ہوتی ہو اسکا
جواب یہ دیا کہ تمنے اپنی چھٹی مین حال چار پانی کو مرد ذی عزت لکھا ہے پس اگر ایسے شخص کے
گھر جانے کا اتفاق ہوا تو کیا قباحت ہے ۔

روز شنبہ چہارم ماہ ذیحجہ ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۸۴۷ء صبحکو نواب گورنر جنرل بہادر
ڈاک مین [illegible] چار باغ سے روانہ کانپور ہوے نواب وزیر المالک اور رزیڈنٹ تاکہ شہر تک مشایعت
کو گئے صاحب سکرٹر بھی اوسی رات کو روانہ ہوے ۔

مشہور ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے بعد انکشاف حقیقت حال بادشاہ و ارکان دولت
حسب قانون صاحب رزیڈنٹ کو احکام مجوزہ مناسب وقت تحریر رپورٹ فرمائی جسکا مضمون
سرکار نے بہ قراین سمجھکر یون بیان کیا ۔

حال بادشاہ اودھ اور برخلاف راے باصواب رزیڈنٹ ہوتا اور استغاثہ رعایاے شہر
نسبت وقوع امر جدید از روی اخبار و تحریر صاحب رزیڈنٹ سے دریافت ہوا مصلحتاً صاحب رزیڈنٹ
کو اجازت دی کہ شاہ اودھ کے ایسے امور مین مداخلت نہ کرین کسواسطے کہ بعد ورود لکھنؤ ہم خود
سمجھ لینگے کسواسطے کہ آبا و اجداد سلطنت اودھ سے اور ہماری سرکار دولتمدار سے ہمیشہ سے سلسلہ اتحاد

حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بہادر

Vajid ali shah.

و یک جہتی چلا آیا ہے بہرحال پاسداری اور رعایت امور مرجوعہ لازم ہے ہمنے تخلیہ مین بہت سے
مراتب تفہیم بادشاہ سے کیے اونہون نے ہر امر کو تسلیم کیا اسلیے ہمنے بھی اونکی خوشی خاطر مقدم رکھی
پس نظر بحقوق اسلاف سلطنت اصلاح حال سلطنت اہالیان سرکار پر لازم ہے اور ہمین کسیطرحکی
مداخلت اونکے گھر مین منظور نہین لہذا چاہیے کہ اصلاح سلطنت اور رفع ظلم اور بدعت اور اتلاف مال
شاہی مین مبل معروف رہین اور کوشش کرین اگرچہ درستی خلاف مزاج بادشاہ ہو اور بھی ارکان
دولت کے ہو اور درستی فوج بھی بآئین شایستہ عمل مین آوے کہ تیس ہزار سوار و پیدل و توپخانہ
جنگی اچھی طرح سے آراستہ اور پیراستہ ہو کہ بروقت ضرورت سرکار کمپنی کے بھی کام آسکے اور
سرکوبی متمردین بھی بروقت سرکشی کر سکے۔

خلاصہ رتق و فتق مہمات سلطنت بتجویز و صلاح دہی صاحب رزیڈنٹ قرار پائی چنانچہ واسطے داد رسی
مستغیثان سپاہ فوج سرکار کمپنی سکنہ ملک اودھ جنکا مقدمہ زمینداری محکمجات شاہی مین انفصال
ہوتا تھا اور سبل بھی ملجاتی تھی اور غفلت یا طمع عمال سے سرکشی تعلقدار سے اپنے حق کو نہ پہونچکر
ہمیشہ داد و بیداد کرتے تھے اسکے واسطے ایک کچہری بتحصیل حضور مقرر ہوئی اور انفصال فیصلہ مقدمات
پر تاکید ہوئی اور امر نیابت بھی محول بصاحب رزیڈنٹ ہوا اور واسطے عدم رسانی زر سرکار
عمال سے تشخیص کا حکم ہوا کہ اگر ضمانت عمال سے ہو اوسکا تدارک کیا جاے اور اگر سرکشی رعایا سے
بغیر حجت ظلم دریافت ہو اونکی سرکوبی اعانت فوج انگریزی سے ہو کہ انتظام کامل عمل مین آوے
اور اگر متعدین کارگزار ونکا ملنا جو سب طرح کی لیاقت رکھتے ہون دشوار ہے لہذا اس ملک
مین ایسا قانون جاری ہو کہ کسیطرحکا فتور انتظام مین نہو اور ازروی قانون کوئی شخص خیانت
نہ کر سکے اور اجراے کار سرکار حسب لیاقت ظاہری رہے۔

غرض نواب گورنر جنرل بہادر عجب سردار سیر چشم عالم زمانہ تھے عملہ شاہی سے جسے
خلعت عنایت کیا پیشینہ بیش قیمت اور شے تحفہ تھی چنانچہ خلعت سفیر شاہی نو ہزار روپیہ کی بابت
ارزبازار اور خلعت نواب وزیر الممالک و مہاراج کا بہت بیش قیمت اور عمدہ کا تھا اور جسے خلعت
دیا بیش قیمت اور بادشاہ کو پانچ ہاتھی عماری دار ہودج نقرہ و جھول کارچوبی دو نالکی ایک
تامجان دو گھوڑے ساز طلا و نقرہ ایک مسہری نقرہ خیمہ پشمینہ اکاون کشتی ملبوس خاص سر او گریا کشتی جو

وظروف نقرۂ دست ظروف چینی کارطلائی شیشہ الماس تراش کے سامان آراستگی بیش قیمت بدری دو شالے کشمیر کے عمدہ قلمدان جواہر نگار رقومات جواہر بیش بہا تاج بطور سرپیچ قدیم مالہ سرپیچ دولڑا مرواریدا انگوٹھی الماس دست بند وغیرہ دیا اسیطرح کسی گورنر جنرل بہادر نے نہیں دیا کسواسطے کہ لارڈ ہارڈنگ صاحب عمو صاحب لکھے جاتے تھے اونھون نے اسقدر تحفہ نہین دیا تھا سب جانتے ہین بلکہ دو کروڑ زر نقد اس سرکار سے لے گئے تھے یہ امر سب پر آشکارا ہے کتب تواریخ انگریزی مین بھی مندرج ہے سرکار شاہی سے بھی بہت تحفہ اسباب دیا گیا ایک گاڑی نقرہ جو معرفت کپتان برڈ صاحب کے لنڈن سے بہ فرمائش آئی تھی وہی گئی۔

وقت روانگی نواب گورنر جنرل نے صاحب رزیڈنٹ کو بادشاہ کیواسطے ایک محبت نامہ چند مد کا دیا تھا جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ ممالک محروسہ اعلیٰ کئی برس کی مدت کا دیا جاوے جس مدت مین عہد شکنی نہو پرگنون پر تھانجات مقرر ہون تاکہ رعایا پر ظلم نہوا ور زر تحصیل بسہولت حاصل ہو کہ موجب آبادی ملک اور افزائش زر دعات ہو لہذا تفہیم ان صاحب کی محض بمقتضائے محبت و دولتخواہی سرکار شاہی منظور ہے اسواسطے کہ فیمابین دولتین عالیتین محبت و اتحاد قدیم متلزم اصلاح مفاسد ہے پس مکرر بہ تواتر تدارک تفہیم مین کوئی امر نہین رہا اگر شاہ اودھ اس نمایش مذکورہ پر جو موجب افزایش مال و نیکنامی سلطنت ہے حسکم کی تعمیل نہ فرمائینگے تو آئندہ بطور اپنے بندوبست کرکے بعد انتظام کلی ممالک محروسہ اودھ قبضۂ اہالیان شاہ اودھ مین مناسب وقت سمجھکر دیا جائیگا فقط یہی مضمون مرشتہم عہدنامۂ فردوس منزل ہے۔

بعد روانگی نواب گورنر جنرل روز سہ شنبہ کو صاحب رزیڈنٹ شاہ عالم پناہ کے پاس آئے وہ محبت نامہ جو حقیقت مین نقل عہدنامہ تھا دیا اور پھر سب طرح سے کمال خلوص و دولتخواہی سے فہمایش کرکے رخصت ہوے جسکا نتیجہ یہ ہوا جو سب نے دیکھا بادشاہ نے اقرار تعمیل فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بتاریخ بموجب مکنون خاطر عمل مین آئیگا چنانچہ کچہری حضور تحصیل متعلقان انگریزی سے مقرر ہوئی اوسکے مہتمم مولوی فضل حق خیرآبادی مقرر ہوے اور بظاہر ممالک محروسہ اعلیٰ قرار پایا مگر اوسمین شرط اجارے کی تھی۔

ورود نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہوزی صاحب کا کلکتہ مین اور محبت نامہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب کا بادشاہ کیواسطے

۲۴- ماہ جنوری ۱۸۴۸ء مطابق ۱۲۶۴ھ رایٹ آنریبل جیمیس انڈروارل آف ڈالہوزی گورنر جنرل بہادر بیت السلطنت کلکتہ مین رونق افروز ہوے حسن اتفاق سی دونون صاحبان عالیشان منصوب و معزولین مین رسم ملاقات مہمانداری بہ تکلفت ہوئی اور ایک دو ہفتہ گذر کر روانہ ولایت ہوے لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر نے مناسب وقت سمجھکر بموجب ارشاد بادشاہ وقت رخصتی محبت نامہ بھیجا چنانچہ ۲۰- شہر ربیع الاول سنہ مذکور انکے صاحب رزیڈنٹ تنہا بادشاہ کے پاس آئے وہ محبت نامہ دیا سبب تنہائی یہ تھا کہ کپتان برڈ صاحب کانپور گئے تھے حاصل مضمون یہ تھا کہ ہمنے نواب گورنر جنرل بہادر منصوب سے مہام رتق و فتق سلطنت مشروحاً بیان کیے نواب محتشم الیہ نے ہماری راے صوابدید کو مستحسن سمجھا لہذا اگر شاہ جمجاہ تعمیل امورات مرجوعہ سلطنت مین متوجہ ہونگے اور ارکان دولت کمال جانفشانی اور دولتخواہی سے بجا لاینگے باعث مزید اتحاد دولتین عالیین کا ہوگا اور باعث نفع کثیر و موجب نیکنامی سرکار فقط۔

یہ بھی وہی مضمون ہر شستم کا ہے ورنہ اسقدر تاکید شدید سے تنبیہ کیا۔ ہمنے کر دی ہے جبر تمکو خبردار رہو ورنہ انتزاع ملک ہوجایگا۔

بادشاہ نے حسب دستور حکم سلامی اتواپ فرمایا اور بعد رخصت صاحب رزیڈنٹ سواری تامجان فرح بخش تشریف لائے ارکان دولت مع وزیر اعظم ہمراہ رکاب تھے ازراہ آداب پیادے جلوے سواری مین تھے پھر توپخانہ کو ملاحظہ فرماکر مراجعت فرمائی بادشاہ نے جو نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمایا تھا کہ گورنران سابق نے میرے اسلاف سے یہ کچھہ کیا آپ بھی میرے واسطے ایسا کیجیے کہ یہ بھی موجب یادگار ہوگا۔ پس غرض اس ہدایت سے انتظام ملک نہ تھی یہ بھی رموز مملکت ہین جو حکام ہی جانتے ہین اصل بنیاد دوسرا کیا جان سکے۔

بحکم صاحب رزیڈنٹ ہر صاحب وثائق پر محلدار کا ہونا اور باہر اروغہ کا اور بحکم شاہی پھر موقوف ہونا

صاحبات محل اہل وثایق مثل نواب مبارک محل ولایتی محل ممتاز محل سرفراز محل تاج محل نواب ملکہ جہان صاحبہ وغیرہ موافق تجویز ضمانت وحمایت مختار افعال وکردار خود پسند فارغ البال رہتی تھیں اور ظل حمایت صاحب رزیڈنٹ مین باستراحت تمام خواب راحت مین آرام کرتی تھین ہر چند بسبب ظنون فاسد جو خلاف شان شاہی بھی ہوتے تھے اور متواتر مداخلت بیجا اغیار سے اکثر وزراء سلطنت سے ممانعت ظاہر ہوئی کسواسطے کہ حفظ ناموس اسلاف کرام حاکم وقت پر لازم ہے چنانچہ نواب منتظم الدولہ نے بہت تاکید اس انتظام مین بحکومت چاہی اور میر منشی صاحب رزیڈنٹ لیفٹنٹ شیکسپیر بسفارش بحیلہ وثیقہ چاہتے تھے کہ مداخلت بیجا کرین نواب نے روبرو صاحب رزیڈنٹ معقول کیا اور بعض وزرا نے دھمکا کر اپنی صورت نفع نکالی اور پھر اسکا انتظام قرار واقعی کیا اونھون نے بھی اپنی عادات قدیمہ سے ہاتھ نہ اوٹھایا آخر رفتہ رفتہ نوبت یہانتک پہونچی کہ بیگم صاحبہ بیٹی جناب میر سید علی مرحوم خاندان عالیہ جناب مجتہد العصر اسی بلاء لاحقہ مین گرفتار ہوئے اسکا شور وغل ہر گلی وکوچہ شہر مین پہونچا نواب ناظر محلات شاہی نے اسپر بہت چشم نمائی کی جو سب انکی خلاف شان خاندان تھی سبب بعد از خرابی بصرہ کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے صاحب رزیڈنٹ نے نظر باحتیاط وحفظ مراتب ناموس اسلاف کرام شاہی اور واسطے رفع بدنامی کیواسطے ایک حکمنامہ ہر صاحب وثائق بھیجا کہ ہمنے واسطے خبر رسانی محلات کے ایک محلدار مقرر کی ہے وہ ہر پندرہ دن کو ہر صاحب وثیقہ کے احوال کی خبر پہونچا کرے اوسکی تنخواہ صاحبات محل کے ذمہ ہوگی اور ایک داروغہ سرکار شاہی سے مقرر ہوا کہ وہ بھی اندرونی وبیرونی خبر مفصل پہونچایا کرے بہت خوب انتظام کیا تھا اور بہت سی رخنہ بندی کی تدبیر کی تھی اگر اسے قیام ہوتا یہ امر جدید جو اس تاکید شدید سے سرکار صاحب رزیڈنٹ سے ہوا سب کے حواس گم ہوئے اور ہر طرف گھوڑی چاندی سونے کے دوڑانے لگے چنانچہ پہلے ہر ایک نے خیالی مضمون بنا بنا کر صاحب سے عرض حال کیا مگر مطلق شنوائی نہ کی حکیم بندہ رضا خان جو مدت سے ملازم خاص سرکار نواب مبارک محل کے تھے بظاہر پیشہ طبابت مگر جناب موصوفہ کے وفور عنایت سے اختیار کلی اندر او باہر کا رکھتے تھے اور اسی منظنہ مادۂ فاسد سے

کئی بار وزارت مین قید بھی ہو چکے تھی اس حکم ناطق سے قیام شبانہ ر وڑ ڈیوڑھی کا موقوف کرکے
خود وقت صبح وقت نماضی الطبا اختیار کیا تھا آخر بعد چند روز کے ہر ایک نے اپنا عرض حال کپتان
برڈ صاحب سے کیا جنکے تعلق صاحبات محل تھے اور کرنل رچمنڈ صاحب نے بسبب اپنی ناواقفیت کے جتنی اسکو
تھی انھین کی تجویز پر محول رکھی تھی انکا حال جو کچھ ان صاحب کی رزیڈنٹی کے عہد مین گذرا صاحبان
عالیشان بھی خوب جانتے ہین اس حکومت جدید کو ہر ایک سے موقوف کر دیا پھر سب فارغ البال
بدستور سابق ہوگئے نواب منتظم الدولہ نے جب احوال صاحبات کا روانہ صدر کیا وہان سے قطعی
حکم آیا کہ باب عدالت مین صاحبات محل کے اور حفاظت ناموس اسلاف مین بادشاہ کو اختیار ہے
چنانچہ حضرت فردوس منزل کے عہد دولت مین نواب تاج محل نے اپنے بھائی کے قید ہونیکی شکایت
جنرل کالیفلڈ صاحب سے کی کہ ہم اہل وثیقہ ہین صاحب نے ناواقفیت سے بادشاہ کو پرچہ پیام لکھا مولوی
تفضل الدین خان نے تحریر حکم صدر سے معقول کیا صاحب بھی جب کتابچہ مین تحریر دیکھی خاموش ہوے

ہتک لال جی اخبار نویس درمیان راہ چھاونی کے اور برہم صاحب کا برہم ہونا

کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ اول رزیڈنٹ بہ سبب ناموافقت آب و ہوا سے شہر
اکثر چھاونی منڈیاؤن مملوکہ شاہی مین رہا کرتے تھے لال جی اخبار نویس رزیڈنٹی ہر روز اخبار سنانے
کو اونکے پاس جایا کرتے تھی ایکدن نواب عزت محل منجملہ او رمحلات معلی راجہ جیالال کے باغ مین جو واقع
سر راہ چھاونی ہے تشریف لیگئی تھین بشیر الدولہ ناظر سپاہی سڑک پر پیدل روند آدمیون کا اہتمام کر رہے
تھی منشی کپتان موصوف ہاتھی پر سوار شہر سے صاحب کے پاس جاتی تھی سپاہیون نے منع کیا وہ ہاتھی
سے اوترکر حد باغ تک پیدل ہوکر چلے گئے راہ مین لال جی سے اپنی کیفیت بیان کی اونھون نے کہا تم بلند
سواری پر تھی اس جہت سے منع کیا تھا مین میانے مین جاتا ہون مجھکو کوئی منع کریگا زیر باغ پہونچے سپاہیون
نے پھر ممانعت کی اونھون نے عذر سواری میانہ کیا مگر سپاہیون نے نمانا آخر حد باغ تک یہ بھی پیادہ گئے
کسواسطے کہ درجہ سر راہ کوٹھی کا چلمنین پر دہ پڑی ہوئی تھین لال جی نے جنرل سلیمن صاحب سے
اپنی ہتک کی شکایت کی صاحب بہت خفا ہوے نواب کو بلواکر رو بکاری کی۔ بشیر الدولہ
سے ہزار روپیہ جرمانہ لیکر لال جی کو دلوایا۔

نواب گورنر جنرل کا کانپور سے ملک مغرب جانا چاہ پانی کا الہ آباد سے پھر آنا کرنل رچمنڈ صاحب کا ولایت جانا

جب خبر آمد آمد نواب گورنر جنرل بہادر کانپور سے ممالک مغربی جانے کی مشہور ہوئی حسب دستور قدیم چاہ پانی وغیرہ کا سامان سرکار شاہی سے الہ آباد روانہ ہوا مرزا وصی علیخان کچھ سوچ سمجھکر نہ گئے اپنی طرف سے کسی داروغہ کو تجویز کرکے بھیجدیا چند روز کے بعد وہ سب سامان پھر آیا نواب گورنر جنرل نے عذر جانے ملک مغرب کا کیا وگرنہ معمول قدیم یہ تھا کہ الہ آباد سے کانپور تک عملداری سرکار تھی اس جہت سے معمول تھا دانشمندان اہلکاران سرکار کو اسی سے ایک تخیلہ پیدا ہوا خلاصہ نواب محتشم الیہ ڈاک مین ۱۵ ماہ نومبر ۱۸۴۳ء کو داخل کانپور ہوئے بعد توقف ایک ساعت روانہ اکبر آباد ہوئے وہان انبالہ کو روانہ ہوئے اس عرصہ مین جنرل لو صاحب راجپوتانہ اجمیر کے رزیڈنٹ ہوکر کلکتے سے کانپور کو جاتے تھے کپتان ہانگس صاحب دوست قدیم تھے صاحب کی ملاقات کو گئے کرنل ولکاکس صاحب مہتمم رصدخانہ سلطانی کا حال انتقال سنکر بہت تاسف کیا کس واسطے کہ یہ دونون صاحب ایک دوسرے کی اولاد کے دھرم باپ تھے

۲۹ ماہ نومبر سنہ الیہ کو کرنل رچمنڈ صاحب رزیڈنٹ دربار شاہی سے بسبب علالت مزاج روانہ ولایت ہوئے انکے جانے کا رنج یار دربار کو اور رنگ دربار او مزاج بادشاہ سے بہت تنگ ہوکر اپنا جانا بہتر سمجھے اور جانتے تھے کہ یہانکا رنگ اچھا نظر نہین آتا کرنل ہنری سلیمن صاحب بہادر جو متمنی رزیڈنٹی تھے بندیلکھنڈ سے تشریف لائے وہان بہت عمدہ عمدہ کار نمایان کیے تھے یعنی ٹھگ اور راہزنونکو گرفتار کرکے پھانسی دیکر راہ دکھن خوب صاف کردی تھی کپتان صاحب انتظار تشریف آوری صاحب ممدوح قائم مقام رہے جب یہ صاحب کلکتے سے انکے مقام پر پہونچے تب صاحب مذکورہ بالا لکھنؤ آئے،

انتقال کرنل ولکاکس صاحب اور گفتگو قیام رصدخانہ کا اس عاصی مؤلف کتاب سے نواب منیر الممالک سے ولسن صاحب کا کلام کرنا اور برطرف ہونا عملہ رصدخانہ کا

اب سنیے بنای رصدخانہ سلطانی کو حضرت خلد منزل کی سلطنت مین حسب الحکم نواب گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک بسفارش و تجویز صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس ہوئی نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان وزیر اعظم تھے اپنا سود و نیکنامی سمجھکر بانی مبانی ہوئے چنانچہ کپتان ہربٹ صاحب کو نواب گورنر جنرل

نے تجویز کر کے بھیجا اور مہتمم ہوے سترہ سو روپیہ ماہوار ہی کی تنخواہ ہوئی مولوی محمد اسمٰعیل مع طلبۂ چند
ہندوستانی اکتساب علم و عمل ہیات کیواسطے مقرر ہوے رمنۂ سلطانی مین بنای رصدخانہ تجویز ہوئی
قریب کوٹھی خورشید منزل جسکی بنا جنرل مکلوڈ صاحب مہندس مصاحب خاص جنت آرامگاہ نے
کی تھی بعد دو برس کے ناتمام ہوکر رہ گئی اتفاقاً کپتان ہربرٹ صاحب نے فعتہً مرگئے جنرل لو صاحب نے
صدر مین رپورٹ کی نواب گورنر جنرل نے کرنل ولکاکس صاحب کو جو المہری پہاڑ کی مساحت پر تھے
اونھین مقرر کر کے بھیجا اور وہ ۱۸۳۵ء اپریل کے مہینے مین داخل لکھنؤ ہوے معرفت صاحب رزیڈنٹ
شرف ملازمت بادشاہ حاصل ہوئی ۴ پارچہ کا خلعت ہوا کاروبار رصدخانہ پر متوجہ ہوے
جب مولوی اسمٰعیل بسفارت روانہ لندن ہوے اور اونکے چھوٹے بھائی اونکے قایم مقام ہوے جب
حضرت فردوس منزل تخت نشین ہوے خرچ فضول و بیکار سمجھکر تخفیف کیا جسطرح اکثر کارخانونکو
بیفایدہ جانکر موقوف کیا تھا صاحب کو تنخواہ تمام و کمال دیکر مع دو ہزار روپیہ زاد راہ کے دیکر روانۂ
لندن کیا جب جنرل لو صاحب نے کہ کلید سلطنت تھے بادشاہ سے سب حقیقت حال بیان کی اور کہا کہ آپکی
سلطنت یا تمام ہندوستان مین کوئی امر عجیب من حیث العلم ہے جسکے ہماری ولایت کے کاملین
مشتاق ہون اور ہر ولایت مین رصدخانہ ہے جس سے کاملین کو فایدہ حاصل ہوتا ہے اور اسکی
بنا بحکم صاحبان ولایت اور نواب گورنر جنرل کے ہوئی ہے بہت تعجب ہے کہ آپ ایسے قدرشناس اسکے
صرف بیجا سمجھکر داخل تخفیف کرین ولایت مین آپکی موجب نیکنامی اور قدردانی اسکے جاری رہنے
سے ہوگی اور ۵۷ رصدخانے مجموع ولایت مین ہین ہندوستان مین کبھی اسکی بنا نہین ہوئی
یہ سنکر بادشاہ نے اسے منظور کیا اور حکم اجرای رصدخانہ کا دیا چنانچہ معرفت راجہ بختاور سنگہ تجویز
صاحب موصوف ساڑھے چار لاکھ روپے اسکی تعمیر مین صرف ہوے پچاس ہزار کے پتھر دو ربنون
کے نصب کرنیکو بنارس مرزاپور سے آئے اور لاکھ روپیے کے آلات رصدیہ موافق رصدخانہ گرین وچ لندن
سے آئے اوسکے بعد حکمنامۂ شاہی کہ مہتمم رصدخانہ تا تکمیل رصدخانہ دوسو روپیہ تنخواہ مین سے
کم ہونگے اور عملے کو موقوف کرو لیکن ایک شخص عملے سے جو تمہاری کام کا ہو رکھلو چنانچہ مولوی عبدالرب
لکھنؤ کو صاحب نے اپنے واسطے رکھ لیا جب رصدخانہ بن چکا صاحب نے عرضداشت نگاہداشت عملہ
کی کہ طلبہ زبان انگریزی سے واقف ہون اور بسفارش نوکر نہون ورنہ موجب ابتری کارسرکار ہوگا

چنانچہ حسب الفرض صاحب فرین بدستخط خاص ہوئی اور پہلے یہ عاصی مؤلف کتاب بسر رشتہ منشی و ترجمہ کتب علم ہیأت وغیرہ ملازم ہوا اور تا حیات صاحب ممدوح ۱۹ رسالے کتب علمیہ وغیرہ بمقابلہ و تصحیح صاحب موصوف اردو مین موافق فہم و عوام ترجمہ ہوے۔ صاحبان اسکول بک سوسیٹی کلکتہ اور اگرہ اور دہلی مین طبع ہوکر مشہور خاص و عام ہوے اور صاحبان کمیٹی نے اکثر و نکا انعام اور چٹھی نیکنامی دی بعض مطبع سلطانی مین چھپے اور کئی رسالے مقابلہ صاحب مین نہ ہوے

تفصیل کتب ترجمۂ عاصی

۱۔ علم ہیأت۔
۲۔ آلات آب وغیرہ
۳۔ ہوا۔
۴۔ علم مناظر — غیر طبع
۵۔ قصۂ راسلس ڈاکٹر جانسن صاحب — طبع آگرہ
۶۔ مقاصد علوم لارڈ برو ہم صدر الصدور لندن طبع کلکتہ و مطبع شاہی۔
۷۔ رسالۂ حرارت
۸۔ رسالۂ ہوا
۹۔ رسالۂ آب
۱۰۔ رسالۂ آب۔ یہ چارون رسالے کتاب طبیعات سے ہین۔ غیر طبع
۱۱۔ رسالۂ ہیأت ڈاکٹر برکلی۔ — طبع مطبع سلطانی۔
۱۲۔ رسالۂ علم ہیأت ڈاکٹر ونس صاحب — طبع مطبع سلطانی ناتمام
۱۳۔ معرفت طبیعی۔ پیلی صاحب — طبع مطبع دہلی۔
۱۴۔ رسالۂ مقناطیسی — ״ ״ ״
۱۵۔ رسالۂ آلات رصدیہ سمن صاحب — ״ ״ ״
۱۶۔ رسالۂ علم کیمسٹری پارکس صاحب — غیر طبع

۱۷- رسالۂ علم مناظرہ کتاب طبیعات سے — غیر طبع

۱۸- قوانین و دستور العمل انگلشیہ اُردو و فارسی — ״

۱۹- تواریخ مملکت اودھ اُردو — زیر طبع

۲۰ ایضاً فارسی — غیر طبع

۲۱ ایضاً ترجمۂ انگریزی — ״

عملہ ہندو و بنگالی انگریزی دان مشاہدات رصدخانہ کو بسفارش صاحبان آگرہ و الہ آباد نوکر ہوے بعد چندروز کے دوسرا رصدخانہ مقناطیسی بحکم نواب گورنر جنرل بہادر تیار ہوا اور صاحب موصوف دونون رصدخانون کا مشاہدات و انتظام کرتے تھے اور اونکی تعلیم بھی کرتے تھے حضرت جنت آرامگاہ نے وہ دوسو روپیہ تنخواہ کے بدستور جاری کیے جو صاحبان عالیشان وارد ہوتے تھے مشاہدہ رصدخانہ سے بہت خوش ہوتے تھے اکثر امراے بیرونی جو شہر مین آتے تھے مشتاق ہوتے تھے ایکدن حضرت جناب سلطان العلما و سید العلما بھی تشریف لائے صاحب نے مشاہدات کو اکب کیے ایکدن حضرت جنت مکان مع صاحبات محل تشریف لائے صاحب اور میم صاحبہ اور اس عاصی کو خلعت اور عملہ کو انعام عنایت فرمایا پھر بموجب درخواست صاحب موصوف کو چھ ہزار روپے سرکار سے طبع مشاہدات کو ملے خلاصہ اینکہ کئی برس کی مدت مشاہدات مین صاحب نے ہر روز بڑی مشقت اختیار کی تھی ہر چند بابو وغیرہ دس آدمی تھے مگر سب کی تصحیح مین خود محنت کرتے تھے اتفاقاً ۲۷ اپریل روز سہ شنبہ سنہ ۱۸۴۷ع میم صاحب تین دن کے عرصے مین ڈاکٹر لوگن صاحب کو علاج سے مر گئین اسی مہینے کی ۱۸ تاریخ کو سنہ ۱۸۱۲ع غازی پور مین میم صاحبہ پیدا ہوئی تھین بعد اس واقعہ کے صاحب دسمبر کے مہینے مین تین اطفال خردسال اپنے لیکر کلکتہ کو روانہ ہوا اور وہانسے اون لڑکونکو اپنے باپ کے پاس روانہ ولایت کیا اور کلکتہ سے آکے پھر وہی مشقت کرنے لگے آخر کو جگر مین ورم ہوگیا اور بعض امور سرکار شاہی سے بھی خلاف طبع اور موجب ناگواری ہونے لگی وجہ ظاہری یہ ہوئی کہ کپتان ہانگس صاحب ڈاکٹر لوگن صاحب پادری کیشور صاحب یہ سب صاحب کے دوست صادق تھے صاحب رزیڈنٹ اور کپتان ہرڈ صاحب سے وہ صورت اتحاد دیکھی نہ تھی جو جنرل لو صاحب اور جنرل کالفیلڈ صاحب سے تھی دربار شاہی کی یہ صورت تھی کہ جو ملازم شاہی مرجاتا تھا اوسکے

عیال و اطفال کو خلعت ماتم پرسی ملتا تھا اور زر نقد بھی اس امر خاص مین سرکار سے ملتا تھا۔ ہر چند اس عاصی نے حضور عالم سے عرض کیا کہ ولیسن صاحب سا بے صاحب کے اسباب وغیرہ نیلام کرنیکو آئے ہین اونھین اور اونکی اولاد کو خلعت دینا مناسب ہی اسمین آپکی بڑی نیکنامی ولایت تک ہوگی حضور نے قبول فرمایا پھر معلوم نہین کیا صورت ہوئی کہ ولیسن صاحب سے ملاقات تک نکی آخر وہ انتظار کر کے راتکو بجی ڈاک مین سوار ہو کر چلے گئے اور کپتان برڈ صاحب نے بھی قیام رصدخانہ مین سرکار سے کچھ تحریک نکی جب جنرل صاحب نے اظہار حال کیا تھا معلوم ہوا انھین ایسے ذی عزت صاحب کا یہان رہنا ناگوار تھا عملے سے یہ کہا بلکہ رپورٹ اسکی سرکار مین بھی کی کہ اس رصدخانہ کا فائدہ اہل ولایت کو ہے اہل ہند کیواسطے کچھ فائدہ نہین ہی لہذا یہ امر موقوف خوشی اور قدرشناسی بادشاہ پر ہے پس یہ وجہ اسکے قیام کی ہوتی حالانکہ ۱۹ لاکھ روپیہ چودہ برس کے عرصہ مین سرکار کا خرچ ہوا اور نو دس برس تک محنت مشقت مشاہدات اور درستی حساب مین صاحب نے کی تھی اوسکا نتیجہ کچھ حاصل نہوا۔ بلکہ وہ روپیہ جو سرکار سے طبع مشاہدات کے واسطے ملا تھا وہ بھی پھیر لیا گیا۔

غرض ان وجوہات لاحقہ سے صاحب کا قصد مصمم ہوچکا تھا کہ بعد طبع مشاہدات رصدخانہ کے ولایت چلا جاؤنگا جب عوارض جسمانی و روحانی کو طول ہوا اکثر لوگ حسب منشا اپنے بنگلے ہنڈیاؤن مین لیگئے پھر ڈاکٹر صاحب روانہ کانپور ہونے لگے صاحب کو بھی اپنے ساتھ کانپور تک لیگئے وہان ڈاکٹر میکی ن کے سپرد کر کے روانہ لاہور ہوئے صاحب کو عمل طائر اس کثرت سے ہوئے کہ جان بلب ہو گئے آخر ۲۵ اکتوبر ۱۸۴۷ء وقت شب انتقال کیا اتفاقاً صاحب کے چھوٹے بھائی کی بیوی انکی پرستاری کو آگئی تھین انکے شوہر ہمراہ لاہور کو پٹالن کے ساتھ گئے تھے چنانچہ اونھون نے تاکید تمام پادری صاحب و ڈاکٹر صاحب کو بلوایا صاحب نے ولیسن صاحب اپنے برادر نسبتی کو اپنا وصی کیا تمام کو خبانہ اوٹھا جتنے صاحبان کمپ تھے سب تشیع جنازہ مین شریک تھے۔ فوج گورہ بھی ساتھ تھی جب لکھنؤ مین خبر آئی بڑے صاحب نے نواب سے کہلا بھیجا اونھون نے کپتان بارلو صاحب کو واسطے حفاظت اسباب کے بھیجدیا بعد اسکے تھوڑے روز سے ولیسن صاحب آئے اور اسباب نیلام کر کے چلے گئے اس نیلام کی یہ صورت ہوئی کہ ہزارون کتب علمیہ تھین غالب ہی کہ اوسکی خریدی مین ہزارون روپیہ

کیے ہونگے تیرہ سو پر نیلام ہوئین بہت سی ڈاکٹر اسپر نگر صاحب و ولیس صاحب نے کپتان ہاڈگسن صاحب کا مال بال دوست سمجھکر لے لین اسیطرح سارے گھر کا نیلام ہوا - مال مُردہ پس مُردہ -
اس عرصہ مین ایک انگریز نے اہلکاران سرکار کو غافل جانکر درخواست اس عہدہ جلیلہ کی کی - جب یہ صورت ہوئی بندہ نے حضور عالم سے مشروحاً عرض حال ابتدا و انتہا کا کیا کہ اگر از راہ فروغ علم کچھ اسکی قدر و منزلت اور اپنی نیکنامی سمجھیے تو وہ صورت کیجیے جو بعد کپتان ہربرٹ صاحب کے صاحب متوفی مامور ہوا اور اگر کچھ تخفیف منظور ہے تو کلنٹ صاحب مہتمم کالج جو جرنل مارٹن صاحب کے دوست ہین اور متوفی صاحب کے عمل سے بھی واقف ہین اونھین مقرر فرمائیے اور وہ کچھ مشاہرہ پر بھی راضی ہوجائینگے اور اگر بہ سفارش کسی انگریز ملازم سرکار کو جو محض جاہل اور ناواقف اس کوچہ سے ہو مقرر کیا گیا تو محض نقصان سرکار ہے آیندہ اختیار ہے اسے کون سنتا تھا بلکہ ایسی جا بلد کا خالی مقربان خاص نے واسطے فتوح غیبی سمجھے -

خلاصہ کئی دن کے بعد نواب صاحب نے اسی عاصی سے فرمایا کہ بادشاہ نے کوٹھی رصدخانہ مجھے عنایت فرمائی اور رصدخانہ کا قایم رکھنا منظور خاطر اقدس نہین کتب خانہ رصد داخل توشہ خانہ مجدالدولہ ہوا اور عملہ رصدخانہ برطرف چنانچہ ۲۰ جنوری ۱۸۴۹ء تک تنخواہ عملہ دیکر رخصت کیا اور اس عاصی کو نظر بہ عنایات تعارف دوستانہ قدیم بدستور بحال رکھا رصدخانے سے توپ زوال شمسی چلتی تھی اہل شہر کو خبر ہوجاتی تھی بابو رشنک موہن بنگالی گھڑی ساز مقرر ہوے -

نواب محمد خان سفیر شاہی کا واسطے استقبال سلیمن صاحب کے جانا رصدخانہ کا بدستور قایم رہنا

۱۴- جنوری روز شنبہ نواب محمد خان سفیر شاہی بذریعہ ڈاک روانہ کانپور ہوے روز چہارشنبہ ۳ بجے رات کو کرنل سلیمن صاحب بہادر داخل کوٹھی دلکشا ہوے صبحکو نواب وزیر الممالک ملاقات کو گئے اور بادشاہ بسبب ناسازی مزاج معذور رہے روز پنجشنبہ ۱۱ - ماہ مذکور مرزا ولیعہد بہادر مع شاہزادے و امرا استقبال کو گئے ۹ بجے صاحب ممدوح داخل شاہ منزل ہوے حسب دستور فیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد حاضری کھانے کے صاحب رزیڈنٹ واسطے ملاقات بادشاہ کے تشریف لائے تعارف معمولی ہوا - ۱۱ بجے صاحب ممدوح داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوے ۱۷ توپ سلامی سر ہوئین -

نواب صاحب نے اس عاصی سے ارشاد کیا کہ حضرت نے کوٹھی رصدخانہ مجھے عنایت فرمائی مناسب ہے کہ عملۂ رصدخانہ برطرف کو بھی بدستور بحال کردو چنانچہ بیس دن کی تنخواہ دینے کو بھی حکم خزانۂ عامرہ میں پہونچا بدستور قدیم بنگالی وغیرہ مددگار علم مشاہدات میں مصروف ہوئے اور توپ بھی ۱۲ بجے کی حکم رصدخانے سے بدستور چلنے لگی۔

بڑے صاحب کا واسطے عیادت بادشاہ کے آنا مرزا وصی علیخان کا معطل ہونا

روز شنبہ ۲۴ - فروری سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ رفع خلجان اخبار موحش طبیعت ناسازی مزاج اقدس سنکر تشریف لائے کہ براء العین تصدیق و رفع اشتباہ حال مزاج اقدس کریں چنانچہ محلسرے شہنشاہ منزل میں بالمشافہہ بادشاہ سے باتیں کیں جس سے تسلی تخیلات اخبار سماعی کی ہوئی ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ سواے عارضۂ خفقان و مراق اور کوئی عارضہ تحقق ہوا ورنہ کیا عجب تھا صورت ایجنسی کی ہوجاتی یعنی تا صحت مزاج کوئی اور ڈپٹی ہوجاتا ۔ خارج سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کو بھی ایسا توہم ہوا تھا چنانچہ مرزا محمد رضا بیگ سے بھی ارشاد کیا تھا خلاصہ پرستاری بادشاہ محول بجناب عالیہ تھی اور سوا اطبای ملازمین سرکار عالی ڈاکٹری منظور نہیں چنانچہ صاحب نے کیفیت مزاج جو خود مشاہدہ کی اوسکی رپورٹ صدر میں کردی مگر خدا نے رحم کیا۔

مرزا وصی علیخان نے اپنی رفتار کردار سے ہرطرح بانع سنہرہ کیا کر نواب سے رسوخ حاصل کیا اور پھر خدمت و اصلیاتی جو نواب امین الدولہ نے دی تھی اوسی پر مامور ہوکے اور مشیر خاص صلاح دہی اکثر امور میں ہوتے تھے اتفاقاً اُنسے اور نواب محمد خان سفیر شاہی سے بوجوہ بگڑی اب دو دشمن انکے لگانیوالے آگ کے خود در پیدا ہوکے اول شرف الدولہ محمد ابراہیم ثانی نواب محمد خان ۔ مولوی ذاکر علی کہتے تھے کہ مین نے محمد خان سے کہا کہ انکے مقابلے کو بڑی قوت چاہیئے ایسا نہو تم بھی کسیطرح ان کے پھندے مین آجاؤ آخر کو وہی ہوا غرض ان دونون نے باتفاق بڑے صاحب سے دل کھولکر لگانا شروع کیا اور صفات کردار بیان کرنی شروع کیے اور بڑے صاحب عادی مخبران کی تھی اگر ایسی تھی تو ہزارون ٹھگونکو کیونکر پھانسی دیتے

اور اس شہر مین بھی بہت سے مخبر پھرا کرتے تھے جب صاحب کو احوال اخراج زمان ماضیہ جنرل لو صاحب و جنرل کالفیلڈ صاحب نسبت انکے اور کردار زمان حال و قوم و فرقہ کہ یہ ایسے ہین خبر پیام ارسال شاہی ہوا کہ ایسا شخص جسکا اخراج اسصورت سے ہوا ہو پھر وہی مدار المہام جمیع امور جو سرکار ہو یہ امر باعث بدنامی سرکار ہی لہذا نیازمند کے نزدیک مناسب وقت یہ ہی کہ حکم محکم اسکی اخراج کا شہر سے ہو فقط یہ پہلی بسم اللہ اخراج شہر کی شروع ہوتی دیکھا چاہیے کون کون صاحب کا اخراج ہوتا ہی

روز سہ شنبہ نواب صاحب ممدوح کے پاس واسطے رفع توہمات نسبت مرزائے مذکور تشریف لیگئے اور پرچہ پیام بھی بہت بنا بنا کر اور سمجھا کر لکھا کہ قصور مرزائے مذکور سرکار شاہی مین ثابت نہین کسواسطے کہ زمان جنت مکان مین انکی روبکاری ہو چکی ہی بعد عدم ثبوت قصور نواب امین الدولہ نے مہتمم کاروبار وزارت کیا تھا اور سیکے عہد دولت مین کوئی اور شخص من جمیع الوجوہ ایسی لیاقت و عزت کا نتھا اسواسطے انہین نواب گورنر جنرل سے جاے پانی کے ساتھ بھجوایا تھا اور نواب محتشم الیہ نے نظر بحسن خدمت و قدرشناسی کمال و فور عنایت سے بنگلہ میورٹرک مین اپنے دستخط خاص سے چٹھی حسن خدمت کی عنایت کی ہے اور لکھنؤ مین خلعت فاخرہ دیا اور صاحبزادگان نواب ممدوح مع صاحبان عالیشان مہمان انکے باغ مین ہوے ہین دعوت کے طور پر چنانچہ جب کپتان برڈ صاحب نے شکایت انکے باب مین کی تھی اوسکا جواب یہ گیا تھا کہ تمنے پہلی چٹھی مین مرزا کی عزت لکھا تھا ان وجوہات سے نظر بحسن خدمات سابقہ مرزا کو کارگزار سمجھکر مہتمم کاروبار کیا۔ پس کیا قباحت ہے فقط۔

خلاصہ نواب صاحب نے بھی بمقتضاے حسن خدمت جسقدر مرکوز خاطر تھا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکیا صاحب نے پھر اسکی تحقیقات نواب منور الدولہ نواب امین الدولہ سے کی انھون نے مقتضاے وقت سمجھکر گول گول جواب دیا بخیال ناراضی وزیر چال اسکے بعد دوسرا پرچہ پیام آیا کہ نیازمند کو تحقیقات کی کچھہ احتیاج نہین ہی لہذا مناسب ہی کہ انکو مداخلت کاروبار سے معطل کیجیے۔ چنانچہ دسوین تاریخ ربیع الثانی روز سہ شنبہ مرزا مذکور حکم حاکم سے مجبور ہو کر مستوفی ہوے لیکن دو سو روپیہ تنخواہ کے بدستور رہی خدمت اطلاق و واصلباقی سپرد مہاراج و شرف الدولہ غلام رضا خان کے ہوئی اور مقدمہ ولی علی خان شروع نفاق صاحب رزیڈنٹ اور وزیر اعظم ہوا۔ آگے اسکا انجام دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے۔

انتقال مرزا ولیعہد بہادر

مرزا ولیعہد بہادر شاہزادہ ووئی بادشاہ کئی مہینے سے مبتلای تپ دق و سرفہ مزمن ہورہے تھے آخر مستسقی بھی ہوگئے اطبا ملازمین نے بلطایف الحیل بچاؤ اپنی بدنامی کا سمجھکر علاج سے ہاتھہ کھینچا آخر کار رجوع بڈاکٹران کیا چنانچہ ایک دن حسب الحکم ڈاکٹر اسپرنگر صاحب مع ڈاکٹران چھاؤنی شہزادیکے دیکھنے کو آئی اونھون نے اپنی کیفیت مزاج بزبان شیرین بیان کی کچھہ تجویز کرکے چلے آئے لیکن کچھہ مفید نہوا اسواسطے کہ وقت ہاتھہ سے جاچکا تھا حکیم اپنا الزام ہمکو دیا چاہتے ہین آخر کو ہچکی نکلی اسکی شدت سے زیادہ موجب ہلاکت ہوا دوسری تاریخ رجب روز شنبہ قریب شام سنہ ۱۲۶۵ ہجری مطابق ۲۶ مئی ۱۸۴۹ء شاہ منزل مین نقل مکان کیا تھا اوسکے ۹ دن کے بعد انتقال کیا صبح کو پہلوی حضرت جنت مکان مین دفن ہوی اس خبر متوحش کو مصلحتاً بخیال ناسازی مزاج اقدس مقربان خاص نے چھپایا لیکن جوش خون پدری درد جگر کب چھپا سکتا ہے اوسدن بادشاہ بہ نسبت اور دنون کے بہت افسردہ اور مضطرب الحال رہے بوقت طعام خاصہ خود ارشاد فرمایا کہ آج نوالہ میرے حلق سے نہین اوترتا اور دل خود بخود بھرا آتا ہے اسکا کیا باعث ہے حاضرین نے باتون مین لگا لیا آخر کار رات کو جناب عالیہ نے کہ وہ روز سوم تھا ظاہر کیا کلمات صبر و شکیبائی ارشاد فرمائے اوسوقت بہت بیتاب ہوے سچ ہے کہ اس خاندان مین ابتدای عروج ریاست سے جسے اکیسو کئی برس گذرے کسیکا جانشین نہین ہوا اس امر کو بھی اکثر لوگ شگون بد سمجھے۔ لیکن مصلحت خدا مین کسیکو کیا دخل ہے انجام کار کو دیکھنا چاہیے روز سوم کپتان بیک صاحب قایم مقام رزیڈنٹ تقریب تعزیت مین نواب کے پاس آئی بادشاہ کے پاس ناسازی مزاج کیوجہ سے نہ گئے سن شریف مرحوم کا دس برس پانچ مہینے کا تھا

قطعہ تاریخ وفات از نتیجہ فکر منشی احمد صاحب

رفت از دنیا ولیعہد شہنشاہِ جہان — اے جوہرِ تیغ خلافت تہ نشین شد ہای ہای
شد بزیرِ خاک پنہان وارثِ تاج و نگین — خاتمِ دستِ سلیمان بے نگین شد ہای ہای
زیبِ دامانِ جناب حضرتِ خاقان ہند — زینتِ آغوشِ پاکِ حورعین شد ہای ہای

	گفت ہاتف مصرعۂ سال وفات او ہمین ماہ اوج سلطنت زیر زمین شد ہائے ہائے	

مرزا وصی علی خان کا فیض آباد جانا اور بہ سلامت پھر آنا

خلاصہ نواب وزیر الملک نے بہت جد و جہد مرزا وصی علیخان کے قیام کیواسطے لکھنؤ مین کیا اور عدم ثبوت قصور ریذیڈنٹ صاحب سے بیان کیا لیکن ہر صاحب ریذیڈنٹ کو اختیار اپنے حکم کا ہوتا ہے اور جمیع امور عظیمہ سلطنت حسن رائے صوابدید اور مصلحت وقت صاحب ریذیڈنٹ پر موقوف ہین بادشاہ نے بموجب حکم و خوشنودی خاطر صاحب ممدوح سمجھکر حکمنامہ بنام وزیر الملک مزین بدستخط خاص فرمایا کہ بالفعل اخراج وصی علیخان موجب خوشنودی خاطر ہمایون بھی ہے اور صاحب ممدوح کو امر خفیف کیواسطے ناراض کرنا مناسب حال نہین کہ تازہ وارد ہین۔

الحاصل چار و ناچار مرزا وصی علی خان کا فیض آباد جانا تجویز ہوا کہ عملداری سرکار مین رہین کا پور کا جانا عذر نا موافقت آب و ہوا کیا گیا اور حسب دستور بخاطر صاحب ممدوح تاکید رنگ و کوچ بدارہی متعین ہوا۔ چنانچہ ۱۹۔ شہر رجب روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۶۵ ھ مطابق ۱۲ جون سنہ ۱۸۴۹ء مرزائے مذکور مع متعلق و اسباب بہ جمعیت سپاہ حفاظت راہ اور سپاہ راجہ مان سنگہ بہادر قائم جنگ باطمینان تمام روانہ فیض آباد ہوئے بعض احباب اہل دنیا و اہل غرض اپنے رسوخ سے تاکہ شہر تک پہونچا آئے اب خدا بانیات صالحات کو ایسے حوادث غیر طبعی سے بچائے اور توفیق اعمال و سکون و قیام کی دے تاکہ محرک خبر ضائع ہو جائین دیکھا چاہیے اس اخراج کے بانی مبانی کیونکر سمجھتے ہین فی الحقیقت مرزائے مذکور کی کارگزاری مین کچھ شبہ نہین کسواسطے کہ تعلیم و تربیت یافتہ منتظم الدولہ تھے مگر اسبکے دستور صداقت شعار صاحبان عالیشان سے کم واقف تھے اپنی جو دہمت و نفع ذاتی کو مقدم سمجھتی تھی محل و غیر محل جرأت کر بیٹھے تھے انجام کار کا خیال نہین کرتے تھے یہ باعث انکی ناکامی بلکہ بدنامی کا ہوتا تھا چنانچہ ایک دن ایک دوست نے درد دل سے سمجھایا کہ مرزا صاحب ایسی وادی وش اچھی نہین صاحب ریذیڈنٹ کو ناراض کرنا اور انکے حکم کے خلاف ہونا اور منتا پیدا کرنا اسکا کیا نتیجہ ہین اگر آپ کا با بیرون شہر رہنے اور تحریر یا بواسطہ نواب صاحب اصلاح دی کیا کیجیے

اسمین کچھ فائدہ نہوگا مگر کب سنتے تھے اپنی تدبیر پر نازان تھے عرض اوسی دن نواب صاحب نے بھی بڑے صاحب سے اونکے اخراج کی اطلاع کی ۔

مرزا مذکور بعد چار مہینے کے فیض آباد سے قصبۂ کاکوری مین چلے آئے مولوی مسیح الدین میر منشی سفر ول گورنمنٹ کے مہمان ہوئے اپنا دوست خالص سمجھکر انکا عزل بھی انھین کی جہت سے ہوا تھا اکثر لوگ جانتے تھے خلاصہ اپنی حسن رسائی اور یاوری تقدیر سے سرکار مین سے اجازت قیام قصبۂ مذکور قریب شہر کے لی تھی اسکا سبب یہ ہوا کہ الیٹ صاحب سکرٹر اعظم گورنر جنرل سے بسبب کتب تعارف بہت حاصل ہوچکا تھا گویا تخم یاسیر بو چکے تھے شاید کہ یہین مفید برآرد پر وبال کسواسطے کہ صاحب کو کتب تواریخ خطہ ولایت کمیاب و نایاب زمانہ کا بڑا شوق تھا جس شہر مین گئے جو پائی کتب ہوئے مرزا نے بر سوخ عرض کیا کہ میرے پاس کچھ کتب بزرگونکی نشانی رہگئی ہین ہمین دنیا سے فرصت اسقدر کہان کہ اونپر متوجہ ہون اگر پسند ہون ملاحظہ فرمائیے اور وہ کتب دراصل کتب خانہ سرکار شاہی کی قلعہ مچھی بھون مین رہتی تھین زمان جنت آرامگاہ مین تحویلدار ونے صندوق کے تختہ پائین کو اوکھاڑکر چرائی تھین قفل و مہر بدستور قائم رہی تھی بالخفا مرزا محمد جعفر بالا محمد اکرام اللہ خان کے ہاتھ بیچی تھین اور کسی ناواقف کو نہین دکھائی تھین کہ شاید افشا ہی راز ہوجائے بعد مرزا جعفر مرزا محسن اونکے بیٹے کے پاس رہین جب یہ معتمد الدولہ کے زمانے مین قید ہوے بہت سی کتابین تلف ہوگئین جب مرزا محسن مرگئے مرزا محمد اونکے بھتیجے سے نواب علی نقی خان نے کئی ہزار روپے دیکر مول لین وہ روپیہ صرف لغویات تینگ وغیرہ مین بادہوائی ہوا مرزا صاحب نے الیٹ صاحب کے نام سے نواب کو دم دیکر لے لین اور سمجھا کہ دیکھئے انکو دیکر مین کیا کام اپنا نکالتا ہون صاحب اون کتابونکو دیکھکر بہت خوش ہوے کہ یہ کتابین اب حکم عنقا رکھتی ہین قیمت کیا لیجئے کہا عرض کیا مین تاجر نہین میرے پاس بیکار ہین چند روز مین کیڑون کی غذا ہوتین اب اسکے قدردان ہین اگر آپ کے پاس رہینگی تو بہتر اور مجھے کچھ غرض نہین کہ اس حیلے سے آپ کو دون ایسی بناوٹ سے باتین کین کہ صاحب نے لین یہ مطمئن ہوئے کہ بیلا ہے یہ انشاءاللہ میرے کام آئیگا چنانچہ اسی امید پر خیال کرکے فیض آباد سے اپنے وکیل معتمد کو روانہ کلکتہ کیا اور ایک عرضی صاحب کو لکھی کہ میرے دشمنون کے سیکانے سے

میری طرف سے رزیڈنٹ کو ایسا وسوسہ ہوا کہ مین بحکم بادشاہ اپنے شہر سے نکالا گیا امیدوار ہون کہ اپنے
گھر کے گوشہ عافیت مین بیٹھا رہون اور اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے اور امورات شاہی مین کسیطرح
کی مداخلت نہ کرون جسکا شبہہ صاحب رزیڈنٹ کو ہے صاحب سکرٹر نے نظر حسن سلوک کیتے
چیٹھی دوستانہ رزیڈنٹ کو لکھی کہ اگر یہ شخص کسیطرح سے تمھارا حارج ہو اور مثل رعایا شہر کے اپنے گھر
مین بیٹھا رہے تو کیا قباحت ہے جب مرزا کو تحریر صاحب سکرٹر معلوم ہوئی احتیاطاً رفع مظنہ
کے لیے صاحب رزیڈنٹ کو ایک عرضی اسی مضمون واحد کی بھیجی صاحب مطلب سے خوب
واقف ہو چکے تھے بپاس خاطر صاحب سکرٹر دستخط کیا کہ اگر اسطرح شہر مین رہنا منظور ہے تو
کیا مضائقہ۔ اسکے سوا سرکار شاہی سے اجازت رہنے کی پائی تھی نواب صاحب کی رفاقت
سے یہ سبب انکی رجعت قہقری کا ہوا۔ جب گھر مین آئے خوب مجالس عزا کین مگر اپنی خو سے
بدسے باز نہ رہے رات کو چھپکر بسواری زنانہ نواب صاحب کے پاس جانے لگے یہ اخبار ہر روز صاحب
رزیڈنٹ کو پہونچنے لگے۔ اس عرصہ مین الیٹ صاحب روانہ کیپ ہوے۔

ترقی خطاب نواب وزیر الممالک

اس شہر مین ہزارون بیکار و بے ... ل خانہ نشین ہین ان سب کی تلاش معاش بھی مختلف
ہے سبب بڑا وہ شہر ہی جہان کسی پیشے یا تجارت کی قدر ہو یا وہان کے لوگ کسی کسب یا پیشے
کو خلاف اپنی شان کے سمجھین جسطرح دستور ہر ولایت کا ہے کہ ہندوستان مین بھی قلیل و
کثیر یہ تجارت تھی جسطرح علی آباد کا سلم سب ولایت مین جاکر بکتا تھا تاجران لکھنؤ کو دو چند
سہ چند نفع ہوتا تھا اسیطرح جنکے پاس بضاعت قلیل تھی اسی تجارت سے صاحب مال چند روز
مین ہو گئے تھے وہ تجارت بھی بالکل موقوف ہو گئی ولایتی کپڑے کے آنے سے باقی تجارت
خاص اشیا جزئیات کی رہ گئی اوسکی بھی کثرت سے قدر قیمت جاتی رہی پھر تلاش معاش منحصر فقط
نوکری پر رہ گئی وہ بھی اس زمانے مین جاتی رہی اگرچہ اوسمین ہر شخص بلا زم نکما ہو جاتا تھا کسی
کام کا نرہتا تھا تربیت و تعلیم و کسب پیشہ نہین رہی ایا اس زمانے مین فقط تعلیم زبان انگریزی
کی رہ گئی وہ بھی چند روز مین بسبب کثرت بہت سستی ہو جائیگی اور ادرس کے حساب جغرافیہ مملکت تمام

اودھ مین تین ملین یعنی ۳۰ لاکھ آدمی تھے حضرت خلد منزل کے عہد دولت مین جنرل لو صاحب
فرماتے تھے کہ دس لاکھ فقط اس شہر مین ہین اور یہ تخمین غالب ہے اب تین لاکھ سے زیادہ
نہون ہزارون مر گئے ہزارون آوارہ وطن ہو گئے ہزارون جو مجبوری رہگئے ہین محتاج نان
شبینہ کے ہین علاوہ اسکے ہزارون نے شغل بیکاری سے استعمال افیون اختیار کیا ہے اس سے
بدتر اور دو تین چیزین اختیار کی ہین کہ وہ آدمی کو معطل و از خود رفتہ کر دیتی ہین اب فقط
فی السماء رزقکم پر توکل ہے اور اپنی صحبت مین اپنی فہم اور بے لیاقتی سے افسانہای بے اصل و
بے سود بیان کرکے مشہور خاص و عام کرتے ہین اور از بسکہ بیان کی خلقت طبیعت وار ہے مضمون
خیالی خوب تراشتے ہین اور اوسکے کذب و صدق مین آپس مین مناظرہ بھی کرتے ہین خصوصاً وزرا
منصوب کے باب مین وزیر معزول کے پھر منصوب ہونیکی خبر اڑاتے ہین اپنے توسل کی جہت
سے چنانچہ عالمگیر کی نقل زبان عوام کے مشہور ہے اوسوقت دہلی کے تمام شہر مین چند بیکار
و معطل نکلے نوکر ہو گئے اور جہان سارا شہر بیکار اور معطل ہو غرض اس بیان سے یہ ہے کہ
ایکدن بادشاہ نے از راہ بیدار مغزی استفسار آمدنی ممالک محروسہ فرمایا دستور معظم نے اسکا
جواب مناسب عرض کیا اور چند روز پیشتر سے شہر مین مشہور ہو گیا تھا کہ حضور والا تمام ایام برسات
مین باغ گاوگھاٹ مین دریا کے کنارے رہینگے اتفاقاً اوسیدن تمام اسباب پھر دولتخانہ قدیم
تحسین گنج مین پھر آیا اسی تردد سے حضور والا شام کو حاضر حضور شاہی ہوئے اسی جہت سے
بعض نافہمون نے مضمون عزل تراشا اور اصل حقیقت زبانی دربار یہ ہے کہ بادشاہ فی التحقیق کچھ
کشیدہ خاطر انسے ہوکر کوٹھی دلکشا مین رونق افروز ہوئے اور حکم قطعی یہ دیا کہ کوئی شخص
پاس نہ آئے بجز بندہ علیخان کوچوان کے کسواسطے کہ اہتمام اندرونی و بیرونی انکے اختیار
مین تھا فقط گھوڑیان گاڑی کی باہر سے جایا کرتی تھین اور اندرون احاطہ سے کوئی باہر نہ آتا
تھا یہ حال سنکر بھی بادشاہ و دستور معظم پر خوب منکشف ہو گیا تھا اور ان افواہ عوام سے خود بھی متفکر
ہو رہے تھے اور تجسس مین تھے آخر محمد خان داروغہ اور رشیدہ علی خان کو اپنے احوال سے آگاہ
اور مترصد احوال بادشاہ سے اپنے باب مین ہوئے محمد خان کو بندہ علیخان سے کمال موافقت
تھی ایکدن یہ خیمہ بندہ علیخان مین پہنچے ایک سائیس کو روپیہ دیکر اپنی خبر کی ۔ جواب پا

کہ کل ۲ بجے مجھ سے ملاقات ہوگی جب بادشاہ استراحت مین ہونگے غرض جب ملاقات ہوئی نواب کا احوال بیان کیا اوتھون نے اوسکی تصدیق کی کہ فی الحقیقت بادشاہ نے روپوشی فقط نواب کے لیے اختیار کی ہے اب تدبیر یہ ہے کہ مین کل گاڑی اسی سڑک پر لے آؤنگا نواب کا سلام ہوجاے گا خلاصہ جب گاڑی اودھر سے نکلی نواب نے سلام کیا قدسونیر سے جھکایا بادشاہ نے بچشم غضب دیکھا جب گاڑی سے اترے بندہ علی سے بہت خفا ہوے اور سنے قسم کھاکر اپنے تئین بری کیا اور اوسی دن بادشاہ نے دیکھا کہ سپاہی بندوق کے توڑے چڑھائے پھر رہے ہین حالانکہ وہ سپاہی روند کے ملازم تھے واسطے حفاظت کے پھرتے تھے بندہ علی سے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے عرض کی حضور یہ جنگل ہے زمینداران تمردشب کو گرد رمنہ کے پھرتے رہتے ہین یہ سنکر خایف ہوے چاہا کہ اوسیوقت سوار ہوکر قیصر باغ مین تشریف لائین بندہ علی مانع ہوا اور نواب سے کہلا بھیجا کہ کل مین بادشاہ کو لے آؤنگا آپ اوسیوقت مستعد رہیے گا غرض بعد ملاحظہ کا تفذ بادشاہ گاڑی مین سوار ہوے قریب دروازہ قیصر باغ کے گاڑی کے پہیے کو کہین چڑھا دیا گاڑی رک گئی نواب وہان کھڑے ہوے تھے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور یہین اوترین اور سلام کیا بادشاہ گاڑی سے اوترکے داخل مسجد ہوے نواب نے قران شریف ہاتھ مین لیکر بادشاہ کے روبرو بہت قسمین کھائین اور اپنی صفائی حاصل کی - بادشاہ نے بندہ علی سے فرمایا کہ نواب کے واسطے خلعت منگواؤ نواب نے عرض کی غلام کی شہر مین بڑی بدہوائی ہو رہی ہے امیدوار ہون کہ میرے خطاب کو تبدیل فرمائیے چنانچہ خلعت بھی عنایت ہوا اور حضور عالم بہادر کا خطاب فرمایا اپنے خطاب سلطان عالم سے مشتق فرمایا کہ نظر خلایق مین صورت واحد جلوہ افروز ہووے یہ خطاب کسی وزیر اعظم کو نہ ملا تھا اگرچہ خلد منزل نے منتظم الدولہ کو خطاب حضور جو جنت آرامگاہ کا تھا دیا تھا پھر بھی جسکو سبھون نے اسکی تذلیل دین بندہ علی خان کا بڑا اعتماد رسوخ ثابت ہوا -

انتقال سلطان مریم بیگم صاحبہ و نواب مبارک محل صاحبہ

سلطان مریم بیگم صاحبہ قوم ارمنی ساکن بغداد مذہب عیسائی بیٹی ڈاکٹر سارٹ بالیونہ
بغداد کے ساتھ تھی انکی ابتدای شان نزول داخل زمرہ محل معلی حضرت خلد مکان یہ ہوئی کہ
تیسرا سال جلوس سعید شاہی تھا کہ انکی ماں انھیں کانپور سے لیکر شہر آباد دریا کے اوس
پار کرایہ کے مکان میں آکر رہیں سال بھر تک لباس انگریزی پہنے سڑک پر کھڑے ہوکر
جناب عالی کو سلام کرتی رہیں جب قسمت نے یاوری کی ایک شب جناب عالی نے بعد نصف
شب میر کلو خواص کو مع میانہ سواری اور چلپی بھیجکر بلوایا انکی ماں میر کلو سے کہنے لگیں کہ
ہم مایوس ہوکر کانپور جایا چاہتے تھے منتظر خرچ کے تھے غرض بن سنور کر داخل کمرہ محلسرای
فرح بخش ہوئیں حکم ہوا کہ میز پر سے ایک قطعی تین لاکھ روپیہ کے زیور جواہر کی لیجاؤ دے پہنکر
ہمارے پاس آوین خلاصہ جب مشرف بسعادت ابدی ہوچکیں پانچہزار روپے دیکر رخصت
فرمایا اوسوقت انکی ماں کی خوشی شادی مرگ ہونے کی بیان سے باہر ہے صحن خانہ میں جگہ جگہ
سجدہ شکر بجا لاتی تھی بعد کئی دن کے پھر رات کو طلب فرمایا دوسری قطعی زیور جواہر کی اور
دو ہزار روپے اور ہزار اشرفی اور تین بدری ہر قسم کے پارچے کی عنایت ہوے بعد کئی
دن کے بلاکر حاضری عباس علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کھلاکر مذہب اسلام تلقین فرمایا
بیگم صاحبہ نے بطیب خاطر کلمہ شہادتین پڑھا اگرچہ ظاہر میں حب دنیا کیواسطے کیا ہوا اور فرمایا
کہ ہم نے تمھیں بیگم کیا اونھوں نے نذر دی پھر ایک دن ایک چوڑی جڑاؤ ہاتھوں کی ایک لاکھ
روپیہ کی جسمیں الماس کے نگینے سفید و گلابی جڑے تھے اور ایک نتھ لاکھ روپے کی عنایت
عنایت فرمائی پانچہزار روپیہ ماہواری مقرر ہوئی پہلو بارہ دری محلسرا عنایت ہوئی اور اہتمام
ڈیوڑھی اور لوازمہ اسباب ضروری کو حکم ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان کو ہوا سکھپال سواری
کو ملا بہرحال ہم پلہ نواب مبارک محل کیا اب اس زمانہ میں جو اس قسم کے زیور و جواہر دینے کو
بیان کرے افسانہ ہے خلاصہ آمدم بر سر مطلب دو برس سے کھانسی اور تپ دق میں گرفتار تھیں ا
مرض الموت جانکر اور بخوف حاکم وقت کہ مردہ بدست زندہ ہوجاؤں ایک وصیت نامہ لکھکر صاحب

رزیڈنٹ کے پاس بھیجدیا یعنی مین اپنے اصلی مذہب عیسائی پر تھی اور ہون میری مان نے محض لطمع زر دنیا مجھے اہل اسلام کو دیا مین بھی اپنی نافہمی سے مجبور تھی ہرچند بادشاہ نے مجھے اپنے مذہب کی تلقین و تعلیم کی مگر باطن مین مین اپنے مذہب عیسائی پر مستقل رہی لہذا میری تجہیز و تکفین موافق مذہب عیسائی کے ہوا اور ایک ثلث میری تنخواہ مین سے میری وصیت جاری ہو بعد اسکے حسن علی کپتان کے مکان متصل امام باڑہ آغا باقر خان بکرایہ جاکر رہین آخر ۷ - اپریل ۹ بجے رات کو ۱۸۴۹ء مین مرگئین اور موافق وصیت کے قریب ٹیلہ شاہ پیر جلیل گورستان رومن کتیھلک مین دفن ہوئین حسب الحکم شاہی مجد الدولہ نے تعلیقہ کرکے پہرے بٹھائے جب صدر سے جواب رپورٹ صاحب رزیڈنٹ آیا متروکہ اونکا جوزف شارٹ کو ملا ہرچند پرچہ پیام پھر اس باب گیا کہ اس صورت مین ساری تنخواہ وثیقہ کربلائی معلی جاوے لیکن کچھ نہوا بعد حضرت خلد مکان کے ایک حکیم کا وہان بھی بڑا اختیار کلی تھا جسطرح حکیم بندہ رضا خان مبارک محل مین تھے واللہ اعلم۔

نواب مبارک محل صاحبہ کا احوال جنکا بیان حضرت خلد مکان کے احوال مین ہوچکا ہی بیٹی کرنل ہیش صاحب کی مسماۃ چمپا کے پیٹ سے جنکا بنگلہ کانپور مین اسی نام سے تھا جب صاحب ولایت جاچکے یہ پیدا ہوئین اسکول مین لڑکیون کے ساتھ پڑھنے کو جایا کرتی تھین بلکہ طامس سیر صاحب کے باپ نے بھی انھین پڑھایا تھا نصرانی تھین جب حضرت خلد مکان نے تعلیم و تلقین فرمایا صدق دل سے ایمان لائین فی الحقیقت بہت صاحب حسن و جمال تھین صاحب ہمت تھین کئی ہزار آدمی انکی بدولت پرورش پاتا ہی اور سیر چشم تھین اختیار سیاہ سفید سب حکیم بندہ رضا خان کے اختیار مین رہا اکثر اوجاع باطنی ہوجاتا تھا حکیم صاحب کے دست شفا سے رفع ہوجاتا تھا پھر خدا جانے کس آلام روحانی مین مبتلا ہوئین خلاصہ باغ سے ڈالی انبہ کی آئی تھی اوس مین سے کئی آنبہ رات کو نوش کیے رات کو مزاج کچھ برہم ہوا حکیم صاحب نے موافق معمول کچھ دوا بھیجی اوسے نوش کیا پھر شاید استفراغ کیا آخر شب ہشتم ماہ شعبان روز شنبہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۳۰ جون ۱۸۴۹ء انتقال کیا محل مین شور قیامت برپا ہوگیا قریب دو پہر دن کی حضور عالم بہادر کو خبر پہونچی اوسیوقت بادشاہ سے عرض حال کیا پھر رات گئی جنازہ کیوا اوٹھایا بعد غسل دریا حکم بادشاہ کے موافق رائے حضور عالم امام باڑہ تحسین مین

ہم پہلو سے حضرت خلد مکان دفن ہوئین یکشنبہ وقت صبح حسب دستور مجد الدولہ نے
تعلیقہ کیا پہرے بٹھائے بظاہر بعد اسکے جو کچھ دستیاب ہوا داخل سرکار ہوا - دیانت الدولہ
کے سپرد یا دشاہ نے مال مردہ سمجھ کر کچھ خیال نہ کیا جسکی قسمت مین تھا اوسے ملا مجد الدولہ
منھ دیکھکر رہ گئے اگر انسے مقابلہ اسباب کا کیا جاتا البتہ سب کا احوال کھل جاتا پشمینہ و
جواہر انکے پاس کا مشہور تھا پھر اوسکا پتہ نہ لگا کہ کیا ہوا -

بیگم صاحبہ مرحومہ ۶ برس پیشتر اپنے انتقال کے اپنے ثلث وثیقہ مین وصیت حسب الخواہ
بمشورہ حکیم صاحب بواسطہ میر منشی نواب گورنر جنرل جدا گانہ صاحب رزیڈنٹ صدر کلکتہ
مین بھیج چکی تھین اونکے بلاد مین جو اپنے حق ملازمی سے محروم رہے خلاف کہتے ہین -
واللہ اعلم موافقت اہلکارون سے بہت سی کاربرآری ہو جاتی ہے جب صدر سے تحریر آئی
رکٹس صاحب رزیڈنٹ نے کچھ تامل کیا تھا مندر نراین خزانچی نے اونھین سمجھا کر جاری کردیا
دوشنبہ کو تقریب سوم ہوئی خلعت ماتم پرسی حکیم صاحب اور انکے بیٹے مرزا ابندہ مہدی خان کو
اور بندرٹ بوان کو حضور عالم نے دیا اور محل مین فقط نواجی کو جو صفِ ماتم پر بیٹھی تھین -

بسک صاحب کا محبت نامہ صاحب رزیڈنٹ کے نام اور مرزا کیوان قدر کو خلعت ولیعہدی اور مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی ملنا

بروز سہ شنبہ ۲ - جولائی ۱۸۴۹ء کو صاحب رزیڈنٹ نے محبت نامہ مشعر عزل مدار المہام
سلطنت چند تہات کا بھیجا پہلے چپراسی مصلح السلطان کے پاس لایا کہ جلد نظر اقدس مین گذرانین
دنھون نے چاہا کہ پہلے حضور عالم کے پاس بھیجین پھر کچھ احتیاط سے بادشاہ کے پاس بھیجا بادشاہ
نے بعد ملاحظہ کے حضور عالم کو دیا کہ اسکا جواب مناسب لکھکر بھیجدو مشیران خاص نے بہت بنا
بنا کر اوسکا جواب لکھا کہ اہلکار خاص بہ سبب علالت مزاج اقدس پرستاری مین رہے اس جہت
سے مہمات مالی وملکی مین توجہ کامل نہوئی اب فی الجملہ تخفیف علالت ہوئی ہے انشاء اللہ
حسب تجویز آپ کے عمل مین آئیگا اور حضور عالم بہادر کو قطع نظر عہدہ وزارت کے منزلت
قرابت خاص بھی حاصل ہے اور ہر حال مین یہ خیر خواہ سرکار مین متصور ہین انکا حفظ مراتب بہرصورت

مکنون خاطر ہمایون رہتا ہے غالب کہ نظر باتحاد سرکارین آپ کی بھی نظر عطوفت ہر حال مین

اثر پذیر ہے انشاء اللہ تمام امور ملکی و مالی مین اپنے پیش نہاد رکھینگے ۔

ملال سلیمن صاحب و نواب صاحب اور وہانکے طرز دیکھکر آنریبل سر مہاراجہ

رنبیر سنگہ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی بلرام پور و تلسی پور وغیرہ کا

الجھنا اور ان دونون صاحبون کے درمیان رفع ملال کا باعث ہوتا ہے

سنہ ۵۹ء اتفاق مین سلیمن صاحب بہادر اور وزیر اعظم سے بدانتظامی ملک کے سبب سے رنج ہوگیا

اونکو اپنی رزیڈنٹی پر ناز ۔ انکو اپنی وزارت کا دعوی ۔ نواب صاحب کی آمد و رفت موقوف ہوئی

اونکے متوسط کی بھی اپنے پاس آنیکی صاحب نے ممانعت کی نواب صاحب کو نہایت تشویش ہوئی

اسی فکر مین سرنگون ہو ایک روز مہاراجہ صاحب بہادر سے کہا کہ جنرل سلیمن صاحب ازبس مہربان

ہین اگر ہو سکے تو کوئی صورت رفع ملال کی نکالو اس کو عظم کو ٹالو مہاراج حسب الحکم نواب صاحب

سلیمن صاحب کے پاس گئے بعد گفتگوی بسیار مطلب کی چھیڑ چھاڑ کی نواب صاحب سے بگاڑ کی وجہ

پوچھی صاحب نے جواب دیا کہ ہم لوگ سب صاف دل ہو کے ملتے ہین دل مین کدورت نہین

ہمکو یہ ریاست مٹانا کسیطرح منظور نہین بلکہ یہ چاہتے ہین کہ روز بروز یہ ملک سرسبز و شاداب ہو

رعایا آرام پاوے اور یہ اضطراب دور ہو لیکن بدانتظامی اور سہل انگاری بادشاہ کی دیکھکے

طبیعت مایوس ہو اسکا بڑا رنج و افسوس ہے جو ہدایت ہم کرتے ہین اوسپر قایم نہین رہتے کسی

بات کا ماسکہ نہین سوا اسکے علاوہ ازین دو یا تین چار پانچ ایسے سرکار مین ہین کہ وہ اور بھی اونکو خراب

کرتے ہین مہاراج نے عرض کی کہ جو آپ فرماتے ہین بجا ہے مگر از راہ خداوندی ارشاد فرمایئے

آپ نے کیا تجویز فرمایا ہے جس سے یہ بکھیڑا پاک ہو غافلونکو قوت ادراک ہو صاحب نے بعد تامل

فرمایا کہ بس یہی اسکا علاج ہماری راے مین تو یون آیا ہے کہ چار پانچ شخص مثل وصی علی خان

اور دیوان چندی سہاے اور ریزیڈن وغیرہ جو مثل اربع عناصر و حواس خمسہ نواب صاحب کے

ہمدم و مشیر ہین نکالدیے جائین کسی معاملے مین دخل نہ دینے پائین نواب علی نقی خان جو بالفعل

وزیر ہین مین جانتا ہون کہ وہ پوترون کے امیر ہین انتظام ملک مین اونکو دخل نہین گو اپنے نزدیک
ہوشیاری و مستعدی کرتے ہین بر سر کد ہین مگر اس کوجہ سے محض نامدہین بادشاہ اونکو بہت
چاہتے ہین اپنے کیے کو نباہتے ہین وزیر اعظم اونھین کو رہنے دین آنکی پیشدستی کا کام
شرف الدولہ ابراہیم علیخان سے لین کہ اوسکو انتظام ملک مین دخل تام ہے وہ لایق
عہدۂ وزارت لاکلام ہے اگر یہ بات شاہ اور وزیر دونون گوارا کرین تو ہماری دلجمعی ہو پھر
شاید اس ریاست کو ترقی ہو مہاراج کو بھی صاحب کی یہ بات پسند آئی اور واقعی بہ نظر
انصاف دیکھیے تو سواے بہتری کے اسمین کوئی برائی نہ تھی غرض مہاراج بہت بشاش
ہوکے صاحب سے رخصت ہوے بارہ بجے تحسین گنج پہونچے اوسوقت حضور عالم بہادر
دولت سرا مین تھے حضور سے اپنے آنے کی اطلاع کی نواب صاحب نے اندر طلب
کیا مہاراج نے جو صاحب سے سنا تھا حرف بہ حرف سب بیان کیا مہاراج کی گفتگو سے
وہ صدمہ نواب صاحب کے دل پر ہوا کہ رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا مہاراج نے رفع ملال
کے لیے کہا کہ اسمین کچھ حضور کا نقصان نہین شرف الدولہ کے بلوانے مین کچھ کسر شان نہین
اور جن لوگون کو صاحب نے دربار مین حاضر ہونے کو منع کیا ہے ۔ بظاہر دربار مین نہین
مخفی حضور کو اختیار ہے بلوائین جسطرح صاحب نے کہا ہے چندے اسپر عمل کیجیے حجت تمام کرنیکو
یہ بھی دیکھ لیجیے بظاہر تو سلیمن صاحب دوست معلوم ہوتے ہین فقط اتنی بات کی تکرار ہے یہ
بھی کر گذرنے مین بہ نظر خیر خواہی عرض کرتا ہون آیندہ آپ کو اختیار ہے یہ کہکے رخصت ہوکے
وہان سے دل کبیدہ آئے خوش گئے تھے رنجیدہ آئے ۔ مہاراج کا کہنا نواب کے دل پر
موثر ہوا کلمات نصیحت پسند آئے چار دن بعد وہ چار دن پانچون آدمی نظر بند ہوے
دوسرے روز نواب صاحب نے مہاراج سے کہا اب جا کے سلیمن صاحب سے اطلاع
کردو کہ ہمنے ان آدمیون کو نکلوا دیا اب جیسا حکم ہو مہاراج جا کے سلیمن صاحب سے
کہا اونھون نے جواب دیا اچھا تمھارے کہنے سے ہمکو یقین ہوا مگر شرف الدولہ ابھی پیشدست
نہین ہوا مہاراج نے کہا اتنا تو ہوا ہے اب آپ نواب صاحب کو یہان آنے دیجیے بہتر
یہ ہے کہ اسکی گفتگو تخلیے مین ہو تو خود بھی فہمایش کیجیے اتنی بات دور اندیشی کی

بھی کہکے اپنی برأت کرلی صاحب نے فرمایا اچھا جاؤ آج تیسرے پہر کو نواب صاحب کو لیے آؤ مہاراج نے آکے نواب صاحب سے یہی کہدیا وہ اپنی طلب سُن کے بہت خوش ہوے سہ پہر کو سوار ہوکر اور مہاراج کو بھی اپنے ہمراہ لیا صاحب کے پاس پہونچے وہ بہت لطف سے پیش آئے کلمات بشاشت آمیز درمیان مین لائے مہاراج تو صاحب کو سلام کرکے علیحدہ ہوگئے جانبین مین صفائیان منظور تھین تین گھنٹے تک سلیمن صاحب اور نواب صاحب کے خلوت مین باتین ہواکین بعد اسکے نواب صاحب رخصت ہوے مہاراج نے اوسوقت حضور عالم بہادر کو بہت بشاشش پایا خود بھی مورد مسرت ہوے چند روز لکھنؤ مین رہکر بات نبھائی مگر ان دونون حاکمون کی راے ہرگز مطابق نپائی ناچار ہوکے مہاراج نے سلیمن صاحب سے عرض کی کہ مجھکو دربار شاہی کا رنگ بیرنگ معلوم ہوتا ہے اب آپکی صلاح کیا ہے مجھسے تو دیکھا نہین جاتا کہان تک روز صدمے اوٹھاؤن اگر ارشاد ہو تو مین اپنے گھر جاؤن اونھون نے کہا تمھارے اور مقربان شاہی کی طبیعت مین بہت فرق ہے اصل مین ریاست کا درخت بے اصل ہے اور جیدرخت کی جڑ نہ مضبوط ہوئی وہ باد مخالف سے ایک دن ضرور منہ کے بل زمین پر آئیگا جو اوسکے سایہ مین ہین اونکو بیشک گزند پہونچائے گا اگر اپنا بچاؤ منظور ہے تو اچھی سوچ ہو چلے جاؤ یہی بہتر ہے اندیشہ تو تھا ہی یہ سنکے اور گھبرائے وہان سے پھر کے سیدھے نواب صاحب کے پاس مہاراج چلے آئے موقع پاکے رخصت کی درخواست کی حضور عالم نے بخوشی گھر جانیکی اجازت دی کہ ضابطہ تم بھی جانتے ہو جو کچھ مال تمھارے ذمہ ہے مناسب ہے کہ اوسکی مال ضامنی کسی سے لکھوا دو مہاراج نے راے سدھن لال کی ضمانت لکھوادی چلتے وقت نواب صاحب نے ایک نقارہ دیا اور ایک ضرب توپ عنایت کی مہاراج دونون چیزین اپنے ساتھ بلرامپور لیگئے ۔

روز چہارشنبہ صاحب رزیڈنٹ کو پیام شاہی پہونچا کہ آپ بہرصورت بسبب علالت مزاج کے کرسی یا تامجان پر بیٹھ کے میرے پاس آئیے یا صاحب قائم مقام کو میرے پاس بھیجدیجیے اسکا سبب یہ ہوا کہ کئی دن پیشتر صاحب موصوف بارمنہ شاہی مین گھوڑے سے گرپڑے تھے پاؤن مین خوب چوٹ لگی تھی وہان سے صاحب راکھ کے چھلنگے چھانسنے پر

لیٹ کر کوٹھی مین آگئے تھے ہر چند پھر تامجان بھی بادشاہ نے بھیجا تھا مگر بہ سبب شدت درد کے اوسپر سوار نہو سکے کئی مہینے تک پانون درست نہوا۔ پانون لنگ رہا لکڑی کے سہارے سے چلتے تھے اس جہت سے پنجشنبہ کو لبک صاحب آئے خلوت ہوئی جرنل صاحب مرزا کیوان قدر کو خلعت ولیعہدی مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی بصلاح صاحب موصوف عنایت ہوا اوسکے بعد شرف الدولہ راے جگناتھ عرف غلام رضا خان کو خلعت بیباقی علاقہ حضور تحصیل نواب محمد خان سفیر شاہی کو خلعت معمولی۔ شیخ مصاحب علی اونکے خدمتگار کو دو تھان رومال مرحمت ہوا۔

ظاہر ہے کہ عہدۂ جرنیلی درستی عبارت و آراستگی فوج ہے یہ تعلق علم ہندسہ سے ہے جسطرح صاحبان عالیشان کو حاصل ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ بونا پارٹ شہنشاہ فرانس کو اس علم مین مداخلت کلی حاصل تھی اسکے سوا چاہیے کہ فوج مین اشراف قوم جس قوم کے ہون بھرتی ہون اسیواسطے سپاہ پیادہ کو نجیب کہتے ہین اور بدرایج سپاہ تنبیہ بیما نفشانی کا سرکار بڑھتے جائین اور سرکار سے اونکے حقوق اونکے باوام حیات ضایع نہون کہ اور دنکو قطع امید ہوجائے اسکی تفصیل صدر اعلی سرکار نے درباب فساد بدمعاشان سرکار اپنے رسالہ طبع حکم سرکار سے خوب لکھی ہے غرض اس سلطنت مین یہ منصب جلیلہ جنت آرامگاہ نے مرشدزادہ آفاق نواب شمس الدولہ بہادر کو دیا تھا اور خود جناب عالی متکفل نگاہداشت سوار و پیادہ ملاحظہ فرماتے تھے یا کبھی جرنل صاحب یا نواب نصیر الدولہ کو حکم ہوجاتا تھا حضرت خلد مکان نے اختیار بخشی فوج کو دیا اب کم کم سفارش اور عملہ کا فائدہ شروع ہونے لگا خاص رسالہ کی اسامیان معرفت میر مدد بکنے لگین حضرت خلد منزل نے اقبال الدولہ ظفر الدولہ کے بڑے بیٹے کو جرنیل کیا انھون نے غلام مرتضی روضہ خوان کو اختیار دیا خود عیش و شرابخواری مین مشغول ہوئے اس عہد دولت مین اہلکارون کی خوب بن پڑی انتظام اچھے اور برے کا جاتا رہا افسران فوج علاقون سے روپیہ ضروریات کا خاطر خواہ سرکار سے آپس مین رسدی تقسیم کر لیتے تھے اخبار نویس جو ہر علاقہ نظامت پر رہتے تھے اونکا درماہہ پندرہ سے کم تین بیس سے زیادہ نہوتا تھا تاجر صاحب اخبار دار دفتر سے ہو کر جاتے تھی چنانچہ یہ اخبار

لاکھہ روپیہ سالانہ تک پہونچا تھا اور خود ہر اخبار نویس ہزار بارہ سو سے کم ماہواری نہ لیتا تھا بلکہ اس سے زیادہ نواب منور الدولہ اپنے بھتیجے کو اور نواب روشن الدولہ نے اپنے بیٹے کو حضرت فردوس منزل نے مرزا ہمایون بخت کو حضرت جنت مکان نے مرزا سکندر حشمت کو حضرت سلطان عالم نے مرزا فریدون قدر کو ۔ مگر دفتر جرنیلی خاص واصل تخفیف ہوگیا تھا پس جب ایسی خرابیان فوج مین ہون پھر اصلاح اور درستی و آراستگی کہان ایک پلٹن نجیب کی تیس ہزار روپے اجارے پر تھی ان سب کے سوا سفارش اندرونی و بیرونی ہوتی تھی چنانچہ ولیوڈسن صاحب رزیڈنٹ نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ تمھاری فوج سے عملہ سرکار کو بڑا فائدہ ہے اس جہت سے وقت ضرورت سرکار ہرج کار سرکار ہوتا ہے چاہیے کہ فوج اسطرح آراستہ و پیراستہ رہے کہ بروقت ضرورت ہماری سرکار کے بھی کام آوے اسی جہت سے جب ہر رسالے سے سوار منتخب ہوکے مہم لاہو کو جانے لگے تھے تو بڑی مشکل پڑی تھی سواروں نے اپنی عادات قدیم سے بڑی ذلتین اوٹھائی تھین اگر ہمیشہ سے حاضر باش اور نوکری چور نہوتے کا ہیکو یہ صورت ہوتی غرض ہر سلطنت مین بربادی و خرابی و نقصان سرکار ہوتے ہوتے آخر یہ نوبت پہونچی جو سب نے دیکھی مہاراجہ گوالیار یا راجہ بھرت پور نے خود متوجہ ہو کر کیسی فوج آراستہ و تیار کی ہے اور سرکار کا انتظام تو ظاہر ہے

برگشتگی تقدیر این عاصی پر معاصی اور موقوفی عملۂ رصدخانۂ سلطانی

جب اس عاصی پر معاصی نے حسب الحکم ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنمنٹ اور بہ تصحیح و مقابلہ کرنل ولکاکس صاحب بہادر یہ تواریخ اودھ موافق دستور انگریزی لکھی پسمن خوشامد اور تعریف زائد جانب داری کیکی نہین مطبوع طبع اکثر صاحبان عالیشان منصف و قدرشناس ہوئی چنانچہ جرنل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ اور کلنٹ صاحب مہتمم کالج جرنل بارٹن ڈاکٹر اسپرنجر صاحب نے بہ نظر اصلاح دیکھا اتفاقاً قطب الدولہ مقرب خاص بادشاہ نے اسکا ذکر بادشاہ سے اس خیال سے کیا کہ از راہ قدرشناسی کچھہ بھلا ہوجاے مگر خوبی قسمت سے الٹا نتیجہ بالعکس صورت ہوئی ؎ ای روشنی طبع تو برمن بلا شدی + صادق آیا یا القرآن

بذریعہ صاحب متوفی و بسفارش جنرل کا ئیفلڈ صاحب رزیڈنٹ بے منت مومنین دربار مقرر
ہوا تھا از راہ قدرشناسی سلطان عادل موقوف ہوا وجہ یہ ہے کہ قطب الدولہ نے جب
تواریخ مجھ سے منگوا بھیجی بادشاہ نے حضرت جنت مکان کا احوال دیکھا بہت خوش ہوئے اور
تعریف کی جب اپنے احوال پر آئے بعض مقام جو حقیقت میں سچ تھے دیکھے اور بہ خفا ہو کر
برطرف کیا ہر چند میں نے واسطے ترک کے اگرچہ میں خود پڑھکر اون مقامات کو سناتا اور خفا ہونے
جواب شافی دیتا مگر مجھے وہ نہ لے گئے - یہاں کچھ طمع نہ تھی کہ امیدوار ہوتا صبر کیا
بسر اوقات مع عیال اطفال ۱۰ برس تک توکل پر رہی مگر شکر یہ ہے کہ کسی امیر شہر کے
دروازے پر نہ گیا حضور عالم البتہ سال بھر کے بعد کچھ اعانت کرتے تھے موافق اپنے عہد
کے ہو رو دولت کربلا قاسم رزق کا تھا با عزت و بے منت رفع احتیاج ہوئی جب
عملداری گورنمنٹ ہوئی متواتر عرض حال کیا کسی نے نہ سُنا - صبر کیا - جب عملۂ رصد خانہ
برطرف ہوا بنگالی وغیرہ جو بسفارش اکبرآباد و الہ آباد سے آئے تھے جنرل سلیمن صاحب نے درخواست
پنشن کی کی بادشاہ نے فرمایا پنشن دستور سرکار نہیں اور اس مصنف تواریخ سے ہمیں
رنج ہوا ہے بعد اسکے بلحاظ جنرل صاحب تہائی حصہ پنشن کو عملے کے لیے اجازت ہوئی سوائے
اس مغضوب کے بہرحال صبر کرنا چاہیئے - جب جنرل بیرو صاحب کو چودہ رسالے علمی مع تواریخ
اودھ ڈپٹی مرزا عباس بیگ نے دکھائے کہ یہ شخص محروم حق پنشن سے رہے رپورٹ صدر
کو کیا نصف تنخواہ معینہ یعنی پچاس روپیہ ماہواری مقرر ہوئی بکر الحمد اللہ کہ وہ کتاب جو بلا خط
بادشاہ نہیں آئی تھی ۱۰ یا ۱۹ - جز تھے اب ۷۰ یا ۸۰ جز کے تقریباً کتاب مبسوط تیار ہے ایک
جلد فارسی اردو اور انگریزی جنرل جمبرلین صاحب نے خود اور پائر صاحب سے ترجمہ کروا
ہے کئی سے روپیہ اوسکی طبع میں صرف ہوا اور غالب ہے کہ نفع بھی ہو مگر سرکار خود طبع
نہیں کر سکتی ہے مجھے اختیار ہے یا جو شخص از راہ قدردانی طبع کرائے - جب اسکے قدر
شناس دیکھینگے البتہ مجھ بیہ نیکی یاد کرینگے - آیندہ اختیار بخدا - وہ کسی کی محنت برباد نہیں کرتا
ضرور اوسکا اجر دیتا ہے فقط -

احوال نواب جلال الدولہ مہدی علیخان بہادر

بعد انتقال جنت آرامگاہ نواب خاص محل مادر گرامی نواب جلال الدولہ مہدی علی خان بہادر محلسرائے خاص فرح بخش سے بادلی کے مکان مین تشریف لائین یہ بھی عمارت عالیہ نواب آصف الدولہ نے قابل رہنے سلاطین کے بنوائی تھی اگرچہ وضع ہندوستانی ہے نواب جلال الدولہ کو اپنی مان سے چندان موافقت نہ تھی اس جہت سے نشاط باغ مین آکر رہے اور اسے اپنے طور پر خوب آراستہ کیا اور سامان عیش و نشاط شاہانہ شروع کیا اکثر ملازم تیرانداز وغیرہ نوکر ہوئے تیراندازی اور بندوق لگانے مین وہ بھی خود کامل تھے جنت آرامگاہ نے سب صاحبزادونکو جیسا چاہیئے سب طرح سے تعلیم فرمایا تھا انکے شریک جلسۂ صحبت عیش فقط نواب حسین الدین خان ہوتے تھے جد مادری حضرت سلطان عالم تھے۔

کئی برس کے عرصے مین یہ مصارف کثیرہ بسبب قلت مداخل کے تمام ہوئے اور بسبب فضول خرچی اور صرف بیجا کے مان نے اعانت موقوف کر دی تھی اس جہت سے صحبت عیش درہم برہم ہوتی اور ملازمین نے اپنی راہ لی لالہ ماہولال داروغۂ بیگم صاحبہ اور کارگزاران بیگم صاحبہ نے اپنے بچاؤ کیواسطے نواب معتمد الدولہ اور خوانین کمبوہ سے موافقت پیدا کی تھی اسلیے ناموافقت کلی دربار شاہی مین اکثر جاتے تھے مگر انکی تنخواہ مثل اور بھائیون کے نہ ملتی تھی آخر تنگ ہو کر دربار کا جانا موقوف کر دیا تھا اتفاقاً انکو ہیضہ وبائی ہوا نوبت بہ ہلاکت پہونچی نواب خاص محل جوشش محبت مادری سے باغ مین تشریف لائین نواب کی پرستاری کی حکیم میر ابو ملازم بیگم صاحب معالج ہوئے خدا نے شفا دی فی الحال متکفل اخراجات ہوئین نواب بھی بہ مجبوری اطاعت کرنے لگے۔

اجمالی تنخواہ مرشدزادہای جنت آرامگاہ

— حضرت خلد مکان کی سلطنت مین جب کثرت مصارف سرکار شاہی بڑھی تو نواب معتمد الدولہ کو اقربائے شاہی سے کسیطرح موافقت نہ تھی بلکہ ہر ایک کے درپے تخریب رہتے تھے

چاہتے تھے کہ ان سب کے مواجب معینہ بہت کم ہوجائیں چنانچہ نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا صاحب کو ایک محبت نامہ لکھا کہ بھائیون کی تنخواہ ہزارون روپے کی ہے اور بہ سبب کثرت مصارف انکی تنخواہ دینے مین وقت و دیر ہوتی ہے اُنکی باعث شکایت کا ہوتا ہے لہذا منظور ہے کہ ہر ایک کی تنخواہ نصف ہوجاے اور اولاد ازواج نواب آصف الدولہ مرحوم میرے عم نامدار فقط بنام نامی اونکے ہین غیر مستحق سمجھکر آزاد کردیے جائین اسکا سبب یہ تھا کہ معتمد الدولہ ان سب کو غیر مستحق و بیگانہ سلطنت جان کر تنخواہ بہت وقت اور مہینون چڑھا کر دیتے تھے یہ سب بیبیان بیچ محلہ وغیرہ مین رہتی تھین جب فاقون سے مرتی تھین بعد نصف شب کے کوٹھون پر محرم کا باجا بجا کر غل مچاکر معتمد الدولہ کو کوستی تھین اسوجہ سے نواب کو عداوت ہوگئی تھی اور اونکے نکالنے کی یہ تدبیر کی تھی لیکن وہان سے یہ جواب آیا کہ مقدمۂ خانگی مین آپ کو ہمہ وجوہ اختیار ہے مگر اولاد ازواج نواب آصف الدولہ کے واسطے ہمین یقین واثق ہے کہ یہ آپکے عم نامدار کے بنام ناموس مشہور ہوچکے ہین غالب ہے کہ اُنھین خلاف ہمت عالی سمجھکر گوارا نہ کرینگے کہ موجب بدنامی ہوگا اور بھائیون کی تنخواہ مین اختیار ہے ایک زمانہ یہ گذرا کہ حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین حضور عالم نے انھین ازواج و اولاد کو محل سے نکلوا دیا کسی نے نہ سنا۔

خلاصہ جب بھائیون کی تنخواہ نصف کرچکے اسکے دینے مین برسون ہوجاتے تھے اس جہت سے اکثر مرشد زادونکی نوبت فاقہ کشی کی پہونچی بہ سبب قلت مداخل اور عدم وصول سے مثل نواب بہار الدولہ حسین علی خان یہ فیاض بہت تھے اور بادشاہ بھی انکی طرف سے غافل ہوگئے آخر ایک دن تنگ ہوکر باتفاق نواب نصیر الدولہ مع سب بھائیون کے دادخواہی کیواسطے چھاؤنی سنڈیاتون مین رکٹس صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے اپنا اظہار حال کیا جواب مناسب وقت پایا وہان سے مایوس ہوکر پھرے نواب نصیر الدولہ سب سے بڑے تھے فوج شاہی نے انکے دولتخانے کو گھیر لیا ہر طرف توپین لگادین جابجا پہرے بٹھادیے آمدرفت بند کی کئی دن تک یہ ہنگامہ صلہ رحمی گرم رہا آخر معرفت اعظم علی خان عظیم اللہ خان نے کچھ دیکر تصفیہ کیا نے الجملہ صورت عافیت پیدا ہوئی جب سے عظیم اللہ خان دربار نواب مین حاضر

ہونے لگے اور ہر طرح سے خوشامد کرتے رہے بہاء الدولہ نواب حسین علیخان بھی تصور سپاہ شاہی تھی بیس سوار اور پیادے متعین تھی انکے پاس دینے کو ایک کوڑی نہ تھی آپ فاقہ کرتے تھے جب اس قید بیجا سے بہت تنگ ہوئے ایک شب گھبرا کے گھر سے نکلے بہزار خرابی نہین معلوم کیونکر کانپور پہونچے وہاں سے فرخ آباد کو چلے کہ نواب منتظم الدولہ کے پاس جاؤن چوبے پور کی سرا مین اترے تھے مرزا علی حسن مرزا حاجی کے بیٹے کانپور سے انکی رہبری کو ساتھ ہوئے تھے بیس سوار جنکے پہرے سے نکلے تھے انکے تعاقب مین چلے آتے تھے سرا کو گھیر لیا چاہا کہ نواب کو پکڑ لیجائین تہتک ہوا تھانہ دار آیا اوسنے باز رکھا یہ مایوس ہو کر پھر گئے نواب نے سپاہی تصور سے برطرف کر دیا جب نواب فرخ آباد پہونچے وہان بھی صورت خلاف دیکھکر کلکتہ گئے وہان بھی کوئی صورت دادرسی کی نہ نکلی عدم استطاعت وبیمائی سے اسباب دنیا کیونکر حاصل ہون جب حضرت خلد منزل سریر آرائے سلطنت ہوے حسب الطلب شاہی لکھنو آئے انکی زر تنخواہ تمام وکمال ملی۔ بادشاہ بیگمصاحبہ نے از راہ کمال ترحم وصلہ رحمی شہامت علیخان کی بیٹی جوان نامراد تھی عقد شرعیہ کر دیا نواب نے مہاجنون کا قرضہ بالکل ادا کر دیا بعد کئی برس کے انتقال کیا۔

نواب جلال الدولہ کا باخفا لکھنؤ سے نکلنا کلکتہ سے کربلا کو جانا

نواب خاص محل نے حکومت نواب معتمد الدولہ مین انتقال کیا نواب جلال الدولہ متروکہ مادری وجاگیر نواب گنج سے محروم رہے جواہر واسباب تحفہ ناہولال نے اپنے خوف جان ومال سے نواب وخواتین کو دیا اونھون نے اپنی امانت ودیانت ظاہر کرنیکو اوسے کوڑے بھی لگائے چند روز کے بعد چھوٹ گیا نواب جلال الدولہ بامید موہوم طلب انصاف کو چند روز تک دربار جایا کیے جب شنوائی نہوئی مایوس ہو کر خانہ نشین ہوے باہر نکلنا بالکل موقوف کر دیا جب اس تکلیف سے تنگ آئے ایک شب کو منا سنگھ زمیندار کے گھوڑے پر باخفا سوار ہو کر کانپور پہونچے وہان سے ڈاک مین کلکتہ روانہ ہوے کئی دن کے بعد ہرکارون نے سرکار مین خبر کی کسی کے کان پر جون بھی نرینگی۔

جب نواب شمس الدولہ سے ملاقات ہوئی بہت خوش ہوے کمال محبت سے پیش آے
فرمایا انشاء اللہ ہم تم باہم عتبات عالیات کو چلینگے اس عرصہ مین نواب شمس الدولہ نے
انتقال کیا اور چاہتے تھے کہ اپنے حین حیات مین چار لاکھ روپیکے نوٹ گورنمنٹ نواب کو
خرید کردین حضرت بیگم صاحبہ ایکدن باتون مین کچھہ طعنہ زن ہوئین نواب جلال الدولہ
نے جواب شافی دیا کہ مین کلکتہ مین رہنے کو نہین آیا کہ کسیکا محتاج ہونگا میرا زادراہ
تین سو اشرفی موجود ہین اور کچھہ جواہر بھی ہے

نواب جلال الدولہ بدل متمنی عتبات عالیات تھے انکا کوئی روکنے والا بھی نتھا چند
ملازمین خاص سے جہاز پر سوار ہو بصرے پہونچے حاکم بوشہر مسلم یعنی ناظم بصرہ و پالیوز بغداد
نے ہر مقام پر انکا احترام کیا طریق ضیافت و مہمانی موافق دستور ولایت پیش آتے کئی سوار
اور چاؤش اونکے ساتھہ کردیے جس شہر یا قلعے کے نزدیک پہونچتے تھے سلامی توپ کی ہوتی
تھی جب دورے کی زیارت سے فارغ ہوے راہی مشہد مقدس ہوے ناگہان مکافات ایام نا فرجام
سے منزل ابن عباس آیا و مقامی جو مختص رہزنی ترکمان ہے نواب نماز صبح زیر درخت
چنار پڑھہ رہے تھے کہ دفعۃً ترکمان پہاڑ کی چوٹی سے اوترکر قافلے کو لوٹنے لگے اوسمین کچھ
ہندی بھی تھے بعض نواب کا نام لیکر فریاد کرنے لگے نواب نے از راہ جسارت اوپر رخ کیا بعض
نے نواب کو منع کیا کہ یہ ہندوستان نہین ہے آپ خاموش رہیے –

اس عرصے مین نواب نے تپنچہ مارا۔ دونون خالی گئے حالانکہ نواب اس فن کے
بڑے قادرانداز تھے ناگاہ ایک ترکمان دوڑکر نواب سے لپٹ گیا گھوڑے سے گرادیا اور
مقید کرکے پشت پہاڑ پر جہان رہتے تھے لے گئے اور کئی من تبریز کی بیڑیان پاؤن مین ڈالدین
اور ہر روز عداوت سے اشد مصائب اور آلام روحانی دینے لگے اور بہت خوش تھا کہ میرے
حصے مین نواب ہندی اور شاہزادہ ہاتھہ آیا ہے نواب اوسے سمجھاتے تھے کہ تیرا گمان غلط ہے
مین جلا لیہ فقیر ہندوستان ہون وہ کہتا تھا بہرصورت تم مجھے پانچہزار روپیے دو چھوڑدونگا یہ کہتے تھے
کہ اگر یہی منظور ہے میرا خط بالیوز بغداد یا مہران کے پاس لیجاؤ وہ روپیے تمھین دیدینگے
وہ کہتا تھا ہمارا آدمی وہان جاکر گرفتار ہوجائیگا۔ غرض اوس قافلے سے زن و مرد

چلہ آدمی اسیر ہو گئے تھے اور نواب ۶ - آدمیون کے حصے مین تھے ایکدن نواب نے تنگ ہو کر
اوس ترکمان کے آٹھ برس کے بیٹے کو مار ڈالا اس جہت سے کہ وہ حرامزادہ سب سے زیادہ آزار دیتا
تھا کبھی اوپر موت دیتا تھا کبھی منھ پر تھوکتا تھا کبھی گالیان دیتا تھا اوسکا باپ نواب کی اس حرکت
سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ تمنے اس عورت کو کیون نہ مار ڈالا کہ میرا حصہ بڑھتا یعنی جتنے
آدمی ۶ سے کم ہوتے اسکا حصہ بڑھتا دوسرے دن اسکا بھائی جو شریک حصہ تھا خفا ہو کر
کہنے لگا مین آج نواب کو مارے ڈالتا ہون اور اپنے پاے چلہ دار سے نواب کی ہنڈلی پر
کھڑا ہو گیا صاحب خانہ نے کہا پہلے تو میرا حصہ دے دے پھر تجھے اختیار ہے ایکدن نواب
چکی پیستے جاتے تھے اور اپنی بیکسی پر رو رہے تھے اوس ترکمان کی جورو نے رحم کیا اور ایک
کرتہ اور لنگی نواب کو دیدی اور اپنے خاوند سے سفارش بھی کی کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خاندان
سے ہے اسکے رونے پر مجھے رحم آیا یہ کرتہ اور لنگی مین نے اوسے دی خلاصہ نواب عجیب
مصیبت ناگہانی اور بلا مین گرفتار ہوے کہ خدا کسیکو نصیب نکرے غرض اسیری نواب
کی خبر مشہور ہوئی شاہ جم جاہ فتحعلی شاہ نے فرمان فرماے مشہد مقدس کو لکھا کہ کوئی صورت
انکی رہائی کی ہو تو باعث نیک نامی ہے اور مزید حسنات اخروی لکھنؤ مین حضرت خلد منزل
مین یہ خبر آئی زائرین نے بھی مفصل احوال بیان کیا نواب روشن الدولہ نائب تھے یہان کون
سنتا تھا غیب شہزادہ مشہد مقدس نے حکم بانذر ران کو لکھا اونہی پانچہزار روپے دیکر نواب کو چھوڑایا
وہان سے طہران مین آکر مہمان خانہ بالبوز ہوے شاہ کو یہ امر خلاف گذرا اور نہ احترام اور لوازمہ
مہمانی زیادہ ہوتا بلکہ کیا عجب تھا کسی شاہزادی سے شادی ہوجاتی وہان سے عتبات
عالیات آئے پھر بصرے سے جہاز پر سوار ہو کلکتہ ہوتے ہوے کانپور مین ڈہان صاحب کے
بنگلے مین اترے وہی انکا متکفل اخراجات ہوا وہ تاجر جنے پانچہزار روپیہ دیا تھا انکی ساتھ آیا

نواب کا لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

جب حضرت فردوس منزل سریر آراے سلطنت ہوے انکا حال سنکر از راہ صلہ رحمی شقہ طلب

بھیجکر بلوایا تاکہ شہر پر جلوس سواری بھیجا جب شرف ملازمت حاصل ہوئی خلعت دیا اور
کوٹھی اسمعیل گنج ممولکہ اعظم علیخان رہنے کو دی اپنے حین حیات تک محبت کرتے رہے
تنخواہ بھی مثل اور بھائیون کے مقرر فرمائی بہرحال اوسپر قناعت کی ایکدن کمال خصوصیت
سے عرض کیا تصویر خاص مرحمت ہو کہ مین اوسے اپنا حرز جان سمجھکر ہر وقت شرف ملازمت
حاصل کرتا رہون بادشاہ نے اپنی تصویر بڑے جلوس سے بھجوائی امراسب پیادہ ساتھ تھے
نواب ہر صبح اوسکے سامنے باآداب جاکر بیٹھا کرتے تھے کہ موجب خوشنودی خاطر بادشاہ ہو۔

جب حضرت جنت مکان ہوے سب کی تنخواہ کم ہوئی انکے بھی پندرہ سو روپیہ ماہواری رہے
یہ اوسے بھی غنیمت سمجھے ازبسکہ صدمات روحانی اوٹھا چکے تھے کوئی حسرت دنیا باقی نرہی تھی
پیر نو وسالہ گھل کر ہوگیے تھے وہ حسن وہ جوانی شباب سب جاتا رہا تھا کتب تواریخ کا بہت شوق تھا
دیکھا کرتے تھے غذا ایک وقت کی رہ گئی تھی دو گھنٹے کے بعد اوسے بھی قے کرکے نکالڈالتے تھے
ابتدا مین بہت موٹے تھے انگریزی حوضہ بھرجاتا تھا ڈاکٹر صاحب کی تجویز سے مشی کرتے تھے
اور قے اختیار کی تھی اس سے بہت دُبلے ہوگئے تھے نواب امین الدولہ سے بڑا ربط
تھا اس جہت سے کہ امام بخش خان انکے باپ تیراندازی مین نوکر تھے اس خصوصیت سے
ایک شب مجلس محرم مین بھی آئے تھے۔

حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین اور بھی تنخواہ کم ہوگئی تھی اوسپر بھی شکر خدا
کرتے رہے اکثر علیل بھی رہتے تھے آخر عوارض فرمنہ سے ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ عیسوی
انتقال کیا حکم بادشاہ سے کربلاے نو تعمیر حضرت خلد منزل مین دفن ہوے اسباب ضبط
سرکار ہوکر نیلام ہوا ازواج و اولاد نہ تھی اور نہ اسکا مدت عمر تک شوق و رغبت تھی۔

احوال قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی

یہ دونون احوال نواب جلال الدولہ و قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی اسواسطے
لکھے کہ انکا خاتمہ اسی سلطنت مین ہوا خلاصہ مرزا حاجی مقرب خاص حضرت خلد مکان سے پانچہزار
روپے پاتے تھے اور انتہای عنایت اثیر تھی کہ غیر از چند ساعت خواب راحت بادشاہ

بادشاہ کو ایسے مفارقت ناگوار تھی اسی رسوخ سے نظامت سلطان پور ـ بیسواڑہ بیلون
انھون نے بھائیونکو بڑے بیٹے مرزا محمد کو دی تھی ہرچند یہ کام خالی خوف و خطر سے نہ تھا کسواسطے
کہ خوف انجام اور دشمن قوی نواب معتمد الدولہ تھا ہرچند کئی برس پیشتر سلطنت سے انکے
کمال خصوصیت تھی کہ واسطے جواب وسوال بامید سلطنت بھی تھی شب کو باخفا آیا کرتے
تھے اور تحفہ تحائف بھی لایا کرتے تھے آخر وہ اتفاق اہل دنیا مبدل بہ نفاق ہوا ـ جب
نواب معتمد الدولہ نائب ہوئے مرزا نو مہینے تک خانہ نشین ہوئے نواب کو معرفت دیوان
بخیالعبد عہد و میثاق صفائی باطنی منظور تھی لیکن مرزا محسن نے باوجود اس عقل و
دانش اپنے بڑے بھائی کے کہ بڑے عاقل تھے برہم کردیا جب دوبارہ عروج نواب ارفع مدارج
پر ہوا مرزا کی مصاحبت بادشاہ سے چھوٹی ہوئی خانہ نشین ہوکر پایہ مصاحبین آگئے باستہ
ثبات سبکی باعث مذکور مرزا نے باعتبار خود ۵ یا ٦ لاکھ روپیہ گھر سے دیکر مہاجنان بازار سے
گانٹھ لیا ہی کی اس خیال سے کہ اگر یہ قرضخواہ سرکار مین نالش کردینگے تو معتمد الدولہ کی
بن پڑیگی اور قریب تین لاکھ روپیہ کے بابت قرابات کے انکا روپیہ سرکار مین رہگیا
پانچ برس تک اپنے گھر مین مع اپنے بھائیون کے قید رہے کوئی صورت نجات کی نہ نکلی
اور گورنمنٹ سے زبان کرنل جان بیلی صاحب ریذیڈنٹ سے قطع امید ہوچکی تھی اور یہ
اسیر نازنان اور مطمئن تھے کہ ہمارا ایکسو ہوجانا بادشاہ کے موجب صفائی کا ہوجائیگا معتمد الدولہ
انکے خراب کرنے سے کبھی غافل نہ تھے آخر نواب نے شیخ محمد ناسخ شاعر ہندی جو مرزا کے ندیم
راز مقرب خاص تھے اور انکا فروغ و رشد سارا شہر جانتا ہے کہ انکے گھر سے انھین حاصل ہوا
تھا بطمع دنیا اپنے کو موافق و متوسل کیا انھون نے بھی اپنی قدامت سے ہاتھ اٹھایا اور بظاہر
حیلہ انھیدو ریزی حاکم وقت سے جان کراہ رغبت بالکل مرزا کے پاس آنکی ترک کی اسکے
سوا انہا رسوخ سمجھکر درپئے تخریب اپنے ولی نعمت کے ہوئے اور نواب سے عرض کی کہ مین فقیر
ہون دربار مین حاضر ہونا میرے واسطے موجب مشکل ہوگا بروقت ضرورت حاضر ہونگا مگر
بکلاہ بغیر لباس اہل دربار یعنی پگڑی باندھ کے کبھی نہین رکھی اور جو بھی آدرمی احکام ہونگی گھر
سے بھیجا لاونگا نواب نے سب قبول کیا تھا ۔

غرض جب ایسے گھر کے بھیدی اور محرم راز جمع ہو چکے ایک سپاہی مفلوک اور پریشان حال کو دم دیکر سکھا کر واسطے قتل نواب کے وقت شب بارہ دری مین بلایا کہ تو ننگی تلوار ہاتھہ مین لیے چلا آنا جسے ہم کہینگے تلوار مارنا تجھے بہت کچھہ ملے گا مرتا کیا نہ کرتا اوس اجل رسیدہ نے قبول کیا خلاصہ جب وہ رہبری جاسوس سے قریب نواب پہونچا اوسکے انتظار مین نواب پیشتر سے باہر نکلکر بیٹھے تھے اور اصحاب یار غار بھی اوکی سے مسلح حلقہ باندھے بیٹھے تھے اوسے دیکھکر کہنے لگے وہ آتا ہے وہ آتا ہے ایک شخص نے پکار کر اوس سے کہا ارے مار تلوار نواب کو چاہتا تھا کہ تلوار لگائے اصحاب نے ملکر اوسکا کچومر کر دیا نیمجان اوسے نواب کے پاس لائے کہنے لگا مجھہ کو دغا کی یہ کہکر مر گیا حاضرین نے کہا یہ ہذیان بکتا ہے اسکے حواس درست نہین خلاصہ جسکو اوسکے پانون مین رسی باندھہ ہاتھی سے کھچوا کر بازار مین تشہیر کیا لیکن سب پر اس جوڑ کی اصل حقیقت کھل گئی مگر خوف حاکم وقت سے دم بخود تھے اور ایک ٹیپ ہندی تحریر پہاچی اوسکے بازو سے کھول کر مشہور کیا تھا کہ مرزا حاجی نے اس سپاہی کو واسطے قتل نواب کے بھیجا تھا بادشاہ کو پرچہ اخبار گذرا حالانکہ اوس ٹیپ کی پشت پر حساب مٹھائی کا لکھا ہوا تھا دوسری حضرت انعام قتل شیخ ناسخ اسکی صداقت کو در دولت پر حاضر ہوے بادشاہ کے سامنے روبکاری کو گئے میر غلام علی رسالدار جو مقرب مرزا تھے وہ بھی حاضر ہوے بادشاہ نے صمصام الدولہ مرزا حجو کو حکم کیا تم گواہون سے تحقیق کراؤ یہ بہر صورت خیر خواہ دوست حقیقی نواب کے تھے انھون نے پہلے شیخ ناسخ سے تصدیق چاہی کہ یہ ٹیپ کیسی تھی انھون نے مناسب وقت سمجھکر جواب شاعرانہ دیا مرزا حجو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ سو صادق ایکطرف اور شیخ ناسخ ایکطرف ہے انکو حکم ہوا اپنے گھر جائیے دوسری گواہی میر غلام علی کی ہوئی یہ سید بنی فاطمہ تھے کب جھوٹ بولتے کہا حاشا ثم حاشا یہ سب محض افترا اور جعل ہے مجھے مطلق اس حال سے خبر نہین۔ حکم ہوا انھین احاطہ راجہ روشن سنگھ مین لیجاؤ وہان طوق و زنجیر مین مسلسل ہوے بعد کئی مہینے کے عشرۂ محرم مین اسی زندان شام مین مر گئے اور اپنے آبا ے کرام سے ملحق ہوے یہ ادنی شعبدہ اس زمانہ کا تھا۔

اب شیخ صاحب کا حال مفصل یہ ہے کہ مرزا حاجی کے قید مین ہر وقت حاضر رہتے تھے جب انتھا کے

خوف نواب ہوا کہ مبادا اس ارادہ سے پکڑ جاؤن گھر مین بیٹھ رہے جب یہ جوڑ بند ہوا پہلے چوبدار سلطانی
انکی طلب کو آیا انھون نے کہا تم ٹھہرو جب تک مین تدبیر سواری کرون پگڑی بند ہوا ؤن ۔
اونسے کہا مین خواجہ محمود کو قوال کے پاس جاکر ایک ڈولی تمھارے واسطے لے آؤن اوسوقت
شیخ جی سمجھے کہ رنگ بے طور نظر آتا ہے سامان بے آبروئی ظاہر ہے چوبدار ڈولی لینے گیا
شیخ جی گھر کے دروازہ پر زنجیر لگاکر سراسیمہ پا پیادہ اوڑھے باہر نکلے اور اپنا دوست و شاگرد خاص
جانکر آغا توکل کے پاس گئے کہ مجھے دو تین دن تک اپنے گھر مین چھپا رکھو جب تک کہ شہر سے
باہر نہ نکلجاؤن انھون نے خوف حاکم وقت سے ڈر کر کہا کہ میرا گھر مفت برباد ہوجائیگا ظلم نواب
ظاہر ہے تب شیخ جی نے کہا کہ ایک حجام بلادو مین داڑھی موچھ منڈواکر بیراگی بنکر شہر سے نکل
جاؤن آغا نے کہا اگر حجام سرکار مین کہدے تو بھی مجھپر آفت آئیگی اب شیخ جی ثابت ہوا کہ خود
اپنا رسوخ ثابت کرنے کو کہدین تو کیا عجب ہے اس عرصہ مین چوبدار آیا یہ حال دیکھکر سرکار
مین خبر کی میر اسد سرکار کے حکم سے گھر پر آپکار کر کہنے لگے کہ بہر صورت شیخ جی کو امان ہے
مگر اس محلے مین جسنے اپنے گھر مین چھپایا ہوگا وہ البتہ ذلیل و خوار ہوگا یہ منادی کرکے
پھر آئے شیخ جی گھبراکر ٹھیک دوپہر کو میر اسد کے دروازے پر پہونچے سپاہی سے کہا کہدو ناسخ
حاضر ہے میر اسد پابرہنہ باہر آگئے اور بہت احترام سے اندر لیجاکر اپنی مسند پر بٹھایا آغا توکل نے
اپنا بیٹا اونکے ساتھ کردیا تھا کہ مبادا شہر کے باہر چلے جاوین میر صاحب سے اوسنے کہا کہ ہم
امانت سرکار کو پہونچا چلے میر صاحب نے اوسے کہا کہ آپکی عزت کے ساتھ میرا سر حاضر ہے
اور نواب سے جاکر کہا فرمایا اپنے پاس رکھو دوسرے دن روبکاری مذکور ہوچکی اپنے گھر بسلامت
آئے سو روپیہ درماہہ نواب نے مقرر کیا پس انکا رسوخ و اعتبار دن بدن بڑھنے لگا جو مقدمہ
تعلق قربت کا پیش آتا تھا انسے کہلا بھیجتے تھے یا اوسے اپنی بندش شاعری سے موزون کر دیتے
تھے انکے پاس اسیطرح دلگرفتہ میر لکھنؤ بھی حاضر رہتے تھے ۔

دوسرا احوال شیخ جی کا یہ ہے کہ جب نواب منتظم الدولہ وزیر ہوے شیخ جی نے محض خوشنودی
مزاج نواب کے لیے غزل کہی تھی بقافیہ گر بخیہ یعنی (کاشو ہے بخیہ شلجم گر بخیہ) اور پھر اونکی غزل
کی تاریخ یادگر بخیہ) کہکر مشہور کی تھی محمد خان قوال نے اس غزل کو نواب کے سامنے گایا تھا

ہزار روپیہ انعام کے ملے تہنیت نواب نے بہت خوش ہوکر اسپر مضحکہ اور تعریف
کی تھی منتظم الدولہ نے ایک چوبدار انکی طلب کو بھیجا اوسنے انھون نے پندرہ روپیہ دیکے شفا
سے شربت پلایا اور پھر سواری اور پگڑی کی فکر مین ٹہلنے لگے وہ مرد پیر تھا سرد شربت پیکر
اور بازار کی مٹھائی کھاکر صورت تشنج کی اوسے پیدا ہوگئی سوگیا شیخ جی نے عصا سے سر کو
کو ٹھڑی مین رکھکر باہر نکلے سیدھے فقیر محمد خان رسالدار کے پاس پہونچے خانصاحب نے منشی
کیمہاری کے میانے مین بطریق سواری زنانہ سوار کرکے کول ہار بھیجدیا وہان سے کانپور
ہوتے ہوے الہ آباد مین شاہ ابو المعالی کے مہمان ہوے پھر وہان سے برخاستہ خاطر
ہوکے کانپور مین مرزا علی محمد کے مہمان ہوے جب منتظم الدولہ معزول ہوکر فرخ آباد گئے
شیخ جی پھر بسلامت لکھنؤ آئے مرزا علی محمد کے مہمان ہوے مرزا حاجی جب
وزارت اعتماد الدولہ مین لکھنؤ آئے شیخ جی کو نسبت اپنے انتقام منتقم حقیقی پر رکھا۔

جب حضرت فردوس منزل ہوے شیخ جی کو سو روپیے ملنے لگے اور ہر سال قطعہ سال جلوس پر
خلعت بھی عنایت ہوتا تھا اور اعظم الدولہ کی سفارش مرزا ئی صاحب دوست قدیم شیخ جی کو
دوسو روپیہ ماہواری کا نوکر رکھوا دیا تھا حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین ازراہ تخفیف
برطرف ہوے مگر صاحب سلیقہ تھے جسقدر سرکار نواب محسن الدولہ سے کمایا صرف بجا ہین
تھا بیٹون کی تعلیم مین قصور نہین کیا تھا حکیم زین العابدین انکا بیٹا شاگرد حکیم مرزا محمد کے
طبابت کرتا ہے چلن سے چلتا ہے بعد کئی برس کے شیخ جی نے انتقال کیا بموجب
اپنی وصیت کے جس گھر مین رہتے تھے اوسمین دفن ہوے فی الحقیقت فن شاعری
اور تحقیق و تصحیح الفاظ مین اونکا نظیر نہ تھا بہت سے شاگرد رشید اس شہر مین ہین غرض یہ
سب دیباچہ احوال شیخصاحب کا تھا بسبیل مذکور جسقدر آنکھون سے دیکھا نہ یہ کہ ازراہ
نفسانیت بیان کیا ہو کئی برس تک مرزا حاجی کے دربار مین تیرے کا اور اونکا
ساتھہ رہا ہے خلاصہ نواب معتمد الدولہ کئی برس تک مرزا حاجی کے اخراج شہر کی
فکر مین رہے جب بادشاہ سے اونکے اخراج کو عرض کرتے تھے بادشاہ فرماتے تھے اپنے
گھر مین رہتا ہے وہ تمھارا کیا نقصان کرتا ہے ایکدن نواب نے خفیہ مین مرزا کو

اسفندیار میر ابراہیم وحید شاہ علی رقعۂ اتمام حجت بھیجا کہ اگر مجھے مستعفی رقعہ مرزا لکھیں اس مضمون
کا کہ آپ کے باقی معاذ محمد تقی علی خان کچھ ہیں نہ تھا اسمیں تمھاری اطاعت سے باہر ہونگا۔
جب عہد شیاق نیابت میں ہو جائیگا یا نجیر ارکان اسکا سرکار شاہی سے مقرر کروا دونگا اور
اپنا کارخانہ بہت بھی آپ سے لونگا بعد غور و تامل مرزا نے جواب صاف دیا کہ مجھسے کسیطرح
اطاعت تمھاری نہ ہو سکیگی اور نہ میں جانشین ہونگا کسواسطے کہ یہ مصاحب دل سے نہ بہونگے
پس تو بھی مجبور ہوں۔ آخرکار نواب نے بادشاہ سے ہر صورت اجازت منوائی لیکر
تاریخ ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۲ھ راجہ تحماور سنگھ راجہ
شیودین سنگھ وغیرہ اردلی بادشاہ مع باربرداری گاڑی۔ چھکڑے۔ کہار۔ اسباب۔ فروش
اور سپاہی لیکر آئے کئی دن تک انہیں تعطل رہا کوئی عذر نہ سنا اور بادشاہ سے جاکر
اوسکا عذر واجبی عرض کرنے نہ پایا۔ خلاصہ چار و ناچار پیادہ پا اپنے گھر سے نکلے سوار ہوئے
سارا شہر جابجا جمع ہو کر قدرت خدا کا تماشا دیکھنے کے لیے کھڑا تھا اور معتمد الدولہ کو اپنی ترکیب
نا اب وقت کہہ رہا تھا انکے گرد حلقہ سپاہ تھا اوسوقت ان اسیران ظلم اور اجتماع خلایق سے
کیفیت بازار دمشق ظاہر تھی چوک میں کسی سپاہی سے تکرار ہوئی ایک ہنگامہ ہو گیا تھا راجہ
ٹکیت رائے صاحب ان سبکو سوار کر کے شہر کے ناکے باہر کر دیا قریب شام یہ قافلہ تکیۂ
پیر علی شاہ پر پہونچا رات وہیں بسر کی صبح کو روانہ کانپور ہوئے پہلے کانپور میں کرایے کے
مکان میں رہے اوسکے بعد ایک بنگلہ پریڈ پر مول لیکر رہے نواب نے انکے مکانات سب نواب
حسن الدولہ کو دیدیے کہ اگر انکی رعیت شہر میں ہوگی تو انسے کوئی نہ لے سکیگا چنانچہ آجتک
وارثین کے قبضے میں ہیں نسبت اوس زمانہ کے اب شارع عام سڑک پر ہو گئے ہیں۔

مرزا حاجی کا لکھنؤ آنا اور پھر کانپور جانا

نواب معتمد الدولہ صاحب ہمت تھا اور ہمیشہ متجسس اپنی نام آوری کے رہتے تھے چند
سال سابق کے جبت مرزا میں اور اونمیں صورت ناموافقت جیسا اہل دنیا کو طمع دنیا سے

ہوتی ہی تھی لیکن اپنے دل سے گذشتہ را صلوٰۃ پڑھکے مرزا کو بلوا بھیجا دو سو روپیہ درماہہ
کر دیا اور اپنا قوت بازو سمجھکر ہم پیالہ ہم نوالہ بنایا اور اس زمانہ مین جتنے شہر بدر ہوے
تھے سبھون نے اپنی عافیت سمجھکر اور با امید بہی کہ اگر وزیر ہو جائینگے ہمارا بھی بھلا ہوگا اور منتظم الدولہ
بقدر حال ہر ایک کی اعانت بھی کرتے تھے چنانچہ صاحب اخبار کلکتہ نے چھپوایا کہ معتمد الدولہ
کی جہت سے فرخ آباد و کانپور رشک جزیرۂ نیکولن ہو گیا ہے غرض یہ سب قافلہ تب
منتظر تائید غیبی رہتا تھا اور منتظم الدولہ کیواسطے سامان امارت جیسا چاہیے حاصل
تھا مگر وزارت لکھنؤ کے متردد رہتے تھے اور جب یہان کی بے انتظامی اور بگاڑ کی
سنتے تھے افسوس کرتے تھے مرزا ہادی علی خان انکے بڑے بھائی کہتے تھے یقین کیا
اگر وہ گھر برباد ہوتا ہے یہ کہتے تھے جس گھر کی بدولت ہمارا گھر بنا ہے وہ بگڑا جاتا ہے
ہمین کیونکر افسوس نہو خلاصہ جب حضرت خلد منزل نے نواب کو بلوایا مرزا حاجی بھی [illegible]
اونکے ساتھ آئے عیال اور بھائی بھی اونکے ساتھ آئے منتظم الدولہ کی صورت تمام
اعتماد الدولہ کی جہت سے ہوئی مرزا حاجی اونسے علیحدہ ہو کر بموافقت اعتماد الدولہ
لکھنؤ مین رہے املاک پدری جو فرنگی محل مین تھی بحکم سرکار ملی اور وہی دو سو روپیہ کا
مواجب جو منتظم الدولہ دیتے تھے سرکار سے مقرر ہوا اور املاک ذاتی اونکی جو گھریالی مین
تھی نواب محسن الدولہ کے جہت سے نہ ملی مرزا دربار مین وقت چاشت پائی جاتے تھے
سلام کرکے چلے آتے تھے ہرچند منتظم الدولہ کو انکی وضعداری سے خلاف گذرا بلکہ ایسا
جانتے تھے کہ میری رفاقت سے ہاتھ اوٹھائینگے مگر اہل دنیا اپنی غرض کو مقدم
سمجھتے ہین انکو شہر کا رہنا غنیمت ہوا

جب نوبت وزارت بہ نواب روشن الدولہ پہونچی مرزا بہت خوش ہوے کہ الحمد للہ ہمارے
عزیز بہت خوش ہوے کہان تک حقوق صلہ رحمی سے پیش نہ آئینگے اور کیا عجب ہے کہ دوست
فلاح بھی ہوسکے نواب روشن الدولہ ایک دن انکی مان کے پاس آئے یعنی خانم صاحبہ کو
جنھون نے نذر دی کسیطرح کا دغدغہ نہ رہا وہان تسلط صاحبان کمیوہ تھا وہ محرک انکے
اخراج بلد کے ہوے نواب نے کسیطرح کی رعایت برادری نہ کی بلکہ قطع صلہ رحم کیا

پھر بدار سلطانی اخراج کو متعین کیا مرزا مع مرزا علی حسن اپنے بیٹے کے کانپور پہونچے دوسرے دن نواب نے اپنی رفع ندامت کو مرزا محمد بڑے بیٹے و مرزا مبارک علی کو خلعت دوشالہ ورومال دیا مرزا علی حسن سے ایک طریق خاص سے چشمک تھی اور دو ہزار رسالانہ مرزا کے واسطے مقرر کردیا وہی دو سے روپے کے حساب سے گویا تمازی کا لگا تھا۔

مرزا کا پھر لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

القصہ مرزا صاحب حالت تعطل و خانہ نشینی مین رامپور گئے نواب سعید خان بہت احترام سے پیش آئے اس جہت سے کہ کرنل جان بیلی صاحب کی رزیڈنٹی مین یہ بہت اونکے کام آئے تھے لیکن اپنے پاس انکو نوکر رکھا مرزا علی حسن انکے بیٹے کو اخبار و افسری پلٹن دی مرزا رامپور سے پھر کانپور آ رہے اوسی دو ہزار مین اپنی بسر کرتے رہے۔

جب نواب امین الدولہ کانپور اور لاہور کی توپین دیکھنے گئے مرزا نے ملاقات کی نذر دی کربلا کے قریب جو باغ تھا انھین نذر دیا نواب نے سات ہزار روپے انھین دیئے حالانکہ اس باغ کے پختہ کنوؤن مین سترہ ہزار روپے صرف ہوئے تھے اسکا قصہ بھی چند در چند ہے بنگلہ کانپور کا رہن تھا اوسے چھوڑایا نواب سے صورت آشتی پیدا ہوئی بلکہ نواب کو منظور تھا کہ انھین اپنا پیشدست کرین لیکن اہلکارون نے ہونے نہ دیا حالانکہ یہ اونکا گمان فاسد تھا انسے بھی نہو سکتا گو کہ نام مرد بہ از مرد تھا۔

خلاصہ حضرت سلطان عالم کا زمانہ۔ علی نقی خان حضور عالم ہوئے یہ بھی انکے پیشتر دار تھے نواب اکرام الدولہ بیٹے نواب شریف الدولہ احمد علیخان نے نظر باتحاد قدیم و قرابت مرزا محمد بڑے بیٹے کے کانپور سے بلوایا وہی دو ہزار روپیہ سالانہ ملتے تھے بلکہ لکھنؤ مین اکرام الدولہ حضور تحصیل تھے اوسمین سے دیتے تھے بعد چند روز کے عرضداشت کی اجازت قیام لکھنؤ ملی چنانچہ ۲۰ تاریخ ماہ مبارک رمضان ۱۲۶۵ھ مطابق ماہ فروری ۱۸۴۹ء پہلے کربلائے میر خدا بخش مین آئے اکرام الدولہ انکے لینے کو آتے رہے دوسرے روز مبارک جا کر ان سے عہد و پیمان لیا کہ اگر احیاناً بادشاہ سے اور

زمان سابق کسی طرح کا سوئچ نکلے تو حضور عالم سے نہ بگارتا پھر اہلکا۔ وہ نے چاہا کہ یہ کانپور ہیں
پھر جائین اکرام الدولہ سینہ سپر ہوکر انکے ساتھ مین بھی کانپور چلا جاؤنگا جب نواب مجبور ہوے
اکرام الدولہ نے ساتھ نواب کے پاس لیکئے خلعت دیا املاک پڑی مین آکر رہے مجالس محرم
یا اور کسی تقریب مین حضور عالم کے پاس جاتے تھے مرزا حیدر صاحب سے موافقت قدیمی
اکثر اون سے ملاقات رہتی تھی لوگونکا گمان غلط تھا انکی طرف سے وہ زمانہ حضرت خلد مکان کا
تھا جس وسیلہ اور خدمت گزاری سے انکا تقرب ہوا تھا یہ سوا مصاحبت کے کسیکام کے
نہ تھے آخر ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء انتقال کیا پہلو سے باپ مین دفن ہوے سوا سے چند
قبر کے جتنی املاک انکے باپ کی تھی جسپر چھہتر ہزار روپیہ صرف ہوا تھا اور کسی غریب کا مکان جبر
حکومت نہین لیا تھا داخل سرکار شاہی عام ہوئی اسیواسطے گھر مین قبر کرنا اچھا نہین۔

جنرل سلیمن صاحب بہادر کا سیاحت و مساحت ممالک محروسہ کا جانا شوکت الدولہ سفیر شاہی کا سفارت سے موقوف ہونا مسیح الدولہ کا ہونا

۱۴ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۴۹ء جنرل سلیمن صاحب بہادر مع کپتان
برڈ صاحب واسطے سیر و سیاحت ممالک محروسہ بادشاہ کے پاس آئے روز شنبہ یکم دسمبر
مع عملہ دفتر فارسی و انگریزی روانہ بہ سمت بہرائچ ہوے یعنی برا مالعین ممالک محروسہ تمام
قلب و جنگل معمورہ و غیر معمورہ و حال رعایا راجہ تعلقدار سرکش و متمرد کا دیکھین اسکے سوا جو باطن
مین مکنون خاطر تھا جسکا نتیجہ بعد اسکے ظاہر ہوا فعل عبث نہ تھا۔ رزیڈنٹ ہمیشہ حاکم وقت کے ساتھ
ہوتا تھا شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر شاہی راجہ بختاور سنگہ مہتمم لشکر رسد رسانی وغیرہ
ساتھ ہوے حضور عالم جہنٹ تک مشایعت کو گئے صاحب بہادر نے ابتدا و انتہا ہر ضلع
کا سفر کیا اور زمین ممالک محروسہ اور پیدایش اور محاصل بیگیہ کا تخمینہ کیا۔ تعلقدار
تا ہم حاضر ہوتے تھے معرفت سفیر شاہی حاضر ہوتے تھے جو اون سے پوچھا
اوسکا جواب پایا جب علاقہ بہوالڑے مین نواب گنج امین الدولہ مین۔

مین آئے حضور عالم بھی تشریف لے گئے بعد ملاقات کے شکار کھیل کر چلے آئے۔ اور صاحب موصوف اس دورے مین راجہ دگبجے سنگھ رئیس موروثی راج بلرامپور سے بہت محظوظ رہے اور ساتھ لائے اور بعد ازین وقت روانگی ولایت یہ چٹھی یادگار بہ دستخط و قلم خود لکھکر دی ۔

(ترجمہ چٹھی جنرل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ)

مین دگبجے سنگھ راجہ بلرامپور کو دو برس سے جانتا ہون آدمی خوش چلن و ذی لیاقت نہایت ہوشیار ہین اور شاہ اودھ کی رعایا خوش کردار ہین نہایت نیکنام ہین مجکو یقین ہے کہ یہ شخص بہت ایماندار ہے اور جو ہمیشہ جو کچھ مناسب ہے اوسکا شوق رکھتے ہین اغلبین لڑکپن ہی مین یتیم ہوجانے کے باعث عمال ضلع بہرائچ کی بدطینتی سے اپنے علاقے کے بندوبست مین بڑی بڑی مصیبتین جھیلنا پڑین فقط ۔

دستخط ۔ ڈبلیو ۔ ایچ ۔ سلیمن ۔

مقام لکھنؤ ۔ ۲۵ ۔ مارچ ۱۸۵۴ء

غرض بعد مرور ایام صاحب موصوف ۱۴ ۔ ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ الیہ مطابق ۲۷ ۔ فروری ۱۸۵۴ء وقت شام پہلے شاہ منزل مین تشریف لائے اس جہت سے کہ مرزا ولیعہد استقبال کو گئے تھے اور بادشاہ تقریباً کہین تشریف لے گئے تھے اوسدن ملاقات نہوئی ہار و عطر لیکر رخصت ہوے ۔ ۲ ۔ مارچ قریب شام بادشاہ رزیڈنسی مین تشریف لے گئے تعارفات معمولی کے بعد کچھ احوال سیر و سیاحت ملک راجہ و تعلقدارون کا مذکور ہوا ۔ بعد ازان مراجعت فرمائی ۔

شوکت الدولہ سفیر شاہی ۱۵ مارچ مطابق ۲۰ ۔ ربیع الثانی عہدہ سفارت سے موقوف ہوے وہ جو مولوی ذاکر علی نے اُنسے کہا تھا کہ ذرا سمجھکر مرزا وصی علیخان سے انتقام لینے کا ارادہ کرنا وہ صادق آیا عجب اتفاق ہوا کہ لشکر مین سفیر کی لونڈی انکی بی بی کے جور و ظلم سے بھاگ کر رزیڈنٹ کے خیمے پر جا کر فریادی اور صاحب سے بالمشافہ سب احوال جور و ظلم کا بیان کیا صاحب نے کمال انصاف سے احوال خانگی سنکر اپنے دہ بار سے منع کیا

اور مقدمہ کنیز سپرد مرافعۂ شرعیہ جناب مجتہد العصر کیا - غرض چاہ کنندہ را چاہ درپیش ہوتا ہے
مرزا ہادی علی خان کو جناب مجتہد سے خصوصیت تقلیدی تھی بعد رد بحالی فتوی امزین بدستخط
خاص ہوا کہ ایسا ظالم قابل ایسی خدمت جلیلہ کے نہو تا - پس اس علت خارجہ سے سفیر
موقوف ہوے - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا -

روز سہ شنبہ ۲۷ - ربیع الثانی مطابق ۱۲ مارچ خلعت سفارت محض بہ تجویز خاص
بادشاہ مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسن خان بہادر معالج خاص بادشاہ کو عنایت ہوا محمد خان مع
عیال و اطفال روانہ فرخ آباد ہوے انکے بڑے بھائی مختار خانہ رئیس فرخ آباد کے تھے

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بھٹائی ممالک محروسہ

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بھٹائی بسبب تمردی اور سرکشی زر واجبی سرکار مین نادہندی کرتا
تھا فوج شاہی اوسکے استیصال کو گئی اور بحکم صاحب رزیڈنٹ چھاونی سے ایک کمپنی مع
توپ اور افسر انگریز موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ بھی گئی تھی اوسکی گڑھی کو گھیر لیا
ایکدن صاحب افسر نے دلیرانہ حملہ کیا گڑھی کو ناچیز و بے حقیقت سمجھکر اور فوج سرکار پر طعنہ
زن ہوا افسرون نے کہا کہ زمیندارون کی لڑائی کا ڈھنگ اور ہوتا ہے آپ اتنی جلدی
نہ کیجیے اسمین اکثر خطا دیکھی ہے صاحب نے نمانا دفعتہً یورش کی زمیندار گھبرا کر پھاٹک
کھول کر باہر نکلے ایک باڑھ ماری قضارا گولی صاحب کے لگی کام آئے اونکی نعش چھاونی
منڈیاون مین لائے دفن کیا زمیندار خوف جان سے بھاگا فوج سرکار تعاقب مین رہی -

جب سر چارلس نیپیر صاحب کمانڈر انچیف نے یہ ماجرا سنا بہت ناگوار گذرا اور خلاف
راے نواب گورنر جنرل بھی ہوا کئی مہینے تک اسکی تحریر صاحب رزیڈنٹ سے رہی -
زمیندار ہر طرف کئی مہینے تک بھاگتا پھرا جب موسم برسات آیا بہت گھبرایا کہین مقام روپوشی
و پناہ نپایا اکثر اسکے نوکر بھی بہ مجبوری عملہ شاہی سے ساز کرنے لگے اور عورات جو اسکے
ساتھ پھرا کرتی تھین وہ بھی اپنی جان سے تنگ آگئی تھین کہ اس سرگردانی سے کوئی
ہمین مار ڈالے تو بہتر ہے چنانچہ نواب منور الدولہ شکار کو جاتے تھے گنگا بخش حاضر ہوا

عرض کی کہ اگر آپ میرا جرم صاحب سے معاف کروا دیجیے تو میری جان بچیگی اور آپ کی نیکنامی
ہوگی نواب نے اوسکو اطمینان کیا کہ جب لکھنؤ پھر آؤنگا جہان تک ہو سکے گا صاحب سے
کہونگا اس امید پر اوسکا وکیل نواب کے پاس حاضر رہتا تھا اس عرصے مین مرزا
وصی علی خان معتوب ریزیڈنٹ متوقع رسوخ صاحب اس کارسازی کے وسیلے سے ہوے
اور اسے اپنے حق مین مژدۂ غیبی سمجھکر کمر ہمت باندھی کہ اگر یہ مجرم سرکار مین میرے ہاتھ
آجاویگا تو غالب ہے کہ موجب رفع ملال خاطر صاحب ہوگا اور سرکار شاہی مین زیادہ
موجب وثوق و نیک نامی ہوگی اوسکی صورت یہ کی کہ شیخ قطب الدین شیخ زادہ ہای لکھنؤ
خویش شیخ احمد بخش داروغہ دیوانخانہ نواب امین الدولہ انکا علاقہ دیہات زمینداری اسی
زمیندار کے علاقے کے قریب تھا زمیندار زمیندار سے مطمئن ہوتا ہے مرزا وصی علیخان
سے انسے بھی خصوصیت تھی آپس مین تصفیہ کرکے شیخ نے دم دیکر اور اپنے رسوخ اور اعتماد
سے زمیندار کو راضی کیا کہ ہم تمہارا تصفیہ بخوبی کرا دینگے اور نواب منور الدولہ سے تمہارا
تصفیہ بخوبی ہو جائیگا اس اجل گرفتہ کو اسکا یقین ہوا چنانچہ پہلے ایک خط مہری احمد علیخان
لاکر اوسے دیا کہ یہ خاص اونکی قدیم مہر ہے اور قرآن شریف بھی بضمانت دیا وہ بہت
صاف اور خوش ہوا نہ سمجھا کہ ایسے نام کی مہر بہت ہوتی ہے - مرزا وصی علیخان
نے اپنے رفع الزام کو یہ پیام اس باب خاص مین سرکار شاہی سے ریزیڈنٹ کو بھیجا
اجازت کلی لے لی خلاصہ زمیندار اوسی خط مہری اور شیخ کے اطمینان سے غافل خط
القدر جریدہ میانے مین سوار ہو مع اپنے بیٹے کے مقام معینہ پر آیا اور اپنے ہمراہیونکو
جدا گانہ چھوڑا شیخ جی کے ساتھ لکھنو کو چلا مرزا وصی علی خان کو اپنا استقبال استیصال
تصور کیا مرزا صاحب نے مع اپنے معتمدین و جان نثار کے کمر ہمت باندھی ۵ شوال
روز پنجشنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۵ - اگست ۱۸۵۰ء مع ایک جاسوس اور چوبدار سلطانی
و فرمان شاہی در باب اطاعت فوج سرکار لیکر چلے اس خیال سے کہ
مبادا افسران فوج وقت دستیابی اپنی ناموری سمجھکر اسیر کو چھین لین تو میرا سارا
کھیل بگڑ جاے گا - غرض جب گھاگرا ندی سے بڑھے شام ہو گئی تھی اودھر سے

وہ اجل گرفتہ آتا تھا دفعتہ جب نزدیک پہونچا ایک دفعہ باڑ ہوائی بندوقین رعب کیواسطے
مارین اوسوقت وہ دام بلا خواب مرگ سے چونکا بہاگنے کو دوڑا سپاہی ہرطرف سے
دوڑ پڑے جھٹ پکڑ کر مشکین باندھ مرزا کی قفس مین ڈالدیا دروازے بند کر دیے اسی
طرح اوسکے بیٹے کو بھی پکڑ لیا تھوڑی دور تک مرزا اوسکی جلوے سواری مین چلے پھر
باطمینان ایک چوکی پہ ٹھہرے اس عرصے مین فوج شاہی بھی اپنی سرخروئی کو آپہونچی
چوبدار نے فرمان شاہی دکھادیا سرحساب ہو گئے قریب نصف شب در دولت پر پہونچی
اتفاقاً اوس شب بادشاہ رونق افروز خورشید باغ نواب مخدرۂ عظمیٰ واقع پل راہ
کربلای تال کٹورہ تھے جب خبر اسیر پہونچی حکم ہوا راجہ ٹھاکر سنگھ ترہیدی کپتان کے سپرد کرو
اوسی پنجشنبہ کو نوچندی تھی بادشاہ وقت عصر کربلای میر خدا بخش مین بھی زیارت کو
آئے تھے خلقت شہر کا بڑا ہجوم تھا صبح روز جمعہ مرزا کے حضور عالم سے ساری کہانی
بیان کی ہر طرف سے صدا این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ کی دھوم تھی روز یکشنبہ
خلعت ۱۷ - پارچہ مع ہاتھی پالکی ملا شیخ قطب الدین جنھون نے حق بہیا ت
زمینداری ادا کیا تھا فقط دوشالہ رومال دوسرے دن مرزا کی سفارش
سے دس ہزار روپے سرفروشی کو انعام ملے ۲۶ - ماہ اگست کو صاحب
رزیڈنٹ بتقریب تہنیت عید بادشاہ کے پاس آئے اطلاع اس سانحہ کی
اور نتائج حسن خدمت مرزا کے گوش گزار صاحب کر دیے کہ اکنون حاجت شناخت
رہزنے دلارام نہ رہا ایک دوست مرزا سے کہا اب آپکے باب مین صاحب سے احتیاج
کسی کی گواہی کی نہ رہی فی الحقیقت آپ ایسے ہین مگر صاحب رزیڈنٹ آپ سے
کبھی صاف نہونگے جس رستم کو چاہیے آپ پکڑ لائیے -

خلاصہ اسکی روبکاری صاحب رزیڈنٹ سے ہوئی بعد تحقیقات و بموجب فتوی قتل مجتہد العصر
سلطان العلما دسوین تاریخ شہر ذیقعدہ روز چارشنبہ سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۵۰ء
گنگا بخش اور اوسکے بیٹے کو وقت صبح زیر اکبری دروازہ مسلخ قصاص مین باہتمام لائی گردن
مارنے کو لیکن تا دم قتل مقتولین کو تحیر ضمانت قرآن شریف پر تھا یعنی واللہ عنہ

دو انتقام سے چنانچہ مین ان پیشہ اسکے باپ بیٹے سپرد کوتوالی ہوئے تھے آب و دانہ چھوڑ دیا
تھا کوتوال نے سمجھایا کہ چودھری اب یہ غم و غصہ کھانے کا وقت نہین ہے جو ہونا تھا ہوا اب
کچھ کھاؤ میری خاطر سے اوسنے چند سنگھاڑے بازار کے کھائے اور کہا کہ اب ہم گنگا نہین
جانتے مگر قرآن شریف کو جانتے ہین اوسوقت حاضرین کے آنسو نکل پڑے کوتوال نے کہا
مین حکم حاکم سے مجبور ہون اب تمھارا اعتقاد قرآن شریف پر ہے تو اسکی عدالت بھی دیکھو گے
وہی صورت ہوئی۔

دنیا عجب مقام عبرت اور انتقام و عدالت ہے مرزا اس کارفرمائی سے بہت نادم
تھے مگر سوائے بدنامی کے اسکا ثمرہ کچھ نہ ہوا بہت تعجب ہے کہ ایسا مومن نماز گزار دیندار مجالس
مین ہزار ہا روپیہ صرف کرنیوالا امام محب ایسے قصاص بے محل کا ہوا اور پھر اوسکا حاصل بھی نہ دیکھو
امام سے کیسی خصوصیت ہو مگر وہ الٰہی عدالت ہے قید کسی مذہب کی نہین خلاصہ اسیر چند
روز نہ گذرے تھے کہ مرزا ایک خاص مرض لاعلاج مین گرفتار ہوئے گو نسبت سب کے اسمین بھی
ممتاز ہوئے یعنی حلق سے کوئی چیز نہین اُترتی تھی اور روز بروز بلکہ ساعت بساعت سختی اور
سوکھتے جاتے تھے ہر اطبائے حاذق اور عاملان نامور اور نذر و نیاز ہر اماکن متبرکہ
مین بہت خشوع و خضوع کرتے رہے بلکہ عوام کے کہنے سے بطریق ہنود ہوم بھی کیا حسب
عامل ہوم سے زمیندار نے کہا کہ مین اسکی چھاتی سے نہ اترونگا آخر مرزا کا مقولہ یہ تھا کہ میری
املاک اور سب مال دولت دنیا کوئی لیلیوے اور مجھے ایک دو کان رہنے کو دے اور
کچھ بسد رمق کھانیکو دے مگر اجل اور انتقام نے نچھوڑا مر گئے اسمٰعیل گنج کی حویلی اپنی مین دفن ہوئے
اب وہ سارا محلہ داخل شارع ہوگیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

انتقال حضرت مریم مکانی

۱۲۔ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۵۰ء قریب شام حضرت مریم
مکانی نواب ملکہ آفاق عرف چھوٹو بیگم صاحبہ خاص محل فردوس منزل بیٹی نواب امام الدین خان
کی نیصنہ وبائی سے انتقال کیا بعد حضرت جنت مکان جب بادشاہ دولتخانہ قدیم اور

قیصر باغ میں رہنے لگیں اور فرح بخش کو بدین سبب چھوڑ دیا حالانکہ وزارت سے تخت نشینی اسی مقام
سے ہوئی تھی ہر چند صاحب رزیڈنٹ نے سمجھایا فرمایا مجھے یہاں کی آب و ہوا موافق نہیں
اور آپ بھی تو رعایت ہوا کرتے ہیں مگر حکم کیا کہ آٹھویں دن جو روز دربار عام مقرر کیا
ہے سب حاضر ہوا کریں بعد چند روز کے یہ صورت بھی نہ رہی - غرض حضرت مریم مکانی
حسن باغ میں جا کر رہیں اور روز دوشنبہ شعبہ امام بارہ عسکریین تو تعمیر خود جسے متصل
حسین آباد بمعرفت حاجی مرزا محمد علی تیار کیا تھا مدفون ہوئیں فی الحقیقت صاحبہ اوقات
تھیں روز و شب عبادت خدا میں بسر کرتی تھیں اور مصاحب تھا اس آل عبا میں مصروف
رہتی تھیں اور از راہ مآل اندیشی چھ لاکھ روپیہ مہر جو حضرت فردوس منزل نے معرفت
نواب امین الدولہ بھیجے تھے اور باقی اپنے پاس سے تیرہ لاکھ روپے کے نوٹ آٹھ
نواسے مرزا عالی قدر کے نام لیکر بقید وصیت دیے تھے جسکا نفع چھ ہزار روپے ماہواری
ہوتا ہے بطریق قرضہ مؤبد گورنمنٹ سے معرفت نواب منور الدولہ کے اس صرف
امام باڑے میں رونق رہتی تھی اور متروکہ موافق سہم شرعیہ تقسیم ہوا ایک حصہ ملکہ
زمانیہ یعنی بادشاہ دوسرا جناب عالیہ نواب ملکہ کشور بدعوی متروکہ رہی نواب حسین الدین
خان مرحوم تیسرا حصہ بڑی شاہزادی زوجہ نواب محسن الدولہ جو تھا چھوٹی شاہزادی زوجہ
نواب منیر الدولہ کا ہوا چنانچہ فی کس پانچ لاکھ روپے سوائے جواہر و اسباب کے ملا اور تنخواہ
دار ملازمین قدیم زن و مرد کے واسطے داخل وصیت تھا کئی برس تک یہ انتظام رہا اب سنتے
ہیں کہ وہ سب نوٹ گورنمنٹ سے نواب محسن الدولہ لیکر اپنے خرچ میں لائے فقط

سفارت شاہی کا رزیڈنٹی سے موقوف ہونا پھر بحال رہنا

یکم ماہ ستمبر ۱۸۴۹ء مطابق ۲۶ محرم ۱۲۶۶ھ روز یکشنبہ از روی پرچۂ اخبار مرسلۂ صاحب رزیڈنٹ
عہدہ سفارت شاہی رزیڈنٹی سے موقوف ہوا اس جہت سے کہ سفیر ہندوستانی ہر سرکار
کے بموجب حکم و تجویز کونسل نواب گورنر جنرل موقوف ہوئے اور منظور ہوا کہ ہر مہینے میں

طرفین سے دو مرتبہ بادشاہ رزیڈنٹ کے پاس اور دو مرتبہ صاحب بادشاہ کے پاس
موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ اور خلد مکان آیا کرین اسکے سوا جب ضرورت ہو صاحب
اسسٹنٹ حاضر حضور بادشاہ ہوا کرین لیکن بادشاہ کا پرچہ پیام پہ تصریح تمام کیا اور اسکے
ہونے کا سبب معقول لکھا یہ تجویز ملتوی رہی کسواسطے کہ نسبت اور سرکارون کے
اور اس سرکار سے سفر مین فرق زمین و آسمان ہے لیکن صرف اکثر مصارف رزیڈنسی
مثل خرچ عمارت باغ وغیرہ جسمین داروغہ شعینہ کا بھلا ہوتا تھا وہ سرحساب ہوگیا سچ ہے
ایک مرزا زمان بیگ باپ مرزا خانی خواصی کے فقط داروغہ عمارت تھے بہت کچھ حاصل
کیا تھا فرنگی محل مین بہت سی حویلیان بنالی تھین وہ کرایہ چاتی تھین یہ امر محض دولتخواہی
جنرل سلیمن صاحب کی بدولت ہوا ورنہ کسی رزیڈنٹ کو اسکا خیال ہوا تھا کہ جز رسی سرکار کرتا
چنانچہ بعد انتقال جنت آرامگاہ دوسری کوٹھی ضیافت رزیڈنسی مین نبی وگرنہ پیشتر اسکے
خیمے مین جاے باقی اور ضیافت ہوا کرتی تھی رکٹس صاحب نے چھاونی منڈیاؤن مین بنگلہ
وسیع اور ایک بڑی باولی بنوائی تھی بعد اونکے جانے کے سب بائیس ہزار کو سرکار شاہی
مین خرید ہوے جنرل لو صاحب نے تہخانہ وغیرہ ملحق کوٹھی قدیم جنرل صاحب بنوایا چار پانچ
لاکھ روپیہ کے ظروف نقرۂ ضیافت کے رہتے تھے سال مین دو ضیافت بادشاہ ہوتی
تھی ایک سالگرہ شاہ لندن دوسری پیدایش حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سب گورنمنٹ
سے موقوف ہوئی ۔

شادی صاحب زادی حضور عالم بہادر

۲۲ ۔ شہر جمادی الاول ۱۲۶۶ھ مطابق اپریل ۱۸۵۰ء شادی بڑی بیٹی حضور عالم
کی نواب باقر علیخان اقربا سے قریبہ سے بڑی دھوم سے ہوئی طرفین کا اخراجات سرکار
نواب وزیر الممالک سے ہوا باغ گاؤ گھاٹ مین بادشاہ مع صاحبات محلات رونق افروز
تھے اور میدان وسیع دولت خانہ قدیم کنارہ دریا خیام سلطانی نصب تھے اہتمام مثل منتظم شاہزادوں
اور اکابر سلطنت متعلق مرزا وصی علیخان تھا اور پخت طعام معافی بین کئی شخص تھے اور

تین دن کی روشنی ٹھاٹھ بندی وغیرہ باغ سے تعین گئی کہ متعلق نصرت الدولہ بہادر تھا
دونون طرف کنارہ دریا روشنی تھی بڑے لطف سے تھی آتشبازی مقابل اوس باغ کے کرتی
ہجوم کثرت تماشائے اہل شہر از حد تھی بادشاہ رات کو ملاحظہ روشنی کو سوار ہوکے اور رستہ تہا
تفرحسی سے محل مین رو برو سے بادشاہ ہوئے۔

کتخدائی خود بادشاہ اور ایک شہزادی جنت مکان

۴۔ رجب روز جمعہ سنہ الیہ مطابق ۱۷ مئی سنہ الیہ مین شادیان ہوئین ایک جنت
مکان کی شاہزادی کی اور دو بادشاہ کی شاہزادیون کی اتفاقاً روز دوشنبہ ۷ ماہ مذکور
وہ شاہزادی جو مرزا عالیقدر نواب محسن الدولہ کے بیٹے سے منسوب تھی پرستارون کی غفلت
دیگچی سے ہوا دے ہیضہ محتبس ہوا انتقال کیا نواب ممدوح کو اس سانحہ ناگزیر نے صدمہ روحانی ہوا
حضرت جنت مکان کی شاہزادی مسماۃ سلطنت آرا بیگم معز الدولہ محمد تقی خان عرف منجھلے آغا
دوسری بیٹی مرزا ابوالقاسم خان سے یعنی بھانجے نواب محسن الدولہ سے کتخدا ہوئی حضرت سلطان
عالم کی شاہزادی سپہر آرا بیگم جو نواب سلیمان محل سے عظمت الدولہ عرف محمد رضا خان چھوٹے
بیٹے مرزا ابوالقاسم سے کتخدا ہوئی اس شادی کی نسبت سے مرزا ابوالقاسم خفا ہوکر
بادشاہ سے رخصت ہو روانہ عتبات عالیات ہوئے۔ بندر بمبئی تک ڈاک مین گئے
وجہ اسکی یہ تھی کہ اونھین اپنے بیٹون کی شادی اپنے اقربا مین منظور تھی انکی بی بی
نے انکا کہنا نہ مانا اس جہت سے بتوفیق خیری راہ نیک اختیار کی الحمد اللہ کہ کئی
برس تک مجاور رہے زیارت مشہد مقدس حاصل کی مصیبت تکلیف خرچ بھی بہت
اوٹھائی آخر پنشن سرکاری وہان پہونچتی تھی اوسمین بسر اوقات خود فقیرانہ کرتے
تھے سب صرف مجاورین و محتاجین مسافرین ہند وغیرہ اور کئی مکان خرید کیے تھے اوسمین
زائرین قیام کرتے تھے جب تک جیتے رہے اسی زہد و تقوی سے بسر کیا کیے زایرین
بالاتفاق اونکے شکر گزار آتے تھے اور نواب منظر علیخان سندراجی بھی انسے زیادہ بڑھے ہوئے
تھے اور کئی ہزار کی تنخواہ بھی اونکی آتی تھی مجاورت ایسے ارض اقدس کی اس صورت سے اختیار کرے تو

سبحان اللہ خوشا حال ہے ورنہ اہل لکھنؤ کا حال ظاہر ہے خدا ہدایت کرے آخر دونوں صاحبوں
نے وہیں انتقال کیا۔

اخراج بلد رضی الدولہ و قطب الدولہ مقربان بادشاہ

روز جمعہ ۱۵- رجب سنہ الیہ مطابق ۲۴- مئی سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے
پاس آئے بعد خلوت جب تشریف لے گئے حضور عالم کو خلعت ملبوس خاص اور گاڑی
چار اسپہ عنایت ہوئی مصاحبان خاص و مقربان خاص جنکا پیالہ ثروت دنیای ناپائدار لبریز
ہوچکا تھا گنجایش ظرف ذاتی میں نرہی اور جوشش باد نخوت سے بہ نکلا اور فہمایش صاحب
رزیڈنٹ مرکوز خاطر اقدس ہوئی اور حضور عالم کی یاوری اقبال سے رضی الدولہ نجیب الدولہ و
قطب الدولہ و تاج الدولہ نثار علی خان وغیرہ دفعۃً گرفتار قہر سلطانی ہوسکے اصطبل سلاخ آہنی
میں قید ہوکے انکی سب خدمتیں خواجہ سراؤنکو ملیں ہرچند ثابت الدولہ و تاج الدولہ وغیرہ
دو برس سے معتوب شاہ تھے مگر وظیفہ شاہی ملتا تھا سوقت حضور عالم وہ دربار میں حاضر رہتے
تھے بعض رکن اعظم سلطنت جو بدولت و ارحریت کمین تھے فرصت وقت پاکر انکو بھی داخل
فرقۂ خارجیہ کردیا یعنی مہاراج بہادر مدت سے دانت پیس رہے تھے۔

خلاصہ ۲۰- رجب روز یکشنبہ مطابق ۴- جون سنہ الیہ محمد حسین خان مع عیال و
اطفال گاڑیوں پر سوار پلنگہ خاص بردار گرد گھیرے ہوئے میر محمد اکبر کمیدان افسر محافظین ساتھ
روانہ کانپور کے ہوا اور دو روز قبل از اخراج منادی شہر ہوئی تھی کہ جو شخص قرضخواہ ہو یا جسکا [illegible]
ہو سرکار میں نالش کرے چنانچہ انہیں سے وحید الدولہ رضی الدولہ بہ علت [illegible] وغیرہ
کئی دن کیواسطے رہ گئے اور سب روانہ ہوئے عنایت اللہ خان رسالدار ترکسوار بضرورت
رضی الدولہ سے رخصت لیکر رامپور اپنے گھر گیا تھا وہ آکر شریک حال ہوا اور رفاقت سے ہاتھ
نہ اوٹھایا صدآفرین اس سپاہی کی ہمت پر اس زمانے میں ایسی بات بہت کم ہے بلکہ
استعجاب ہوتا ہے اور اب وہ سرکار آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگہ بہادر کے سی ایس آئی ستارۂ
ہند والی بلرامپور و تلسی پور وغیرہ وغیرہ میں ملازم ہے نجیب الدولہ قطب الدولہ و

روانگی ایک گاڑی مین سوار ہوئے نشیب و فراز راہ سے گاڑی اُلٹ گئی دونون کے چوٹ خوب لگی راہ مین میر محمد اکبر بہت سختی سے پیش آئے باُمید طمع زر کے اُنسے کچھ ہاتھ آوے ثابت الدولہ کے ہاتھ مین کئی انگوٹھیان تھین لیلین اور کچھ نہ ملا پانی نہین دیتے تھے پیاس سے تڑپتے تھے بہزار خرابی دریا کے پار اُترے جان بچی ایک مکان کرایہ کا لیکر رہے پھر ہر ایک اپنی تلاش معاش کو ہر طرف گیا ۱۱ - ماہ رمضان روز دوشنبہ مطابق ۲۲ - جولائی رضی الدولہ وحیدالدولہ پہلے دردولت پر حاضر ہوئے جب حکم ہوا ہزنڈن صاحب کی گاڑی ڈاک مین روانہ ہوئے یہ صاحب الخیّن کا ساختہ پرداختہ تھا کانپور تک پہونچا آیا اُنسے حق احسان ادا ہوا رضی الدولہ ان سب مین صاحب قوت تھا وہ رامپور بریلی گیا اتفاقاً قطب صاحب کے میلے مین بہادر شاہ موافق معمول آئے تھے یہ بھی وہان گیا لوگون نے بادشاہ کے سامنے بجبر گوایا اسپر مضحکہ ہوا اسواسطے کہ اسنے علم موسیقی سے بہرہ تھا قطب الدولہ فن ستار مین کامل تھا اور صاحب علم بھی تھا نواب محمد علیخان کا چند روز تک نوکر رہا نواب نے ایکدن ثابت الدولہ و ثابت الدولہ کو بڑی خواہش سے بلایا پہلے یہ اپنی نخوت سے نہ گئے آخر قطب الدولہ کے سمجھانے سے گئے کچھ گا نے دو شالہ رومال ملا نواب محل مین چلے گئے خدمتگار ون نے اُنسے کہا تمنے نذر خلعت کیون نہ کیا تمھارے دماغ سے بولے تقرب شاہی نہین گئی گفتگو بڑھی پھاٹک بند کرکے خوب پٹیا دیوار پھاند کر بہزار خرابی سڑک پر نکلے کپڑے پھٹ گئے گھڑیان جو ملکر مین تھین چھنگئین ارادہ نالش کا کیا وکیلون نے کہا ایسا نہو اُلٹا جرمانہ تمپر ہو جاے صبر کرکے بعد چند روز کے مر گئے قطب الدولہ علمداری سرکار مین لکھنو چند روز تک نواب ممتاز الدولہ نے نوکر رکھا پھر رامپور جاکر نوکر ہوئے - رضی الدولہ کلکتہ گئے مگر ناکام رہے مصاحب الدولہ رئیس الدولہ ملازم بادشاہ ہین -

شادی مرزا نوشیروان قدر خلف ارشد بادشاہ

۲۶ - ربیع الثانی روز پنجشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۲۸ - فروری ۱۸۵۱ء شادی مرزا نوشیروان قدر بہادر

بڑے بیٹے معذور حضرت سلطان عالم جنبر تکلیف بشری نہ تھی نواب اکرام الدولہ مرزا حسینخان کی بیٹی سے حضور عالم کی فہمایش سے ہوئی حسب دستور سلطنت تکلفات شادی محض خوشنودی والدین کے واسطے ہوئی

شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان خلف ارشد حضور عالم

شہر رجب ۱۲۶۷ھ مطابق مئی ۱۸۵۱ء شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان بہادر سگی بھانجی حضور عالم سے ہوئی اس شادی مین نسبت سالگذشتہ سب طرح کا سامان اور تکلف تھا بادشاہ مع صاحبات محل سب رونق افروز تھے۔

روز جمعہ ۲ شہر مذکور وقت عصر سائیس اور تلنگون سے دو پیسے کی مٹی کی ناند پر جھگڑا ہوا نوبت کشت وخون پہونچی طرفین مین مجروح ومقتول ہوے کوتوال کے سپاہی اور راجہ بختاور سنگہ نے آکر تصفیہ کیا بعد اسکے بادشاہ بھی سوار ہوکر قیصر باغ تشریف لائے۔

اخراج مولوی حسن بلگرامی

اگر چشم انصاف سے کوئی دیکھے تو لکھنؤ بھی تماشاگاہ عالم ہے اس شہر کی قدر ومنزلت اہل شہر کو کم معلوم ہے مگر وہ لوگ جو دنیا کی خصوصًا بلاد ہندوستان کی سیر وسیاحت کر آئے ہین اور ہر فرقے سے معاشرت کی ہے البتہ جانتے ہین اکثر خوش باشان لکھنؤ کو بلا محنت بے مشقت فراغت معاش سے ہوتی ہے اور شہر مین فقط اعتبار ظاہری سے مشہور ہوگئے ہین ازانجملہ مولوی علی حسن بلگرامی بھی شہرہ آفاق ہوے لوگ انکے بھی نصیب کی قسم کھاتے ہین چنانچہ حکیم مہدی رضا خان کی بدولت نواب مبارک محل کے وثیقے سو روپے علیحدہ ملتے ہین اور اسیقدر نواب مخدرہ علیہ کے نوٹ سے بمنیت پہونچتا ہے اور یہ مشاہرہ اختیار متولی اور مختار کار سے باہر ہے گورنمنٹ سے بموجب تحریر وصیت علیحدہ ہوکر ملتا ہے میر سید جان ہموطن انکے میر منشی نواب گورنر جنرل کی سعی وسفارش سے یہ صورت ہوئی لوگ کہتے ہین کہ انھون نے طریق تحریر وغیرہ تعلیم کیے تھے اسکے بعد نواب سلطانی بیگم صاحبہ سے بہت کچھ حاصل ہوا وہ انکی شاگرد

اصول فقہ تعلیم وتلقین احکامات شرعیہ اور دینیہ سے پس پردۂ عصمت سے دیا کرتے تھے
نواب ممتاز الدولہ کو انکا تسلط و اختیار اندرون و بیرون بہت ناگوار تھا مگر کچھ بس نہیں چلتا
تھا بیگمصاحبہ کی بدولت فراغت دنیا تھی حضور عالم سے اور نواب سے بہت خصوصیت ہو گئی
تھی آخر باستصواب رزیڈنٹ و بحکم بادشاہ وقت فریضہ نماز عصر سلخ شہر رجب ۱۲۶۷ھ ہجری
مطابق یکم جون ۱۸۵۱ء چپراسی دیوان عام سلطانی و سپاہی خدمت مولوی صاحب میں آئے
دو گوش بیٹی پیادہ پا میان خاص و عام مولوی صاحب کو شہر کے باہر نکالدیا کئی گاڑیاں
عیال کے پیچھے روانہ ہوئیں وقت روانگی جو کچھ گھر میں تھا عین المال سیاہ ہوا ہر چند جناب
عصمت مآب نظر بحقوق تعلیم امور شرعیہ مانع و مزاحم ہوئیں مگر کچھ اثر نہوا مولوی صاحب
نے کانپور سے اپنے بیٹے کو ڈاک میں روانہ کوہ شملہ کیا میر منشی کو عرضی استغاثہ دی بحکم نواب
گورنر جنرل صاحب رزیڈنٹ نے استرداد اسباب کروادیا جسقدر دستیاب ہو سکا۔ بلگرام سے
بھی جو کچھ آیا تھا لیکن بیگمصاحبہ نے اوسکا نعم البدل عنایت کیا۔

شادی حضرت سلطان عالم

۴۔ شہر شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق جون ۱۸۵۱ء عروسی حضرت سلطان عالم بنیہ
صاحبزادی حضور عالم سے بشرط و شروط حسب المرضی بادشاہ ہوئی ہر چند حضور عالم کو بپاس
خاطر نواب مخدرہ عظمی اور بظاہر از راہ ہندوستان نژادی بھی اس کثرت ازواج مطہرات پر بہت ناگوار
تھا مگر اطاعت و فرمانبری بادشاہ و قیام عہدہ وزارت مقدم تھا اور خلاف اسلاف کرام بھی یہ امر
تھا خاندان طیموریہ اور اس خاندان عالیشان سے آجتک قرابت چلی آئی ہے خلاصہ سوائے
نواب مخدرہ عظمی اسب محلات معلی اور جناب عالیہ شریک عروسی تھیں صاحبات محل بموجب خوشنودی
بادشاہ مثل خواص کام خدمت کرتی تھیں بعد چندروز کے نواب مخدرہ عظمی کا رفع ملال حضور عالم
سے ہو گیا یہ احوال اسیقدر سلسلہ کتاب کو تحریر کیا گیا بادشاہ ہونکی کثرت ازدواج بموجب استعجاب
نہیں بادشاہ بھی ہر مہینے میں دو طرح نبتے تھے سلطان روم کے پانسو جوروہی غریب کی البتہ
ایک جورو سے مٹی خراب رہتی ہی اس خاندان میں نواب صفدر جنگ نے کیا سوائے نواب بیگم کے

مدت عمر کسی عورت سے واقف ہوسے یا ناصر الدین شاہ طہران اس کثرت سے محرم رکھتے ہیں حالانکہ اہل ولایت ہیں۔

شادی مرزا ولیعہد بہادر

کیوان قدر مرزا ولیعہد بہادر کی شادی نواب سرفراز الدولہ کی صاحبزادی سے ہوئی نسبتی بھائی بادشاہ کے ۱۶۔ ذیحجہ روز یکشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۵۱ء سانچق روز دوشنبہ حنابندی روز سہ شنبہ ۱۸۔ ماہ مذکور کو برات ۱۹۔ کو رخصت عروس ہوئی بادشاہ لباس شہانی سے موافق دستور زمان قدیم جامۂ رنگین تاج شاہی صیغہ مرصع سے اور سب اقربا اور ارکان دولت لباس سے جوڑے بھاری پہنے ساتھ تھے جلوس سواری بہت پر تکلف ہجوم اہل شہر سے کوچہ و بام بھری ہوئی سڑک پر بازار اطعمہ و فواکہات کا تھا یہ جلسہ بھی غنیمت تھا

شادی جنرل صاحب بہادر

شادی مرزا فریدون قدر جنرل صاحب بہادر حضور عالم کی صاحبزادی سے ہوئی ۲۲۔ ذیحجہ روز یکشنبہ مطابق ۱۸۔ اکتوبر سنہ الیہ سانچق و حنابندی روز دوشنبہ برات صبح سہ شنبہ ۲۴۔ ذیحجہ ۲۰۔ اکتوبر ۸ بجے بادشاہ جلوس خاقانی سے مع ارکان دولت اقربا لباس سرخ پہنے سوار ہوئے جب برات گاؤ گھاٹ کے باغ کے دروازے پر پہونچی سب وہیں سے رخصت ہوئے مرزا ولیعہد مع نوشاہ و بادشاہ داخل باغ ہوئے کہ محرم تھا سہ پہر کو رخصت ہو داخل قیصر منزل ہوئے تین دن تک روشنی وغیرہ کا اہتمام شرف الدولہ سے رہا روز چہارشنبہ ۲۲۔ اکتوبر صاحب رزیڈنٹ مع صاحبان عالیشان بارہ دری فرح بخش میں بہ تقریب ضیافت تشریف لائے۔

انتقال نواب جعفر علی خان

۱۳۔ شوال روز سہ شنبہ مطابق ۱۲۔ اگست ۱۸۵۲ء عماد الدولہ نواب جعفر علیخان

مرشدزادہ آفاق جنت آرامگاہ نے مرض الموت ہیضہ وبائی سے انتقال کیا نواب حسین علیخان
اور انکا سگا بھائی اولاد مین تھا اور ایک پوتا خاص محل سگی بہن میر محمد اکبر کمیدان اور محمد اصغر
رسالدار سنہ پان حضور عالم مین ہوگئے تھے باقی اور خواصین یقین نواب نے بہت سلیقہ سے
چھ سات لاکھ روپیہ جمع کرکے اوسکے نوٹ گورنمنٹ سے علی قدر حال سب کے خریدے
تھے اور لیلیا ہر کسیطرح نکا فساد و خدشہ تو کیا تھا اس انتظام خاص سے سب متعلق شکر گزار
تھے اپنے گھر مین اپنی مان کے پہلو مین دفن ہوے عہد دولت حضور عالم مین معرفت
میر محمد حسین فاضل بموجب فتوائے مجتہد العصر سب متروکہ مرحوم لئی لاکھ روپے کا داخل مہر
مسماۃ وزیر بیگم خاص محل ہوا بعد اس ہنگامہ فساد لکھنؤ کے ایک انکی بی بی مسماۃ حسینی خانم
ایک شہزادے کی خدمت مین آئی الہ آباد مین مرگئے وزیر بیگم بھی محتاج نان شبینہ ہوگئین
حضور عالم کچھ کفالت کرتے رہے بیبیون کا یہ حال ہوا لونڈیون کا کیا حال ہوا ہوگا اونکی
مقبرے مین کوئی صاحب بہ کرایہ رہتا ہے اوسے اپنے طور پر درست کرلیا ہے ۔

انتقال خاص محل نواب معتمد الدولہ

۲۱ ۔ شہر شوال روز چہارشنبہ ۱۲۶۷ ہجری مطابق ۲۰ ۔ اگست ۱۸۵۱ء نواب بیگم
خاص محل نواب معتمد الدولہ مرض الموت سفتہ سے مرگئین نواب شیر جنگ کے باغ مین اپنی بیٹی
کے پہلو مین دفن ہوئین انکی تنخواہ وثیقہ دو ہزار عطیۂ حضرت خلد مکان اور ساڑھے بارہ سو
متروکہ نواب اور ہزار روپے منجملہ وثیقہ بیٹی کے از راہ حق یادری بموجب تحریر وصیت نامۂ نواب
وارثان شرعیہ مسماۃ پیاری بیگم سگی بھانجی اور امانی بیگم اونکے دو بھائی اولاد میر شاہ علی
سگے بھائی مرحومہ پر تقسیم ہوا تنخواہ لونڈی غلام اور خرچ مجالس وغیرہ موقوف برضامندی وارثان
رہا مرزا جمشید قدر شاہزادہ بیٹا مرزا آسمان قدر نواب داماد مرحومہ نے چار لاکھ روپے
کے قرضے کا دعوی کیا کہ بعد ادائے دین تقسیم وثیقہ ہو لیکن اسکی شنوائی نہوئی ہر چند بہت
ہاتھ پاؤن مارے بامید انشاءاللہ تعالی کوئی عملہ موافق نہ ہوا اگرچہ بظاہر تحریر علت
قرضہ موافق قانون دستخط حکام کانپور سے ہوئی تھی مگر سب جعل تھا اور وہ بھی پکڑا گیا

کامل اس فن مین تھا سب اپنے معاصرین کو اپنا طفل مکتب سمجھتا تھا خاص محل کے پاس اسی لاکھہ کا نقد و جنس تھا کئی برس کے عرصے مین سب کا بہو رہ مین بعیاشی و لغویات لاطائل اوڑا دیا اور خود بیدے سے کہتا تھا مین نے چالیس لاکھہ اپنے ہاتھون صرف کیا سنہ ۱۲۹۲ھ مین مر گئے کربلای نواب امین الدولہ مین دفن ہوے فقط اوقات ایکسو اکتیس روپیہ حق زوجیت سے ملتا تھا باقی کچھہ ترکہ پدری سے۔ یہ احوال تو خاص محل سیدہ کا گذرا دوسرا محل نواب مرحوم خرد محل جنطرح فقرہ خاص سے ظاہر ہے امین الدولہ آغا علیخان اپنے بڑے بیٹے کے ساتھہ روانہ عتبات عالیات ہوئین مدت حیات تک مجاور رہین اور غربای مومنین کے ساتھہ سلوک کرتی رہین وقت مرگ لاکھہ روپیہ پالیوز بغداد کو صفائی نہر حسینی کو دیکر مر گئین روضہ مقدسہ مین دفن ہوئین تھہ دونون اپنے پوتون آغا علیخان کے بیٹونکو احمد آغا وغیرہ کو دیگئین نیکنام ہوئین تاحین حیات کسینے اونکو بدنام نہین کیا کوئی ہوچلن و رفتار نیک سبکو پسند ہے

رزیڈنٹ کا ملاقات نواب گورنر جنرل کو جانا

۱۱- ماہ ستمبر ۱۸۵۱ء مطابق ۱۷- ماہ صفر روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۷ھ جنرل سلیمن صاحب بہادر نواب گورنر جنرل ارل ڈالہوزی صاحب بہادر کی ملاقات کو مع دفتر فارسی و انگریزی تشریف فرما ہوے نواب محتشم الیہ شملے سے بعد سیر و سیاحت رامپور رونق افروز ہوے نواب محمد سعید خان کے حسن انتظام سے بہت خوش ہوے و بعیدی نواب یوسف علی خان اونکے منظور فرمائی وہ بھی مطمئن ہوے کہ حکومت اس ریاست کی میری اولاد مین رہی وہان سے فرخ آباد کمپ فتحگڑہ کانپور سے الہ آباد و الہ آباد سے روانہ کلکتہ ہوے مسیح الدولہ سنیعم ساہی راجہ بختاور سنگہ مہتمم لشکر جو صاحب رزیڈنٹ کے ساتھہ تھے فقط راجہ کو نواب گورنر جنرل نے ملازم قدیم جنت آرامگاہ جانکر خلعت سرفرازی دیا روز یکشنبہ ۱۸- ربیع الثانی مطابق ۱۵- جولائی سنہ ۱۸۵۲ء شام کے وقت صاحب کوٹھی رزیڈنٹی مین داخل ہوے مرزا ولیعہد حضور عالم بہادر تا کہ چار باغ تک استقبال کو گئے اور باتفاق ایک ہی گاڑی مین تشریف

لائے روز سہ شنبہ ۲۰ - جنوری صاحب بادشاہ کی ملاقات کو آئے سرگذشت سفر حالات رامپور کا
ذکر رہا رخصت ہوتے نواب گورنر جنرل کا پور سے سیدھے چلے جانا اور اس قرب پر لکھنؤ نہ
تشریف لانا اور سفیر شاہی کا باریاب ملازمت نہونا اور مستمر لشکر کا خلعت ہونا موجب تفکر
اور اندیشہ انجام کا سب کو خیال آیا نواب محتشم الیہ کی ملاقات شاہ سے نہ کرنے سے نتیجہ انتزاع
ملک ظاہر ہوا کہ مکنون خاطر یہ تھا بہر کیف کہ ملاقات کرتے اور یہ خیال جب بھی ادھر کسی کو نہ آیا
کہ اپنی ہی فوج و حکام جدھر جاتے ہیں اپنا ہی علاقہ و رعایا کو بے سبب لوٹتے ہیں
ایسے ہیچ ملموں سے تو باز رکھیں۔

ایک اور جملہ معترضہ یہ ہوا کہ ۱۷ - جمادی الاول ۱۲۶۸ھ روز سہ شنبہ مطابق ۹ مارچ
۱۸۵۲ء صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس تشریف لائے عرضی نواب مصطفٰی علیخان
بہادر خلف ارشد حضرت جنت مکان محبوس و مایوس سلطنت مع محضر گواہی ۲۶ اشخاص مشخصہ
رکن رکین سلطنت قدیم و جدید نے دی جو از راہ استغاثہ نواب گورنر جنرل کلکتہ بھیجی تھی اور
سررشتہ دستخط و مہرہ جو معمول دفتر ہے سب تھا - صاحب رزیڈنٹ پر یہ سب جعل و فریب و
کارسازی نسبت مرزا وصی علی خان ثابت ہوگیا اور رشوت اوسکین کا نام لیا چنانچہ نواب
منور الدولہ نواب امین الدولہ سے پوچھا کہ یہ مہر آپ کی ہے عرض کی فی الحقیقۃ مہر ہماری ہی مگر
ہم نہیں واقف اور نہ خود ہمنے مہر کی بڑے صاحب نے کہا ہمیں خوب ثابت ہے کہ
یہ کام فقط وصی علیخان کا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مہرکن جو مہر کندہ کرتا ہے ایک
نقل اوسکی اپنے پاس رکھ لیتا ہے مرزا صاحب نے اوسی مہرکن کو کچھ دیکر یہ مہریں ثبت
کی تھین اور لطف یہ ہے کہ اوسی مہرکن نے خود بڑے صاحب سے جا کر یہ احوال کہدیا اور
خود کا نپور چلا گیا غرض جب اس امر خاص کی تحقیق بموجب تحریر صاحب رزیڈنٹ اہل دفتر کلکتہ
سے ہوئی کہیں شخص اس اتہام و فریب سے موقوف ہو گئے مگر مطلب اس مستغیث کا کچھ حاصل
ہوا وجہ اسکی تو ظاہر ہے کہ خدا کو اور ہی پاداش اعمال منظور تھی پھر کسکے حق اور مستحق
ہونے کا خیال کرتے۔

۲۰ - مئی سنہ الیہ مطابق ۲۹ رجب سنہ الیہ کپتان بروڈ صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ بہ سبب خلاف

اور ناموافقت رزیڈنٹ جودت سے نہایت ہی ہورہا تھا نواب امجد ہوئے جنرل لو صاحب کی
اسسٹنٹ ہوئے ذقت روانگی بادشاہ کے پاس تنہا بے صاحب رزیڈنٹ خلاف معمول آئے
رزیڈنٹ اسکے خلاف ہونے سے ساتھ نہ لائے کپتان ہنز صاحب جبر سے اونکے مقام پر ہوئے

احوال پر اختلال نواب روشن الدولہ اور انکا انتقال

نواب روشن الدولہ محمد حسین خان عرف مرزا ختو۔ صاحب ہمت مرد فیاض سیر چشم
صاحب اقبال مصاحبت سلاطین اور اپنی گردیدگی مین کامل تھے لیکن حجاج و مصرف غافل
مآل اندیشی سے شمہ انکا احوال عبرت الناظرین سمجھ کر لکھا جاتا ہے کہ بعد انتقال اپنے باپ
نواب اشرف علیخان بموافقت مرزا حاجی لاکھون کا ترکہ پدری ان دونون کے حصے مین آیا
مرزا عباس انکے بڑے بھائی بڑے چلن سے رہے اور بہت امارت سے بسر زندگی کی مترو
منسوب بمہر مادری دے لے کر کروالیا ہرچند چپ الدواج اور اولاد مرحوم جنت آرامگاہ
کی دژولت پر دادخواہی کو گئے بھوپی شستا اور محول نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا صاحب کی
تشریف آوری پر رکھا تھا منجملہ اور سب مقدمات کے اس عرصہ مین اسعال ہوگیا یہ مقدمہ بھی
رہگیا فضل علیخان اور مرزا حاجی کی بدولت تحقیق اپنے حق سے محروم رہے تین لاکھ
روپیہ اپنی دلالی کا لیا چنانچہ امیر مرزا نے طیبہ بیگم سمجھایا کہ پھوپھی صاحبہ یہ سب حقدار اپنے
حق سے محروم رہے جاتے ہیں ایک لاکھ کی تقسیم مین یہ راضی ہوجاینگے منظلمہ آخرت سے
اسین بچ جائیے کسی نے نہ سنا مرزا بہادر علیخان اور اشرف الدین علیخان یہ دونون بھائی بھی
دربار مین حاضر رہتے تھے اور صغیر السن بھی تھے اور دونون صاحب لیاقت بھی تھے خصوصاً
بہادر علیخان بہت صاحب سلیقہ تھے حضرت خلدمکان بھی بہت چاہتے تھے نواب روشن الدولہ
کے مقرب و محرب خاص بڑے مرزا بیٹے مرزا بہورا انکے تھے جتنا ترکہ پدری کئی لاکھ روپیہ کا
ہاتھ آیا وہ مہاجنون نے اپنے قرض مین لے لیا اور اخراجات بیہودہ اوسیطرح رہی مگر اپنی یاوری
قسمت سے نواب معتمد الدولہ سے موافقت کلی حاصل تھی اور یہانتک نواب کی خرمانبری
حاضر و غائب کی کہ موجب وثوق اعتماد کلی ہوگیا تھا اسی جہت سے داخل زمرۂ مقربان خاص

ہوے اور نواب بھی قایم مقام اپنا سمجھتے تھے کسواسطے کہ نواب کو باوجود اس تسلط نام کے بھی بادشاہ کی طرف سے کھٹکا رہتا تھا اور روشن الدولہ دربار مین صبح سے تا وقت استراحت حاضر رہتے تھے اور بجاآوری احکام سلطانی کیا کرتے تھے جب مرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے نظامت بیسواڑے سے موقوف ہو گئے تھے کئی مہینے تک نظامت اشرف الدولہ رمضان علیخان کو رہی بعد اسکے نواب روشن الدولہ کو نظامت ہوئی انھون نے بڑے مرزا کے کہنے سے میر عسکری خان بیٹے میر زین العابدین خان کو اپنی طرف سے مختار کر کے روانہ کیا چنانچہ مرزا کاظم نے ۲۲ لاکھ تحصیل کیے تھے میر صاحب نے ۲۹ وصول کیے اسیر کئی برس کی نظامت سے ۲۲ لاکھ بچن المال اپنے صرف مین لائے نواب معتمد الدولہ نے معاف کروا دیے مین دن تک روشن الدولہ حاضر نہ ہوے جب طلب ہوے بادشاہ نے معاف کر دیے پھر خلعت نظامت کیا بعد ازان نظامت راجہ بختاور سنگہ کو دی آنھون نے اپنے بھائی راجہ درشن سنگہ بہادر کو دی اونھون نے اونسے بھی زیادہ ظلم تعدی سے لیا مگر روشن الدولہ کو زر واجبی اقرار کے دیا مثل مشہور ہے مرتی بیار ومر بہ بجور۔ انھین خصوصیات سے نواب معتمد الدولہ نے نظام الدولہ سید علیخان اپنے بیٹے کی شادی انکی بیٹی سے کی بہت تکلف اور دھوم دھام سے شادی ہوئی کہ آج تک شہر مین زبان زد خلایق ہے اور اس زمانہ مین مثل افسانہ خلاصہ بعد معزولی و خرابی معتمد الدولہ نواب روشن الدولہ معطل و خانہ نشین ہوے اور معتوب بادشاہ اور بحال عسرت و ضیق معاش اور اخراجات روزمرہ حد سے زیادہ گذرا حالانکہ راجہ بختاور سنگہ اپنی مخبری اور نیک نامی سے پانسو روپے دیے جاتے تھے مگر انکے اخراجات کب وفا ہو سکتے تھے جب منتظم الدولہ وزیر ہوے اپنی ناموری و شہرت سے پانسو روپے مقرر کر دیے تھے اور اپنے دربار کی اجازت دی تھی یہ اوسے اپنی فتوح سمجھے تھے جب نواب منتظم الدولہ موقوف ہوے بسفارش صاحبات محل اور تجویز رکن رکین سے وزیر اعظم ہوے تاج الدین حسین خان جو برہم زن وزارت منتظم الدولہ اپنے خیال خام کیواسطے ہوے تھے وہ بھی سبحان علی خان کی بدولت ناکام رہکر راہی کانپور ہوے تھے بعد چند روز کے نواب روشن الدولہ کو مزاج اقدس شاہی مین مداخلت کلی ہوئی اور رتق فتق مہمات سلطنت انکے باتھ سپرد ہوا

دیکھ چکے تھے اپنے تسلط سے سب طرف سے رخنہ بندی کرکے خوب ہاتھ صاف کیا خان ممدوح اور انکی اولاد رشید سے مرتبیت جمیع امور سلطنت متعلق رہی جب خلد منزل نے موافق روایات مشہور بقضائے مبرم یا بعلت سے اس جہان فانی سے انتقال کیا حضرت فردوس منزل ہوئے نواب خوف و رجا میں تھے بادشاہ کو بدل انکا منسوب رہنا منظور تھا مگر اس شرط سے کہ حضرات کنبوہ کو اپنے پاس نہ رکھیں لیکن نواب اپنی نہم سے متوفی ہوئے انکی مفارقت گوارا نہ کی ۲۲ لاکھ سرکار شاہی میں دیے، لاکھ عملے کو دیکر نجات پاکر روانہ کانپور ہوئے۔

جرنل صاحب محمد حسن خان انکا بیٹا وہ بھی انسے ناراض تھا اور سمجھا کہ یہ اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں برباد کرینگے میں بھی انکے ساتھ خراب ہوجاؤنگا کنبوہ انکے جدا ہونگے دس لاکھ اپنے رسوم جرنیلی وغیرہ لیکر علیحدہ ہوگئے اکبرآباد جاکر قیام کیا اور آجتک اچھی طرح سے بسر کرتے رہے حکام بھی انکے چلن سے راضی رہے عقبات عالیات بھی ہو آئے

خلاصہ کئی برس کے عرصہ میں تقریباً پچاس لاکھ روپیہ صرف کیا تین لاکھ روپے کا علاقہ راجہ رسد خان کے راجہ کا لیا تھا معرفت حضرات کنبوہ وہ بھی بہ نقصان ہاتھ سے گیا پشمینہ پوشاک تین لاکھ روپیہ کا خریدا تھا تیس ہزار روپے پر ساہ جی کے پاس گئیں ہو الاکھ روپیہ کی تلواریں مول لی تھیں احمد علی خان داروغہ بسفارش کنبوہ ہوئے تھے گھر میں اگ لگاکر کہا وہ تلواریں سب جل گئیں نواب امین الدولہ کے پاس وہ تلواریں آئی تھیں اس عاصی نے بھی انھیں دیکھا تھا کلکتہ میں جاکر بکیں اسیطرح سب اسباب گھر کا نواب کی غفلت و بے خبری سے تلف یا بجیانت ہوا یا کوڑیوں پر بکا محبوبا کسبی جو انکے گھر میں تھی وہ بھی مرگئی پہلے منی کسبی تھی وہ بھی مرگئی ایک بی بی نکاحی فضل علی خان کی بیٹی جسکی بیٹی کی شادی سید علی خان نواب معتمد الدولہ کے بیٹے سے ہوئی ایک حسینی جس سے جرنیل صاحب ہیں محبوبا سے مہدی علیخان بیٹا ۱۴ برس کا اور ایک بیٹی تھی ان صدمات اور آلام دہانے سے نواب روشن الدولہ گرفتار مرض الموت ہوئے جرنل صاحب باپ کے دیکھنے کو اکبرآباد سے آئے چاہتے تھے کہ مہدی علیخان کو میرے سپرد کریں میں تعلیم و تربیت کروں نمانا آخر ۱۲ شہر

رجب ۱۲۶۹ھ مطابق ۲۳ - اپریل ۱۸۵۳ء ۶۰ برس سے کم ہوکر مر گئے سپرد خاک کا پہور کیا پہلی کربلای معلی تابوت بھیجنے کی تجویز تھی پھر ممکن نہوا نعش لکھنؤ لائے اونکی مان کے پہلو مین دفن کیا اب وہ املاک مدری ومقبرہ داخل حضار پھی کہوٹ ہوگیا بعد اسکے مہدی علیخان اور اونکی بہن مصلح السلطان انجم الدولہ کے پاس آکر رہین حضور عالم نے سو روپے ماہواری مقرر کر دئیے مہدی علیخان عارضہ چیچک سے مرگیا بہن کی شادی ڈپٹی کلب حسین خان سی ہوئی میان عنبر نے حق نمک نواب روشن الدولہ ادا کیا یعنی جسقدر اسباب زیور وغیرہ اس صاحبزادی کا انکے پاس رہ گیا تھا اوسے بامانت دیا اتفاقاً وہ صاحبزادی بھی مرگئی مدفون کربلاے سیر خدابخش مرحوم ہوئی بے اولاد رہی میان پھراہی دیانت وامانت سے مختار خانہ ڈپٹی صاحب ہین ڈپٹی صاحب دو برس کی رخصت لیکر سیر لنڈن بھی کر آئے ۶ ہزار روپیہ سرکار سے زاد راہ بھی پایا خلاصہ امراے ہندوستان کا ایساہی حال اکثر دیکھا ہوتا ہے مال اندیشی نہین جانتے ہین اور وقت فراغت قدر روپے کی نہین کرتے آخر انجام یہی ہوجاتا ہے اس ریاست مین دو وزیرون کے گھر کا قیام فی الجملہ ایک نواب منتظم الدولہ کا دوسر نواب امین الدولہ مرحوم کا اگرچہ بعض وارثون نے اپنے ہاتھ سے اپنی بربادی وخرابی کی ہے مگر ریاست واملاک سے ابھی تک فی الجملہ نام باقی ہے۔

روبکاری خاص جو بادشاہ نے رفع مظنہ رزیدنٹ کی

ایکدن مسیح الدولہ سفیر شاہی نے رزیدنٹ سے عرض کیا کہ چار آدمی رات کو کوٹھی مین آئے تلنگے نے بندوق ماری وہ پائین باغ سے بھاگ کر چلے گئے اسکا مظنہ آپکو وصی علیخان کی نسبت ہواہی پس بادشاہ اسکی خاص روبکاری اپنے سامنے کیا چاہتے ہین فرمایا بادشاہ کو اختیار ہی ہمین اس روبکاری سی کچھ سروکار نہین غرض حکم بادشاہ سے کپتان بارلو ملازم کپتان آر صاحب جیکب جوانس وصی علی خان حضور عالم حاضر حضور ہوے پہلے بادشاہ نے قرآن شریف اپنے ہاتھ مین لے کر فرمایا خدایا تو شاہد حال ہے کہ کبھی مجھے ایسا مظنہ یا خیال بداپنے امرا کا خاطر مین نہین گذرا نہ گذرتا ہے اور نہ گذریگا اور ہرگز ایسا امر گوارا نہ کرونگا اور

اور رہا شاہ مین اس سے واقف بھی نہین اور جو مرتکب اِسے فعل قبیح کا ہوا ہو وہ میری سلطنت کا اور میرا دشمن جان ہے بعد اسکے حضور عالم نے بھی یہی صورت کی اسکے بعد وصی علیخان نے بھی قرآن مجید پر رکھکر قسم کھائی بعد اسکے یہ روبکاری لکھی گئی حاضرین نے دستخط اور مہر کیے بعد اسکے صاحب کے پاس بھیجدیا لیکن کچھ مفید مطلب نہوا اگر ان چار یار مین سے ایک بھی پکڑا جاتا تو کچھ قلعی کھلجاتی اور معتبرین یہ کہتے تھے کہ یہ چال اور رفتار بھی نسبت مرزا صاحب کے تھی کسواسطے کہ وہ اکثر برادران کشمیر کو جمع کرکے عمل پڑھوایا کرتے تھے چنانچہ اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صاحب رزیڈنٹ سلطانی مین کھانے جاتے تھے عربی گھوڑے سے گر پڑے جان بچی مگر پاؤن پر صدمہ پہونچا روایت زبانی اوسی شخص کے ہے جو شریک عمل ہوتا تھا ۔ دوسرے یہ کہ ایک دن بڑے صاحب ہوا کھاکر کوٹھی کے برآمدے مین آئے راجہ بختاور سنگھ سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ راجہ ہمنے سنا ہے کہ وصی علی اور کوئی مظفر حسین ہے تین لاکھ روپئے ہماری بدلی کے واسطے بادشاہ سے مانگتا ہے ہم چاہتا ہے کہ اگر ایک لاکھ روپیہ ہمین ملجائے تو ہم بہت خوشی سے اپنی ولایت چلاجاے یہ کہکر کوٹھی مین چلے گئے ۔ پس جہان ایسی تدبیرین ہوتی ہون انجام اوسکا کیا ہو واہ صاحبان اولوالعزم ۔

محبت نامہ گورنر جنرل بادشاہ کے واسطے

خارج سے یہ قرائن مضمون محبت نامہ معلوم ہوا کہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کے زمانے مین طریقہ رسل و رسائل محبت نامہ بوجوہ معطل رہا تھا پھر وہ مجدداً جاری کیا یعنی اس مدت ۷ برس کے جلوس شاہی مین کوئی مراتب تفہیم اور راہ دو لتخواہی اور زنہیر اندیشی انتظام ممالک محروسہ کیواسطے متواتر تحریر ہوئی اور فہمایش صاحب رزیڈنٹ بھی حد سے گذری باوصف ان سب تاکیدات طبع مدار المہام ہوے سلطنت کوئی صورت اصلاح عمل مین نہ لائے لہذا پھر نیاز مند باب انتظام امور سلطنت مین گزارش کرتا ہے لہذا مناسب ہے کہ موافق رائے صوابدید و حسن وتدبیر صاحب رزیڈنٹ مقدمات سلطنت جیسا کہ چاہیے بطرز خاص منضبط ہون کہ موجب فلاح و رفاہ خلایق اور نیکنامی سرکار اور دولتخواہی نیازمند ظاہر ہو

بمجرد ملاحظہ نظر اقدس حسب دستور سلامی توپ کو حکم ہوا اوسکا جواب رکن رکین سلطنت نے حسب ضابطہ بنا بنا کر رنگین کر کے لکھا اگر صاحبان فہم ایسی تحریرات سے حیران ہوتے تھے کہ بادشاہ کا صرا صرفائدہ گورنمنٹ چاہتی ہے اور بادشاہ خود اپنے فائدے کو اپنے ہاتھ سے چھوڑے دیتے ہیں کسیکو گمان نہ تھا کہ ان الزامون سے سرکار کو خود منظور ہے۔

مرزا وصی علی خان کا شہر سے نکالا جانا

مرزا وصی علی خان متواتر بڑیصاحب کے حکم سے شہر سے نکالے گئے مگر وہ اپنے کردار ایجاد سے باز نہ آئے اور حضور عالم نے بھی بڑے صاحب سے فہمایش کی اونکے بہکانے سے کسیطرح نمانا اور ہمیشہ سبک سمجھتے رہے ہر چند دولتخواہون اور خیراندیشون نے متواتر عرض کیا کہ اگر آپ کو انسے سلوک کرنا منظور ہے سب طرح کا اختیار ہے اسکا مآل اچھا کبھی نہوگا بڑیصاحب کی ناراضی اپنے ہاتھ سے سلطنت کا بگاڑنا ہے مگر وہ کب سنتے تھے خلاصہ یہ تاریخ شہر ربیع الاول روز جمعہ ۱۲۶۹ ہجری مطابق ۹ دسمبر ۱۸۵۲ء مرزا وصی علیخان پنش مین سوار ہو روانہ قصبہ کاکوری ہوئے ۹ بجے راتکو اپنے دوست خالص قدیم میر منشی معزول گورنمنٹ مسیح الدین کے گھر مہمان ہوئے صبحکو اونکے عیال بھی جا پہونچے پھر وہان سے چھپکر راتکو میانے مین سوار حضور عالم کے پاس آنے لگے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان وغیرہ بڑے صاحب کو خبر پہونچاتے تھے ایکدن بڑے صاحب نے ایک رئیس کاکوری سے پوچھا کہ یہ شخص مہمان خانہ منشی ہوا ہے عرض کیا کہ اونھون نے فرمان نیکنامی اپنی حسن خدمت کا پایا ہے اوسمین مندرج ہے کہ ممالک محروسہ شاہی مین جہان چاہین بود و باش اختیار کرین اس صورت مین خصوصیت منشی کے گھر کی نہ رہی غرض اب ہر دن کے انقلاب تازہ سے لوگونکا توہم زیادہ ہوا کہ خدا خیر کرے خدا کے مارے کو فقیر جلاتا ہے فقیر کے مارے کو کون جلائے آخر اسکا انجام کیا ہوتا ہے۔

نکلنا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کا حکم بادشاہ سے اور رنڈیاون مین بجانا

پرچہ پیام شاہی صاحب رزیڈنٹ کو اس مضمون کا آیا کہ جیسا آپکا منطور نسبت مرزا وصی علیخان کے

ہمکو ایسا منظنہ ان مجموع آتش افروزیون کا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کیطرف سے ہے۔ پس ایسا شخص جو متنازعہ فیہ سرکارین عالیتین ہوچاہیئے کہ وہ شہر سے نکالدیا جائے اوسکا جواب دیا بادشاہ کو کیا کہ آپکو اپنی قلمرو ملک مین ہر شخص کے رہنے نرہنے کا اختیار ہے۔

روز یکشنبہ ۹- ربیع الاول مرزا علی رضا بیگ کوتوال شرف الدولہ کے پاس آئے حکم قضا شیم آخراج بلد سنایا شرف الدولہ حکم محکم سرکار کو عین طریقہ نجات اپنا سمجھکر متوجہ و سرگرم طلب کرانچی ڈاک اور تیاری اسباب سفر ہوئی اور دو ساعت کے توقف مین اپنا کام بانجام کیا یعنی ایک عرضی اپنی مصیبت تازہ کی مثل بادصرصر صاحب رزیڈنٹ کے پاس منظور یاد مین بھیجی حکم ہوا تم اپنے گھر سے سوار ہوکر لوہے کے پل سے سیدھے چھاونی مین چلے آؤ خلاصہ کوتوال بھی صاحب رزیڈنٹ سے خایف رہتے تھے اور دربردہ اپنی خیرخواہی دکھاتے رہتے تھے اور سرکار کے ایسے کام کو خوب سمجھتے تھے شرف الدولہ کو گاڑی مین سوار کرکے رومی دروازے تک ساتھ آئے خود داخل بڑے امام باڑہ ہوے وہ لوہے کے پل سے حاضر حضور بڑے صاحب ہوے۔ عرض حال کیا حکم ہوا کرائے کے بنگلے مین جاکر رہو اور یہ کیفیت رپورٹ صدر کی کہ شرف الدولہ مہتمم اہل وثایق فردوس منزل انکی حفاظت اور کفالت و وکالت متعلق سرکار رہے ہمنے وصی علی خان کو مخبر و فتنہ پرداز سلطنت سمجھکر شہر سے نکلوادیا بادشاہ نے اپنے نافہمون کے کہنے سے اونکے بدلے شرف الدولہ کو نکلوادیا ہمارا موجب توہین ہوا یہ ٹھیٹھرے ٹھیٹھرے بدلائی ہوتی جاتی ہے۔"

غرض جب خبر چھاونی مین رہنے کی سرکار مین پہونچی چوبدار سلطانی اور کوتوال کی ردبکاری ہوئی کوتوال نے کہا مجھے گھر سے کانپور روانہ کرنے کا حکم بھیجا تھا نا کہ شہر تک نکالنے کا حکم نہین پہونچا اور نہ حکم ساتھ جانے کا ہوا تھا ورنہ مین دریاے گنگ تک پہونچا دیتا بعد اسکے جب پرچہ پیام صاحب رزیڈنٹ بعد حصول جواب صدر اوسی مضمون کا پہونچا حکم سلطانی ہوا کہ ہمین بہرحال خلاف مرضی نواب گورنر جنرل کوئی امر ملحوظ خاطر نہین اونھین قیام شہر کا اختیار ہے لیکن شرف الدولہ نے صاحب سے عرض کیا اہلکاران شاہی کی بدگمانی جو مجھسے ہے آپکو معلوم ہے مین کہانتک آپکو تکلیف ہر امر خاص مین دیا کرونگا کوئی اور

شگوفہ لونکا یہی بہتر ہے کہ جب تک اونکا رفع بدگمانی بیر بطرفسے ہو چند سے آپ کے قریب رہون خلاصہ بعد چند روز کے پھر بسلامت اپنے گھرین آئے اے صاحبان فہم دیکھین کہ نکتہ مقابل چوٹ ہوئی مگر وار خالی گیا ۔

بیلی گارد کے تلنگے سے چھتری چھین لینا بڑے صاحب کا خفا ہونا

ایک دن حضور عالم کی سواری بڑی دور باش سے بیلی گارڈ کی سڑک سے ورود لیت پرجاتی تھی ایک تلنگہ بیلی گارد کا تھالی مین جنس طعام رکھے دھوپ مین چھتری لگا اپنے مقام رسوئی کو جاتا تھا سواری کے لوگون نے خلاف داب ہندوستان سمجھکر اوسے چھتری کو منع کیا سپاہی نے کچھ تامل کیا آخر بعد قیل و قال چھتری اوس سے چھین لی صوبہ دار نے رپورٹ رزیڈنٹ سے کیا حکم ہوا جب ادھر سے سواری وزیر نکلے تم چھتری لگا دو جو منع کرے اوسے سونٹے مارو جب یہ خبر حضور عالم نے سنی راہ راست چھوڑ کر طریق خط منحنی اختیار کیا گولنج ہوکر کبھی بسواری بجرہ در دولت پر جانے لگے جب یہ بھی رپورٹ صدر ہوا حکم آیا کہ اپنی چھاؤنی مین سپاہی چھتری لگایا کرے ۔

ورود ضریح مبارک کربلاے معلی

۲۶ ۔ شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۷۰ھ مطابق مئی ۱۸۵۴ع سید مہدی حسن ہندی قدیم ساکن لکھنو تقریبا ۲۰ برس سے مجاور روضۂ اقدس کربلاے معلی تھے اپنا وسیلہ رفاہ و فلاح سمجھکر ایک ضریح خاک پاک وہان سے مول لیکر باکسی صورت ہاتھ آئی ہو مجتہدین کے خطوط سفارش لیکر دیانت الدولہ کی کربلاے تو تعمیر مین اوترے خطوط سفارش سبکو دیے باتفاق خواجہ سراؤن نے ملکر بادشاہ سے عرض کیا کہ فقط آپ کے اقبال سے ایسا امر جدید آپکی سلطنت مین ہوا ہے کسی سلطنت مین نہین ہوا اس ضریح کا احترام تو لوازمہ ایمان ہے ہی بادشاہ دلکی بالنکو ترستے تھے حکم دیا کہ سب ارکان دولت سیہ پوش ہوکر ضریح کے استقبال کو جاوین چنانچہ حسب الحکم شاہزادی امراء اور سعید بہادر کاظمین تعمیر شرف الدولہ غلام رضا خان اور کربلا مین آکر جمع ہوے

شہر کی خلقت کو شوقیہ سر راہ جمع ہو کر بیٹھی اور عوام الناس نے شہر مین دھوم مچائی جب شام
ہوگئی سب اپنے اپنے گھر چلے گئے ضریح کے انتظار مین تھک کر اونگھ آئے ۹ بجے صندوق مقفل
مین ضریح مقدسہ بند زیر شامیانہ مثل تابوت اوٹھائے ہوے چلے جلوس شاہی بسبب ظلمت
جابجا متفرق ہوگیا تھا روشنی بہت کم تھی مرزا ولیعہد جرنل صاحب اور شاہزادے امرا ضریح کے
صندوق کو سلام کر کے چلے گئے تھے فقط مصلح السلطان احتشام الدولہ ساتھ تھے آدمی اوسکو
صندوق در دولت پر پہونچا بادشاہ نے آداب ایمانی سے استقبال دروازے تک کیا اور
قیصر باغ کی بارہ دری شرقی مین رکھوادیا دو شالہ رومال خلعت سات سو روپے سید جامل
ضریح کو ملے یہ بھی اسقدر مشقت و جانکاہی اور مدت سفر دور و دراز اور سفارش مجتہدین سے
حاصل ہوا کہ وہ کفران اور گلہ بر آوردن ہوا اور توقعات جو دل مین سوچتے تھے کچھ نہوے
بہت دنون تک خواجہ سرا اون کے پاس آیا کیے پھر کسی نے احوال اوس تابوت سکینہ
کا نسنا کیا ہوا اوسمین ضریح مقدسہ تھی کیا صورت ہوئی اسکے بعد دو تین زوار صاحب ایک
ضریح چھوٹی بنوا کر لائے طمع نفسانی سے چاہتے تھے اوسے بیچکر کچھ فایدہ اوٹھاوین نہوا
ایسی خاک پاک کی چیزین ارض اقدس مین ہر طرح کی بنتی ہین کوئی تبرک سمجھکر لیتا ہے
اوسے فائدہ ہوتا ہے ۔

اخراج شیخ قطب الدین

شیخ قطب الدین مسبوق الذکر جو شریک کارپردازی مرزا علی خان تھے متعلق
گنگا بخش زمیندار بیشائی ماہ شوال سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق جولائی سنہ ۱۸۵۴ء حکم حضور عالم سے
از راہ مصلحت وقت میر نادر حسین مہتمم رونق شہر کے ساتھہ بیدار انکا نپور ہوے یعنی
افعی کشتن و بچہ اش را نگا ہداشتن کار خردمندان نیست ہر چند مقدمہ گنگا بخش مین بہت
عرق ریزی و جانفشانی و خیر خواہی سرکار کچھ سمجھ کر کی تھی اور امیدوار رفاہ و فلاح کے
تھے مگر مقسوم سے زیادہ حاصل نہوا اور بیک نامی خطاب تو ظاہر ہے بعد چند روز کے پھر
اپنے گانوں مین آکر رہنے لگے اب مر گئے ۔

رخصت جنرل سلیمن صاحب

جرنل سلیمن صاحب نے بسبب علالت مزاج بہ تجویز ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ سے ۱۵ مہینے کی
رخصت طلب کی اور یہ پیام بادشاہ کو بھیجا کہ بیمار مند بسبب تبدیل آب و ہوا ایک دو مہینہ تک
چھاؤنی سنڈیاؤن میں رہیگا کپتان ہیز صاحب قائم مقام انتظام مقدمات سرکاری کرینگے
ایک مہینے پیشتر سے صاحب نے اسباب فضول جیکب جو افسر تاجر کی کوٹھی میں نیلام کو
بھیجدیا تھا بعد و آنکی وہ نیلام ہوا اور صاحب ۵ - اکتوبر ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲ محرم سنہ ۱۲۷۱ھ
روز پنجشنبہ شام کو ۷ بجے مع میم صاحبہ ڈاک میں روانہ میرٹھ ہوئے راہ میں ڈاکٹر صاحب
کی تجویز میں کچھ خدشہ گذرا کہ شاید موافقت کار پردازوں سے اسی پردے میں میرے اخراج
لکھنؤ کی تدبیر کی ہوا ہے رفع خلجان سے میرٹھ گئے ڈاکٹروں کو جمع کرکے موافقت آب
ہوا علالت مزاج بیان کیا باتفاق سبھوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک آب و ہوا شملہ تمہارے واسطے
اچھی ہوگی بلکہ لکھنؤ کی آب و ہوا اچھی تھی چنانچہ صاحب نے یہ تجویز ڈاکٹروں کی صدر کو لکھی
مگر مقبول نہوئی کسواسطے کہ جنرل اوٹرم صاحب عدن سے مقرر ہو چکے ہیں بعد انقضائے
مدت رخصت البتہ اختیار ہے۔

اس حکمت عملی کو اکثر سمجھے کہ دشمن کمین نے اپنا وقت پاکر یہ صورت صاحب کے
اخراج کی نکالی اور مدت رخصت کو صاحب کی خواب پریشان سمجھے اور اپنی کوتاہ اندیشی
سے اہل اخبار کلکتہ کو کچھ دیگر افعال کردار صاحب موصوف کو جو مدت رزیڈنسی میں
کیے تھے اپنے ذہن ناقص سے مضمون رنگین کرکے چھپوائے نہ سمجھے کہ اونٹ کس کل
بیٹھے گا چنانچہ برنڈن صاحب تاجر کو بھی صاحب نے حرکات ناشائستہ دیکھکر شہر سے نکلوا دیا
تھا انھوں نے لندن میں جاکر نالش کی بہت سی خاک اڑائی خاک نہوا۔ صاحب آگرہ
اخبار نے صاحبان کے باب میں بہت کچھ لکھ بھیجا جرنل صاحب کہتے تھے کہ جب ہم کسی کوچہ
سے نکلتا ہی اکثر کتے دور سے بھونکا کرتے ہیں پاس نہیں آتے۔ ایسا ہی اہل اخبار بھونکتے
ہیں ہمیں کیا پرواہ ہے البتہ سرکاری انھیں اجازت عام ہے۔

مرزا وصی علی خان کا کاکوری سے لکھنؤ مین آنا

جب جنرل سلیمن صاحب روانہ منزل مقصود کے ہوے اور بظاہر کسیطرح کا کھٹکا نرہا ۱۱ تاریخ شہر صفر روز جمعہ ۹ بجے صبحکو سنہ ۱۲۷۱ھ مطابق ۳ نومبر ۱۸۵۴ع مرزا وصی علی خان شادان و فرحان کاکوری سے حاضر حضور عالم ہوے پانچ اشرفیان نذر دین اور قبابت رقت آپ کے پاؤن پر سر رکھکر بہت سا شکر گذار ہوے اور بالاجمال شکایات نا فہمی و نا انصافی رزیڈنٹ اور اپنا بچنا بیان کیا پھر رخصت آپ جناب بیگم صاحبہ کو نذر دے کر گھر آتے اور بکمال فارغ البالی سے اپنے کاروبار مین مشغول ہوے مجالس عزا اندر و نیاز صدق دل سے کی۔ انما یتقبل اللہ من المتقین سے غافل تھے۔

جنرل اوٹرم صاحب کا تشریف لانا

اس مدت رخصت جنرل سلیمن صاحب مین کئی صاحبون کی خبر آمد آمد مشہور ہوئی چنانچہ مسٹر جارج شکسپیر صاحب بھتیجے بھائی جنرل لو صاحب کی شہرت زیادہ تھی مگر حسب تجویز نواب گورنر جنرل - جنرل جیمس اوٹرم صاحب جو رزیڈنٹی حیدر آباد سندھ سے عدن مین تشریف رکھتے تھے لکھنؤ کے رزیڈنٹ مقرر ہوے - پہلے کلکتہ آئے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ لکھنؤ ہوے - مسیح الدولہ سفیر شاہی عارضہ دنبل وغیرہ مین گرفتار تھے لیکن کشان کشان بذریعہ چٹھی کپتان ہیز صاحب کانپور گئے۔

۴ تاریخ ماہ دسمبر ۱۸۵۴ع مطابق ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۷۱ھ بوقت نصف شب کو داخل کوٹھی دلکشا ہوے ۵ تاریخ موافق دستور مرزا ولیعہد بہادر حضور عالم شاہزادے امرا جلوس شاہی سے استقبال کو گئے شاہ منزل مین جا پانی قیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد اسکے صاحب رزیڈنٹ اور صاحب اسسٹنٹ مرزا ولیعہد حضور عالم کے ساتھ ملاقات بادشاہ کو آئے بعد چند کلمہ شوقیہ عطر و پان لیکر رخصت ہوے تھوڑی دیر کوٹھی رزیڈنسی مین ٹھہر کر چھاونی منڈیانون مین تشریف لے گئے متوجہ کاغذ خزانہ رزیڈنسی ہوے باقی سب امور محول کپتان

ہیئر صاحب پر ہوئے ۔

چندروز پیشتر کپتان موصوف نے بہ علت ارسال پرچہ پیام آغا علیخان ناظم سلطانپور
منشی جانکی پرشاد رزیڈنٹی کو عہدہ سے موقوف کرکے بانکے بہاری محرران دفتر وثیقہ سے
بعہدہ پیشکاری منشی معزول مقرر کیا تھا منشی مذکور ڈاک مین روانہ میرٹھ ہوئے جنرل سلیمن صاحب
سے اپنی چٹھی صفائی لائے مگر مفید مطلب نہوئی کسواسطے کہ صاحب ممدوح کو اختیار کلی ہوتا ہے
قدامت کام نہین آتی انکے باپ منشی روشن لال نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کے وقت
سے رزیڈنٹی مین نوکر ہوئے تھے بہت سے انقلاب اور گرم و سرد رزیڈنٹی کے دیکھے تھے
تھے اور اسی نوکری سرکار مین مرگئے ۔ بعد اسکے منشی مذکور ملازم سرکار شاہی ہوئے ۔

تاج الدین حسین خان احسان حسین خان کا آنا پھر شہر سے مع میر تصدق حسین جانا

تاج الدین حسین خان کو جب نواب محمد سعید خان رامپور نے روزگار سے برطرف کیا الہ آباد
مین اپنے داماد مظفر حسینخان کے مہمان ہوئے انکی بیٹی عجب باخدا اور عابدہ تھی مرگئی جس
حالت نعش الکفین تھا اس صدمہ روحانی سے اوسکا تابوت لیکر ارادہ کربلائے معلی کیا تھا
واسطہ محل سے اکثر بادشاہ کو عرضداشت باب خیرخواہی مین بھیجا کرتے تھے ایک عرضداشت
اس مضمون کی کہ فدوی شکستہ حال و کم استطاعت ہوگیا ہے متمنی زیارات عالیات ہے امیدوار
ہے جب تک فصل روانگی جہاز ہو دار المومنین مین چندروز آکر بسر کرون ۔ بظاہر حضور عالم
کو بھی انسے کچھ خدشہ نہ تھا عرضداشت قرین بہ دستخط خاص بمعیت شتر سوار روانہ الہ آباد ہوا
احسان حسین خان بھی اپنے ماموں کے ہم سفر ہو کر ڈاک مین چلے ۔ تاریخ ماہ صفر روز چہارشنبہ
۱۲۷۱ھ لکھنؤ مین شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر منشی فضل حسین کے گھر مین اترے پریشان حالی
لکھنؤ جوق جوق جمع ہو کر ملاقات خوانین کو آنے لگے اس خیال خام سے کہ انکے طالع ستارہ نے
پھر عروج بہ شرف کیا ہے حالانکہ مہینا دن تاریخ تینون بدمین تھے انکی تاثیر آخر ظاہر ہوگی اگرچہ
اہل مقدور نے خوردہ تصدق خوان طعام ضیافت بھی بھیجے مگر خوانین نظر باحتیاط ملاقات
بہت کم کرتے تھے ایکدن آغا باقر کے امام باڑے مین مجالس کی بہت سے مرثیہ خوان قدیم جمع ہوئے

جب سے شرف ملازمت حضور عالم حاصل کی خلعت دوشالہ رومال پایا تاج الدین حسین خان نے
عذر ضعف پیری عرض کرکے اپنی حاضری تخلیہ کی چاہی اجازت ہوئی جو طلب دیا بس
باتین خیرخواہی کی بھین ازراہ وسوسہ گوش گزار کین اپنی طرف متوجہ کیا مرزا وصی علیخان
کو انکے تقرب سے کھٹکا ہوا اتفاقاً میر تصدق حسین صدر اعلی کانپور کے برخصت اخفا مہمان
حضور عالم ہوے ہر روز خوان نعمت نوش جان کرتے تھے انکے پاس مصاحب الدولہ وغیرہ
مقربان بادشاہی ہر روز حاضر رہتے تھے اس عرصہ مین حریفان کمین نے ایک شخص مجہول
سے عرضی کیفیت صدر اعلی کی شارع عام سے صاحب جج کانپور کو دلوادی کہ صدر اعلے
نے آپکے نام سے حضور عالم سے بہت کچھ لیا ہے کہ آپ واسطہ فہمایش صاحب رزیڈنٹ
اونکے واسطے ہون عملہ کچہری نے عرضی کو خوب تیز کرکے صاحب کو سنایا صاحب نے برہم
ہوکر صاحب رزیڈنٹ کو لکھا کہ صدر اعلے کو روانہ کانپور کرین حکم قضا شیم سے صدر اعلی تو
راہی کانپور ہوگئے اور مبادلہ فتحپور کو ہوگیا اور جواب نہین کیو اسطے لکھا تھا کہ ان لوگون کا
اخراج شہر سے زمان سابق مین بہ بدنامی ہوچکا ہے ہمین تعجب ہے کہ تمنے کیونکر انکا رہنا گوارا کیا ہے

خلاصہ برکت مین ماہ صفر سے تاج الدین حسین خان قصبہ بجنور کو گئے پھر کاکوری ہوکر
موہان مین حکیم فرزند علی خان کے مہمان ہوے بعد اوسکے الہ آباد گئے حضور عالم سے نوبت
رخصت بھی نپائی احسان حسین خان بھی کاکوری سے ہوکر کانپور گئے حضور عالم نے محض بپاس
یا بخوف خاطر صاحب رزیڈنٹ کچھ اسمین مداخلت نہ کی اس خیال سے کہ تازہ وارد ہین مبادا
مثل جنرل سلیمن صاحب انسے بھی وہی صورت بدگمانی پیدا ہو طرح دے گیے مگر سمجھے کہ یہ کارروائی
مرزا صاحب کی تھی اب اونکا وار سنیے کہ مثل کانپور لکھنؤ مین ایک عرضی بڑے صاحب کو راہ
مین دلوادی کہ وصی علی خان کو جنرل سلیمن صاحب نے کس شد و مد سے شہر سے نکلوادیا
تھا پھر یہ کیون شہر مین آنے پائے اسیطرح ہمارا بھی کچھ قصور نہ تھا لیکن یہ عرضی کچھ مفید
مطلب نہوئی یا خود بڑے صاحب نے طرح دی۔

اجرای احکام عظام بنام حضور عالم بہادر و مصلح السلطان نجم الدولہ

من ابتدای سواے شہر ذیقعدہ ۱۲۶۷ ہجری سے سال یوم المبارک شروع سال نخبرا رہا یاہی

سال مذکور مفصلۂ ذیل کا حکم محکم سب دفترون مین پہونچا دین کہ بعد سال ہجری مطابق اوسکی تاریخ و سال موصوف بقید سنہ الیہ اور بعد اسکے سنہ جلوس والا لکھے جاوین

ماہ واجدی ۔ ماہ محمدی ۔ ماہ امجدی ۔ ماہ سکندری ۔ ماہ حسینی ۔ ماہ اثنا عشری

ماہ اماتی ۔ ماہ منصوری ۔ ماہ مراتب ۔ ماہ منصوری ۔ ماہ سلیمانی ۔ ماہ نبی ۔

مرقوم ۱۲ ۔ شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ مطابق ماہ واجدی سنہ احد یوم المبارک مطابق سنہ ۹ جلوس والا فقط شروع سال شہر ذیقعدہ کی وجہ یہ ہے کہ پیدایش بادشاہ اسی مہینے مین ہوئی تھی ۔

ورود مہاراجہ دلیپ سنگھ و مہاراجہ جیاجی راؤ سیندھیہ

مہاراجہ دلیپ سنگھ بہادر مع ڈاکٹر لوگن صاحب فتح آباد سے ماہ منصوری ۱۸۵۴ع مطابق ۱۲۷۱ھ لکھنؤ مین آئے بہت تھوڑے سے شاگرد پیشہ اور جلوس سواری ساتھ تھا بعد سیر و تماشا مکانات شہر وغیرہ روانہ کلکتہ ہوئے وہانسے بعد ملاقات گورنر جنرل لندن کو گئے اہد ورفت کی سلامی توپ ہوئی ڈاکٹر صاحب کی تلقین سے ولایت مین عیسائی ہوئے کسی پادری کی بیٹی سے شادی ہوئی طفل نابالغ کو جس مذہب کی ہدایت کرو ہو جائیگا فہمیدہ اور باتجربہ کا عیسائی کرنا مشکل ہے ۔

مہاراجہ جیاجی راؤ سندھیہ بہادر والی گوالیار نے مع صاحب رزیڈنٹ جمعیت قلیل سے پہلے فیض آباد اجودھیا کا نہان کیا پھر لکھنؤ آئے صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی مین اترے حضور عالم سے بڑے صاحب نے ملاقات کرائی قیصر باغ دکھانے کو لے گئے بادشاہ کو ناگوار ہوا کہ میرا مکان تماشا گاہ ہنین مگر بلحاظ صاحب رزیڈنٹ کئی دن رہکر شہر کو دیکھکر چلے گئے ۱۸۵۵ع مطابق ۱۲۷۱ھ

منصوبی میر منشی رزیڈنٹی

۔۔ ماہ مئی ۱۸۵۵ع منشی بانکے بہاری جنکو کپتان ہیز صاحب نے میر منشی رزیڈنٹی دیا تھا

جنرل اوٹرم صاحب نے بدستور سابق دفتر وثیقہ مین ماموّر کیا اور منشی تفضل حسین ساکن قصبہ ایٹھی ترسیب لکھنوٴ بیٹے مولوی عبدالواحد کے مولوی فایق کو میر منشی دفتر فارسی کیا آخر رزیڈنٹی مین میر منشی غلام قادر خان جائسی ہوئے جنکا ہزار روپیہ کا مشاہرہ پنشن تا دوام حیات رہا اور اکثر انصرام کار دربار سرکار مین بہت نیکنام رہے اسکے بعد مرزا باقر علیخان کرنل کالنس صاحب اور پھر جان بنش صاحب کے میر منشی رہے پھر منشی علی نقی خان جو ۹ لاکھہ روپیہ نقد سوا نے املاک کے چھوڑکر مر گئے اونکے تین بیٹے تھے بڑا نتیجہ سے بہ علت کسی مارا گیا دوسرا بدقوق ہوکر مر گیا چیدر روز تک وہ بھی میر منشی رہا صاحب لیاقت تھا تیسرا چھوٹا عیش دنیا میں سب مال و دولت لٹا کر حالت افلاس مین مر گیا املاک داخل خصار ریلی گارد ہوئی پھر منشی التفات حسین خان رکٹس صاحب کے منشی ہوئے بہت صاحب عزت پر غرور اپنے بیٹون کی شادی بڑی عظمت و شان سے کی اپنی مدت خدمت مین ۱۶ لاکھہ روپیہ حاصل کیا تھا صاحب اخبار آگرہ نے لکھا تھا کہ میر منشی سرکار سے دو سو روپیہ ماہواری کا ۸ یا ۹ برس تک رہا مین نہین جانتا اسقدر روپیہ اوسنے کس حساب سے جمع کیا تھا ایک کسبی پر عاشق ہوئے قوت جوانی کے واسطے کشتہ کھایا تھا اوسی مین مر گئے پھر اونکے بھی بیٹون نے وہ مال اور دولت سب لٹا کر مفلس ہو گئے ۔

خلاصہ انسے بہتر کوئی صاحب عزت اور صاحب لیاقت اور صاحب مال تا انتزاع ملک رزیڈنٹی مین نہین ہوا سوا سے ملازمی سرکار کے یا فائدہ مقدمات کے سیکو کی قدر حال سرکار شاہنشاہی سے بھی ملتا رہا اوسکا حساب نہین ۔

جنرل اوٹرم صاحب اور جنرل سلیمن صاحب سے رسل و رسائل یومیہ جاری رہا حضور صاحب باب انتظام ممالک محروسہ اور خرابیان جو اونکے وقت مین ہوتی رہین اور اشخاص مخصوصہ جو بانی خرابیون کے ہوتے تھے لیکن اسکے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ جنرل سلیمن نے دو برس کی رخصت طلب کی ہے غالب ہے کہ کانپور سے روانہ کلکتہ ہون اور بعد ملاقات گورنر جنرل ولایت جاوین اونھین دو عارضے مہلک تھے ایک ذیابیطس دوسرا آشوب چشم چنانچہ جب کلکتہ سے جہاز پر سوار ہوے کئی دن کے بعد مر گئے غریق سمندر ہوے نا فہم اور ناعاقبت اندیش سرکار

اونکے لکھنؤ مین آنے سے بہت خوش ہوئی تھی کہ خدا نے ہماری دعا مستجاب کی مگر ان ثمرات کو نہ سمجھے جو اونھون نے اپنے ترددسے اوس زمین پر کشتکاری کی تھی کہ یہ اپنی فصل نشو و نما کرکے اپنا ثمرہ دکھلائیگی چنانچہ اونکی بلیہ بکسے خالی نہ گئی

میلہ قیصر باغ شاہی

۱۲- شہر ذیقعدہ روز پنجشنبہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء میلہ سلطانی موافق دستور انتظام سالگذشتہ وپیوستہ ہوا ہزار ہا اہل شہر بے فکرے ملازم لباس رنگین فقرانیہ ہوئے داخل قیصر باغ ہوئے اور جتنا سامان جشن وعیش اور جلوس اور تکلفات تھا حسب الحکم شاہی ہوا- فی الحقیقت ایسی کیفیت خاص قابل دید ہے نہ شنید- ۱۴ تاریخ میلہ کا خاتمہ ہوا- پہلے دن صحبت حال قال مشایخ صوفیہ بھی روبرو بادشاہ ہوئی اور ہر سالک مسالک طریقت اپنے جذب شوق سے اس مجمع عام مین ایک حال سے دوسرے حال مین ہوگیا۔

سانحہ حیرت افزاے سیدامیر علی شہید جو باعث بدنامی اہل اسلام ہندوستان ہوا نقول کاغذات مقدمات فیض آباد

جو ہندو مسلمان مین بناے ہنگام فساد عظیم ہوا آخر نوبت مقاتلہ و مجادلہ پہونچی واقع ۱۲- ماہ ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء-

استفتا اہل سنت دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

ما قولکم ایہا العلما شکر اللہ سعیکم- اندرین صورت کہ مقتولان فیض آباد کہ خود ہا را اہل اسلام می گویند و بظاہر خالصًا لوجہ اللہ از کفار جنگ کردہ قتل شدند حکم شہادت بر ایشان درست است یا نہ و بر تقدیر مسلمانانرا در انتقام آن قتال وجدال بالقرہ مجرہ باید یا نہ و کسی کہ مسلمانانرا از انتقام کشیدن کفار باز دارد و منع کند در حق او چہ گفتہ آید-

جواب- بر حکام اسلام دفع شر کفرہ لیام از اہل ایمان و اسلام لازم است واللہ اعلم

استفتاء مرسلہ اثنا عشری مذہب دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

سوال ما قولہم رحمہم اللہ فی ہذہ المسئلہ اگر در مسجدی اہل اسلام مقیم باشند و در حالت غفلت کہ آنہا در خواب باشند گروہی از اہل کفار عمدہ عظام یورش کردہ اہل اسلام را کشتند کہ از خون آنہا مملو و پر شد و آنہا در مسجد بول کردند و کلام اللہ را پارہ پارہ کردہ زیر پای خود انداختند و دیگر بے ادبیہا آن ساختند و جمیع عظیم مجتمع شدہ ہر کسے را از اہل اسلام یابند بکشند و مسلمانان ساکنان آن مقام بخوف جان و آبروی خود جلای وطن شدند پس محاربہ بجو کفار مسلمانان دیار و امصار را فرض است یا نہ و اگر کسے درین جنگ از دست کفار کشتہ شود مصاب خواہد شد یا نہ بینوا توجروا۔

جواب - پناہ بخدای عزوجل از شر کفار بر حکام اسلام و از اہل ایمان و اسلام رفع شر کفرہ لیام لازم است و اللہ اعلم۔

ایضاً - ما قولکم ایہا العلماء رحمکم اللہ کہ وقت ہجوم کفار مشرکین بر مسلمانان و ہدم مساجد و انداختن مصاحف مجیدہ در نجاست والقاب چون خاربہ در مساجد و قتل مسلمانان و دیگر امور ہتک اسلام و اعراض حاکم اہل اسلام پس درینصورت بر مسلمانان قتل و قمع آنہا واجب است یا نہ و اجازت والدین ہم شرط است یا نہ بینوا توجروا۔

جواب حکام را بمتابعت حاکم دفع کفار از اہل اسلام و اہل ایمان و اجرای حدود بر محاربین مشرکین و قصاص مسلمانان واجب وہو العالم۔ مہر طغرا

چہ ارشاد میشود در باب کسانیکہ برای جنگ ہنودان در فیض آباد میروند زیرا کہ ایشان انتقام اینچنین بے ادبیہای ہنودان کہ با قرآن مجید و مسجد نمودہ اند میدارند جنگ و رفتن ایشان عند الشرع جائز است و ثواب دارد یا ممنوع بینوا توجروا۔

جواب - بدون مشارکت و معاونت حکام عرف یا حاکم شرع تدارک چنین امور صورتی جواز ندارد وہو العالم۔ مہر طغرا

استفتاء دستخطی اہل سنت - چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ اہل اسلام

بادعاے اینکہ ہنود ان مسجد کندیدہ شامل مکان واضافۂ تبخانہ کردہ اند اجماع عزیمت جہاد دارند
و بادشاہ والی ملک کہ اہل اسلام است اقرار تدارک در صورت ثبوت و رفع حجت طرفثانی می فرمایند و
ممانعت و ہجوم عزیمت کہ در ضمن تشکل آن دیار خونریزی اہل اسلام است می نماید درینصورت
تعمیل امر سلطان و فسخ عزیمت می باید یا نہ بینوا توجروا ہو المصوب۔

جواب۔ تعمیل امر سلطان و فسخ عزیمت می باید واللہ اعلم کتبہ محمد یوسف صحیح الجواب
حررہ محمد رحمت اللہ الجواب صحیح تحریر نمودہ احقر العباد خادم احمد قد اصاب من اجاب کتبہ محمد
سعد اللہ الجواب صحیح الراے نجیح واللہ اعلم حررہ ابوالبرکات المدعو تراب علی عفی عنہ رکن الدین تہا ایضا

کیفیت

زمان سابق مین اودھ کی بلندی پر جسکا نام ہنود نے ہنومان گڑھی رکھا ہے ایک
مسجد بناے سلاطین ماضیہ تھی ایک فقیر مسلمان اوسکی جاروب کشی کیا کرتا تھا اور پہلوے
مسجد مین بڑا چبوترہ تھا اوسپر عشرہ محرم مین تعزیہ رکھتا تھا بعد ایک مدت کے ایک فقیر ہنود
بھی املی کے نیچے جھنڈی گاڑکر رہا ایک چھوٹی سی کوٹھری بنائی اوسمین بت رکھکر مقام ہنومان
قرار دیا عہد جناب غفران مآب نواب برہان الملک مین بعض ہنود کوتاہ اندیش نے مسجد جو بلندی
مذکور پر تھی اوسے منہدم کردیا تھا فوج قاہرہ سرکاری پہونچی اون کوتاہ اندیشون کو سزاے
اعمال دیکر بتخانہ کو توڑ بدستور سابق بناے مسجد قائم کی بعد مرور ایام بیراگیون نے پھر بتخانہ
بنایا مسجد سے کچھ متعرض نہوے جب تک حکومت بخیم راے وغیرہ علاقہ سرکار سے رہا جبکہ
درشن سنگہ بہادر کو ہوا کفار اوس دیار کو قوت و ثروت زیادہ ہوئی اوس مسجد کو گرا
مکان گڑھی مین ملا لیا اور مسجد واقع رام گھاٹ دریا کو خراب کرکے اوسکے صحن مین اپنے
مسکن بنائے اور اوسکے اندر کوڑا ڈالنے لگے اور سیکڑون مقابر اہل اسلام کو توڑکر انکی
اینٹین اور پتھرون سے بڑی شان و شوکت سے بتخانے بنائے یہانتک کہ مسجدین پست
اور بتخانے بلند ہوگئے۔

کئی مہینے کا عرصہ ہوا کہ غلام حسین شاہ حرارت و حمیت اسلام سی کئی شخص ہمراہ لیکر ہتھیا ل

بنا ہی مسجد ہنومان گڑھی مین رونا ہی تک پہونچا مرزا اعلی علی ہنصرم کچھ براٹ سدراہ ہوئے ہین
سے اونھین پھیر دیا اور اونکے دوچار ہمراہیونکو جو فیض آباد پہونچے تھے نائب کوتوال ورکپتان
انگلزبہادر ہیرک آرنے باہر نکالدیا جب یہ پرچۂ اخبار پیشگاہ شاہ جم جاہ گذرا حکم تحقیق مسجد
آغا علیخان ناظم اور مرزا منعم بیگ کوتوال کے نام مزین بدستخط خاص ہوا غلام حسین شاہ کیہمراہ
کئی اشخاص سے جامع مسجد جو ستیا کی رسوئی مین ہے مقیم ہوا اور بیراگیونکے کہنے سے وہان سے
نہ نکلا پھر غلام حسین شاہ لکھنؤ سے کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر اوس مسجد مین پہونچا اور باوصف
عدم استطاعت وقلت جماعت کمر ہمت مسجد سے بیراگیون کے نکالنے کی باندھی کپتان آر صاحب
مرزا منعم بیگ مرزا اعلی علی نے مسلمانونکو مشارکت غلام حسین سے روکا اور بیراگیون کی
مدد راجہ مان سنگھ بہادر اور زمیندار گرد وپیش سے جوق جوق پہونچنے لگے یہانتک کہ دس
بارہ ہزار آدمی جمع ہوے اور معبر دریا بند کردیا اور غلام حسین کے پاس سواے چند
غربا کے اور کوئی نہ تھا۔

روز جمعہ ۱۲ - شہر ذیقعدہ سنہ الیہ تقریباً دوسو آدمی اہل اسلام سے نماز جمعہ کیواسطے
مسجد جامع مین جمع ہوے بیراگی انکا مجمع شکر بلوا کرکے اونکے سر پر پہونچے ہمراہی غلام حسین
نے قصد باہر نکلنے کا کیا سپاہی کوتوال اور سوار ہمراہی آر صاحب جو رفع شر کو متعین تھے درمیان
آگئے اور مانع فساد ہوے کپتان موصوف بھی خبر بلوا سنکر وہان پہونچے رفع شر کر دیا
لیکن مسلمانونکو اس ہنگامہ مین اداے نماز جمعہ کی نوبت نہ پہونچی دوسرے دن شنبہ کو جان ہرسی
صاحب مشارکت کپتان آر صاحب کیواسطے لکھنؤ سے پہونچے اور مسجد کو آکر دیکھا اوسمین دروازہ
نہ تھا کہا یہاں کا دروازہ لگانا مناسب ہے جس سے حفاظت ہو جاے اور ایک شخص کو ہمراہی
غلام حسین سے افہام وتفہیم کو بلوایا اس عرصہ مین غلام حسین کے ساتھی دو تین آدمی محلہ
بیگم پورہ مین جاکر جوڑی کوارٹی کی اٹھا لائے راہ مین ہنومان گڑھی کے ہنود نے اونھین گولیون سے
زخمی کردیا اونھون نے کوارٹی چھوڑ اونپر حملہ کیا پسپا کردیا اس عرصہ مین باران رحمت نازل
ہوا ایک ساعت تک جدال وقتال موقوف رہی اوسیوقت ایک گھڑیا ہمراہی غلام حسین کیواسطے
جو دو دن سے بے آب ودانہ تھے کھانا لایا کپتان آر صاحب اور جان ہرسی ڈپٹی سپاہیونکو

بھیجکر کہلا بھیجا کہ تم گھر مین کھولکر بہت اطمینان سے جامع مسجد مین بیٹھو باہر نہ نکلو کوئی تمسے فساد
نہ کر سکیگا انھون نے گھر مین کھولکر کھانا کھانے لگے اب زبانی مرزا اعلی علی کے ہے جو مؤلف
کتاب وقت روانگی کربلا کے اوس شب خاص کربلا مین میرے پاس رہے تھے بیان کرتے تھے
کہ یہ دونون انگریز اور مین خود اور مرزا نثار حسین مع اپنی سپاہ اور توپ وہان سے ہٹ کر
بڑی دور درخت کھرنی کے نیچے جا کھڑے ہوے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ بیراگی ہزارون
گولر سے نعرہ مارتے آکر مسجد کو گھیر لیا اور رجب علیشاہ فقیر کے کوٹھے سے چڑھکر غلام حسین کے
ہمراہیونکو گولیان برسانا شروع کیا اور مسجد مین آکر ۲۶۹ آدمیونکو ذبح کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیے
مسجد مین لہو بہنے لگا اور قرآن شریف جو اکثرون کے حمائل تھا پرزے پرزے کر کے منفادا افتد
پانون سے روندا اور جلا دیا چنانچہ واسطے تصدیق کے جلے ہوے ورق بھی ماخوذ سرکار
کیے اور جبکہ جو حکم سرکار سے چبوترہ جامع مسجد پر تیار ہوا تھا توڑ ڈالا اور دیوار مسجد کو خراب و
چھلنی کر دیا نعشین مقتولین کی بے گور و کفن پڑی رہ گئین دوسرے دن مرزا نثار حسین نے در مسجد
ایک غار بڑا کھدوا کر گل دفن کر دیا بعد انکے دفن کے بیراگی جوتیان پہنے مسجد مین آئے
ہوم کیا سنکھ بجایا بہت بے ادبیان کین اوسکے قریب قبر خواجہ بیٹھے کی قبر شہدا سید سالار کی تھی
اوسے توڑ ڈالا ظاہر ہے کہ جمعیت بیراگیون کی اسقدر نہ تھی لیکن سیکڑون دوڑ ہی ملازم راجہ
مانسنگھ اور پانڈے راجہ کشن دت رام اور زمینداران گرد و پیش مدد کو پہونچے دس بارہ ہزار کی کثرت
ہوگئی آخر نوبت یہان تک پہونچی باوجودیکہ بیگم پورہ کے رہنے والے نزدیک غلام حسین تھی مگر بروقت
سو کہ نہ تھی گھر مین تھی بیراگی اور گوہار کے لوگ گئے اونپر حملے کیے اون بچارون نے جسطرح ہو سکا حفظ
ناموس کیا ایک شخص افضل بیگ زخم کھا کر صاحب فراش ہے اور اب محلہ مذکور کے رہنے والون اور
مسلمانون نے اثاث البیت گھر مین چھوڑ کر مع اہل و عیال قیام فیض آباد اختیار کیا ہے
اور اسقدر قوت بیراگیون کو ہو گئی ہے کہ کسی مسلمان کو ہنومان گڑھی سے گذرنے نہین دیتے
اور سب اہل اسلام کو ڈراتے اور دھمکاتے ہین یہ حال شورش اور بدعت بیراگیون کا ہے اور ہنومان
گڑھی مین مسجد کو بہت سے لوگون نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے بلکہ اوسمین نماز بھی پڑھی ہے اور محضر سیکڑون
برس کا قاضی یار علی ابن الدین قاضی حبیب اللہ کے پاس موجود ہے چنانچہ ایک اونمین سے

مورخہ ۹ - ذیقعدہ سنہ ۱۱۴۹ھ ملفوف بہ کیفیت ہذا در کیا عجب ہے کہ اورنگ عالمگیر شاہ دہلی نے جسکے تعصب مذہبی سے سلطنت دہلی کو ضعف وخرابی ہوئی بیشتر اماکن ومعبد مذہب ہنود مین کچھ نہ کچھ مداخلت کی تھی بیان بھی مسجد نبوادی ہو مگر محضر آئندہ سے ثابت ہی کہ زمانہ حال خلد مکان کے عہد مین مسجد بنی ہے دعوی مسجل بہ محضر ہے سابیں اسصورت مین اگر سرکار ابد اقتدار سے تحقیقات عدالت خسروانی سے تدارک ان سب نزاع بیراگیون کا اور انکے حامیونکا استیصال کا مبنیٰ ہے اور حکم تعمیل و ترمیم مسجدون منہدم واقع گڈھی مذکورہ کا موافق بناء قدیم نہ ہوگا خدا جانے کہ بیراگی اس بغاوت وشورش سے دلیر ہوکر حال مسلمانون اور توہین اسلام کا کسدرجہ پر کرینگے بلکہ بود وباش اہل اسلام اودھ مین دشوار ہوگی اسی جہت سے سب نالان ہین اور امید تدارک قرار واقعی کی رکھتے ہین -

حفیظ اللہ | محمد نہال الدین

۱ رضوی قاضی آغا علی - لاریب فیہ ساکن لکھنؤ -

۲ میر رجب علی ساکن اودھ - مسطور المتین بیان واقع ہے -

۳ سید محمد اصغر - بیان واقع ہے - خطیب اور مسجد بابری کا ہونا

۴ محمد حسین - بیان واقع ہی - ساکن حیدرآباد واقع فیض آباد

۵ عنایت علیخان فاضل - ساکن فیض آباد

۶ میر محمد حسین ذاکر سید الشہدا - ساکن فیض آباد المتخلص بہ لطف -

۷ مرزا محمد سوز خوان - ساکن فیض آباد لاریب فیہ -

۸ میان فرحت علیخان ناظر خرد محل - بیان واقع ہے

۹ مرزا جان نواسۂ نظر علیخان چکلہ دار رئیس اودھ مسطور المتین بیان واقع ہی کہ مسجد ہنومان گڑھی پر بارہا اپنی آنکھ سے دیکھی ہے -

۱۰ ابراہیم بیگ ساکن حیدرآباد واقع فیض آباد مسطور المتین واقع ہے

۱۱ میر بخش حسین - مفتی - بیان واقع ہے -

۱۲ سید نصیر الدین - ساکن محلۂ چراغ دہلی -

۱۳ حسین علی - زمیندار محلۂ قصاب نگرا اولاد دستی لطف اللہ حیدر سعید اپنی آنکھ سے مسجد دیکھی ہے

۱۴ احمد بخش میر سیح زنیدار محلہ میراینور محلات بلدۂ اودھ - بیان واقع ہے

۱۵ سید جعفر علی - بیان راست ہے -

۱۶ سید باقر علی - مسجد اپنی آنکھ سے دیکھی ہے -

۱۷ منور علی - بیان واقعی

۱۸ مرزا محمد حسن صاحبزادۂ خرد محل - بیان واقعی

۱۹ چھیدی ابن نندرام ہندو قوم سیوتی - بارہا مسجد اپنی آنکھ سے دیکھی ہے -

۲۰ محمد مہدی - بیان واقعی

۲۱ میر عابد علی - لاشبہ فیہ -

۲۲ گواہ شد - یوسف خان -

۲۳ گواہ شد محمد علیخان ساکن اودھ - بارہا مسجد اپنی آنکھ سے دیکھا ہے - ۱۰۴ برس کی مسجد تعمیر ہنومان گڑھی -

۲۴ علی مرزا - بیان واقعی -

۲۵ میر محمد علی ساکن فیض آباد مسجد ہنومان گڑھی پر دیکھی ہے اور سمت اوسکے ہیات بھی یاد ہے محراب اوسکی نقش بسم اللہ تھے

۲۶ محمد مرزا ولد مرزا اصغر علیخان - بیان واقع -

۲۷ امین الدین حیدر خان بہادر - صاحبزادہ خرد محل

۲۸ محمد مہدی " " بیان واقعی -

۲۹ میر عابد علی - لاریب فیہ -

۳۰ آغا علی - لاشبہ فیہ -

۳۱ گواہ شد - محمد روشن خان مسجد جامع واقع ہنومان گڑھی کو آنکھ سے دیکھا ہے -

۳۲ علی مرزا - بیان واقعی -

۳۳ سید علی محمد - لاریب فیہ مسجد قناتی ہنومان گڑھی پر آنکھ سے دیکھی ہے -

۳۴ گواہ شد - مرزا علی ساکن اودھ مسجد ہنومان گڑھی پر آنکھ سے دیکھی اور اوسکی ہیات بھی یاد ہے -

۳۵ گواہ شد - کرم خان ساکن اودھ بیان واقعی -

۳۶ گواہ شد - عبد الکریم - " "

۳۷ دھنی سنگھ چپراسی عدالت فیض آباد - قرقی کو حسب الحکم سرکار نیابت منتظم الدولہ
مین گیا تھا مسجد کو دیکھا تھا -

	بسم اللہ الرحمن الرحیم	

سابق ازین محمد عاقل درویش نے بمہر محمد عادل و شیخ بہاء الدین فوجدار اور سوانح نگار و واقعہ نگار
اور میر محمد صادق کوتوال شہر وارباب عدالت و اہل خدمات و اکابر و اصاغر نے مسجد تیار کی تھی
کہ زمان حضرت خلد مکان مین بلندی ہنومان گڈھی پر مسجد درست ہوئی تھی بعد اسکے بیراگیون نے مسجد
مذکور کو مسمار کر کے بتخانہ تیار کیا ہے چنانچہ محضر مذکور مع عرضی نظر بندگان عالی نواب صاحب مین گذرا
دستخط خاص مزین محضر ہوا کہ پروانہ فوجدار کے نام لکھا جاوے جب یہ خادم شرع حضور سے داخل بلدۂ
اودھ ہوا درویش نے محضر دکھا کر نالش کی اس خادم شرع نے وہ محضر اور عرضی خدمت بندگان
عالی مین گذرانی چنانچہ غازیان لشکر ظفر پیکر نے بموجب عرضی بندگان عالی بتخانہ مرقوم کو مسمار
کر کے بدستور سابق مسجد تیار کر کے رواج دین و اسلام دیا بعد کوچ کرنے فوج کے بعض ہنود منبر و
محراب مسجد کو مسمار کر کے چلے گئے موذن نے یہ خبر پہونچائی اس خادم شرع نے دیکھا کہ اس شہر
مین سستی دین و اسلام ہوتی ہے بنا بر عبرت روز جمعہ مسجد جامع مین بیٹھکر شہرت دی کہ جس شخص نے
مسجد مذکور سے بے ادبی کی ہے اوسے بیراگی حاضر کرین تا موافق شرع محمدی اسے تعزیر دیجاے
چنانچہ شیخ مکرم نائب رفعت پناہ شیخ بہاء الدین فوجداری کہنے لگے کہ نام مسمار کرنے والے کا معلوم
نہین ہوتا لیکن بیراگی قرار داد کرتے ہین کہ من بعد کوئی گرد مسجد مذکور کے نجائیگا اور ہم بھی مسجد
کے ہونے سے وہان خبرداری کرینگے پس یہ خادم شرع اور جماعت مسلمین اٹھکر اپنے گھر چلے آئے اور
اپنے کہا کہ بیراگی جمعیت خاطر سے اپنے گھر مین آباد رہین مسجد مین دخل نہ کرین چنانچہ بیراگی اپنے تھانا
مین آباد ہین اور اراضی وبوسیہ وغیرہ ملک و املاک پر اپنے قابض اور متصرف ہین اس خادم شرع
کو اونسے مزاحمت نہین جن لوگون نے اوس طرح سے ازراہ عداوت دینی خدمت بندگان عالی

مین ظاہر کیا ہے کذب و افترا ہی یہ کیفیت صورتحال ہی - تحریر تاریخ نہم شہر ذیقعدہ ۱۲۴۹ہجری -

مواہیر

۱ مفتی شرع محمد ابو تراب - ۱۱۳۵ -
۲ خادم شرع محمد عرب - لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین علی عبدہ قاضی وزیر ۱۲۶۱ -
۳ مہر قاضی خان مطابق مہر اصل ماضیہ ہے -
۴ خادم شرع رسول اللہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم - قاضی محمد نعیم اللہ -
۵ خادم شرع مبین مفتی محمد یمین الدین ۱۱۴۳ - عقدۃ اللسانی رب اشرح لی صدری ویسر لی امری
۶ نجف شاہ حامد علاء الدین عبدہ ۱۲۶۵ -
۷ خادم شرع مفتی محمد لطف احمد ۱۱۴۰ -
ذلک الکتاب لاریب فیہ اللہ محمد شاہ بادشاہ غازی لطف فدوی ۱۱۳۸ - ان اللہ یامرکم فی العدل و الاحسان -
۸ محمد شاہ بادشاہ غازی رشید فدوی ۱۱۳۲ - ذلک الکتاب لاریب فیہ -
۹ ز نور شرف یافت عنایت علی - بیان واقع -
۱۰ محمد رکن الدین ۱۱۴۳ لاریب فیہ -
۱۱ افضل جلیل شاہ جمیل ہے - رر
۱۲ نور محمد غلام احمدی ۱۱۱۳ ۱۳ معز الدین محمد ۱۱۴۲ ۱۴ شیخ ابن محمد انصاری - لاریب فیہ
۱۵ میر محمد - بیان واقع -
۱۶ حسن بن آدم جلال ہی لاریب فیہ ۱۷ اسکندر خان ۱۱۴۳ بیان واقع -
۱۸ افخر علی - بیان واقع -
۱۹ خاکپای محمد راست علی - ذلک الکتاب لاریب فیہ جو لکھا ہے بیان واقع -
۲۰ محی الدین شاہ فخر شاہ فرید واقع کذلک مسطور - بیان واقع -
۲۱ خاکپاے نبی مظفر بیگ - بیان واقع ہی ماما لی ذلک کذلک -

۲۱ حبیب اللہ۔ لاریب فیہ

۲۲ نعمت اللہ یا حفیظ شک و شبہہ نہین۔

۲۳ شیخ وزیر علی انصاری۔ بیان واقع ہے۔

نقل کیفیت

منشاء فساد فیما بین ہنود و مسلمین بلدۂ اودھ و فیض آباد اور کیفیت مجمل واقعہ جو اس عرصۂ قریب مین خاص اودھ مین واقع ہوا جو شعار سلاطین اہل اسلام اور آثار عمارات مناصب کرام سے اور اظہار جو تھوڑے سے مشائخ عظام اور اقرار بعض ہنود ساکن اودھ سے پایۂ اختیار و ثبوت کو پہونچا یہ ہے کہ بادشاہان سلف نے تمامی معابد ہنود شہر اودھ مین جہان بڑے بتخانے تھے مسجد جامع بجاے بتخانہ مختصر بنوا کر موذن اور جاروب کش مقرر فرمایا تھا چنانچہ عظمت و شوکت مسجد جامع بناے بابر بادشاہ واقع جنم استان یعنی مسقط راس رام پسر راجہ دسرت متصل مکان رسوئی ستیا وجہ رام مذکور سے ظاہر ہے بلکہ رسوئی ستیا زبان جمہور پر جاری ہے شاہد عادل ہے اور علی ہذا القیاس شہادت دیتی ہے ارتفاع شان مسجد واقع مقام رام گھاٹ کنارہ دریا کہ بالفعل بہ سبب خراب و منہدم کرنے کفار کے فقط دو مینار اور تھوڑی دیوار باقی رہگئی ہے عہد عدالت مین حضرت جنت مکان کے اوسکی ترمیم کا حکم محکم ہوا تھا لیکن اجل نے امان نہ دی حکم نافذ ہوا اور مسجد مذکور اوسی دستور پر حصار معابد کفار مین رہی بالجملہ ازین قبیل دوسری مسجدین مختصر بعض قناتی اور سقفی گنبد دار بہت سی ہین ازانجملہ پابندی ہنومان گڑھی پر مسجد قناتی نہایت مختصر متصل مندر فقیر کتی جسکے پاس ایک مندر تھا اور سب کفار اوسکی پرستش کرتے تھے اور جو ملتا تھا وہ فقیر مسلم جاروب کش مسجد اپنے ہمسایہ کو بانٹ دیتا تھا بعد مدت درازکے وہ فقیر مایہ دار ہوا بعض حکام ذی اقتدار اوس جوار کے اوسکے معین و مددگار ہو حوالی مندر مذکور حصار تیار کر ہنومان گڈھی نام رکھا اور فقیر مسلم کو کچھہ لبطور سالانہ یا ماہوار دیکے مسجد سے خارج کیا اور مسجد کو داخل حصار ہنومان گڑھی کیا چنانچہ مسلمین معتمدین اسے ظاہر کرتے ہین اور عہد جناب عالیہ مرحومہ مین ایک دن بہ طریق سیر و تماشا ہنومان گڑھی

کے ٹیلے پہ گئے تھے وقت نماز داخل ہوا اسی مسجد مین نماز پڑھی تھی اور بیراگیون سے کوئی متعرض نہوا اور بعض نے ایک مدت تک بعد وفات مرحوم اسکے دیکھا ہے اب اوسکا نشان بھی نہین ہے کہتے ہین جب وہ فقیر جاروب کش مرگیا بیراگیون نے رفتہ رفتہ داخل مکانات ضلع ہنومان گڑھی کرکے نابود کردیا ہے جسکا نشان بھی پایا نہین جاتا المختصر اس ماجرے کو سنکر غلام حسین شاہ فقیر نے مسلمانون کی جمعیت لیکر مسجد بابری مین آیا ۱۶۹ - آدمیونکو تہلکۂ ہلاکت مین ڈالا اب دو گوشہ نشینی سے معلوم نہین کس سمت کو بھاگ گیا اور تفصیل تو ڑنے کٹہرے کی جو دو برس پیشتر حکم حضرت سے مخاطب مسجد کیواسطے بنا تھا اور قتل ہونا مسلمانون کا اور غلبہ بیراگیون کا اور انکا ظلم و بدعت کرنا نسبت جامع مسجد اور قرآن جو مسلمانون کے حمائل تھے کیفیت مولوی نہال الدین اور مولوی محمد حفیظ الله داروغۂ عدالت فیض آباد نے جو سرکار مین بھیجی ہے مفصل ظاہر ہوگا الغرض بیراگی اور گوہار کے لوگ جو قرب جوار راجپوتون کے بھیجے ہوئے آئے تھے کیا کیا ظلم بدعت مسلمانونپر اونھون نے نہین کیے اور ابتک اوسکا فخر و مباہات کرتے ہین بلکہ اونکے زور و شورش اس حد پر پہونچی ہے کہ جابجا اطراف شہر مین مسلمانونکو راہ چلنا اور سلامت نکلنا دشوار ہے اس جہت سے شرفاے شہر اودھ نے گھر چھوڑکر فیض آباد مین اپنے عزیز و اقارب کے گھر جاکر رہنا اختیار کیا ہے اگر خدا نخواستہ سرکار دولتمدار سے مدد اشرار کفار ظاہر ہوئی مظنہ وقوع غدر تمامی ممالک محروسہ مین ہے - علی ابن محمد الحسینی ۱۲۳۹ ۱۲۷۱

نقل عرضی مولوی حفیظ الله داروغۂ عدالت عالیہ فیض آباد مورخہ ۲۲ - شہر ذیقعدہ سنہ مذکور شرح کہ غلام حسین شاہ فقیر کئی آدمی لیکر بیراگیون ہنومان گڑھی واقع اودھ کے ساتھ باظہار ہدم مسجد نزاع رکھتا ہے لہذا فریقین کی طلبی در دولت پر ہوئی ہے تمہین حکم پہونچتا ہے کہ وہان کے رہنے والون سے تحقیق واقعی اور تفصیل عرض کرو اظہار ہر ایک کا باشتراک رائے مولوی نہال الدین لیکر بلا رعایت فریقین کیفیت اس باب مین تاکید مزید جان کر حسب عمل لاؤ بعد معرکۂ جدال و قتال فریقین اور مارے جانے ۱۶۹ مسلمانون کے مسجد بابری مین ۱۹ تاریخ شہر مذکور بسبیل ڈاک سلطانی شرف ورود فرمائی لہذا باشتراک رائے مولوی موصوف ساکنین فیض آباد اور اودھ سے تحقیق واقعی کرکے کیفیت تفصیلی اونکی گواہ

سے کبھی ہی نظر انور میں گذریگی بعد ملاحظہ کے دربابِ تدارک ہنومان گڈھی جس مسجد میں مسلمانون کو قتل کیا قرآن شریف سے بے ادبی کی کثرہ مسجد بابری مسجد جامع جو حکم سرکار سے بنا تھا توڑ ڈالا در و دیوار کو بندوق کی گولیون سے چھلنی کر دیا مانع اذان و نماز کے ہوئے مسجد مین جو رای جہان آرا اقتضا فرمائے۔ واجب تھا عرض کیا۔ آلہی آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان رہے۔ عرضی بندۂ خاص حفیظ اللہ ۱۲۰۳ داروغۂ عدالت فیض آباد معروضہ ۲۲۔ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ۔

نقل اقرارنامہ

ما یانکہ مہنت بلرام داس و مہنت کشنداس و مہنت دیبی رام بیراگی جار سید ہم ہین۔ غلام حسین وغیرہ نے ہنومان گڈھی مین اظہار مسجد کیا ہے اور اسباب مین فیما بین نزاع واقع ہوئی اس جہت سے پیشگاہ بندگان سرکار ابد قرار سے واسطے تحقیقات کے آغا علیخان کپتان آر صاحب بہادر اور راجہ مان سنگہ بہادر قایم جنگ مامور ہوے ہین اور لکھے دیتے ہین کہ اگر حاکمان موصوف از رو تحقیقات ہونا مسجد کا ہنومان گڑھی مین ثابت پہونچائین اور تینون حاکم متفق ہو کر ہمسے کہین ہمین بسر و چشم منظور و قبول ہے اور کسی طرح کا عذر نسبت اوسکے نہ ہوگا۔ بنا بر آن یہ چند کلمے بہ طریق اقرارنامہ کے لکھے گئے کہ ثانی حال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے۔

مرقومہ ۲۶۔ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ۔ دستخط ہندی بلرام داس

نقل اقرارنامہ

ما یانکہ مہنت بلرامداس و کشنداس و مہنت دیبی رام بیراگی جار سید ہم ہین غلام حسین وغیرہ نے دعوی ہونا مسجد کا ہنومان گڈھی مین کیا ہمسے نوبت بگاڑ کی پہونچی اور ہم سمیان جعفر علی محمد حسین شیخ بدھو وغیرہ باشندے اودھ کے بوجہ شراکت غلام حسین رنج پیدا کیا اب نظر رابطہ سابق ہمین اونسے رنج و کدورت نہین رہی اور اب آغا علیخان بہادر راجہ مان سنگہ بہادر قایم جنگ کپتان آر صاحب بہادر درمیان دیگر قسم ہما بیر سوافی سے قرار کرتے ہین اور لکھے دیتے ہین کہ بشرط عدم وقوع زیادتی اوسطرف سے ہم رہا اور اصلاحیت و فساد نکرا اور

نزاع لفظی بھی او نسے نہ کرینگے اور ہم بیراگی چار سید ہہ خلاف تحریر ہذا عمل نکرینگے اور جسطرح
کہ قبل از معرکہ فیما بین ہمارے اور جعفر علی مذکور کے راہ و رسم تھا وہی ضبط اب بھی صلح اور آشتی
سے جاری رکھینگے اور کسیطرح کی بغاوت نہ کرینگے اگر منافی اقرار اور تحریر ہذا کے کرین مجرم
اور گنہگار ہو کر جو سرکار سے سزا تجویز ہو اوسکے سزاوار ہین بنا بر آن یہ چند کلمے بطریق صلحنامہ
کے لکھدیے گئے کہ ثانیاً حال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے مرقومہ ۲۶ - ذیقعدہ ۱۲۷۱ھ

دستخط ہندی - بابرام داس

سانحۂ یادگار معرکۂ سید امیر علی شہید ساکن قصبہ امیٹھی متصل لکھنؤ

جب فساد و ہنگامۂ ہنود و بیراگی اختر گڈھ یا ہنومان گڈھی کا غربائے اہل اسلام سے بڑھا
اور بظاہر ثابت و متحقق ہوا کہ رعایت و پاسداری ہنود بطمع دنیا ارکین دولت کو منظور ہے
مولوی سید امیر علی بندگی میان کے پوتے ساکن قصبۂ امیٹھی نسبتی بھائی شیخ حسین علی کارندۂ
راجہ نواب علیخان رئیس محمود آباد بہ سبب جوشش حرارت اسلام چاہا کہ دفع توہین اسلام کرین
چنانچہ پہلے سندیلہ مین اہل اسلام نے مولویکی تحریک سے بعد شورہ اجماع کر جہاد پر باندھی بعض
تا عاقبت اندیش نے منع کیا کہ یہ امر اچھا نہین حاکم وقت اور صاحبان عالیشان سے آخر کو
مقابلہ ہو جائیگا پھر کچھ بن نہ پڑیگا عبث عبث توہین اسلام سکے واسطے ہوجائیگی غرض ایکنے
تماشا مولویصاحب کے سر پر اجل تو آگئی تھی جب رکن رکین سلطنت حضور عالم اس امر سے مطلع
ہوے شاہ جمجاہ سے عرض کی کہ فدوی ہر چند چاہتا ہے کہ یہ سدّ فساد کسی حکمت عملی سے موقوف ہو جاوے
لیکن خانہ زاد سلطنت یعنی خواجہ سرا پردہ غفلت مین بانی مبانی اس فساد کے ہوتے ہین یعنی
مولوی امیر علی میر حیدر منشی متوسل بشیر الدولہ کے عزیزون سے ہے وہ چاہتا ہے کہ اس آتش فتنہ
و فساد کو خوب بھڑکائے اور مفت مین میری بدنامی اور نارسائی ظاہر ہو ۔
بشیر الدولہ جب اس سے واقف ہوے اپنے رفع الزام کو بواسطۂ منشی مولویصاحب کو بلغم ابھی علما
اور حضرت جنت مکان کے امام باڑہ مین اوتارا جبتک رہے اونکی ضیافت کی اور اپنے ساتھ حضور
کے پاس لیگئے اونھون نے سب طرح کے نشیب و فراز سے سمجھایا اور چاہا کہ خلعت سرفرازی دیکر رخصت

کرین لیکن مولوی صاحب نے خلعت لیا اور نہ اپنا ہاتھ اوٹھایا بلکہ بہت بے لطف گفتگو ہوئی کہ
باعث ملال خاطر ہوا بلکہ ازراہ مآل اندیشی چاہا کہ انھیں قید کر لیجیے تاکہ طول فساد نہونے پاوے
منشی نے بشیر الدولہ سے کہا کہ یہ صورت ہوئی تو پہلے مین گلا کاٹ کر مرجاؤنگا آخر اوسی شب
مولویصاحب کو بسلامت اونکے گھر بھیجا اور اونکا نکلنا اپنے واسطے بہت غنیمت سمجھے۔

مولوی صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھی اور تقریباً ۷۰ آدمی مجاہدین سے روانہ ہوئے
مین ایک فقیر آزاد نے مولوی صاحب سے کہا کہ زنہار نجاؤ لا محالہ مارے جاؤگے مولوی صاحب
بہ الہام غیبی سے کچھ خبر نہوئے جب سرکار مین یہ خبر پہونچی میر صفدر علی کارندہ اہتمام الدولہ حسینخان
ور تہور خان کو سنور عالم سے مع فوج و توپخانہ روانہ کیا کہ جاکر انسداد فتنہ و فساد کرین مگر
پہلے نرمی و آشتی سمجھایا اوسکے بعد تہدید چنانچہ شیخ حسین علی مذکور اور تہور خان سرکار اختتام
تک واسطہ سوال و جواب سے اور کوئی دقیقہ فہمایش نچھوڑا آخر بسبب قریب ہونے عشرۂ محرم کے
عہد و پیمان وعدہ ایک مہینہ کا ہوا کہ اس مدت معینہ مین مسجد گڑھی مذکور مین تہجا سے تو
پھر آپکو اختیار ہے مگر تہور خان نے اپنی جوشش ایمانی سے ازراہ سپہ گری یہ کہا کہ اوسوقت ہم
بھی آپکے شریک جہاد ہونگے کسواسطے کہ ہم حضور عالم سے جو اونھون نے وعدہ فرمایا ہے
سلطین مین چنانچہ ۲۴ تاریخ روز مباہلہ ذیحجہ ۲۴ محرم سنہ ۱۲۷۲ھ تک کا وعدہ موکد ہوا۔

مولوی صاحب اس مدت معینہ تک سہالی علاقہ راجہ نواب علی خان مین رہے ہر روز رستون مین
نفس نملہ اور تھوڑا خرچ ضروری ملتا رہا اس عرصہ مین یہ خبر دور و دراز شہرون مین پہونچی تمام
اوباش غافل جاہل مسائل سے بیفکری بے روزگار فاقہ کش آوارہ وطن لوگ شریک مجاہدین ہو
گیا بیعت دو ہزار کی ہوگئی رامپور پیلی بھیت کے پٹھان پہلے جمع ہوئے اور کئی سو افغان
ولایتی قندھاری کوہی دشتی لباس سیاہ سے آئے علیحدہ سب سے اترے چند روز
رنگ ڈھنگ دیکھکر اولٹے پھر گئے بعد اسکے ہر روز لشکر مجاہدین سے پچاس گئے دوسرے دن پچاس
اور آگئے اوس مدت مین یہ غلغلہ ساری مملکت ہند مین پھیلا ہر ایک موافق عقیدہ خاص کے
اپنی جگہ مستعد و آمادہ ہوا اور بعض رئیس خوف صاحبان عالیشان سے بدل متمنی اور بظاہر
متردد و خائف ہوکر ساکت و خاموش رہگئے۔

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب شاہ جہاں کے پاس آئے مشروحًا بیان کیا کہ ہندوستان میں
درمیان ہندو و مسلمان کے فساد عظیم برپا ہوا چاہتا ہے مبادا نوبت کشت و خون کی پہونچے
ہزارہا بندگان خدا کا ناحق خون ہو جاوے اہالیان سرکار پر اسکا تدارک انتظام واجب و لازم ہے مولوی
امیر علی بانی مبانی ایسے شر و فساد کا ہوا ہے اوسے سزا قرار واقعی دینا چاہیے اور اسے لکھنؤ سے کیوں
جانے دیا قید کرنا مناسب تھا حضور عالم نے عرض کیا کہ مین نے شاہی حشمت کو بلوایا ہے کہ وہ در دولت
پر حاضر ہون صاحب نے فرمایا شاید وہ بے ضمانت نہ آوین بادشاہ نے فرمایا یہ کیا آپ نے کہا ہمارے
رعیت نہین ہین پھر کیا سبب نہ حاضر ہونے کا اسکا جواب نرمی دیکر رخصت ہوئے ۔۔۔

امر عجیب یہ ہے کہ اسی ہنگامہ مین ایکدن کپتان ہیر صاحب نے تحت الدولہ متوسط شاہی
سے کہا کہ اس فساد کا بہت جلد بندوبست کیا جاوے کہ حتی المقدور طرفین سے خونریزی نہونے
پاوے ورنہ سلطنت پر آفت آجاویگی۔ چنانچہ بعد اس معرکے کے جب تحت الدولہ کے پاس آئے
کہا تم ہمارا پیام بادشاہ و وزیر سے جاکر کہدو اجل بردر شاہی رسید جب یہ تبلیغ رسالت کی فرمایا ہمین
دھمکاتے ہین حسب الحکم شاہی بعض موکل گرد نگر کو راجہ بالک سنگہ کپتان بارلو صاحب کی تعینات
سے در دولت پر حاضر ہوئے حضور عالم نے اونھین اپنا مہمان کیا آخر بے خبر اور کوتاہ اندیشون
نے بطمع دنیا اپنا کام کیا اور اونھین بسلامت سرکار سے رخصت کروا دیا اور بظاہر اپنے بچاؤ
کی باتین لاطائل دھنی تراشین اور بادشاہ سے باتفاق ہمزبان ہوکر عرض کیا اور پرچہ پیام بشرح حال
رزیڈنٹ کو بھیجا کہ بناے مسجد ہنومان گڈھی مین کسیطرح ثابت و تحقیق نہین ہوتی بعد مدایح بیم
ہر طائفہ فریقین کو خلاف بجا آوری حکم محکم ہر وقت سرکشی و تمردی سے ترک اعمال دیکھاویگی صاحب
رزیڈنٹ نے یہ حال صدر کو رپورٹ کیا اور جواب پرچہ پیام یہ بھیجا کہ اہالیان سرکار نے اس بات
مین حق انصاف ادا کیا اور ہرگز رعایت مذہب ملت نہ کی عدل و انصاف حاکم وقت کو یہی
چاہیے اور اس مدت حکومت مین کبھی ایسا امر واجبی اور مناسب حال جیسا کہ چاہیے منظور نہین ہوا

پس اس پرچہ پیام نے خاتمہ کر دیا غافلون نے چاہا کہ کسی حیلہ و فریب سے یہ امر لیت و لعل مین
پہنچے مگر چارہ کار علاج خود بند کر دیا تھا اب مدت وعدہ مولویصاحب بھی تمام ہوئی بناے
تعمیر مسجد تعویق ہر چند کہ بناے مسجد بموجب کیفیت مرسلہ اور شاہد اکثر ثقات سے ثابت و تحقیق ہو چکی تھی

چنانچہ بندہ مؤلف کے بھائی کی پلٹن تعین فیض آباد ہوچکی تھی عملداری فرزا بندہ احمد مرحوم مین وہ بھی کہتے تھے کہ ہمنے اوس مسجد کو دیکھا اور جب ہم گڑھی مین گئے مسنت نے ہمین مٹھائی دی ہے خلاصہ مولوی صاحب بعد اس عہد و وعدہ شکنی کے مایوس ہوے چار و ناچار مستعد مرگ ہوکر وہانسے بانسہ مین کوچ کر گئے اور وہان سے پھر دریاباد باغ عیدگاہ مین مقام کیا

حسب الحکم سرکار ضرب توپ فوج بانگہ و نجیب مع افسران اہل اسلام کپتان بارلو صاحب و حاجی مرزا حسین علی کمیدان پلٹن گلابی یہ سب روانہ ہوے اور حکم محکم ہوگیا کہ زنہار مولوی صاحب کو آگے بڑھنے نہ دینا اور رزیڈنٹ سے متواتر پیچ پیام آنے لگے کہ جلد انسداد اس فتنہ کا کرو اور حریفون اور حاشت خورون نے بادشاہ سے نسبت خلاف مولوی صاحب کی باتین اپنے بچاؤ کی بنا پر کہنی شروع کین اودھر حضور عالم سے خائف تھے اور متفق تھے اور اپنی جیب طمع بھر چکے تھے پھر کیونکر صاف صاف خدا سے ڈر کر عرض کرتے غرض پندرہ دن تک مولوی صاحب وہین رہے اس عرصہ مین وہ مولوی جو سلسلے مین محرک جہاد مقدا ہوے تھے حسب الحکم حضور عالم متفق ہوکر فہمایش کو آئے چاہا کہ مجاہدین کو مرتد کرین اور مسجد عیدگاہ مین گول گول باتین خوف حاکم وقت اور خوف جان و آبرو از راہ موعظہ بیان کین جاہل یہ سنکر سب سے پہلے بگڑے کہ وہ مولویو تم سب اہل دنیا ہو کل تمنے ہمکو آمادہ جہاد کیا تھا اب حاکم وقت کے سمجھانے سے ہمین مرتد کرتے ہو اب ہمین فریب ندو یہ فضیلت مال دنیا جاہلون کے ہاتھ سے جاتی رہیگی یہ سنکر عوام سے ڈر کر چپکے چلے آئے۔

پنجشنبہ کو وقت عصر لشکر مولوی صاحب مین نقارۂ کوچ ہوا سب نے کمر باندھی ہتھیار لگائے فوج شاہی بھی اودھر تیار ہوئی توپون مین چہرہ دیکر مہتاب روشن کی لیکن کیسکی جرات سامنے آنے کی نہ پڑی پھاٹک حصار دریاباد بند کردیا تھا مولوی صاحب نے جب اپنے مجاہدین کے رعب سے پھاٹک کھلوادیا وہانسے کنار قصبہ مقابل بنگلہ ڈاک مولوی صاحب نے مقام کیا سات دن تک وہین رہے جب فوج شاہی نے سبب حرکت پوچھا کہا مقام اول مین قلت پانی اور کثرت عفونت ہوگئی تھی اس جہت سے مقام ثانی اختیار کیا۔

جب مولوی صاحب مسجد عیدگاہ مین تھے نماز جمعہ مین ہزارون آدمی مع افسران فوجی
پیچھے نماز پڑھتے تھے جب نماز پڑھکر اپنے لشکر مین آتے تھے کمر قتل پر باندھے تھے جب اس حال
کا پرچۂ اخبار سرکار مین گذرا حکم ہوا آب ودانہ رسد غلہ مجاہدین پر بند کرواد تبر عرصہ تنگ ہو جائے
مولوی صاحب نے ازراہ اتمام حجت ایک عرضداشت منظوم بادشاہ کو بھیجی کہ رسول مقبول نے
دو ثقل بزرگ اپنی امت مین چھوڑے ایک عترۃ طاہرہ دوسرے کلام اللہ۔ عترت پر وہ حال گذرا
جو چاہا کیا اب فقط کلام خدا باقی رہا تھا اسکی کفار کے ہاتھ سے اوسی کے گھر مین یہ صورت گذری
بہت تعجب ہے کہ ایسے عہد معدلت مین اسکا انتقام نہو سکے اس بندہ مسکین نے حسبۃً للہ کمر
باندھی ہے اوسکی عقوبت مین مستحق ایسی پاداش کا ہوا اگرچہ حیف ہے کہ ارکان دولت نے اپنی
طمع نفسانی سے یہ عرضداشت نظر انور مین نہ گذرانی کسواسطے کہ اپنے اظہار سے خود جھوٹے ہوتے
جب مجاہدین پر رسد بند ہوئی کئی فاقے گذرے اس کڑی پر بہت سے تباہ ہو گئے ناچار
ہوکر مولویصاحب نے شیخ حسین علی اپنے بھائی سے کہا الحمد للہ کہ تمنے اور تمہاری فوج نے قتل زمانہ
سابق کئی برس کے بعد آب ودانہ بند کیا ہے خراک اللہ ایسا جواب دیا کہ ایسا امر مجھسے کبھی نہوگا اسیوقت
غلہ وغیرہ ضروریات چھکڑوں پر بار کرکے بھجوا دیا اور بہت سی برادرانہ دلجوئی کی جب کثرت لوگون
کی بڑھی مولوی صاحب بخوف گرفتاری شریک نماز نہوتے تھے اسکا بھی دغا بازون سے کچھ
عجب نہ تھا مین آدمی محافظت کو ہر وقت تلوارین کھینچے کھڑے رہتے تھے اور ہر شخص کو پاس
نجانے دیتے تھے سوا شیخ حسین علی کے یا کبھی تہور خان جایا کرتے تھے ایکدن شیخ حسین علی
نے بعد بہت سی منت وفہمایش کے کمر سے قرابین نکالکر مولوی صاحب کو دی اور پانون پر سر رکھکر
کہا کاشکے مجھے آپ اسوقت جان سے مارڈالیے بہت آفتون سے بچونگا اور اپنی بہن کو رانڈ نہ دیکھ
سکونگا پھر شیخ حسین علی آئے اور حضور عالم سے عرض حال کیا ارشاد ہوا بہر صورت اس فتنہ
وفساد کو بند کرنا چاہئے اب خوف تزلزل سلطنت ہے اور بنا مسجد بسہولت وقت مناسب بن
ہو جائیگی مولویصاحب ایسے اقوال بہرکار کو بے اصل وبفروغ سمجھے کہ جب ایفای وعدہ نہ
ہوسکا تو ایسے بنانے مسجد کبھی نہوسکے گی اور نہ وقت مناسب ہاتھ آئیگا۔
اس عرصہ مین حسب الحکم بادشاہ اور فہمایش حضور عالم سے سلطان العلما نے بھی اسباب مین کچھ

تحریر کیا مولوی صاحب کو پہونچی لیکن اوسے خلاف نفس الامر سمجھے پھر سلطان العلما نے کوئی فتوی بتصریح حکم سرکار سے دستخط نہ کیا بلکہ جواب دیا کہ ایک شخص نے غرض نفسانی رفع توہین اسلام پر کمر باندھی ہے اور تن بہرگ دیا ہے سراسر اوسکے حق بجانب ہے کیونکہ خلاف شریعت غرا احمدی بخوف حاکم لکھون لیکن مقام حیرت یہ ہی کہ تمام ہندوستان مین لکھنؤ دار المومنین مشہور ہے ایک مسکین ضعیف و نحیف نے ہمت مردانگی کی ہے مقام عبرت ہے علماے فرنگی محل نے بھی اسی طریق سے تحریر کیا بلکہ راضی ہوے اس امر پہ حاکم وقت کو اپنے شہر مین رہنے دینے کا اختیار ہے کبھی ہم فتوی قتل اس شخص کا نہ دینگے مولوی محمد اصغر کے نواسے نے بھی فتوی دستخط کیا علماے ظاہر اہل سنت مثل مولوی حسین احمد غلام جیلانی وکیل عدالت انگریزی مولوی محمد یوسف مولوی فضل حق خیر آبادی مولوی محمد سعد اللہ جو حج خانہ کعبہ سے مشرف ہوکر آئے تھے اور بعض علماے گمنام نے بھی محض لطمع دنیا بخوف حاکم حکم فتوی قتل عبارات مختلف سے رنگین کرکے دیا اور بعض علمای شاہجہان آباد نے بھی ایسی حجت و برہان سے لکھا یعنی جب اہل اسلام قلیل ہون اور غلبہ کفار ہوا وسوقت خلاف حکم اولی الامر یعنی حاکم وقت صاحبان عالیشان یا اہل اسلام جو انکے اختیار مین ہون جہاد حرام ہی پس جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہو وہ طاغی و باغی ہی

سراج الدین خان کمیدان بھی بحکم سرکار فہمایش کو گئی اونکے کہنے سے کچھ لوگ بریلی رامپور پیلی بھیت کے بزدل ہوکر اپنے گھر چلے گئے اونھین بقدر ضرورت کچھ زادراہ بھی دیا اور کچھ لوگ افغان ولایتی کو بھی بہ مجرد سننے فتوے کے اوٹھ گئے اب مجاہدین متفرق و پریشان ہوکر قریب چھ سو کے تن بہرگ و یکہ رہ گئے اونیر فاقے ہونے لگے سوقت سب کی نظرین تھی پچاس روپیہ یومیہ نواب علیخان راجہ محمود آباد اپنے پاس سے اور پچاس روپیہ روز حسین علی اونکو کارندہ سبیل کراکے کفالت مجاہدین کو دیتے تھی میر عباس ہمشیرزادہ میر کچان نامی پیر اک مشہور شہر کوتوال الشکر تھے اونکی معرفت تقسیم ہوتا تھا

غرض ۲۶ تاریخ ماہ صفر روز چارشنبہ مطابق ۷ نومبر ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲ ماہ کاتک ۱۲۶۳ فصلی مولوی صاحب نے نماز صبح بہ جماعت پڑھی اور روانہ محمد پور ہوے اوسوقت تقریبا تین سے آدمی سے زیادہ ہمراہ نہ تھی باقی شتر قطار ایک بعد ایک کے متفرق ہوکر چلے بعد ایک ساعت کے کپتان بارلو کو یہ خبر ہونچی - چار کمپنی دو توپ لیکر بھیجا گیا اور ۳ کمپنی گلابی حاجی مرزا حسین علی تیار ہوے

اس عرصہ مین مولوی صاحب آٹھ کوس حیات گنج مین پہونچے زوال شمسی قریب تھا ایک باغ مین
جانب شمال ٹھہرے منظور تھا کہ بعد فریضۂ ظہر رودولی تین کوس ہے وہان جا کر رہینگے چلنے نمازی
تھے وہ مورچال ایک ایک رودولی کو چلا شاہی فوج خانپور دریاباد اور رسد راہ تھی گلابی جوار
کے کھیت مین بارلو کی کمپنی اور توپین کھیت کے سرے پر بھی اتفاقاً کئی تلنگے اپنی قطار سے
بڑھکر راہ پر کھڑے ہوئے تاکہ مجاہدین جو رودولی کو جاتے تھے منع کرین اور کپتان بارلو نے
خود مولوی صاحب کے پاس آکے کہا کہ مولوی صاحب خلاف حکم بادشاہ کمشنر صاحب زیادہ
بہادر آپکو آگے جانا مناسب نہین ہے اپنی جماعت کو منع کیجئے اور آپکو بھی مناسب ہے کہ اس
عزیمت سے باز رہیے ورنہ ہمکو حکم ممانعت کا ہے مولوی صاحب نے کپتان بارلو صاحب کو جھڑک
کے کہا کہ کافر سامنے سے ہٹ جا ورنہ کوئی جہادی مار ڈالے گا۔

کپتان بارلو گھوڑا بھگا کے اپنی فوج مین آئے اور حکم دیا کہ آگے بڑھین تو خالی توپ اول داغو
کہ پھر جاوین اور مجاہدین گولیان مارنے لگے لیکن اسی آدمی مجاہدین سے جوار کے کھیت سے نکلکر
دفعۃً توپ پر جا پڑے بند کر دی۔ ہر چند ہر طرف سے گولیان برس رہی تھین مگر مجاہدین دل کھولکر
تلوار سے خوب لڑے اور اونکے غول سے صدائے تکبیر بلند تھی کچھ خیال گولیون کا نہ کرتے تھے جب
یہ صورت ہوئی بارلو الگ ہو گئے اور گلابی نے پیچھے سے آکر ماری غرض نیم ساعت مین
یہ سب خاک مین ملگئے اور تین توپین خالی جانب مغرب سے چلین کہ جو فرار ہوے

مولوی صاحب اوس باغ مین ۲۷ یا ۲۸ آدمی سے ساتھ سجادے پر مشغول نماز تھے
تلنگون نے دور سے جمعیت لوگون کی دیکھکر دفعۃً ایک توپ ماری آم کے درخت سے لگکر
گر اٹھنہ پھر پر نمازیون کے گرا بعد اسکے تلنگے یورش کرکے گولیان مارنے لگے دوسری طرف سے راجہ شیو دین
ضلع گونڈہ کے تعلقہ دار آپڑے سب کا کام بمقابلہ ہار کے اور بعضیون کو تلاش کرکے تلوارون سے
تمام کیا مولوی صاحب اپنے سجادے پر روبقبلہ گرے اور اسوقت بھی اونکی دعا تھی کہ مین کسی
مسلمان کے ہاتھ سے نہ مارا جاؤن خدا نے اونکی دعا مستجاب کی باقی نمازی گرد اونکی نعش کے
پڑے تھے بقول بنات النعش تلنگون نے دوڑکر بارلو سے کہا کہ مجاہدین کا کام تمام کیا ایک تلنگہ
مولوی صاحب کا سر کاٹ کر لایا بارلو نے اوسیوقت از راہ تحرّ فتح و فیروزی بھیکر روانہ سرکار کیا جب حضور عالم

پھر ہوئی حکم کیا یہاں کیوں سر کو لاۓ اب چاہتے ہو کہ لکھنؤ میں بھی کوئی ہنگامہ برپا ہو دو تلنگے اور
تیس سوار لیکر آۓ تھے حکم ہوا کہ اس سر کو دھڑ کے ساتھ جا کر بعد ملاحظہ کرانے بڑے صاحب کے
دفن کر دو یہ ڈرے کہ اگر پھیر کر لیجاوینگے مبادا کوئی مجاہدین اسے دیکھکر چھین لے اور یہیں بارہ دری
بڑے صاحب کو ملاحظہ کراکے معلوم نہیں کہاں سر کو پھینک سیدھے بارہ بنکی کے پاس چلے گئے
اسکا سبب تو ظاہر ہے کہ مولوی صاحب متواتر کہتے تھے کہ مینے سر راہ خدا میں دیا ہے پھر انکا
سر کیونکر ملکر دفن ہوتا مگر یہ بات فہم عوام سے باہر ہے اکثر علما نے ایسے متشابہہ کی
مقام سکوت اختیار کیا تا سنی مذہب کو دخل نہ دیا کسواسطے کہ سب نے اونکے مقام وحدت
پر نظر کی نہ کثرت پر۔ العلم عند اللہ۔

الغرض تلنگوں نے اسلحہ حرب لباس مقتولین سے اوتار کر آپس میں تقسیم کر لیا تین
گھڑی وہاں سے محمد پور تھا جاکر مقام کیا مقتولین کی نعش اسیطرح خاک و خون میں غلطاں چھوڑ
دی لیکن نہ درندہ چرندہ نے کھایا و پھر تین بند یہی صورت رہی کسی درندہ صحرائی نے اونکی نعش
کو نہ کھایا برخلاف اسکے بعض نعش ہنود جو علیحدہ پڑی تھیں اونہیں درندے کھا گئے اس حال کو
اکثروں نے بچشم ملاحظہ کیا ہے اس لیے بے تکلف نہیں لکھا جو فی الحقیقت تھا تحریر کیا اونکی بکیس
نعش کو دوروں اور سیاروں نے بھی چھوڑ دی آخر زمیندار مسلمان جو قریب رہتے تھے زن و مرد جمع ہو کر
آئے محض خوف خدا سے ہر ایک کو اوسی درخت آم کے نیچے دفن کیا اور حاکم وقت سے نہ ڈرے
مولوی صاحب کے پہلو میں اونکے جوان بھتیجے کو دفن کیا جو حالت نماز میں مولوی صاحب کے
پیکر پڑا تھا باقی اور مقتولین کو گڑھا کھود کر پیوند زمین کر دیا اسکے سوا جہاں جسکی نعش متفرق
پڑی تھی اوسے وہیں دفن کر دیا۔

ایک امر عجیب یہ ہے کہ بعد دو مہینے اس معرکے کے جب زمیندار وہاں کے گنے کے کھیت
کو کاٹتے تھے اوسمیں ایک شخص کو دیکھا کہ چار زانو اسلحہ حرب لگاۓ بیٹھا ہے اور ایک بندوق اوسکے
ہاتھ میں ہے لیکن گولی سے اوسکا کام تمام ہو چکا ہے اوسکے دیکھنے کو بہت سے زمیندار اور مسافر
جمع ہوۓ تماشائی قدرت خدا دیکھتے تھے اوسے وہیں دفن کر دیا نواب جعفر علیخان مرحوم فیض آباد
سے آتے تھے راہ میں یہ ہنگامہ دیکھکر آۓ اور اپنی آنکھ سے اوسے دیکھا اور اس مؤلف کتاب سے

بیان کیا ۱۱۳ آدمی اوسوقت جان سے مارے گئے مجروحین کا حساب نہین اور ایک عجیب امر یہ ہی کہ مجروح خوف جان سے آٹھ یا دس کوس تک بھاگے مردمان راجہ شیر بہادر سنگہ نے بحکم کپتان بارلو صاحب سب چھ سو مجبرو حین مفرور کو تہ تیغ کیا صرف ایک میر عباس کوتوال لشکر بہزار خرابی اپنے گھر پہونچے۔

مادہ تاریخ اور قصایٔد منظوم اس معرکے کے بہت سے کہے گئے بعد طبع سارے ہندوستان مین مشتہر ہوے از انجملہ بلغ العلی بکمالہ۔ رسولی مین ایک مجذوب سے مقتولین کے باب مین پوچھا اونسے جواب دیا وانہ علی ذلک لشہید ۱۲۷۲ ہوتے ہین۔

فوج سلطانی کے مجموع مقتول و مجروح ۱۲۵۰ آدمی۔

میر محمد حسن خان ناظم بہرایچ واسطہ اصلاح حال مولویصاحب نواب محسن الدولہ بہادر کیطرف سے ہوے تھے کسواسطے کہ حین حیات مولوی صاحب نے انسے کہا کہ جب تک سرکار سے تعمیر مسجد ہو آپ میرے ہمراہیون کے متکفل اخراجات ضروری رہیے کیا مضایقہ مین توقف کرونگا مگر سرکار کو بلطایف الحیل ٹالنا منظور تھا ایفاے وعدہ کون کرتا اور اپنی خاطر جمع بہر صورت کر چکے تھے انجام کار پر کون نظر کرتا ناظرین چشم بصیرت سے ایسے سوانحات کو دیکھین اسکا انجام بھی سب نے دیکھا جب انقلاب سلطنت ہوا ایک شخص نے دیوان حافظ سے تفاول کیا یہ شعر نکلا دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را + چندان امان نداد کہ شب را سحر کند + اور رزیڈنٹ پیشتر ہی خبر دے چکے تھے کہ مولوی کو فساد سے منع نہ کیا تو سلطنت لیجاویگی۔ تاریخ قتل خود مولویصاحب شہید بذکر حق سراپا گوش وارم + می حب علی در جوش دارم شدہ تاریخ او قبل از شہادت سر میدان کفن بر دوش دارم ۱۲۷۱

نقشہ معرکہ

شمال کنارہ دریاے گھاگرہ

نالہ

مجاہدین

توپ تلنگہ تلنگہ تلنگہ

کمپنی بارلو تلنگہ کھیت جوار کمپنی گلابی

ردولی

جنوب

جنرل اوٹرم صاحب کا کلکتہ سے آنا انتزاع ملک کا ہونا کانپور سے فوج کا آنا اور غفلت رکین رکین سلطنت وغیرہ سوانحات یادگار زمانہ

سی ام جنوری روز چہارشنبہ سنہ ۱۸۵۶ء مطابق ۲۱ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ کپتان ہیز صاحب
جنرل اوٹرم صاحب کے استقبال کو ناکہ چارباغ تک گئے توپ سلامی کی چلی بعد زوال شمس حضور عالم
باطمینان کلی استقبال کو تشریف فرما ہوئے اوس وقت تک کسیطرح کا کھٹکا وہ سوسہ بلکہ گمان بھی پیرامون
خاطر نہ تھا اور جو کچھ افواہ خلایق یا دوستان دور دراز سے سنتے تھے اوسے زٹل اور افسانہ باز
جانتے تھے ہرچند متواتر تجار بمبئی اور عملہ انگریزی نے بواسطہ خطوط اور بعض نے بالمشافہہ خبر
پہونچائی اور بعض صاحبان عالیشان نے تجویز اہالیان پارلیمنٹ والا بیان کی اور اسکی صورت
اصلاح امکانی بھی بتائی بے طمع غرض نفسانی گویا صبغۃ اللہ لیکن ان سب کو لغو و مہمل
سمجھے اور کسی نے مقربان بادشاہ سے کہا مثل خواب پریشان سمجھکر اڑا دیا غرض ۲ بجے
جنرل صاحب داخل زرنگار [illegible] ہوئے پھر سلامی توپ ہوئی اوس وقت صاحب نے حضور
عالم سے کہا کل دس بجے ہمارے پاس آؤ اور احکام نواب گورنر جنرل تمہیں سنائیں گے
اور فوج سرکاری انتظام ممالک محروسہ کو آتی ہے کسی امین کو اہتمام رسد کو روانہ کردو
ایک اور امر تازہ امر یہ ہے کہ جب اجتماع فوج انگریزی کانپور میں مشہور اور زبان زد خاص و
عام ہوا بادشاہ نے صاحب اسسٹنٹ سے اس باب خاص میں پوچھا جواب دیا کہ راجہ نیپال کا
آدمیون سے لینے مقام پٹنہ کو جاتا ہے اوسکے اہتمام کو فوج سرکار جمع ہوتی ہے لیکن آپ تشفی
رعایا کو اشتہار حکم فرمائیں کہ خطرہ فوج کا دل سے جاتا رہے اور درصورت تصور خلاف مجرم
سرکار ہوگا اور نیاز مند بھی صاحب مجسٹریٹ کانپور کو منادی شہر کو لکھتا ہے غرض اوسیوقت
حسب الحکم راجہ بے لال سنگھ اہتمام رسد کو روانہ ہوئے
پنجشنبہ کو حضور عالم گویا خواب غفلت سے بیدار ہوئے معلوم نہیں تمام رات کس خواب و
خیال میں گئی اب ہجوم افکار بیش از اندازہ خاطر اقدس میں گذرے وقت خاص سر صاحب کی پاس
حاضر ہوئے فرمایا نواب گورنر جنرل بہادر نے حسب الحکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس یعنی [illegible] [illegible] [illegible]

۱۲ لاکھ سالانہ مصارف ذات بادشاہ تین لاکھ عملہ شاگرد پیشہ مجموع پندرہ لاکھ مقرر فرمایا ہے
اور تنخواہ اولاد نواب شجاع الدولہ اپنے ذمے لی ہے اور انتظام ممالک محروسہ موافق دستور سرکار
کمپنی بہادر ہوگا محبت نامہ بھی انھین احکام کا بادشاہ کو پہونچے گا اور یہ عہدنامہ جدید مجوزۂ نواب
محتشم الیہ ہے چاہیے کہ اسپر بادشاہ اپنی مہر کمال رضامندی سے فرمائین اور اس بات
مین تمھاری بڑی خیرخواہی سرکار مین ہوگی کسواسطے کہ تحقیق دخل کلی مزاج بادشاہ مین ہی
اسکے جلدو مین لاکھ روپیہ کی جاگیر سالانہ نقد یا بدستور قدیم قصبہ مچھرہٹہ نسلاً بعد نسل تمھارے
واسطے ملیگی وگرنہ درصورت خلاف مجرم سرکار ہوگے ۔

بعد زوال شمسی جب سے نیر اقبال سلطنت پر زوال آیا دستور معظم نے رجعت کی لیکن ہمہ تن
پریشان حال ہوکر حقیقت حال مشرحاً بادشاہ سے عرض کی اور نشیب و فراز بہت سا سمجھایا
مقربان خواص نے بھی باتفاق ہمزبان ہوکر بخوف حضور عالم بھی صلاح بقای دولت عرض کی
بلکہ مہاراج نے وصل مطلب کا راضی نامہ لکھکر نظر انور مین گذرانا اس عرصہ مین جناب عالیہ جنرل
صاحب بہادر سگے بھائی رونق افروز ہوے ارکان دولت و مخبران دون ہمت سے خوب
واقف ہوے کلمات پر غضب وردول سے ارشاد کیے اور اس نقش کالحجر کو نقش آب سمجھے
روز جمعہ وقت عصر رزیڈنٹ تشریف لاتے احکام صدر کا اعادہ فرمایا یعنی نواب گورنر
جنرل بہادر نے بحکم صاحبان کورٹ آف وائرکٹرس باجازت وزیر اعظم سلطنت جناب ملکہ معظمہ
دام اقبالہا لنظر باتحاد و بہ روابط قدیم اس خاندان عالیشان کے کمال عطوفت و خیرخواہی سے
مشاہرہ مذکورۂ بالا مقرر فرمایا اور مجموع بار تکالیف شاقہ انتظام بندوبست ممالک محروسہ بذات
خود گوارا کیا ہے بہ صورت پرورش رعایا اور آبادی ملک اور دادرسی مظلومان اور دولتخواہی
اور خیر اندیشی سرکار مرکوز خاطر مبارک ہے اب حضرت ان تکالیف لاحقہ سے فارغ البال ہوکر
شب و روز اپنے عیش و عشرت مین بسر فرمائین اور انصاف شرط ہے کہ بادشاہ دلی جو
مالک کل صوبہ ہندوستان کا تھا لاکھ روپیہ مقرر ہو بس آپ کے واسطے سب طرح سے سمجھکر مقرر ہوا
ہے اور اب کوئی مقام اقدام وتفہیم باقی نہین رہا کسواسطے کہ جنرل سلیمن نے اپنی مدت منصوبی تک
ہر خیر و کل مین کسطرح سے سمجھایا اور ہر امر مین آپ کو اختیار دیکر آپ خود ممد و معاون رہے لیکن ایسی خوش

صاحب ممدوح کو مدار المہام سلطنت محض اپنی طمع نفسانی و فہم نادرست سے برابر پرکاہ بھی نہ سمجھے
بلکہ اوسکے خلاف مین کوشش بے فائدہ کرتے تھے اور موافق عہدنامجات پچاس برس کے جو جنت آرامگاہ
کے عہد دولت سے آجتک ہوئی وہ سب منسوخ ہوئی کسواسطے کہ جب تعمیل اونکے خلاف
ہوئی ہمنے تامل و تساہل مین ملتوی رکھا لہذا عہدنامہ جدید مدات چند کا ہے حضرت اپنے استرضائے
خاطر مبارک سے بلا اکراہ و اجبار مہر خاص فرین فرمائین کہ مدت دوام تک بقای دوستی مین
کسی طرح کا خلاف واقع نہوگا اور طریق روابط اتحاد قدیم و رسوم معاشرت و ملاقات و دستور
تعظیم و تکریم بالاتر ایام سابقہ سے طرفین سے عمل مین آئیگا جو موجب خوشنودی خاطر اقدس
اور مزید اعتبار خاص و عام ہوگا اور در صورت ناراضی اور نامنظوری و ناگواری خاطر
ہمایون اس باب خاص مین موجب ملال خاطر مبارک نواب گورنر جنرل بہادر ہوگا۔

جب بادشاہ نے یہ پیام غیر الیتام سنا کمال ضبط و ربط سے فرمایا کہ مین ایسے جبر و ظلم
صریح پر ہرگز راضی نہونگا اور کیونکر یہ وبال سلطنت اپنے اوپر گوارا کرون اگر کمال غفلت امور
رجوعہ سلطنت مدار المہام اور اہالیان سرکار کی نسبت ہے اسصورت مین اوسکی اصلاح اونکے
تبدل و تغیر سے ممکن ہے نہ یہ کہ اسی لطائف الحیل سے موجب تفویض ممالک محروسہ اور معطلی و بیدخلی
محض وارث سلطنت سے ہوجائے نواب گورنر جنرل کے ارشاد سے تعجب ہے کہ مواخذہ ہمارے آبای
کرام کا جو مدت دوام سے مکنون خاطر ہوتا چلا آیا ہے وہ سب میرے زمانے پر منحصر رکھا تھا مواثیق
موثقہ جو سرکارین مین ہوئے ہین کیونکر سراسر اونکے اور خلاف عدالت نہوگا ہمارے آبای کرام نے
اوسے بہ کمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامہ مرکوز
خاطر اہالیان عالیشان ہوا ہر امر ناسخ کو جب چاہا منسوخ کرکے دوسرا داخل کیا ہمارے آبای کرام
اوسے بکمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامہ کے تبدل و
تغیر کی نہ کی بہر حال تابع مرضی صاحبان ممدوح رہے اور ہر وقت مہمات اعانت فوج روپیہ اسباب
سامان ضروریات سے مضائقہ نہین کیا اور آپ نقصان لکھا روپیہ کا گوارا کیا کبھی اوسکی شکایت
نہین کی اور بعض اقربا اور رعایا سلطنت کی حمایت سرکار نے خلاف اپنی عدالت کے کی اوسکے واسطے اپنی حلم
بردباری سے آپکی خوشی اور مرکوز خاطر کو مقدم سمجھا اسکی توضیح بعد معرکہ بکسر جو تحریر نواب شجاع الدولہ سے ہوئی ظاہر

کہ اہالیان سرکار نے ۲۲ لاکھ کا ملک بنارس وجونپور وغازیپور بموافقت مختارالدولہ بروقت جلوس نواب آصف الدولہ لیا جب امیرالدولہ حیدر بیگ خان کلکتہ گئے نواب گورنر جنرل نے بہ طیب خاطر پھیرنا چاہا لیکن خلاف ہمت سمجھے پھر بنارس مین عہدنامہ جنت آرامگاہ سے تفضیف ممالک محروسہ کا لیا پھر فردوس منزل سے عہدنامہ لیا درششم ڈھائی ۷۶ لاکھ فوج کی کنتنجنٹ مقرر کیے کب کوئی عذر پیش کیا یہ لفوق درجہ بدرجہ ناسخ ومنسوخ اہالیان سرکار نے کیا یا ہمارے آبائے کرام نے۔

جناب عالیہ متعالیہ جو اوسوقت شریک صحبت تھین پس چلمن سے بہت سے کلمات آشتی جو مناسب حال تھے فرمائے کہ یہ ٹکڑا زمین کا جو ہمارے قبضہ اختیار مین رہگیا ہے محض عطیہ عالیہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا ہے گورنمنٹ کی ہمت سے اوسکا چھین لینا بہت بعید ہے کہ خود تاج بخشی کرین وزارت سے مرتبہ بادشاہت دین اب بے صدور قصور خلاف شان وشوکت شاہنشاہی ہے فقط حیلۂ غفلت ٹھہرا کر ایسی اہانت وتوہین سے ملک چھین لیوین ہندوستان مین جن ریاستوں مین فتنہ وفساد نوبت جدال وقتال پہونچی پھر انکا ملک اونکے وارثون کو دیدیا ہے اور ہمسے باوجود اس اطاعت وفرمانبرداری کے جو مدت دوام سے ہوئی یہ التفات ظاہر ہوا اگر امور سلطنت مین غفلت اور عدم توجہی نسبت بادشاہ سے ہے تو آپ نے پہلے بروقت جلوس امتحان لیاقت وقابلیت کا لیا ہوتا اور اگر نسبت مدارالمہام سلطنت ہے پس قصور نارسائی منتظمان سلطنت ہے مواخذہ سیاست اونکے ذمے ہے اوسکا آپ کو اختیار رہے کوئی بھی انتظام اور اصلاح حال کے حیلے سے کسیکا گھر چھین لیتا ہے انصاف سے دور ہے یا جس سے منظنہ تخریب آپکو ہوا ہو جیسا مہاراجہ جھاؤ لال سے نواب آصف الدولہ کے زمانے مین ہوا تھا ہم اوسے آپ کے حوالے کردین۔

صاحب نے جواب دیا ہمکو مواخذہ جمیع امور کا نیب سے چاہیے نہ نائب سے جناب عالیہ نے فرمایا کہ جب آپ یا نواب گورنر جنرل ہماری فریاد نہ سنین تو اوسوقت ہم اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے کرین اور یہ تاج وتخت خاص عطیۂ عالیہ ہے جسے ہم اپنا موجب افتخار سمجھتے ہین ازبسکہ سرکار کو سرکار مین دیدیوین جواب دیا کہ ہمین اور نواب گورنر جنرل کو اسمین کچھ دخل نہین

اور یہ تصور نہ فرمائیے کہ بے اجازت صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس اور بے اجازت حکم جناب
ملکہ معظمہ ایسا امر عظیم از خود کیا ہے اگر وزرائی سلطنت آپکو اجازت ولایت جانے کی دیں
اوسوقت بعد تنقیح کلی البتہ تفویض ملک کا جناب ملکہ معظمہ کو اختیار ہے پھر جناب عالیہ نے ارشاد
کیا کہ اگر آپ واجد علی شاہ سے ناراض ہیں تو میرے دوسرے بیٹے جنرل سکندر حشمت کو وارث
سلطنت کیجیے یا مرزا ولیعہد کو اور اجرای امور سلطنت موافق تجویز اور دستور العمل سرکار انگلیان
سرکار سے عمل میں آئے یہ انتہا ہے کلام جناب عالیہ تھا۔

نواب مخدرۂ عظمیٰ نے ارشاد کیا کہ سب سے بالاتر یہ ہے کہ مصطفےٰ علیخان جنت مکان
کے بیٹے کو بٹھا لیجیے اگرچہ ہماری غیر حاضری میں سے کہا اونکی معزولی سے تمھیں کیا فائدہ فرمایا اس
نظر سے کہ نام سلطنت باقی رہے اور یہ بدنامی ہمارے نام سے جاتی رہے یہ سنکر جنرل صاحب
حشمت بہادر اگر سرکار کو قید لیا قسمت ہوتی تو البتہ کچھ نہ کچھ ہو جاتا اور جب لینا ہی منظور ہوا پھر کیا فائدہ
بمجرد شہرت ہونے اس خبر وحشت اثر کے محلات معلی اور تمام شہر میں گھر بہ گھر عجب ماتم برپا
ہوا کہ حال شب عاشورہ اور روز عاشورہ ہر ایک کے نالہ و فریاد سے ظاہر تھا اور ایک وحشت و ویرانی
در و دیوار سے برس رہی تھی وجہ اسکی یہ تھی کہ سب کو اپنی فلاح اور رفاہ کی جسطرح ادنی توسل
اور ملازم سرکار شاہی سے ہو جاتے تھے اوس سے قطع امید و یاس کلی ہو گئی تھی یہ نشانۂ
تیر اضطراب و اضطرار کا ہر قلب میں پیدا ہو گیا تھا تین دن تک کسی نے کچھ نہ کھایا خصوصاً جنرل
صاحب کا جو حال رہا بیان سے باہر ہے۔

خلاصہ اب ہر شخص باخبر یا خواب غفلت سے چونک کر موافق اپنی رسائی فہم و فکر کے یا وہ
لوگ جو حقیقت میں خیر خواہ سلطنت اور مدت عمر تک جانفشانی و دلسوزی سے کارگزاری سرکار میں
مصروف رہے تھے بقدر حوصلہ و استعداد اپنے چارہ و علاج کے ہوئے چنانچہ بعض اشخاص مشخصہ
اور نامی کو خود سرکار نے طلب فرمایا نواب محسن الدولہ بہادر نواب منور الدولہ بھی حاضر ہوے
اور بواسطہ صحت الدولہ باجازت صاحب رزیڈنٹ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بھی حاضر ہوے
غرض سب خاص و عام و صغیر و کبیر کو فہم و نافہم کی اسپر قرار پائی کہ بادشاہ نے جو مہر راضی نامہ سے
انکار کیا ہے اوسپر مستقل و قائم رہیں اور بنابر رفع مظنہ و شک و شبہہ صاحبان عالیشان اور

ملازمین شاہی کو حکم قطعی پہونچا کہ کوئی شخص ہتھیار نہ باندھے اور کوٹھیان جہان جہان ہین جنمین سگرانی ہے
اور در دولت کے سپاہی گارد اور پہرے کے اپنے اپنے ہتھیار گودام مین داخل کردین لیے
اسلحہ فقط چوبدستی سے بہرہ دین یہ اول مرحلہ مرحلۂ رفع خدشہ صاحبان ممدوح ہوا جسمین خیال
سے نظر باحتیاط دو کمپ انگریزی داخل شہر ہوے اس عرصہ مین فوج انگریزی پلٹن گورہ
رجمنٹ سوار رسالہ ترکسواران ہندوستانی وگورہ توپخانہ اسپی ۱۲ ضرب توپخانہ نرگاوان
۱۲ تقریباً دو کمپ قریب کربلای تال کٹورہ میدان مقابل عالم باغ مضرب خیام تھے۔
فوج کہتی تھی کہ ہم راہ دور دراز سے ڈبل مارچ کرتے آئے ہین جانتے تھے کہ اگر نوبت
محاربہ آئیگی تین ساعت تک لوٹ سارے شہر کی ہمین معاف ہونے کا حکم ہوا ہے کہ موجب
تسکین ہمارے چار پانچ مہینے کے سفر راہ کا ہوگا اور افسران فوج یعنی صاحب قیصر باغ کو قیصر گڈھ جانتے
تھے وگرنہ اسقدر فوج کا لانا فعل عبث تھا مگر از راہ تقدم بالحفظ اور کیونکر شبہہ نہوتا جبان فوج شاہی
سوا کثرت رعایا کے پچاس ہزار سے کم نہ تھی سوا مردم سپاہ زمیندار و تعلقہ دار اور راجہ ہا
ممالک محروسہ اکثر لوگ شہر کے جو فوج دیکھنے جاتے تھے افسران اہل اسلام اظہار رنجیدگی تہنائی جمیعت
اسلام بیان کرتے تھے کہ ہمین یقین تھا کہ لکھنؤ بے لڑائی ہاتھ نہ آئیگا اور ہم سب وقت
کارزار شریک ہوجائینگے کسواسطے کہ لکھنؤ چراغ ہندوستان ہے اسکے بجھنے سے سارے
ہندوستان مین اندھیرا ہوجائیگا مگر افسوس ہے کہ یہان سب نے نامردی کی اور اہلکارون
نے بڑی نمکحرامی کی -

روز دوشنبہ ۴ - فروری کو ریزیڈنٹ و کپتان ہیز جرنل ویلا صاحب کمان افسر فوج
باتفاق بادشاہ کے پاس آئے محبت نامہ نواب گورنر جرنل کا چند مدات بہت توضیح سے
لکھا ہوا تھا اور تفصیل مقدمات مابین ابتدای مسند نشینی جنت آرامگاہ سے تا اس عہد دولت
تھی اور ہر امر جزئی و کلی مین عدم التفات سرکار اور بعض الفاظ درباب غفلت اور عدم توجہ
بادشاہ مندرج تھی جو ہر امر ملاقات شان و قرب منزلت اولیای دولت و سلطنت تھی بادشاہ نے
اوسے جب پڑھا بے اختیار ایک آہ دل پر درد سے کھینچکر ردی مبارک جناب کبریا کی طرف کرکے فرمایا
خداوندا تو شاہد حال ہے کہ یہ سب جفا اور جبر صریح ہے نام رعایا و انتظام کی سیر اگر مجھے جھنا جاتا ہے مین کبھی گوا

نہ کرونگا کہ یہ آبروریزی خاندان سلطنت کی میری حجت سے ہو بعد چند دقیقہ کے جب کچھ افاقہ
ہوا رزیڈنٹ نے از راہ دلجوئی تسکین خاطر مبارک کہا کہ بخدا ہمارا قلب بھی متحمل نہیں ہو سکتا کہ آپکو
ایسے صدمۂ روحانی مین دیکھین جب نواب گورنر جنرل نے یہ احکام ارشاد فرمانے تھے میرے
قلب کا بھی عجب حال ہوا تھا بہر حال یہ راضی نامہ انگریزی و فارسی مضمون واحد کا حاضر ہے
برضا و رغبت اوسپر مہر فرمائیے کہ بینے تفویض ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو کیا اور
مشاہرہ محدود بطیب خاطر بلا اکراہ قبول کیا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اگر حکم صدر نسبت بد عملی و
بے انتظامی اور عدم تحصیل ہے تفویض ملک مضایقہ نہین ورنہ از راہ جبر و تعدی نہین
ہو سکتا اوسکے بعد رزیڈنٹ نے کہا کہ سات مکان وسیع شاہ منزل مبارک منزل خورشید
منزل سکندر باغ بادشاہ باغ قیصر باغ رمنہ کوٹھی دلکشا واسطے سیر و تفریح قبضہ اختیارات
مین رہین گے باقی مجموع املاک قدیم وجدید ہمارے اختیار مین رہیگی جنمین عدالت کچہری قیام
حکام ہوگا اور مقدمہ خون املاک شاہی ہماری تجویز سے ہوگا۔ آج سے تین دن تک آپکو اختیار
ہے بعد اسکے ہمارے احکام جاری ہونگے غرض اس سوال کا جواب شافی دیا صاحب ساکت
ہوے اور راضی نامہ جو بواسطہ دستور معظم ملا تھا اوسے دیا بادشاہ نے فرمایا کہ میری
مہر درست ہے لیکن جب مین نے برضامندی مہر کی ہو تو پھر میرے انکار کا کیا سبب ہے اور جب
آپ خود سر امر ضروری کو بالمشافہہ کہتے ہین پس ایسے امر عظیم کو مجھسے کیون نہ پوچھا اور یہ مہلت
تین دن کی کیا ضرور ہے آپکو ہر وقت اختیار ہے پھر صاحب نے کہا اگر بموجب ہماری
رضامندی کے کیجیے گا ہم وہ امر کرینگے جو باعث مزید مسرت اور سبب استقلال و بقائے سلطنت
دوام ہوگا اور اگر ناراضی ہماری منظور ہے شاید قیام لکھنؤ بھی دشوار ہو جاے بلکہ فیض آباد مین
سکونت ہو جناب عالیہ نے ارشاد کیا جو خرابی اس گھر کی تمھاری بدولت ہوتی تھی ہو چکی اس سے
بدتر اور کیا ہوگا اب قیام اس شہر اور دوسرے کا اور جو جا ہو دونون برابر ہین اس سے زیادہ
ہماری آبروریزی کیا ہوگی اور جبر صریح اس سے زیادہ کیا ہوگا کہتے ہین کہ شاید جنرل بہادر
اس کیفیت خاص سے واقف نہ تھے اور نہ جواب سوال زبان اردو سمجھے لظاہر سبب تو حش
چہرے سے ظاہر ہوتا تھا بعد اسکے رخصت ہو کے جب در دولت پہ پہونچے گارد نے دستی سلامی دی

جابجا پہرون کو بے اسلحہ دیکھہ متعجب ہوئے مصلح السلطان سے پوچھا عرض کیا بادشاہ نے آمد فوج کالی کے سبب رفع خدشہ صاحبان ملازمین اور رعایائے شہر سے ممانعت ہتھیار باندھنے کی فرمائی ہے اور توپین بھی اسیواسطے برج سے گروا دی ہین ۔

روز پنجشنبہ ۱۷ - فروری اول صبح سے ایک تلاطم عظیم شہر مین برپا ہوا اور کوچہ و بازار مین رعایا منادی دوم صور اسرافیل کی منتظر رہی کوتوال شہر بھی کوٹھی رزیڈنسی مین اسی منادی کو حاضر تھا لیکن منادی موقوف رہی رعایائے شہر خاص بازار سے بیلی گارد تک جمع تھی ۔

اس عرصہ مین حسب الحکم قضا شیم بادشاہ حسب الطلب رزیڈنٹ بہادر حضور عالم اپنی تجمل سواری سے داخل رزیڈنسی ہوئے اور بعد ملاقات صاحب پھر آئے اسکے بعد مہاراجہ بالکرشن شرف الدولہ غلام رضاخان منصف الدولہ سید باقر صاحب عدالت مرزا علی رضا کوتوال شہر میر نادر حسین مہتمم روضہ اور اہل خدمت مثل شیر علیخان ویانت الدولہ احسن الدولہ اعظم علی بیگ طالب علی وغیرہ حاضر ہوئے ہر ایک حاضر ہوکر صاحب سے اپنی خدمت کو عرض کرتا تھا چیف کمشنر ہر ایک کو ہر صاحب کے سپرد کرتے تھے باقی درجہ دوم کے اہلکارونکو حکم ہوا تم ہر ایک کام اپنے تعلق سے ہوشیار رہو خلاف حکم سرکار نہ کرنا ورنہ نارسا ٹھہروگے - لہذا اسکے یہ سب رخصت ہوئے ۔

روز جمعہ کپتان دسٹن صاحب کوتوالی چبوترہ چوک مین آئے اجلاس کیا عملہ کوتوالی نے موافق طریق ہندوستانی نذرین دکھائین ہر ایک کو انصرام و اہتمام کار سرکار کی تاکید کی اور بارہ دری نوتعمیر حضور عالم واقع چوک مین کچہری مقرر ہوئی اور ایک کمپنی تلنگہ بھی متعین ہوئی مرزا علی رضا کوتوال شہر نے بمقتضائے شرافت اور حمیت سپاہ گری اور مدت قدامت نمکخواری سرکار اودھ انقلاب رنگ زمانہ دیکھکر چاہا کہ اپنے عہدے سے مستوفی ہوجائین لیکن چیف کمشنر نے بکمال قدردانی انکا استعفا قبول نہ کیا بلکہ دوسو روپیہ اضافہ تنخواہ کیے اور شہر کی کثافت دور کرنے کو حکم دیا اور ۲۰ تھانے ۶ کمان افسر شہر مین تھے دو ہزار سپاہی قدیم وجدید تھے حکم دیا صبح شام سپاہی تیار رہا کرین اور ہر صبح وشام رپورٹ ہر تھانہ پر کیا کرین ۔

نقل اشتہار سرکار جو ہر تھانہ پر لگایا گیا اوسے بھی بضرورت عبرت الناظرین کے داخل کتاب کیا ۔

اشتہار گورنمنٹ

واسطے ساکنان ملک اودھ بموجب حکم محکم خدیگان نواب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کے جاری ہوا واقع ہفتم فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ

بموجب اوس عہدنامہ کے جو ۱۸۰۱ء مین موکد ہوا سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے حفاظت بقیہ ملک اودھ کے ایسے سررشتۂ بندوبست کے جاری کرنے کی معرفت اپنے اہلکارون کے جملہ معاندان درونی و بیرونی سے اپنے ذمہ قبول کر کے اور والی اودھ خود ذمہ دار ہوا کہ اسکے باعث سے رفاہ خلایق و حفاظت جان و مال ساکنان ملک اودھ کی حاصل ہوئی چنانچہ ذمہ داری اس عہدنامہ کی رو سے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو عاید ہوئی زیادہ پچاس برس کے عرصے تعمیل اوسکی وعدہ وفائی کی ساتھ علی الاتصال کمال ہوتی رہی اگرچہ سرکار دولتمدار درمیان عرصہ مذکور کے جنگ وجدال مین متواتر مصروف رہی تاہم ملک اودھ کی زمین پر کوئی دشمن بیرونی قدم نہ دھرنے پایا اور کسیطرحکا فساد عظیم تخت اودھ کی پائیداری مین خلل انداز نہین ہوا افواج سرکاری ہموارہ شاہ اودھ کے قرب حضور مین حاضرباش رہی اور جب کبھی نسبت اقتدار بادشاہ کے ناحق کسینے دھمکی دکھلائی تو افواج مذکورہ کی اعانت دینے مین ہرگز دریغ نہین ہوا باوجود اس معاہدہ عظیم و استوار عہدنامہ کے جملہ والیان ملک اودھ کیجانب سے برعکس اسکے علی الاتصال بالکلیہ تساہل و تغافل ہوتا چلا آیا اور جو میثاق واسطے اجراے ایسی سررشتہ بندوبست کے ظہور مین آیا کہ وہ بموجب حفاظت جان و مال رعایا و سکناے ملک اودھ و نتیجہ رفاہ کے ہوئے تاہم وہ گویا دیدہ دانستہ بطور اپنے رویہ کے اس سے انحراف کرتے رہے بسبب انحراف اس میثاق کے ممکن تھا کہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر اسکے کمین پہلے عہدنامہ مذکور کو ناجایز کر دیتی اور بہ نسبت خبرگیری والیان ملک اودھ کے انکار کرتی معہذا تاحال سرکار کمپنی انگریز بہادر کو اجرا ایسے امورات کے جو محل اختیار و اقتدار ایک دودمان عالیشان کے ہو نتھا لہذا اونھون نے اپنی رعایا کی نسبت کیسے ہی احکامات خلاف عدل و انصاف کیے ہون مگر ہموارہ نسبت کمپنی انگریز بہادر کے دوستی و وداد برقرار رہی تاہم کمپنی انگریز بہادر نے واسطے

بحالی رعایائے ملک اودھ کے اوس تعدی عظیم و پریشانی سے جو عائد حال رعایا کے علی الاتصال رہی بکمال کوشش متوجہ رہے بہت برس گذرنے کہ گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک نے بنظر اسکے کہ جو جد و جہد واسطے بہتری احوال رعایائے ملک اودھ پیشتر ظہور مین آیا تھا اسکی فراحمت فرض ہوئی جب شہر کے دربار لکھنؤ مین اطلاع دی کہ ضرورتاً تمام و کمال انتظام ممالک محروسہ اودھ کو باہتمام اہلکاران سرکار کمپنی انگریز بہادر کے داخل کرنا پڑیگا چنانچہ جو کلمات تنبیہ لارڈ ولیم بنٹنک کیجانب سے ظہور مین آئے اسکو ۸ برس کا عرصہ گذرا کہ لارڈ ہیرڈنگ بہادر نے بذات خود اعادہ کیا اس زمانے مین والی ملک اودھ کو ٹرے اصرار کے ساتھ سمجھایا گیا کہ آیندہ ایسا ہی واقعہ وقوع مین آوے یہ بات تمام عالم پر روشن ہو گئی کہ بطور دوستانہ بر وقت مناسب تنبیہ و آگہی دی گئی مگر بسبب متمردی و نالائقی و یا سہل انگاری وزرا و بادشاہان اودھ کے مقاصد دوستانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کا رائگان ہوا پچاس برس کے عرصہ سے زیادہ تک جو صلاح بغرض چشم نمائی بہا ہی غضبانہ مع تنبیہات و اعتراضات و تہدیدات متواتر و متوالی وقوع مین آئین اونمین سے کوئی بھی اصلا پذیرا نہوئی اور رعایائے ملک اودھ بیچاری مایوس عہدنامہ کی اصل میثاق پر عمل نہوا شاہ اودھ کے وعدہ کی تعمیل نہوئی بسبب نالائقی و خیانت و تعدی ضایع و برباد ہوتی ہے فقط۔

یہ بات تمام ملک مین مشہور ہی کہ شاہ اودھ مثل اکثر والیان پیشین ممالک مذکور کے اس ملک کی مہمات کے انتظام مین کما ینبغی مداخلت نہین کرتے ہین۔ تمام ملک اودھ اختیار حکومت عموماً یا مقربان کمین یا اشخاص جابر و خائن کو جو کارگزاری مین نالایق و درجہ اعتبار سے ساقط ہین تفویض ہوتا ہی محصلان مالگزاری اپنے علاقجات مین سرخودی کے ساتھ حکمرانی کر کے رعایا سے بلا لحاظ تعہد سابق یا حال کے جبراً کوڑی پیسے تک مواخذہ کرتے ہین اکثر افواج شاہ اودھ کے ضبط و ربط بسبب بد انتظامی بخشیان فوج مشاہرہ سی محروم ہین اور اپنی محنت کیواسطے دیہات کو گویا لوٹنے کے مجاز ہین یہان تک کہ جس ملک حفاظت کے واسطے وہی متعین ہین اوسپر وہی جابر اور قاہر ہوتے ہین غول کے غول ڈاکوون کے علاقہ جات کو غارت کرتے ہین آئین و عدل کا نام و نشان نہین ہی ہتھیار بند جتھا خانہ جنگی اور خونریزی رات دن رہتی ہی اور کسی جگہ لحظہ بھر بھی حفاظت جان و مال کی مطلق نہین ہی فقط۔

اب وہ وقت آیا کہ سرکار انگریز بہادر اور زیادہ متحمل ان برائیون اور خرابیون کی نہین ہو سکتی
جبکہ بسبب تعلق کرنے سرکار کے عہدنامہ مذکور کی رو سے مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور سرکار دو
جبر گیری والیان ملک اودھ کے جسکے باعث صرف وہ اقتدار کہ نتیج خرابیون مذکور کا ہے بحال و
برقرار رہین رکھ سکتے پچاس برس کی تحریر سے بخوبی ثابت ہوا کہ عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع منتج رفاہ وخیر
سکناے اودھ کے نہین ہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ حفاظت سکناے ملک اودھ کی اس تعدی
عظیم سے جو کہ مدت سے لاحق ہے کسیصورت سے ممکن الوقوع نہین ہے بجز اسکے کہ انتظام ملکی
ملک اودھ مستدام سرکار کمپنی انگریز بہادر کو مفوض ہووے اس غرض سے حسب الحکم خاص
واسترضاے آنریبل کورٹ آف ڈیرکٹرس کے یہ بات ٹھہری کہ عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع مین کہ اس سے
ہر ایک والی اودھ نے انحراف وتجاوز کیا ہے آج کی تاریخ سے تمامہ ناجائز وساقط ہے چنانچہ واجد علی
شاہ بادشاہ اودھ کو واسطے انعقاد ایک عہدنامہ جدید کے نصیحت کیگئی کہ جسکی رو سے دوام و
استدام نظم ونسق ملک اودھ کا بلا اشتراک غیر سرکار انگریز بہادر کو تفویض کیا جاوے و مراتب
ضروری واسطے بحالی وبرقرار رکھنے منزلت ودولت وتوقیر شاہ واقرباے اونکے ظہور مین آوے
معہذا شاہ موصوف نے ایسے عہدنامہ دوستانہ کے انعقاد سے انکار کیا۔

ازانجا کہ شاہ اودھ واجد علیشاہ امثال جملہ والیان پیشین ملک اودھ کے اس وثیق
استوار عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع کی تعمیل مین سستی یا سہل انکاری یا غافل ہوا جنکی رو سے اصرار ایسے بندوبست
اپنے ممالک مین کہ موجب رفاہ وخیریت رعایا کے ہو لازم گردانا گیا ازانجا کہ عہدنامہ جب سے
نہین انحراف ہوا ناجایز وساقط گردانا گیا اور چونکہ شاہ موصوف انعقاد عہدنامہ سے جو بجاے
عہدنامہ سابق ملحوظ تھا منکر ہوا اور چونکہ سنہ ۱۸۰۱ عہدنامہ سابق جبکہ بحال تھی یہ نسبت مداخلتہاے ان
کمپنی انگریز بہادر ملک اودھ مین نافع ہین اور بدون ایسی مداخلت کے اجراے شہر رشد وبست
شایستہ اس ملک مین ممکن نہین ان وجوہات سے تمام عالم کو واضح وہویدا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو
سواے دو صورت کے اور کوئی چارہ نہین یا تو ملک اودھ کی رعایا کو ترک کرین اور اونکے
خون باندھ کے معرض ظلم وتعدی مین ڈالدین جو کہ ظاہراً سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بہ لحاظ
شرائط نصیحت عہدنامہ مذکور مدت تک روا رکھے یا سرکار موصوف اپنے اقتدار عظیم کو بحق اون لوگونکے

نفاذ کرین جنکی رفاہیت کے واسطے پچاس برس کے عرصہ سے دست اندازی کا وعدہ کیا تھا اور تمام
وکمال نظم ونسق وبندوبست ممالک اودھ ہمیشہ کیواسطے اپنے اختیار مین کرلیوین ان دونون
صورتون مین سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بلا تامل دوسری صورت کو اختیار کیا ہے لہذا اشتہار
دیاجاتا ہے کہ آج کے دن سے نظم ونسق ممالک اودھ بلاشرکت غیرے دوام واستدام بقبضہ
اختیار کمپنی انگریز بہادر آگیا ہے سب عامل وناظم وچکلہ دار وجملہ نوکران دربار اور سب اہلکاران
جومالی وملکی وہرچہ دیوانی وفوجی اور سب سپاہیان دربار اور جملہ ساکنان اودھ کو لازم ہے کہ
آیندہ کمپنی انگریز بہادر اہلکاروں کی اطاعت وفرمانبرداری کلی کرتے رہین اگر کوئی اہلکار دربار
یا جاگیردار ویازمیندار ویاکوئی دوسرا شخص ایسی اطاعت وفرمانبرداری سے اغماض کرے اگر کوئی
مالگزاری دینے مین عذر کرے یا اورکوئی طرح سے سرکار کمپنی انگریز بہادر کی حکومت مین
تعرض ومزاحمت پہونچاوے تو شخص مذکور مفسد گنا جائیگا اور مقید بھی کیا جائیگا اور جاگیر یا اراضی
اوسکی ضبط سرکار کیجائیگی اور اون لوگونکو جو فوراً بلا تعذر تابعداری سرکار کمپنی انگریز بہادر کی
قبول کرینگے عامل ہون یا اہالیان دربار یا جاگیردار یا زمیندار یا ساکنان اودھ سبکو وعدہ
کیا جاتا ہے کہ وے حفاظت ولحاظ والتفات اہالیان کمپنی انگریز بہادر کے پاوینگے یا پاتے
رہینگے تعین تعداد مالگزاری از روے انصاف وبندوبست واجبی کے عمل مین آویگا وتبدیج
تائید آبادانی اور آراستگی ملک اودھ کے جد وجہد برابر ہوتی رہیگی ہرکسیکو بلا طرفداری
احدے عدل گستری ہوتی رہیگی جان ومال کی حفاظت کیجائیگی اور ہرایک شخص اپنے حقوق
واجبی پر بلا اندیشہ وبلا دست اندازی کسیکے قابض ومتصرف رہیگا فقط
محررہ شب یازدہم جمادی الثانی ۱۲۷۲ ہجری۔

جواب اس اشتہار سرکار کے اہل اخبار کلکتہ وآگرہ۔ دلی وغیرہ نے انگریزی فارسی
اردو مین متواتر چھاپے اور سب کی نظر سے گذر چکے ہین۔ بس اتناہی لکھنا کافی ہے۔
امور مملکت خویش خسروان دانند

تفصیل حکام صاحبان عالیشان ممالک محروسۂ اودھ

قسمت اول۔ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ خیرآباد و محمدی ۱ جی آف کرسین صاحب۔

ڈپٹی کمشنر درجۂ اول۔ ۲ تھارن ہیل صاحب۔

۳ کپتان بارٹن ارگشن صاحب

۴۔ کپتان آر صاحب۔

اسسٹنٹ کمشنر۔ ۵۔ گون صاحب۔

۶۔ لفٹنٹ بلاک صاحب۔

۷ لارنس صاحب۔

۸۔ ویشٹیٹ صاحب۔

۹۔ نشتر صاحب

قسمت دوم لکھنو کمشنر و سپرنٹنڈنٹ۔ ۱۔ میجر نیگ صاحب۔

ڈپٹی کمشنر۔ ۲۔ سمسن صاحب۔

۳۔ اسنوڑ صاحب۔

۴۔ پالک صاحب۔

اسسٹنٹ کمشنر۔ ۵۔ کیپر صاحب

۶۔ لفٹنٹ بلاک صاحب۔

۷۔ خبگرا صاحب۔

۸۔ لفٹنٹ اندرسن صاحب۔

۹۔ سوائنٹن صاحب۔

۱۰۔ کپتان کارنگی صاحب سیٹی مجسٹریٹ

۱۱۔ کپتان ویسٹن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس خفگی

قسمت سوم۔ بہرائچ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ۔ ۱۔ ونیگفیلڈ صاحب۔

ڈپٹی کمشنر

۲- ثابرنس صاحب -

۳- کپتان ہنری صاحب -

۴- بائیلو صاحب -

۵- بنسن صاحب -

اسسٹنٹ کمشنر -

۶- کیانٹ صاحب -

۷- لفٹنٹ کلارک صاحب -

قسمت چہارم فیض آباد کمشنر وغیرہ -

ڈپٹی کمشنر -

۱- کرنل گولڈنی صاحب -

۲- ونس صاحب

۳- کپتان الکزنڈر آر صاحب -

۴- کپتان برڈ صاحب -

۵- لفٹنٹ رئیڈ صاحب -

۶- تھانٹ ل صاحب -

۷- گرانٹ صاحب -

۸- لفٹنٹ ماک صاحب -

۹- اسٹرین صاحب -

۱۰- تھارن برن صاحب مہتمم فیض آباد

چیف کمشنر لکھنؤ خاص - میجر جنرل جیمس اوٹرم صاحب بہادر سی ایبی چیف کمشنر ملک اودھ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر افسر کل -

سکریٹری دفتر کچہری نظامت - آرکوبر صاحب -

فینیشیل کمشنر دفتر دیوانی - گبنس صاحب -

مصاحبان وغیرہ تنخواہ داران اہل وثایق وپنشن سلطانی و ملٹری سکریٹری

کپتان فلیچر ہیز صاحب -

عدالت فوجداری — آر کپتان ولسٹن صاحب
دیوانی و فوجداری — آر میجر بنک صاحب
جوڈیشل کمشنر عدالت دیوانی — ام سی انانی صاحب

حکمنامه مهر کچهری خاص سلطان عالم

باسم مهدی حسن خان بهادر تحصیلدار سلون وغیره تعلقه داران و مالگزاران و زمینداران
افسران فوج و تهانه داران و صیغه داران و سایر رعایای قلمرو سرکار اید ابد قرار در تیول صاحبان سرکار کمپنی
انگریز بهادر کارگزاران سرکار موصوف برای انتظام قلمرو اوده مامور شده و دخل خود خواهند کرد لهذا
باید که پیش عاملیان سرکار رجوع آورده به تعمیل احکام تحشیه آورده مالگزاری و اطاعت رعیت گیری
زنهار مرتکب تمرد و انحراف نشوند و ارباب فوج را میباید بنوعی دیگر دنگه و فساد ننمایند الا در باب
مبارکه اهالی آن سرکار را سرگوشه اختیار رست و هنگامی که با دولت و اقبال برای اظهار حال خود و حصول
دولت ملازمت لسامی خدمت کثیر الافاضت اریکه آرای سلطنت و حشمت رونق افزای سریر شوکت و
عظمت نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا گورنر جنرل بهادر جلد السلطنه و گذارش حال بحضور
باهر النور جناب فلک قباب هلال رکاب کیوان بارگاه خلایق پناه سلطانه عالم و عالمیان ملکه معظمه
انگلستان لازالت شموس سلطنتها طالعه و شوارق دولتها ساطعه رواه دار الحکومت کلکته رواند
شویم زنهار اراده همراهی نسازند - ۲۷ - جمادی الثانی ۱۲۷۲ ھ مطابق سنه ۱۰ جلوس والا

حکمنامه مهر خاص سلطان عالم

بنام افسران فوج تعیناتی و ملکی محالات سلون و مانکپور بهاری باید که آنها بکار خود مستعد باشند
بنوعی فتنه و فساد نسازند و کدامی بی انتظامی شدن نباید و تنخواه آنها بعد اجرای رسول ادا
سرکار کمپنی انگریز بهادر عنایت خواهد شد احدی از مقام جنبش نسازند -
۲۷ - جمادی الاول ۱۲۷۳ ھ سنه ۱۰ جلوس والا

نقل حکمنامه قطعات اشتهار حسب الحکم جناب مستطاب معلی القاب نواب اشرف الامرا نواب

گورنر جنرل بہادر حلد الله ملکہ سورخۂ امروزہ نزد ایشان فرستادہ میشود باید کہ مضامین مندرجہ آنرا بگوش از عان جا دادہ وفہمیدہ زود برطبق تحریر کار بند شوند و در علاقجات خود ہستند ساختہ کیفیت تعمیل حکم معلی با تشریح مربان ارسال نمایند فقط

حکمنامہ دستخطی چیف کمشنر بہادر

بنام کل افسران فوج ملازم سرکار جناب بادشاہ اوودھ

فردا وقت نواخت دہ گھنٹہ روز درخصوص تنخواہ فوج نوکر سرکار بادشاہی جلسہ کمیٹی بکوٹھی لفٹنٹ سمن صاحب بہادر قرار یافتہ لہذا رقمی می گردد کہ ایشان پیشتر از وقت مذکور آنجا حاضر شوند و یا از وضعیت رای بخشی وبنسی و ہر نائب و نوعی مجبور شورش و پرخاش نگردیدہ بہر نوع مطیع ومتابل بودہ بدانند کہ ہر قدر کہ زر تنخواہ واجبی بعد مجرای وصول مستحق خواہد شد از سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خواہند یافت و مردم جان نثار قابل کار بحال قدیم المنان کہ چہل و پنجاہ سال جاگری بودہ بابۂ عطای پنشن سرفراز خواہند شد فقط ۱۲- فروری ۱۸۵۶ء

نقل نبۂ تحصیل علاقجات گذرانیدہ مہاراجہ بالکرشن بحضور چیف کمشنر بہادر

نمبر	مقام چکلہ	نام پرگنہ	جمع
۱	باڑی بسوان	۱۱	دو لک [illegible]
۲	سندیلہ با بگرمؤ	۱۰	سہ لک [illegible]
۳	شاہ آباد	۰	[illegible]
۴	محمدی	۱۲	دو لاکھ [illegible]
۵	خیرآباد	۲۲	سے لک [illegible]
۶	ہرون برکوان	۰	[illegible]
۷	رام پور کلان	۰	[illegible]
۸	محمود آباد	۰	لک [illegible]

اور لوگ اب کہتے ہیں کہ محاصل ممالک محروسہ ایک کروڑ ۴۲ لاکھ خرچ ایک کروڑ ۶۲ لاکھ یہ حساب کچھ سمجھ میں نہیں آتا

اشتہار

محکمہ چیف کمشنر بہادر ملک اودھ اجنیٹ نواب گورنر جنرل بہادر واقع ۲۳ فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۱۶- جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ

اکثر اشخاص باشندہ بیت السلطنت لکھنؤ قطعات اراضی و باغات و گنج و اماکنہ و تنخواہ وغیرہ عطیات واقع این شہر سوائے جائداد تعلقہ بیرونجات بصیغہ معافی از سرکار جناب بادشاہ اودھ یافتہ اند ظاہرا اسناد سیر و ملک پیش خود داشتہ باشند لہذا اشتہار زادہ میشود کہ جملہ معافیداران اسناد مذکورہ اندرون میعاد یکماہ شہر تاریخ امروزہ بنا بر ملاحظہ اینجانب حاضر سازند بعد انقضائے مدت مذکور اگر کسے سندے پیش خواہد آورد دعوی او قابل سماعت و پذیرائی نخواہد بود فقط -

تفصیل ہدایات بست گانہ کہ از حضور نواب گورنر جنرل بہادر برای تعمیل چیف کمشنر بہادر حکم دادہ شد

۱- برائے مصارف بادشاہ پانزدہ لک روپیہ مقرر شود

۲- بر تفویض نامہ از بادشاہ مہر کنانیدہ شود

۳- اگر بادشاہ نکند کیفیت عذر ندارند ازینجا حکم آن بعمل خواہد آمد

۴- بادشاہ در عرصہ دو ماہ اسباب خود برداشتہ خواہند برد

۵- بادشاہ در لکھنؤ و شاہجہان آباد نماند

۶- اگر قرب گوالیار خواہند ماند بعد کمیٹی حکم دہد -

۷- در جائیکہ کلکٹری باشد برائے بادشاہ اختیار است

۸- جملہ اضلاع بادشاہ ضبط گردد

۹- جملہ اہلکاران شاہی مقید شوند آنچہ مبالغ وصول شود تنخواہ سپاہ دادہ شود

۱۰- دادن تنخواہ عملہ تعلق بادشاہ است با سرکار سروکار نیست

۱۱۔ تا دو سال بندوبست جدید نمایند۔

۱۲۔ بعد دو سال نام زمینداران مندرج کتاب شود۔

۱۳۔ آنچہ مبالغ از عملہ وصول گردد تنخواہ سپاہ دادہ شود۔

۱۴ جملہ عزیزان و اقربایان بادشاہ خارج الوطن شوند۔

۱۵ از بادشاہ و لاٹ صاحب ملاقات تخلیہ نشود در بار عام گردد۔

۱۶ زر از زمینداران و اسامیان وصول کنند۔

۱۷ ضامنی چکلہ داران گرفتہ آید۔

۱۸ اگر از چکلہ داران زر وصول نشود جائداد چکلہ دار نیلام گردد۔

۱۹ ناکارہ و سیر زمینداران جملہ ضبط کنند۔

۲۰۔ ہر انتظام کہ شود رفتہ رفتہ شود تا بلوہ نگردد۔

ان احکام کا کچھ انجام کار معلوم نہوا۔

(ترجمہ چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر بسبیل تار برقیہ)

بادشاہ اودھ واسطے استغاثہ کے اور امداد چٹھی راہداری و رسد وغیرہ کے درخواست سرکار کمپنی انگریز بہادر سے چاہتے ہیں اس باب میں جو ارشاد ہو۔

(جواب صاحبان کلکتہ)

شاہ اودھ کی خاطر داری و تکریم ہم سب کو بجان و دل منظور ہے اسواسطے چٹھی سر نیج [illegible] گورنر جنرل بہادر بنام جمیع صاحبان و مجسٹران کلکٹران عملداری کمپنی بہادر کے جاری کیگئی کہ جب بادشاہ اودھ باضابطہ اور باقاعدہ آئین کمپنی انگریز بہادر عملداری کمپنی بہادر مین قدم رکھین تو ہر ایک مجسٹر اپنے عمل مین پیشوائی کرے اور وہان کی چھاونی مین ۲۱ ضرب توپ سلامی سر ہون اور وہان جو کوٹھی سب سے بہتر ہو شاہ اودھ کی استقامت مقرر ہو اسیطرح جب کلکتہ کے قریب پہونچین گے تو گورنر جنرل بہادر مع جمیع صاحبان عالیشان کے پانچ کوس سے پیشوائی کرکے لاوینگے ۲۱ ضرب سلامی کلکتہ خاص قلعہ شاہی مین سر ہونگی پس شاہ اودھ کو آگاہ کر دیا جاوے [illegible] جلوس شاہی تشریف لائین۔ ہم سب کی خوشی ہے اسکا نتیجہ بھی خلاف ہوا یعنی کہین نہ توپ چلی نہ پیشوائی ہوئی

اتفاق رای جمہور واسطے سفر کلکتہ و لندن اور اوسکی تدبیر و تجویز

غرض سب کی رای صواب جمہور یہ ٹھہری کہ اس صورت مین کوئی چارہ نہین بجز اسکے کہ بادشاہ مع
لواحقان و متعلقان خاص اور تھوڑے سے ضروری شاگرد پیشہ اور اہل خدمت سے روانہ
کلکتہ ہون پہلے از راہ اہتمام حجت اظہار حال نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمائین جب وہ بھی نسنین اور
اپنے حکم حاکم سے مجبور ہون اوسوقت مع الخیر راہی لندن ہونا بہتر ہے ممکن نہین کہ نقش مدعا
کرسی مراد سے حاصل ہو کسواسطے کہ صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس اور وزرا ے سلطنت کمال
انصاف سے پیش آئینگے استرداد و عطیہ اونکے جود وہمت و نیکنامی دنیا سے کچھہ دور نہین اور ازرہ
جبر صریح راضی نامہ پر مہر کرنا صلاح دولت نہین بشرط استقلال اگر قیام رہے بس خیرخواہان دولت
ذکور و اناث موافق اپنے حوصلہ فہم و فراست کے متلاشی اون لوگون کے ہوئے جو سررشتہ مقدمات
دستور العمل انگریزی سے واقف و ماہر بہ نیکنامی رہے ہون اسی وسیلے سے ہمارا رسوخ اور فایدہ بھی
سرکار سے حاصل ہو چنانچہ دو چار امثال اسکے بیان کیے جاتے ہین -

حضور عالم نے پہلے حاضر الوقت تاج الدین حسین خان اور احسان حسین خان کو تجویز کیا جو کئی
مہینے پیشتر سے مہمان لکھنؤ اور مورد عنایات اور محل اعتماد اونکے تھے احسان حسین خان شرف
ملازمت ہوے بادشاہ نے محبت نامہ غیر الیتام اونکو سنایا اور اوسمین جو ہر خاطر مبارک
مین تھے وہ بھی ارشاد کیے - خان نے ادب سے تسلیم کیے اور بعض مقدمات جو قابل گزارش تھے
مشروحاً عرض کیے اس عرصہ مین حکیم ابو الحسن بڑے مشاہیر اور ناموران بنگالہ حضور عالم کے
نزدیک معتمد تھے وہ بھی سرمیدان ہوکر ڈاک مین کلکتے گئے بہت سے کاغذ کے گھوڑے دوڑائے
جب کہین قدم نہ ٹھہرا ناکام پھر آئے مرشد آباد کی سرکار مین محیط رہے وہین مر بھی گئے

بعد اسکے مولوی غلام جیلانی مشاہیر وکلا عدالت آگرہ وغیرہ جنکو صاحب سکرٹر اعظم سے کچھ
تعارف سابق تھا اور ماہئہ مناسب پر مقرر ہوکر کلکتہ گئے بروقت ملازمت صاحب سکرٹر سے عرض
کیا مین سفیر شاہ اودھ ہون بمجرد سننے اس بات کے صاحب نے بزجر جواب دیا کہ تم بے اطلاع ہمارے
[illegible] سررشتہ چلے آئے ہمنے تمہین بخیال تعارف سابق بلا لیا تھا جلد میرے پاس سے چلے

چلے جاؤ چنانچہ صاحب سکرٹر نے جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا کہ غلام جیلانی نے ہمسے بہ فریب ملاقات کی غرض وہ بھی مایوس وہ ناکام رہ گئے پھر سرکار شاہی سے دعوی تنخواہ کیا

مولوی مسیح الدین خان میر منشی معزول نواب گورنر جنرل کو بہ سبب روابط قدیم مرزا وصی علیخان کو حضور عالم نے طلب کیا بسات سو کا درماہہ مقرر کیا دو ماہہ پیشگی خرچ ڈاک دیگر روانہ کلکتہ کیا اور دو ہزار روپئے واسطے ضرورت کے بھی سلے اسواسطے کہ تم کوٹھی کرایہ قابل گنجایش لشکر و متعلقان شاہی جاکر لو اور حال کرایہ جہاز لندن دریافت کرو اور جو حسن رسائی تدبیر سے مناسب حال ہو اطلاع کرو کسواسطے کہ نسبت اور اشخاص کے دستور العمل سے وہان سکے واقف ہو اور سابق مین عہدہ جلیلہ پر مامور رہے منشی جب کلکتے پہونچے اپنے دوستان قدیم اور محرم راز سے اظہار حال کیا باتفاق سب کی تجویز ہوئی کہ تمہارا باخفا کلکتہ مین رہنا مناسب نہین پہلے سر ہم کونسل مین اپنی اطلاع کرو چنانچہ منشی نے پرپوٹ سکرٹری کو چھٹی اپنے حال کی لکھکر بھیجی پھر اونکی ملاقات کو گئے صاحبان کونسل نے اونکے جواب چھٹی مین تامل کیا اور جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا اور وہ تحریر نواب گورنر جنرل بہ طریق اعلام بادشاہ کو بھیجی حاصل مضمون یہ تھا کہ تشریف آوری شاہ اودھ سمت کلکتہ محض سوار ہونا اور مطالب مطلوبہ کے واسطے ہے اور جیسا کہ چاہیے عمل مین آوے اور بعض وجوہات سے غالب ہے کہ ملاقات بھی نہو اور بادشاہ کے ساتھ پانسو آدمی سے زیادہ نہون کسواسطے کہ کثرت ماہین سے احتمال تکلیف ملازمان عالی ہوگا بعد ملاحظہ اس تحریر کے بادشاہ نے کچھ ارشاد نہ کیا کسواسطے کہ کوئی مخاطب نہ تھا۔

منشی نے جب اپنی جواب چھٹی مین تعویق دیکھی پھر درخواست فارسی مین صاحبان کونسل سے کی اوسمین بعض امور جو خلاف دستور چیف کمشنر سے ہوے تھے وہ بھی مندرج کیے تھے اور تجویز کوٹھی کرایہ اور حال جہاز دخانی کا ارسال دربار شاہی کیا

لور صاحب کمشنر الہ آباد روانہ ولایت ہوے انکے ساتھ مظفر حسین خان کمبوہ اپنا آقا اور محسن حقیقی سمجھکر بندر بمبئی تک گئے اونکا بنگلہ الہ آباد مین حضور عالم نے معرفت خان مذکور عنایت کیا تھا اس خیال سے کہ شاید ولایت مین انسے بھی کوئی صورت نکل سکے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے مظفر حسین خان وہان سے رخصت ہوکر چلے ایک نصیحت کی کہ بعد اسکے تم بادشاہ کی نوکری کا

خیال نہ کرنا ورنہ خراب ہوگے یہ کب سنتے تھے بدل متمنی بلازمی شاہی کے رہتے تھے ہر چند صاحب نے کئی چٹھیاں سفارش اوجین وغیرہ لکھکر دی تھین اور وہان روزگار بھی ہوتا تھا مگر انکو آب و ہوا تھی نے مجبور کیا پھر انکا ارادہ کربلا جانے کا بھی تھا کہ بمبئی سے بہت آسان ہے وہان بھی نہ گئے موقوف رکھا خلاصہ حضور عالم نے مامور متوسط دربار صاحب سکرٹر اعظم کیا چند صحبت مین بعض انکے جواب گستاخی سے ناراض ہوے بادشاہ تو پہلے سے انسے کہتے تھے لودر صاحب کی لفیحت ظاہر ہوئی۔

وزیر خان خانہ زاد با وفا حضور عالم دار وغہ دیوانخانہ وزارت عمل انگریزی سے خائف ہوکر مبادا اسیطرح کی نالش رعایا شہر مین گرفتار ہوجاؤن تو مفت مین ذلت لاعلاج حاصل ہوگی حسب الحکم دستور معظم اپنا معتمد جان کر مع میر عنایت اپنے رفیق کے روانہ کلکتہ کیا ڈاک مین گئے وہان کے جلسا ؤن سے بیچ سکے کسی علت مین دھر لیے گئے سمجھے کہ لکھنو سے زیادہ مفت مین بدنامی حاصل ہوگی۔ پانچہزار روپئے نذر سپریم کورٹ کے عزت بچائی چند روز شہر کو دیکھکر پھر آئے انکی لیاقت سب سے زیادہ تھی مگر اہل کلکتہ کا کچھ بھلا ہوگیا۔

مولوی خلیل الدین خان کئی برس سے معطل اپنے قصبہ کاکوری مین خانہ نشین تھے فقط سو روپیہ پنشن سرکار سے پاتے تھے حسب الطلب بادشاہ حاضر حضور ہوے ساری حقیقت حال ارشاد فرمائی اور رہنے منزل مین اپنے قریب رہنے کو حکم ہوا

احمد علی خان وکیل عدالت کانپور بواسطہ احباب خود اور مقربان دربار حاضر حضور عالم ہوے اور ہزار روپیہ مشاہرہ کو ملے اونھون نے اپنی تجویز سے منجز صاحب تاجر مرزاپور کو چاہا کہ عہدہ جلیلہ سفارت پر مامور کرین بعض دانشمندون نے عرض کیا کہ پہلے ایسے شخص غیر کا امتحان کیا جاوے کہ وہ بعد دریافت حقیقت حال کے کس طریق سے اور کیونکر جوابدہی مقدمات شاہی کی پیش کرینگے بعد امتحان کے کیا مضایقہ کارپردازان سرکار نے اونکا دو ہزار روپیہ درماہہ مع اپنے حقوق کے تجویز کیا اور آ کانپور ہوے اونھون نے جنرل اوٹرم صاحب سے اپنی حقیقت حال اور بعض امور جو خلاف سررشتہ سرزد ہوئی تھی بیان کیے صاحب نے اونکے سوالات پر کچھ اعتناع نہ کی اور دوستانہ عہدہ سفارت سے منع کیا ایک ڈاکٹر کانپور بھی انکے شریک حال ہوئی تھی منجز صاحب نے ازراہ تجارت چاہا

کہ وارثان پیشواے بٹھور کے بھی وکیل ہوجاوین پانسو درماہہ وہانکے مقرر ہوا ارکان دولت
جب کانپور پہونچے حال ایک بام دو ہوا کا معلوم ہوا میان کی سفارت کو برسم کیا احمد علیخان
جو صاحب عدالت کانپور سے برخصت آتے تھے حضور عالم نے چاہا کہ اونھین تین سو روپیہ ونکا
پر نوکر رکھین کہ وہ اپنے عہدہ قدیم سے ہاتھ اوٹھائین لیکن رنگ اہلکارونکا دیکھکر اور بعض رنگا
وطن کے سمجھانے سنے سمجھانے سے اپنے کاسہ قدیم پر قناعت کر کے چلے گئے سرکار
شاہی کی بیرنگی دیکھکر قبول نہ کیا۔

ایک دن جنرل اوٹرم صاحب نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ آخر بادشاہ نے
ہمارا کہنا سمجھا نابھی نمانا انجام کار دیکھا اب تم پھر جاؤ اونھین بخوبی سمجھاؤ کہ بہر صورت راضی نامہ
پر مہر کرنے مین سراسر اونکی موجب بہتری کا ہی اوسکے خلاف مین بہت سی قباحتین عاید حال
ہونگی غرض طرفہ ماجرا یہ ہے کہ جب ایسے رکن رکین اعظم سی جنرل صاحب ازراہ اتمام حجت
ارشاد فرماتے تھے سب اپنی خوف آبرو سے بہت خوب وبجا کہکر چلے آتے تھے کسیکی مجال
ور طاقت نہ تھی کہ جواب شافی اونھین دیسکتا اور جب بادشاہ کے سامنے جاتے تھے سب بھول
جاتے کہ مبادا نمک حرامون مین شمول ہوجائین کسیکو کچھ بن نہ پڑتا تھا ازین سوا رندہ وزان سو
ماندہ ہوتے تھے خلاصہ نواب موصوف چارونا چار حاضر حضور بادشاہ و جنرل صاحب و جنابعالیہ
ہوکر ادائے تبلیغ رسالت کی لیکن بہ سبب تسلط اغیار کچھ مفید مطلب نہوا بلکہ سبھون نے یہی
خیال کیا کہ تخم انھین کے بوئے ہوے ہین جسکا بروزاب ہوا

اس عرصہ مین نواب امین الدولہ پر بادہ فالج گرا یہی عذر آسمانی باعث انکی عافیت کا ہوا
اپنے واسطے بہت متردد رہتے تھے کہ اگر اسوقت خاص مین بادشاہ کا شریک حال ہونگا
مورد طعن وتشنیع خاص وعام ہونگا چاہیے کہ مین نواب منور الدولہ سے بڑھکر کچھ اپنے حق نمک
قدامت سے ادا ہون تو موجب سرخروئی ہوگا اور بصورت خوف جنرل صاحب کی ناراضی کا لاحق حال تھا چنانچہ
اپنی علالت مین اکثر شکر خدا کرتے تھے کہ مجھے یہی حیلہ عارضہ لاحقہ باعث میری عافیت کا ہوا
کئی مہینے تک اس علالت مین رہے آخر انتقال کیا اس اجل نے اونکی عزت رکھہ لی

ایکدن جنابعالیہ نے نواب معین الدولہ سید عنایت علیخان کو بھی طلب فرمایا اس باب خاص مین

استشارہ چاہا انھوں نے بھی کچھ گول گول عرض کر کے جان بچا کر چلے آئے تماشا یہ ہے کہ سبکو خوف
سرکار میں تھا کیونکہ ایک سرکار میں مشورہ اگر عرض کرتے کہ اپنے عہد دولت میں وہ کیا جسکا انجام یہ دیکھا
یا دوسری سرکار میں عرض کرتے کہ اگر بے انتظامی آپ کے نزدیک ثابت ہے انتظام جس طرح چاہیے کہ کیجیے
یہ صورت گو گھر چھیننے کی ہے نہ کیجیے یہ کیا مجال تھی کہ سکتے آخر میجر کینیگی سی مجسٹریٹ کا حال سبھوں نے
اودھ گھر کو لوٹ کر لاتے تھے ادھر سبکو جمع کر کے پوچھتے تھے تم سب ہمسے راضی ہو اسکا کیا جواب
ہے سوائے حکومت کے

نواب اکرام الدولہ مرزا حسین خان عم نامدار نواب مخدرۂ عظمیٰ نے حسب دستور منتظم اپنے براد
بسبنی کا یہ حال دیکھا کہ سب کے نزدیک بدنام و انگشت نما ہوئے انجام کار سمجھکر بظاہر یگانگت و یکجہتی
سے ہاتھ اوٹھا لیا بشکرہ آشنا کیے اور ان مقدمات سے بری ہو کر شریک شوری خاص نواب مخدرۂ عظمی
ہوئے اونکے نزدیک بھی انکی کنارہ کشی باعث وثوق اعتماد ہوئی اس جہت سے وہ بانی سبھانی پیش کرنے
نواب منور الدولہ کے ہوئے نواب موصوف ازبسکہ اپنی دیانت و امانت و نمک حلالی سرکار نازان
تھے مردانہ وار کمر ہمت باندھ کار فرمائی سلطنت کو بہتر سمجھے اپنی اور قدامت اور خیر خواہی سرکا
قدیم کو مقدم سمجھے کہ ہمیں دوسری سرکار میں وثوق اسی اپنی سرکار کی جہت سے ہوا ہے اگرچہ
منزلت اپنی سرکار سے رکھتے دوسری سرکار کیونکر جانتے اسی جہت سے جنرل لو طرم صاحب کو ا
یکسو ہونا ناگوار گذرا مگر کھل کر انھیں سمجھا نہ سکے۔

میجر برڈ صاحب جو جنرل سلیمن صاحب سے بد دماغ ہو کر راجپوتانہ میں گئے تھے وہاں سے
برخصت گئے پھر کلکتہ سے کانپور کانپور سے لکھنؤ گھوڑ دوڑ کے واسطے آئے خواجہ سرایان شا
سے بڑا تعارف تھا بشیر الدولہ کے واسطے سے باخفا بادشاہ تک پہنچے اور بشرط شروط سفارت با
قبول کی اور اپنے عہدہ سرکار سے مستعفی ہوئے فی الحقیقت اگر چشم انصاف سے دیکھیے تو ا
جلیل القدر نے بمقتضای اپنی شرافت و منفعت دنیا جو اپنی حکومت میں ہر طریق حاصل کی
عجیب کار نمایاں کیا اگرچہ دولت میں اپنی اسٹیٹ زمینداری وغیرہ سے مستطیع تھے اور بد
اپنی سرکار قدیم کا خیال نہ کیا مگر اس سرکار عالیشان نے انکی بھی قدر کچھ نہ جانی جیسا بیا
کیا جائے گا۔

غرض جب یہ تدبیرین ہوچکین راے عالم آراے بادشاہ مین عزم بالجزم سفر وسیلۃ الظفر اختیار کیا ہرچند حریفان و مخربان سلطنت نے ہرطرح سے اسکا انسداد چاہا جوڑ توڑ شروع کیے - ازانجملہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی برآمد جنرل اوٹرم صاحب سے کی کہ مین نے ازراہ دولتخواہی سرکار سب طرح کے نشیب و فراز سمجھا کر بادشاہ کو سفر پر راضی نامہ پر راضی کیا مگر آپکے خیرخواہون نے ادسے برہم کردیا جب صاحب نے شکایت خان موصوف سے عرض کی مجبر افترا ہے مین بے اجازت آپ کے کب بادشاہ کے پاس گیا تھا اور نہ کسی امر مین متمنی تھا جب سے خان مذکور نے بظاہر آمدورفت شاہی موقوف کی ایسے افتراے بے فروغ سے مگر علی اصغر خان و منشی کرم احمد حاضر رہے نواب مخدرۂ عظمی نے پانچ ہزار روپیے خرچ سفر عنایت فرماے کلکتہ تک ہمراہ سفر رہے -

الغرض جسدن سے یہ فتنہ و فساد برپا ہوا تھا جناب عالیہ نواب مخدرۂ جنرل صاحب مثل نبات النعش محیط دائرہ ذات سلطانی رہتے تھے اور عورات پہرے کو تاکید تھی کہ کوئی شخص غیر بے ہماری اجازت نہ آنے پائے مبادا کسی فریب سے اپنا کام کرجاے اور حضور عالم بھی اپنے مقام خاص سے باہر نہ نکلتے تھے بعد دو دن کے بیگم صاحبہ یعنی بی بی حضور پردہ عصمت سے شرفیاب بادشاہ ہوئین اور بکمال الحاح وزاری سے عدم حضوری حضور عالم عرض کی حضور عالم باجازت حاضر ہوی اور پھر کلمات خیرخواہی و دوراندیشی بطرز خاص مین بیان کیے اوسدن سے حکم ہوا کہ تم بھی داخل شوراے خاص ہوا کرو

دو تین دن کے بعد حضور عالم نے بسبب تہدید جنرل اوٹرم عرض کی کہ اب غلام کی عزت و جان مفت برباد ہو جائیگی اگر حضرت سفر نہ فرماینگے ورنہ یہ قراولی اور میراسے حاضری پہرے والی نے جب قراولی کو دیکھا چلائی کہ نواب نے اپنا کام تمام کیا یہ مجرد سنتے آواز کے دفعتہ صاحبات محل چلی آئین اور نسبت حضور عالم زبان کلمات بے آدبی سب نے نکولی - جناب عالیہ جنرل صاحب مضطربانہ تشریف لائے بادشاہ نے رحمدلی سے صاحبات محل کو کلمات سخت سے منع فرمایا آخر ع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت -

ایکدن جنرل صاحب نے خلوت مین سفر کے باب مین بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ بی آبرو ئی

سلطنت آبائی کرام جو نمکحرام اور ناعاقبت اندیشون کے ہاتھ سے ہو رہی ہے اب نظر خلاف
مین ہم خود اپنے تئین سبک و حقیر سمجھتے ہین بلکہ زندگی اپنی بہت ناگوار ہے اب کوئی صورت عافیت
اپنے واسطے نہین سوا اسکے کہ ان رعایا امانت خدا سے چشم پوشیدہ ہو کر عتبات عالیات جاکر
مجاورت اختیار کرین آیندہ آپکو اختیار ہے ارشاد کیا کہ مین بھی مجبور ہون اور ناچار
ہون کسیصورت سے منہ نہ موڑونگا اور سفر سے بھی ہاتھ نہ اوٹھاؤنگا بہرحال تم خاطر جمع رکھو
مین نے تمھین اور جناب عالیہ کو اختیار کلی دیا ہے -
اسکے بعد مفتاح الدولہ سے ارشاد کیا کہ تم فقط میرے ساختہ پرداختہ ہو تمھارے حقوق
نمک خواری آبائی کا یہ ہے کہ اگر مین بھی کسی طریق سے اغوائے مفسدین سے مہر طلب کرون
نہ دینا عرض کی جب تک غلام ہین دم مین دم ہے خلاف حکم محکم نہ کرونگا اور مہر غلام کے
بھی قبضہ اختیار سے باہر ہے وہ سپرد جناب عالیہ و جنرل صاحب ہے اگر احیاناً ارشاد
بھی ہوگا بغیر از نوشتہ سند چار صاحبون کے حاضر نہ کرونگا چنانچہ اوسیوقت مہر خاص صندوق
مین رکھی گئی اور سپرد مہر جنرل صاحب مرزا ولیعہد کی ہوئی -
ایک پرچہ پیام چیف کمشنر کو عزم سفر کلکتہ اور اطلاع نواب گورنر جنرل اور حفاظت راہ
اور رسد رسانی بھیجا گیا اوسکا جواب آیا کہ نیازمند نے نواب محتشم الیہ کو اس باب خاص مین
رپورٹ کیا ہے لیکن مشروحاً ارقام ہو کہ اہلکارون سے کون کون ہمراہ رکاب ہوگا اور جمعیت لشکر
کسقدر ہوگی بعد ہفتہ عشرہ دوسرا پرچہ پیام اسی مضمون کا آیا اسکا جواب یہ بھیجا کہ نیازمند اس
باب مین محض بے اختیار ہے جب تک کہ کلکتہ سے جواب رپورٹ نہ آئے اوسوقت صاحبان حکام
حکم بھیج سکتا ہون -
جب سے یہ ہنگامہ برپا ہوا تھا اکل و شرب انسانی گم ہو گیا تھا مگر بے خبر محافظان دواب
سے حیوانات بیزبانکو بھی کئی دن سے خوراک یومیہ میسر نہوئی تھی جب یہ خبر مشہور ہوگا چیف کمشنر
کو پہونچی پرچہ پیام آیا کہ یہ حیوانات روز و شب کے فاقہ سے مرجائینگے لہذا مناسب ہے کہ جو اونمین
سے بہتر ہون منتخب کیے جائین باقی سب کا حکم نیلام دیا جاوے دانشمند حاضرین چاہا کہ اسکا جواب معقول لکھین لیکن حضور عالم نے
موافق اپنی رائے عالم آرا کے جواب یہ بھیجا کہ حیف ہے کہ اپکو مال انصار و حرم سے حیوانات بیزبان پر رحم آیا لیکن بلا زین اقدس و اعلی کی طرح

رحم نہ آیا کس کس امر کو آپ نے ہمسے پوچھا ہی جو چاہا وہ کیا اس باب مین بھی آپکو اختیار ہی۔ تب چیف کمشنر
نے جو پایہ غیر کو حکم نیلام دیا از بن قبیل اب طرفین سے ہر امر مین خلاف ہونا شروع ہوا جو باعث ناگواری فریقین ہوا
سہ شنبہ سے صبح و شام اور زوال شمسی کی بھی توپ بند ہوگئی اس جہت سے کہ توپخانہ سرکار ضبط ہوا بعد
دو ہفتہ کے توپ صبح و شام و زوال شمسی موافق دستور چھاؤنی انگریزی حسین آباد سے چلنے لگی،

الغرض خاص و عام اس حرکت و سکون سفر سے متردد ہوے حریفون نے ہر روز
ایک نئی تبدیش خود تراشنی شروع کی اس خیال سے کہ اگر ہمارے حیلے سے سفر موقوف
ہو جائیگا تو البتہ باعث رسوخ چیف کمشنر بھی ہوگا اور حضور عالم پر بھی بڑی خیر خواہی
ثابت ہوگی چیف کمشنر نے پرچہ پیام بھیجا کہ حضور عالم اور مہاراج اور اہل خدمت
درجہ دوم ہمراہ رکاب نہ جائینگے کسواسطے کہ باز پرس اور تحقیقات اکثر مقدمات
ضروری اون پر منحصر ہے وگرنہ ہرج کار سرکار ہوگا اسی جہت سے جب
تحریر صافی نامہ دستور معظم کی نواب مخدرہ عظمیٰ اور اکرام الدولہ کی سفارش و
فہمایش سے پیش ہوئی اوسے جنرل صاحب نے بھی منظور نہ کیا حاصل مضمون یہ
تھا کہ اس مدت عہد معدلت حضور عالم مدار المہام سلطنت نے کوئی امر بے حکم و
مرضی شاہی نہین کیا لہذا اوسکی باز پرس بادولت کے ذمہ ہے جب یہ مسودہ مقبول
نہ ہوا کئی سطرین دستخط خاص سے مزین فرمائین کہ جو کچھ مدت وزارت مین حضور عالم
نے کیا اوسکی باز پرس کا اختیار بادولت کو ہی دوسرے کو اوسکا مواخذہ نہ چاہیے اوسکا
جواب یہ آیا کہ نیاز مند کو جو حکم نواب گورنر جنرل پہونچا ہی اوسکے خلاف تعمیل نہین کر سکتا
غرض اسوجہ سے جب سررشتہ ضمانت حضور عالم نواب محسن الدولہ سے اور ساہ جی سے ضمانت مہاراج لیگئی

اس عرصہ مین تار برقی سے چیف کمشنر نے صدر کو اطلاع کی کہ بادشاہ واسطے
استغاثے کے تعجیل سفر لندن کرتے ہین ہمنے حکمت عملی سے ملتوی رکھکر اطلاع کی
اب اجازت اور عدم اجازت مین جیسا حکم ہو۔

اوسکا جواب یہ آیا کہ بادشاہ نے تعمیل حکم سرکار مین ازبسکہ فرمانبرداری اور
عجز ظاہر کیا ہم سرنگون ہوے کسیطرح منع نہ کرو آنے دو فقط

یہ مجرد سننے اس خبر کے تیاری سفر کی دھوم ہوئی اس عرصہ مین ایک محبت نامہ نوازش نما
بحرا ہمدید لارڈ کننگ بہادر پہونچا محبت الدولہ نے سر بمہر حضور شاہی گذرانا خلاصہ اوسکا مضمون
یہ تھا کہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہوزی بہادر روانہ ہوئے احوال ماضی اور ایک آرائی سلطنت
کا منکشف ہوا غالب کہ جو مقتضائے محبت و اتحاد قدیم الایام سے ملحوظ خاطر سرکارین رہا ہے
اوسی طریق سے ہر امر طرفین سے عمل مین آتا رہے فقط

بعد ملاحظہ بادشاہ نے فرمایا کہ باطن مین بدل مسرت حاصل ہوئی مگر بظاہر اگر توپین
برج سے نہ گرائی جاتین حکم شلک سلامی ہوتا اب یا خلاصی چھاؤنی انگریزی سے یہان آوین
یا چیف کمشنر خود حکم سلامی اپنے توپخانے مین دین غرض یہ امر داخل تکلفات ہوکر ملتوی رہا
جب رعایا و برایائے شہر اور متوسلین شاہی کا طعن و تشنیع بڑھا ہر شخص کو یقین ہوا کہ سفر مین تامل
ہوا اور روز سہ شنبہ سوم رجب بادشاہ مستعد اور آمادہ سفر ہوئے تمام نوچاہا کہ بادبہاری پا
پر سوار ہون لیکن مقربان خاص نے بمنت و سماجت نحوست یوم سمجھا کر روکا بادشاہ اوسوقت
برہم ہوکر کسی سے مخاطب نہوے مقام خاص مین تشریف لیگئے۔

تشریف فرمائی بادشاہ سمت کانپور و حالات قیام وہانکے

الغرض پنجم شہر رجب ۱۲۷۵ھ مطابق ۲۔ مارچ ۱۸۵۶ء بادشاہ نے بادبہاری طلب
فرمائی حاضرین نے جانا کہ حسب معمول یومیہ دورہ گشت قیصرباغ ہوگا حضور عالم مضطرب
ہوکر چلے راہ مین پائے ثبات نے ٹھوکر کھائی دو تین اور مقرب بھی حاضر ہوے ہر ایک کو بچشم دیکھ
کسیکو جرأت عرض نہوئی بلکہ سامنے سے ہٹ گئے ۸ بجے ساعت سعید مشتری مین ش
جرنل صنا رونق افروز برج سعادت بادبہاری ہوا اور مثل نیرین ذو حسدین مرکز جادۂ مستقیم
سے منزل مقصود کو میل فرمائی راجہ یوسف علیخان ہمنشین برنڈن صاحب کو پیچ منجش پر تھے
اسواسطے کہ اوسوقت کی عنان اختیار اوسکے ہاتھ مین تھی اور کئی دن پیشتر سے اہتمام
اونکے ذمے ہوگیا تھا اور بکمال خصوصیت و خیرخواہی سے ہمراہ رکاب ہوئی تھی ہرچند جنرل سل
صاحب نے اوٹھین کئی منبی پیشتر سے شہر سے نکلوادیا تھا بشیر الدولہ احسن الدولہ گھوڑون پر سو

تھوڑے سے ترک سوار اور ملازم پیادہ جلوس سواری مین تھے جب سوار ہونے لگے ڈنکا ہوا
پھر تھوڑی دور جا کر منع فرمایا حضور عالم نے ایک سوار کو دوڑایا کہ غلام کو کچھ عرض ضرور ہی ہے
لیکن وہ سوار گرد سواری تک نہ پہونچ سکا شب جمعہ کو جبکہ کربلا کے سیر عبد اللہ بخش میں
مومنات جمع تھے مجلس عزا مین مرثیہ خوان نے پہلے مناقب استدا اثر تصنیف بادشاہ
خود دل پڑھی عجیب حال سب کا ہوا ہر شخص بدعا لقای ملک و سلطنت مصروف ہوا —
بادشاہ کی گاڑی کے پیچھے نواب معشوق محل صاحبہ اور چھوٹے جرنل صاحب تھے اوسکے
بعد متفرق صاحبان خاص سیح الدولہ سفیر شاہی بعد ایک دو منٹ کے گاڑیون پر چلے شہر سے
تھر کے در دولت سے تا دریا ے گنگ پیادہ زبان طعن و تشنیع ہیا کا نہ کھولے ساتھ رہی
تمام رات رہے او تمام مین سواری پہونچی وہان سے عبد الہادی خان قندھاری بھی گئی
سوار وہی ہمراہ رکاب ہوے کچھ تھوڑی رات رہے کنار گنگ پہونچے بادشاہ خیمہ مین
رفع ضرورت کو تشریف لیگئے جب تک قفلی پل تیار ہو گئی اول صبح صادق کے پار اترے
پر لارڈ صاحب کے بنگلہ مین رونق افروز ہوے ہر چند ناچ گھر اور کئی بنگلہ گرد و پیش کے
پیشتر سے خالی ہو چکے تھے پھر لشکر سلطانی بھی پڑا تھا جب طلوع آفتاب ہوا خبر تشریف
آوری عام ہوئی فوج تحت سلامی کو پہرہ پر آ کر جی بادشاہ نے انعام حسب معمول بھیجدیا
اور سلامی توپ کو منع کیا افسران فوج نے عذر کیا کہ مبادا ہم عتاب اپنی سرکار سے ہو
مگر دوسرے دن سلامی ہوئی جب حکم تار برقیہ سے پہونچا کہ واسطے انکے ایک ہفتہ پیشتر سے
آمد لشکر فوج رہتی تھی بعد انتظار چلی جاتی تھی اسلئے جسے داخلہ کا یقین نہ تھا —
روز جمعہ وقت عصر نواب منور الدولہ مع امجد علی خان حکیم میر محمد حیدر علی منشی باقر علی
روانہ کانپور ہوے منزل بمنزل روز یکشنبہ شرف ملازمت مین پہونچے جناب عالیہ نواب
مخدرہ عظمی مرزا ولیعہد بہادر اور زوجہ طاہر عصمت مآب حضور عنایت الدولہ نواب
سجاد علی خان روانہ ہوے صاحبات محل ناچ گھر مین اترے باقی مصاحب وغیرہ متفرق
بنگلون مین اترے سبکو ممانعت حضور ہی ہوئی مگر بروقت طلب جب یاد فرمائین
نواب منور الدولہ بہجہ بروڈ صاحب سفیر صفدر راسخ الاعتقاد شاہی بروقت خاص

شاہ جہاں کے حضور پیر نور رہیں حاضر ہو اکرین برنڈ صاحب کا اہتمام تھا انھون نے اپنے حوصلہ سے زیادہ کام کیا تھا ہر وقت بدل مصروف کاروبار رہتے تھے اور حفاظت دست سلطانی اور بجا آوری احکام میں سرگرم تھے تکالیف ولایت گزراتے تھے جس میں بادشاہ کا دل بہلے۔ شاہزادے نواب ملکہ کشور صاحبہ کے مرزا ارا سطوت اور نواب ملکہ عہد صاحبہ کے مرزا سلیمان قدر اور بعض افسر پاسے شاہی اپنی سعادت سمجھکر روانہ ہوے شاہزادون کو دولاکھ روپے زاد راہ سفر دیکر بھیجا دیا تھا اکثر خوش باش اور رئیس شہر بھی ہر ایک وسیلے سے روانہ ہوا تھا مگر شاہزادے فردوس منزل کے نواب یحیی علیخان مرزا اعظیم الشان مرزا رفیع الشان نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر تشریف فرما ہوے خصوصاً ان دونون صاحبونکو حضور عالم سے بھی ایک خصوصیت بلکہ قرابت بھی ہو گئی تھی۔

امیر الدولہ سید مہدی علیخان عرف امیر الامرا اگرچہ خانہ نشین بلکہ معتوب تھے روز بد سمجھکر روانہ ہوے اور پھر آتے کینے خبر بھی نہ کی بلکہ بشرط مشرفیابی بواسطہ اپنے نذرانے ٹھہرائی تھی

احسان حسین خان کو حضور عالم نے دفتر انشا سپرد کر کے روانہ کیا لیکن نواب منوالدولہ کی جہت سے بدخل محض رہے۔ ہرچند خان مذکور نے بہت سی تدبیرین اپنی کین لیکن بے سود ہوئین اور میر منشی قدیم راجہ بہندن لال کے خاندان سے منشی دولت راے شوق تخلص واسطے جواب نویسی تحریر کے ساتھ کئے گیے

مدبر الدولہ راجہ جوالا پرشاد بہ ضعف قوی و سن پیری کانپور تک گیے لیکن بادشاہ نے کمال عطوفت و رحم سے بواسطہ مصلح السلطان فرمایا کہ تم تکلیف سفر نہ کرو حسام الدولہ کے پاس حاضر رہو جب بادشاہ کانپور سے تشریف فرما ہونے لگے حسام الدولہ خویش نواب ملکہ گیتی صاحبہ اور بھائی نواب محسن الدولہ کو مختار و مہتمم معاملات محلی اور امور مرجوعہ رحلب دیا لبس اور بجا آوری احکام شاہی کا مختار فرمایا تھا اور کوٹھی خزانہ جواہر خانہ وغیرہ مفتاح الدولہ کے سپرد تھی اونھون نے اپنا قایم مقام اپنے سگے بھائی کنز الدولہ کو ہمراہ رکاب کیا تھا کسواسطے کہ اوسے بہتر کون مستحق وہنرا وار ایسے اعتماد کا تھا اونھون نے حق ادا کیا مگر اونھین جیسا چاہیے تھا وہ ادا کیا۔

بادشاہ نے قبل از تشریف فرمائی حکم محکم بیگمات و صاحبات محل کو دیا تھا کہ جسے قیام دولت تبھرائے شاہی منظور نہو اُسے اختیار ہے چلی جائے چنانچہ اکثر بیگمین چلی گئین اور بہت سی ثابت قدم رہین اور سر موحکم قضا شیم سے انحراف نہ کیا بعد اسکے بادشاہ نے صاحبات محل کیواسطے علی السویہ سو روپے ماہواری اکل و شرب و دستہ ضروری کیواسطے ہر ایک کے مقرر فرمائی انمین سے اکثرون نے قبول نہ کیا کہ ہمارے پاس تصدق حضرت سے بہت کچھ بسر اوقات کر سکتے ہے اور جسدن عملداری سرکار ہوگئی تھی ہر محل نے عملہ شاگرد پیشہ بیرونی و اندرونی کو تنخواہ سب کی دیکر برطرف کیا تھا فقط بہ ضرورت کچھ لوگ رکھہ لیے تھے اس برطرفی مین ہزارہا زن ہی مرد محتاج ہوکر حالت یاس مین خانہ نشین ہوے اور ہر گھر مین ماتم بپا تھا۔

اکرام الدولہ مع اپنے بیٹون کے روانہ کانپور ہو مرزا حاجی کے بنگلے مین اوترے مولوی محمد خلیل الدین خان جو حسب الطلب حاضر ہوئے تھے بادشاہ نے ہمسن منزل مین رہنے کو حکم دیا تھا بعد تشریف فرمائی اپنے وطن مالوف میں چلے آئے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ جب ساتھ چلنے کو ارشاد کیا انھون نے عذر کیا عرضداشت کی کہ تین چار ہزار روپے کا قرضدار ہون تنخواہ و پنشن بھی سرکار سے ملتی نہین ملی نئی عملداری شروع ہی مبادا کوئی قرضخواہ نالش کردے امیدوار ہون کہ اِس سے گلوخلاصی ہوجانے آیندہ ہزار روپے کی تنخواہ مقرر ہو کسواسطے کہ جب کلکتہ مین عہدہ سفارت پر تھا پانچہزار تنخواہ تھی بادشاہ نے حضور عالم کو عرضداشت تجویز کو عنایت فرمائی اونھون دو ہزار خرچ کے اور تین سو کی تنخواہ تجویز کی خلاصہ پھر کوئی سامان حال نہوا وجہ اسکی یہ تھی کہ حضور عالم انسے صاف نہ تھے اور انکو بھی بدل جانا منظور نہ تھا بہت غنیمت سمجھے اور سب کا انجام سمجھتے تھے میر حسن علی لندنی بھی حسب الطلب نواب منورالدولہ باوجود کبرسنی و ضعف پیری کانپور تک جاکر پھیر آئے۔

شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر معزول شاہی اخراجی جنرل سلیمن صاحب کانپور مین تھے اہلکارون نے سفارش سے بجای محمد خلیل الدین خان اکلٹین مقرر کیا اور دو ہزار روپے زادراہ اور دو ماہوار انکے واسطے معین ہوا ہر چند بادشاہ نے ازراہ استعجاب مولوی فینا کو لوچھا کسینے جواب شافی عرض نہ کیا۔

جناب سید نقی مجتہد ابن سید العلماء مرحوم حسب تجویز اکرام الدولہ و نواب منیر الدولہ مستعد و آمادہ سفر لندن ہوے کسواسطے کہ ایسے سفر دور و دراز مین ایسے شخص کا بھی ساتھ ہونا ضرور ہے کہ بروقت تشریف آوری ملک الموت کیکی مٹی خراب نہو اور انشاء اللہ لندن مین نماز جمعہ و جماعت ہوگی یہ امر بھی باعث یادگار زمانہ ہوگا لیکن خوبی اعمال مومنین سے وہ کانپور ہونچکر ایسے علیل ہوے کہ وہین سے احرام حج کا قصد کرکے مع الخیر بہمراہی منتظم الدولہ سید باقر خلف اکبر جناب سلطان العلماء پیشتر سے لشکر کانپور مین موجود تھے جب یہ رنگ سفر دیکھا اور امامی صاحب نے شکایات انکے بیانکی تہدید خیال کرکے مراجعت کی ورنہ اولوالعزمی مین اونسے زیادہ تھا۔

ادنی ترین رعایاے شہر میان محمد و نانبائی بھی اپنی منفعت فروخت اشیاے باکول سمجھکر داخل اردوے شاہی ہوے نواب منور الدولہ نے بخدمت طعام خاصہ انکے سپرد کی۔

نواب معظم الدولہ باقر علی خان زائر نواب مجاہد الدولہ بہادر دونون پھوپھیا بادشاہ کے کمر ہمت باندھکر روانہ کانپور ہوے بادشاہ نے تکلیف سفر سے منع کیا عرض کیا ہم کسطرح آپکی تکلیف دہ نہ ہونگے اور ایسے وقت مین ساتھ ہمراہی سے نہ اوٹھائینگے بعد اسکے یہ دونون صاحب قبل ازان روانگی بادشاہ روانہ بنارس ہوے غرض ہر شخص رعایاے شاہی کا یہ حال تھا کہ بہر صورت دامن دولت سے ہاتھ نہ اوٹھائی اور شریک مصیبت سفر تازہ رہی۔

کہتے ہین کہ نوروز کو کانپور مین اٹھارہ من سے زیادہ قند شربت کیواسطے بسر ہوا لوگون نے اس جہت سے نذر نیاز مختلف طعام و شیرینی پر دی وہان کے اہل دربار کو تعجب ہوا اور سرکار شاہی کیواسطے دست بدعا ہوے کہ یہ گھر قائم رہے اس قلت لشکر اور عدم سے رسی ہر شخص موافق اپنی صرف بیت پیاسات کی مجبور تھا

اس عرصے مین کلکتہ سے خبر آئی کہ ۶ مارچ روز پنجشنبہ جہاز فیروزہ پر پانچ بجے شام کو لارڈ ڈلہوزی صاحب روانہ ولایت ہوے اور نواب گورنر جنرل جدید داخل کلکتہ ہوے چنانچہ اخبار ورود کلکتہ سے ورود نواب محتشم الیہ لکھا جاتا ہے

ورود نواب گورنر جنرل بہادر کلکتہ مین

۲۹ فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۲۲ رجب ۱۲۷۲ھ روز جمعہ ۵ بجے شام کو رائٹ آنریبل چارلس جان وای

گورنٹ کیننگ بہادر فیروز جہاز پر جب مقام اچ پور سے گذرے قلعہ فورٹ ولیم بنگالہ سے توپ
سلامی کی چلی پرائیوٹ سکرٹری و ملیٹری گورنر جنرل اور دو مصاحب گورنر جنرل و لٹون ہیچر
واسطے استقبال ہیولنڈ تک گئے چھاؤنی خضرپور میں لنگر کیا وہاں سے نواب محتشم الیہ سنولکھی
فنس پر سوار ہوکے جاندپال گھاٹ پر نزول اجلال کیا اوسوقت ۱۹ توپیں فیروز جہاز سے چلیں
اور اسکے پیشتر گھاٹ پر سکرٹری گورنمنٹ بنگالہ چیف مجسٹریٹ کلکتہ سپرنٹنڈنٹ مرین یعنی مہتمم جہازی
اور ماسٹر اٹنڈنٹ و شرایف کلکتہ استقبال کو آئے تھے جب نواب گورنر جنرل نے زمین کلکتہ پر
قدم رکھا ۱۹ توپیں چلیں بعد اسکے داخل ایوان گورنری ہوئے وہاں بڑے پھاٹک پر لفٹننٹ
گورنر بنگالہ اور لب دالان پر نواب گورنر جنرل ڈالہوزی صاحب اور ممبران سپریم کونسل
استقبال کو آئے صاحبان نظامت گورنمنٹ اور سب افسران قلعہ اور جنرل اشاف
ایک طرف دوسری جانب افسران خدمات دار الریاست لباس درباری پر تکلف سے حاضر
تھے جب کرسی گورنری پر جلوس سواری جاندپال گھاٹ سے شمالی بڑے پھاٹک تک ایوان
گورنری کی ترتیب سے دورویہ قطار بستہ کھڑے ہوئے تھے یعنی سپاہی دوسرے
باڈی گارڈ تیسرا رجمنٹ چوتھا رجمنٹ ملکہ تیسرا رجمنٹ سپاہ ہنود کا ۳۱ پیادہ ہندوستانی
۴ رجمنٹ ۴۳ لائٹ انفنٹری فسون کلکتہ یعنی محافظان شہر لباس سے آراستہ اسلحہ
سے مکمل ماتحت انتظام لفٹنٹ کرنل پال صاحب صف بصف آراستہ تھی جب گھاٹ
مذکور سے سواری چلی تھی ایوان گورنری تک دورویہ سلامی ہوئی اور توپ بعد ایک دوسرے
کے چلی جب اس تزک تجمل سے نواب موصوف داخل ایوان ہوئے ۶ ساعت ۵ دقیقہ شام
پر سوگند معمولی اپنے عہدے کی دیکر کرسی گورنری پر جلوس فرمایا کمانڈر انچیف انس صاحب
سپہ سالار افواج ہندوستان عہدہ ممبری زائد کونسل ہند پر جو بعد اگلزنڈر ڈارنف صاحب
سکوٹر ہنیر جنرل جان لو صاحب و آئی بی جان سیو پر گرانٹ اسکوئر سپرنٹنڈنٹ عہدہ ممبری اول
دوم و سوم چہارم کونسل ہند پر مامور ہوئے پھر حسب دستور اشتہار منصوبی و معزولی نواب گورنر
جنرل سابق دیا گیا کہ تا قیام شہر حفظ مراتب بدستور نواب محتشم الیہ کے واسطے رہے۔
نواب گورنر جنرل بہادر بہت تندرست و توانا و قوی الاقوی ہیں یہ بیٹے لارڈ جان کیننگ کے

ہین وہ ایک زمانے مین وزیر اعظم سلطنت بھی ہوئے تھے اونکی مان سومن سے میجر جنرل اسکاٹ
کی تھین سنہ ۱۸۱۲ء مین گلاسٹر راج برائٹن مین پیدا ہوئے ۴۴ برس کا سن ہے پہلے اسکول مقام
اٹون مین پڑھے بعد اسکے کالج اکسفرڈ مین کتب علمیہ حاصل کین سنہ ۱۸۳۳ء درجہ اول کالج مذکور
مین علوم درجہ دوم یعنی حساب و ہندسہ مین ترقی کی بعد اس کے لیڈی کیننگ سے کتخدا
ہوے وہ بیٹی لارڈ اسٹوٹ دی راتھسی کی ہین پھر کاروبار سلطنت مین مامور ہوئے اور بتدریج
ترقی کرکے عہدہ سررشتہ ڈاک سلطنت برطانیہ پایا بعد اس کے بہ سفارش لارڈ پامرسٹن
اس عہدہ جلیلہ گورنری پر منصوب ہوے —

حالات قیام کانپور و سوانحات لکھنؤ روانگی بادشاہ کانپور کو

بعد تشریف فرمائی بادشاہ خزانہ جواہر خانہ اسباب پر تکلف و بیش قیمت جو جناب ملکہ
قطعہ دام اقبالہ کیواسطے طیار ہوا تھا کپتان کنز الدولہ حفاظت فوج انگریزی مین لیکر لکھنؤ کو
روانہ ہوے ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر بہادر کانپور سے مسیح الدولہ مصلح السلطان
دیانت الدولہ احسن الدولہ شفاء الدولہ آفتاب الدولہ اکرام الدولہ اہتمام الدولہ حیدر حسین
خان اہلکار کارخانہ جات سلطانی واسطے ضمانت کے حاضر حضور چیف کمشنر ہوے چنانچہ ۱۲ اشخاص
نامی بہ رہائی ڈاک حاضر ہوے مگر اہتمام الدولہ بہ علت باقی دس ہزار روپیہ بابت علاقہ کے نہ آئے
برڈ صاحب نے انکی ضمانت کردی اور از روے حساب واجبی اونکے چودہ ہزار سرکار مین فاضل تھے
اکرام الدولہ نے حاضر ہونے مین مکث لیا حالانکہ صاحب مجسٹریٹ نے از راہ عزت
و تکریم پہلے ڈپٹی میرزا مہر علی کو اونکے لینے کو بھیجا تھا یہ نواب مخدرہ عظمی کے پاس جاکر بیٹھ رہے
چاہا کہ کسی حیلے سے ٹال دیا جاے جب ڈپٹی صاحب تنگ ہوکر چلے گئے حالانکہ انکا اوس دن پہلے تقا
گرچہ حاکم سے آئے تھے جب کیفیت مشروحاً صاحب سے بیان کی صاحب نے چپراسی و سوار انکی
طلب کو بھیجے یہانتک مجبور ہوکر خود صاحب تشریف لاے اب کیا عذر کرسکتے اونھین اپنے
ساتھ کچہری مین لیتے رات کو روبکاری کا حکم دیا رات بھر کچہری مین رہو صبحکو روانہ لکھنؤ ہو لیکن
بمنت و عذر بار دو سے گھر آئے صبحکو روانہ لکھنؤ ہوے یہ ان صاحبون کی نہم ذرہ ست

یہی وجہ ظاہر ہے کہ خائن تھے جو کچھ نوشجان کیا تھا اوسکے واسطے ڈرتے تھے چنانچہ یہی ہوا

پرچہ پیام شاہی چیف کمشنر کو اسی باب خاص مین پہونچا کہ ایک لاکھ ۳۶ ہزار روپے ازروے حساب بشیر الدولہ اور مہاراج بالکرشن بہادر بابت باقی علاقہ حضور تحصیل اکرام الدولہ کے ذمہ نکلا ہے اگر انکا عملہ کھا گیا ہے اسکا مواخذہ انکے ذمہ ہوا اور اگر ڈوبے بہادر موصوف ہے بس مال سرکار ہے اسکے لینے اور نہ لینے کا بدولت کو اختیار ہے اسقدر تاکید و ضمانت سے کیا فائدہ متصور تھا اسکا سبب لکھیئے

جواب شافی اس پرچہ پیام کا نہ گیا مگر مقابلہ و مواخذہ حساب بدستور رہا جب یہ ۲ شخص لکھنؤ مین آئے چیف کمشنر کے پاس گئے وہان سے کپتان ہیز صاحب کے پاس حاضر ہوئے پھر ایک سمن صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس حاضر ہوا بعد ضمانت و مختار کے پھر کانپور آئے مگر اکرام الدولہ بہ علت حساب رہ گئے۔

بعد دو چار دن کے احتشام الدولہ حیدر حسین خان حسب الحکم بادشاہ لکھنؤ آئے کو ہمراہ راضینامہ اقربائے شاہی افسران فوج اور سرگروہ ہر فرقہ رعایا شہر سے لیکر چلے گئے

ایکدن منجھلی بیگم صاحبہ خواہر محترمہ دستور معظم نواب اختر محل سے تحسین گنج کو جانے لگین دربان ڈیوڑھی تلاشی لینے لگے سواری کے سپاہیون سے تکرار ہوا حضور عالم نے برہم ہوکر فرمایا مین انگریزی پہرے بلوا سکتا ہون حسام الدولہ مہتمم محلات متردد ہوکر کانپور گئے بادشاہ سے عرضحال کیا کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیدا ہو چیف کمشنر کے پہرے اسی حیلے سے ہوجائین اسی باب خاص مین حضور عالم کو دستخط خاص مزین فرماتے پھر آتے

ایکدن مفتاح الدولہ کسی امر ضروری کی غرض سے کانپور گئے بعد عرض حال بتلانے لگے الحق کہ بہادر رند گور کی نمک حلالی و خیرخواہی و جانفشانی مین کچھ شبہ نہین جیسا اسنے امانت و دیانت سرکار کی ویسے دوسرے سے نہ ہوئی اسی جلدو مین سرکار سے اپنے حق پنشن سے محروم رہے سبحان اللہ چیف کمشنر نے دستور معظم کو بھیجا کہ دولتسرائے شاہی سے اپنے گھر چلے جاؤ۔ عرض کیا کہ بادشاہ نے دستور قدیم کو ارشاد کیا ہے حکم ہوا کس سند سے آنحضرت نے دستخط شاہی جو معرفت حسام الدولہ آئے تھے اوسے بھیجدیا جسکا مضمون یہ تھا کہ آدمی کو جسقدر راحت و آرام

اپنے گھر مین ملتا ہی دوسری جگہ نہین ملتا لہذا مناسب وقت یہی کہ حسب الحکم تم اپنے گھر چلے جاؤ تین
چار دن کے بعد ایک اشتہار شہر مین لگایا گیا کہ فلان تاریخ ۹ بجے دن کو تماشای عجیب رعایای شہر
کو دکھایا جائیگا کہ کبھی کسی نے آنکھ سے نہ دیکھا ہو ہر شخص کو ایک توحش ہوا آخر روز سہ شنبہ
۱۳ اپریل کو دولت سرای شاہی سے پہلے سواری پینس خس مین نواب اختر محل صاحبہ نکلی اوسکے بعد
حضور عالم گاڑی دواسپہ نواب ممتاز الدولہ مین سندیل فرامت زیب سر ہر طرف سے جھلملی گاڑی
بھیجی مدار چیف کمشنر کو پیچ بخش پر برآمد ہوئی گئی سوار بھی بحالت گدائی تھے کچھ خاص بردار سے
اسلحہ لباس کثیف سے گرد ور شاہی سے تحسین گنج تک زبان طعن وتشنیع بہیا کان شہر ہر طرف سے
بارش بے وقت برسا رہے تھے اگر چیف کمشنر صاحب نہ ہوتا غالب ہے کہ ڈھیلے اور پتھر بھی کیا
اولے برستے۔ العیاذ باللہ۔

پردگیان عصمت وطہارت دستور معظم جو کانپور مین نواب مخدرہ عظمیٰ کے مہمان تھے
اس مدت قیام کانپور مین ایک دن مشرف بپابوس شاہ ہوے کلمات الحاح وزاری حد
سے زیادہ عرض کیے کچھ سود مند نہوے آخر بمجبوری سرخ کوٹھی کنارہ دریا مین جا کر رہے
جب وہان سے لکھنؤ آنے لگے راہ مین شہدون کی زبان طعن سے چین نہ ملا

کوتاہ اندیش ومحبان خاص باتفاق اپنی گھات مین تھے کہ بہت وسوسے واندیشے
سفر لندن وکلکتہ کے عرض کرکے خاطر اقدس کو اس سفر سے باز رکھین کانپور سے پھیر لائین
تاکہ رسوخ ونیکنامی سرکار انگریزی مین بھی ظاہر ہو لیکن باوصف سننے ان سب اخبار موحشہ
کے استقلال سفر کو جنبش نہوئی فی الحقیقت اگر اہل انصاف چشم بصیرت سے دیکھین شاہ جمجاہ
جنھنے ایسی عیش وعشرت سے بسر کی ہو وہ دفعۃً ایسے امراض لاحقہ پر کس موسم تابستان مین
ایسے سفر کا متحمل ہوا اور ناامید ہو ہوم اور درحقیقت کا فہ انام کیواسطے کہ یہ امانت خدا ہین۔

نواب منور الدولہ نے جب صحبت اغیار کا یہ حال دیکھا اپنی نازک مزاجی اور بکھیڑون سے جبر
ودماغ ہوسے اور اپنے فرخ آباد چلے جانے کو بہتر سمجھے اور یقین ہوا کہ یہ بیل کبھی منڈھے
چڑھیگی بہت متردد ہوسے اور اپنے ارادے پر منفعل تھے لیکن انکے اصحاب شوری نے سمجھایا کہ
بے اتمام حجت چلے جانا بھی اچھا نہین بہرحال جو دیکھنا تھا سب دیکھ چکے انجام کار بھی کھل گیا پھر جانا

مشرف بادشاہ سے عرض کرکے رخصت ہوچکے اس عرصے مین انکی خوش نصیبی سے مصلح السلطان
انکے لینے کو آئے جب شرفیاب ملازمت ہوے بالمشافہ عرض کیا کہ یہ بارغلام نے محض رفاہ
فقرا و حقوق نمکخواری قدامت سمجھکر اوٹھایا نہ واسطے طمع دنیا عہدۂ وزارت کو لیا لیکن افسوس
ہے کہ مقربان خاص اپنی عادات جبلی و خوگردہ سے اب بھی باز نہین آتے ہرچند کہ یہانتک
خانہ بربادی و جلاوطنی کی نوبت پہونچی ارشاد کیا جو تمنے اسوقت کیا اسقدر مجھے چشمداشت
نہ تھی حضرت جنت مکان بھی اس سے زیادہ نہ کرتے بہرصورت امر جزئی و کلی مین تمھین اختیار
ہے اور مینے بھی یہ شفقت محض رعایا کو امانت خدا سمجھکر اختیار کیا اور اپنی بربادی ہرطرحسے گوارا
کی ہے اب تم یہان سے چلو چلونگا کام بھی میرا استقلال مزاج کو دیکھتے ہو جو حضور عالم کیواسطے کیا اب
تک اوسی پر قائم ہون اسکے بعد بہت سے الفاظ کسر نفس ارشاد کیے کہ حاضرین کو موجب تعجب ہوا
خلاصہ روز دوشنبہ سلخ شہر رجب مطابق ۷ - اپریل شام کو بادشاہ نے ہلال ماہ شعبان
دیکھکر گرونک بادبہاری پر سوار ہو سمت الہ آباد تشریف فرما ہوے فقرا اور رعایا کی
بہت جمع ہوے تھے کچھ اونکو عنایت ہوا سب دست بدعا ہوے اوسوقت گاڑی ڈاک
کی دار وگیر مین طرفہ ہنگامہ برپا ہوا تھا کہ خاص برداران سلطانی مین قریب تھا کہ آپسمین
صورت فساد برپا ہو نواب صاحب نے تہدیدا اس ہنگامہ کو دور کیا ۔

جناب عالیہ متعالیہ بنفس نفیس مع جرنل صاحب بسبب ناسازی عارضہ لاحقہ صبح سہ شنبہ
کو روانہ ہوے ڈاکٹر ہندوستانی بھی اونکے ساتھ تھا باقی صاحبات محل ملازمین بعد ایک
ہفتہ کے نواب منور الدولہ بعد روانگی سب قافلہ کے روانہ ہوے

قبل از روانگی بکمال لطف و اخلاق عرضداشت مہاراجہ ایشری پرشاد نراین سنگھ بہادر
مہاراجہ بنارس معرفت نواب نظر اقدس مین گذری کہ مخلص خیر طلب موروثی ہے اور ممنون
قدیم اس خاندان عالیشان کا ہے امیدوار رحمت خسروانی ہے کہ حضور بنارس مین بلاملک
مراندیش مین رونق افروز ہون ۔

شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

راہ مین الہ آباد تک بمقام خاص پر سامان ضروری درست تھا جب الہ آباد پہونچے بصلاح

برنڈن صاحب پنج گھر میں نزول اجلال فرمایا اور معمول تھا جہاں بادشاہ گاڑی سے اوترتے تھے
پہلے سائبانات پہنچ جاتی تھی وہاں جس مقام ہوئے جب بنارس کو تشریف فرما ہونے لگے صاحب پنج
گھر نے دو ہزار چار سو روپے کرایہ کا دعوی کیا گفتگو میں طول ہوا صاحب نے گاڑی روکنے کو
سڑک پر رسی باندھ دی آخر نوبت بعدالت دانشمندوں کی مدد لت پہونچی کسی دلال کی معرفت
چھ سو روپیہ پر تصفیہ ہوا اب وہ جو بہتر کوٹھی ہر مقام پر تجویز سرکار ہوئی تھی معلوم نہیں
اوسکا کونسا سبب نہ ملنے کا ہوا۔

۱۶۔ اپریل روز چہارشنبہ مطابق ۹ شعبان بنارس کی چھاونی سکرور میں کوٹھی راجہ صاحب
موصوف میں رونق افروز ہوئے بیٹے اکرام الدولہ کے کانپور سے اپنی سسرال میں مہمان ہوئے تھے
اور کانپور سے خرچ ماہواری سرکار شاہی واسطے سفر کے ۱۲ ہزار روپیہ کا ضبط ہوکر نواب
مجد عظمی کے محول ہوا تھا کانپور میں اکثر صاحبان عالیشان مشتاق ملاقات شاہی ہوئے
بلکہ ایکدن لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور بھی تشریف لائے لیکن ملاقات نہوئی نواب صاحب
استقبال کرکے اپنی کوٹھی میں لے گئے اور عذر علالت مزاج اقدس کیا کیا اکثر کیفیت مزاج
جادہ اعتدال سے منحرف ہوکر رہتی ہے۔

نیلام دواب شاہی اور برطرفی فوج شاہی وغیرہ حالات لکھنؤ

چیف کمشنر نے پہلے کاغذ جمع خرچ کارخانجات سلطانی اور ملازمین شاہی کا جائزہ لیا تھا
سب مجموع تراسی لاکھ روپیہ تنخواہ ملازمین واقربای شاہی کا مع کارخانجات نکلا سوا خرچ
ضروریات ذات اقدس وخرید اسباب جدید وغیرہ اور ۸۷ ہزار آدمی سب مجموع ملازم ہر فرقہ
وپیشہ وسپاہ کے تھے چنانچہ بعد برطرفی چہارم فوج زنان خلد منزل فردوس منزل حضرت
جنت مکان کے ۲۵ پلٹن نجیب وتلنگہ اور ساڑھے تین ہزار سوار سوائے ترکسواران سوار
و چودہ ہزار عملہ شاگرد پیشہ سلطانی اور کچھ کم دو ہزار سپاہی متعلق چبوترہ کوتوالی شہر وناکہ
اور سات ہزار چوپایہ اور دوسو ہاتھی سواری مع کشتی کے اور ایک لاکھ کئی ہزار کبوتر اور
ایکسو سات شیر اسیطرح اور بہت سی چیزیں تھیں اور اگر عہد دولت آصفی کا حساب کیجیے تو

اونکا عشر عشیر بھی نہ تھا دواب جنت آرامگاہ جو متعلق نواب رمضان علی خان کے تھا ۳۵ سو روپے
روز کا تھا اور جب جناب عالی نے انتقال کیا سات ہزار راس گھوڑی گھوڑیان ٹانگن ٹٹو تھے اور
اس عہد دولت مین دواب یومیہ فقط بارہ سو روپیہ کا رہگیا تھا وہ زائرالدولہ خواجہ مرد تریاکی
کے سپرد تھا اوسکے کارندون نے خوب ہاتھ صاف کیا تھا وہ بےخبر محض تھا۔

غرض تمام ممالک ہندوستان مین اشتہار نیلام دواب وغیرہ بقید تاریخ ہوگیا خلاصہ یہ حال
کم قیمتی نیلام کا لکھا نہین جاتا پہلے اچھے ہاتھی سرکار کمپنی کے واسطے علیحدہ کر لیے گئے باقی متفرقات
شہر نے بے دریغ متفرقات آنکھ بند ڈال کے مول لیے تھے اور کسیطرح کی حیثیت شرافت و نگاہ نکتہ
رسی اکثر وی کے لوگون نے از راہ تجارت مول لیے تھے اونکا ستیاناس ہوا فائدہ کا کیا ذکر
ہے کچھ نہ کہرسے دنیا بڑا لاہور کے نیلام کا حال مشہور ہے مگر قصاب لکھنؤ نے گائے بیل سرکاری
کے لینے مین عذر کیا کہ ہم قدیم سے چوپائے بیرونجات سے خرید لاتے ہین مرزا علی رضا کوتوال
نے کئی سو کبوتر شاہی مول لیے تھے حیلے سے کہ انشاء اللہ تعالے بادشاہ کو بعد مراجعت نذر
دونگا اکثر ہاتھیون کو وقت نیلام سر پر خاک اوڑاتے آنسو آنکھون سے بہتے دیکھا اکثر صاحبون کو
شبہ آشوب چشم ہوا فیلبانان نے کہا ہم تیس برس سے نوکر ہین یہ مثل ہمارے خاک اوڑاتے اور روتے
ہین پھر زر نیلام کا حکم دیا کہ اگر مشتری سرکار نہووے تو بعد تین مہینے کے روپیہ لیا جاویگا لیکن
ضمانت اور نشان گھر کا لے لیا تھا غرض دلارام کی کوٹھی مین نیلام اسباب و رمنہ مین نیلام
چوپایہ ہو رہا تھا مقام عبرت تھا۔

چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے فرمایا چوپایہ اور توشہخانے سے جو چیز تحفہ و کمیاب ہو
نیلام ہونے دو آگے خرچ دواب ایک ہزار کئی سو یومیہ کا تھا اب قریب نو سے روپیہ یومیہ کا
رہگیا ہے مفتاح الدولہ جب کانپور گئے تھے نواب مخدرہ عظمی نے فرمایا کہ اس بقیہ دواب کو خیرات کر
ڈالو ہمارے کس مصرف کا ہے غرض کہ اس بقیہ دواب مین وہ گھوڑیان رہ گئی ہین جنکی اصل نسل مین
جنت آرامگاہ نے بڑی کوشش سے خانہ زاد بچھیرے پیدا کئے تھے افسران فوج نے اپنے گھوڑی
گھوڑیون کا نیلام مین داخل کیا سرکاری نیلام سے بہت تحفے کم قیمت پر مول لیے۔
چنانچہ نواب منورالدولہ کا پوتا زین ایک شخص سے ایک گھوڑا نیلام شاہی ڈیڑھ سو روپے کا

مول لیکر ایک صاحب کے پاس بھیجا بہت پسند کیا ہزار روپیے اوسکی قیمت دینے لگا اوس وقت نواب نے اوس شخص کو صاحب کے پاس بھیجدیا اور کیفیت نیلام سے آگاہ کیا بلکہ گواہ کیا کہ ایسے نایاب گھوڑے مثل مال غنیمت کوڑیون پہ نیلام ہوے اسیطرح سے اور اسباب کمیاب کا نیلام حکم سرکار سے ہوا ۔

گورنمنٹ نے چالیس لاکھ روپیہ بابت تنخواہ فوج سلطانی اپنے ذمہ لیا کہ اگر اس سے زیادہ حساب سے نکلیگا سرکار شاہی سے مجرا لیا جاویگا اور اگر اس سے کم تقسیم ہو ہمین اختیار ہے پس ہر رسالہ اور پلٹن کا پہلے جائزہ لیا اسکے بعد حکم سنایا جسے سرکار کمپنی کی نوکری منظور ہو اور قابل محنت و مشقت کے ہو اختیار کرے اوسوقت دو صفین علیحدہ ہو جاتی تھین بہت کم ایسے نکلے جو تنخواہ برطرفی لیکر چپکے اپنے گھر چلے گئے کئی متعدیون کی اس تقسیم تنخواہ مین خوب بن پڑی ہرچند سرکار نے اپنے پہلے ایک اقرار نامہ بجرم سنگین لیلیا مگر بہر صورت انھون نے اپنا کام کیا اور رسالہ مین جنھے تیس برس سے زیادہ نوکری کی تھی اوسے پنشن ملی باقی انعام ایک مہینے سے تین مہینے تک کا ملا اور رسالہ سے بعد تنخواہ اسلحہ ضرب لے لیے اور وردی سرکاری راجہ ٹھاکر سنگہ کپتان تربیدی کا کچھ تصرف تنخواہ سپاہ ثابت ہوا یا جو لوگ مقید ہوے پھر کچھ دیکر چھوٹے اب گھر مین بیٹھے چین کرتے ہین ۔

احسن الدولہ و یانت الدولہ کے ترکسوارون کے گھوڑے نیلام ہوے منجملہ مجموع سوار شاہی اٹھارہ سو سوار چھانٹ کر تین رسالے کیے اونکے افسر انگریز بقید وردی و قواعد انگریزی حسب دستور اور تین مقام چھاونی مقرر ہوے ایکہزار توپ سو توپ آہنی برنجی خرید لاکھا روپیہ منتخب ہوکر علیحدہ ہوئین باقی سب کو بیکار سمجھکر چرخ سے گرا کر گولی آہنی و غبارے دس آنے سیر بازار مین بکے ہزارہا من باروت پانی مین نکمی جانکر بہادی ۔

مرزا علی رضا بیگ کوتوال کے سپاہیونکو حکم ہوا کہ نواب آصف الدولہ کے امام باڑے مین حاضر ہو تقریباً چار سو مسلح حاضر ہوے اونکے بعد علی رضا بیگ کپتان ہیر صاحب میجر کار نگی صاحب ٹمسن صاحب کو ہاتھیون پر لے آئے ہم کمپنی تلنگہ دو ضرب توپ جلوہ خانہ امام باڑے مین لائے اور اوسیوقت پلٹن حسین آباد اور چھاونی منڈیانون سے اوسکو کوتوالی چوک سے طیار ہو

پہلے سپاہیون کو حکم دیا تین صف باندھکر روبرو کمپنی کھڑے ہو وہ بیچارے کھڑے ہوگئے
مگر روح قالب سے سب کی نکلی کہ یہ تقسیم تنخواہ ہے یا قربان گاہ افسرون نے حکم دیا کمپنی نمبر دو
کو پھیرے کا رنیگی صاحب نے کوتوال کے ساتھ سپاہ کو حکم کیا اپنے سلاح رکھدو پھر تنخواہ لو وگرنہ ہم تم
سبکو ابھی اڑا دینگے کوتوال نے عرض کی حضور تھوڑا توقف کرین اور سپاہ سے بمنت اپنی
پگڑی اوتار کر کہا واسطے خدا کے میری عزت تمھارے ہاتھ ہے تمنے میرے باپ کے وقت سے
نمک کھایا ہے اپنے ہتھیار حوالہ کردو یہ کھکر تلوار اپنی پہلے صاحب کو دی اور رونے لگے جب
یہ حال سپاہ نے دیکھا سبھون نے اپنے اپنے ہتھیار دیدیے باقی جتنے رہے خوف جان سے مسافرخانہ
کی دیوار سے کودے اکثرون کے ہاتھ اکثرون کے پانون ٹوٹے اکثر مجروح ہوے سیدھے اپنے
گھر پہونچے تنخواہ سے ہاتھ اوٹھایا یہ فقرہ کوتوال صاحب کا خود تراش تھا کوتوال صاحب سپاہ کی
تنخواہ خود نوش جان کر چکے تھے سرکار مین پہلے کہدیا کہ یہ سپاہی بر سر فساد ہو رہے ہین یہ حیلہ وفساد
سب ضبط تنخواہ ہوا پھر سپاہ نے داد و بیداد شروع کی کہ سرکار سے تنخواہ دو مہینے کی اور
انعام مرحمت ہوتا ہے اور ہماری تنخواہ مختلف چھ مہینے سے ۱۲ مہینے تک کی چاہیے چنانچہ خود
کے تلنگون نے بھی پوری تنخواہ پائی ہے اور بحال بھی رہے ہمنے کون سی عدول حکمی سرکار کی
ہے جو اپنے اصل حق سے محروم رہے جاتے ہین پھر افسر نے چاہا عرض کرین کہ آیا دستور
سرکار یہی ہے کہ بر وقت تقسیم تنخواہ سپاہ کو زیر تفنگ لین اور تقسیم تنخواہ کے بہانے سے بلائین
کوتوال نے منع کیا کہ زنہار ایسا حرف زبان پر نہ لاؤ خلاصہ کارنیگی صاحب نے کوتوال کو فقط
اونکی تلوار دیکر اور سپاہ کے ہتھیار لیکر چلے گئے اور حکم دیا کہ ہمارے جانے کے ایک ساعت
بعد یہ سپاہی اپنے مقام پر چلے جائین زبانی جگناتھ سنگہ کمان افسر تھانہ حیدر گنج تحریر
کیا وجہ اسکی یہ تھی کہ تنخواہ جو آپ کھا گئے تھے وہ روپیہ ماہواری تنخواہ کوتوالی کی تھی اسمین
تنخواہ جو جرمانہ سرکار مین جاتی تھی انکی اونکی بسر اوقات تنخواہ سپاہ یا معاملات شہر اور [illegible]
پر تھے اسکا احوال بھی سب پر ظاہر ہے

دوسری صبحکو سب کمان افسر تھانہ کو حکم کوتوال پہونچا کہ حسب الحکم صاحب تم اپنے بستر لوٹا لیکر
چلے جاؤ ورنہ گرفتار بلا ہوکر مدت معینہ مین رہوگے جگناتھ سنگہ کمان افسر تھانہ حیدر گنج نے سراسیمہ ہوکر

کوتوال کو عرضی کی حکم ہوا کہ جو ہمنے حکم دیا ہی وہی کافی ہی اور حضور صاحب مین یہ ظاہر کیا کہ سپاہی سب تھانے شہر کے خالی کر کے چلے گئے اس فریب سے سراسر سرکشی و تمردی غریب سپاہیون کی ثابت ہو جاے چنانچہ تین دن تک تھانے خالی رہے پھر رند میرزا و رحسین اور تلنگے میر فدا حسین کے اکثر مقام پر آ گئے یہ دوسرا فریب تھا جو سرزد ہوا

بعد ہفتہ عشرے محمود خان کوتوال لاہور ساکن نجیب آباد کننگ مرزا علی رضا مقرر ہوے وہان تھانہ شہر مین مقرر ہو کے تنخواہ تھانہ دار پچاس روپیہ ہوئی اور بدفعات چودہ سو برقنداز و چوکیدار اور چار روپیہ تنخواہ کے نوکر ہوے اور دستور العمل انگریزی دیا گیا قواعد کرین اور صبح و شام طیار رہا کرین منجملہ عمارات شاہی جلوہ خانہ پہلوے بیلی گارد برابر کر کے صحن وسیع کر دیا اور دو تھانہ قدیم نواب آصف الدولہ مین چھاونی توپخانہ و میگزین رکھا اور دولت الدولہ کے ترکسوار دن کے اصطبل مین گورہ بارک اور فیلخانہ قدیم جسمین خاص ہاتھی سواری کے رہتے تھے استیبان بنایا اور دونون دروازہ حضرت گنج مملوکہ نواب ملکہ عہد صاحبہ کو وسعت شارع عام کے واسطے توڑ ڈالا جب بیگم صاحبہ نے چیف کمشنر سے شکایت کہلا بھیجی ممانعت ہوئی

صاحبان حکام عالیشان نے جابجا ممالک محروسہ کی توپین جو متعین تھین بیکار کر کے تحت فی النار کردین باروت کو نکمی سمجھکر پانی مین بہا دیا ممالک محروسہ مین تھانے ہوے اکثر عامل تحصیلدار شاہی بدستور بحال رہے بہت سے نئے نوکر ہوے مگر بہیر و نجات کے بہت بلا زم ہوے اقساط ممالک محروسہ بارہ کین اوسمین ساڑھے چار رہا فروری ۱۸۵۶ء تک مال بادشاہ باقی مال سرکار حالانکہ معمول دس قسط کا تھا۔

فوج سوار و پیادہ کو حکم ہوا کہ بے اسلحہ حاضر ہو کر تنخواہ لے از روی مواجب نجیبون کے اور فوج انگریزی طیار رہی مبادا صورت فساد پیدا ہو اکثر جا چھاونیون مین سپاہ کا اسباب لٹ گیا زمیندار تعلقدار ونکو حکم محکم ہوا کہ اپنی فوج برطرف کرو قلعہ گڈھی خاک مین ملا دو اسلحہ حربی توپ بندوق وغیرہ کو دور کر راجہ تلسی پور نے کچھ تمردی کی تھی گرفتار ہوا راجہ نانپارہ بعلت زر باقی سرکار ۳۵ ہزار کچھ دنون روپوش ہو کر بنارس اپنے بھائی کے پاس تھے پیرو مین گئی وہان سے کلکتے گئے یا خفا ور فقر ہو گئی بنگر باتھ مین ستار لیے در شاہی پر پہونچے مرزا قربان ملنگ

سوار کا چہرہ تھا اونھون نے پہچانا مگر انجم الدولہ کو خبر کی بادشاہ تک گئے ناکام پھر آئے اوربادشاہ نے ہر طرح سے منظور نہ کیا اور حکم دیا جو شخص اسطرح سے آئے ہم تک آنے نہ دو۔

فی الحقیقت بادشاہ کے انکار مین کچھ شبہ نہین اگر کچھ خلاف سرکار منظور ہوتا تو لکھنؤ سے اوسکی صورت ہو سکتی تھی نہ یہ کہ کلکتہ مین اور اخراسیے توہمات سے قلعہ مین سرکار نے رکھا تھا باقی زمیندار سب سرحساب ہو گئے ملک و املاک و دیہات زمینداری جنسے بجبر لی تھی اونسے بعد تحقیقات اونکے وارثون کو ملی مگر راجہ مذکور بڑے صاحب نصیب خوش اقبال تھے بہرحال خیرخواہ سرکار مین باعزت رہے۔

ہرکار اخبار یکقلم موقوف خبر رسانی ہر گھر معمول خاکروبون پر رہی سات سو سقہ آبپاشی بازار نوکر ہوا اور خاکروب ہر گلی و کوچہ کو صاف کیا کرین۔ کوڑا جمع ہو کر نیلام کیواسطے لگا کرے اور کثافت شہر جمع ہو کر زراعت کے کام آوے اسکا بھی ایک دفتر مقرر ہوا اسیرنڈنٹی مجسٹریٹ

شاہزادہ مصطفیٰ علی بہادر بہرام صولت صاحب عالم صاحبزادہ حضرت جنت مکان

قبل از روانگی کانپور ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر ڈاکٹر فیرا ور ایک اور ڈاکٹر صحت الدولہ کے ساتھ باجازت بادشاہ سعادت گنج مین شاہزادہ مصطفیٰ علی بہادر کے پاس آئے جب محل سے برآمد ہوے موافق عادت قدیم ننگے سر تھے ڈاکٹر صاحب پرسان حال ہوے نبض دیکھی کہا آپکو درد سر اکثر رہتا ہے فرمایا نہین پھر کچھ سوال یعنی وہمینی امتحاناً کیے ہر ایک کا جواب شافی دیا کہا آپ بہرصورت صحیح و تندرست ہین لیکن اس مکان مین انقباض خاطر اور تکلیف ہوتی ہوگی اگر چندے قیام چھاونی مین کیجیے تو بہتر ہے فرمایا مین ۱۴ برس کے عرصے سے اسی قید کا عادی ہو رہا ہون اب مساوی ہے بعد اسکے خرچ یومیہ کو صحت الدولہ سے پوچھا کہا مجھے معلوم نہین شاہزادے نے فرمایا تم وکیل سلطنت ہو معلوم نہین بعد اسکے رخصت ہوے اور کوتوال کو تاکید حفاظت کی چیف کمشنر سے جا کر کیفیت خاص بیان کی۔

دوسرے دن صبحکو کوتوال بشن لیکر آئے شاہزادہ کو سوار کرکے بڑے امام باڑے کے دروازے پر لاو ہانسے گاڑی پر سوار ہو خبنگلہ سندیا دن بہادر ترے کپتان ہیز صاحب آئے کلمات تشفی

ودلجوئی اور امتحان سوا وعلم لیکر چلے گئے اور اسباب سامان ضروری اور تھا صہ طعام کو حکم دیا بعد دو مہینے کے حکم ہوا اب اپنے مکان کو تشریف لیجایئے اور ہمیشہ ماہواری مقرر ہے بادشاہ کی سرکار سے ۶۰ روپے ہزار ذراہی پاتے تھے غرض چیف کمشنر نے رپورٹ صدر کیا اور حق وراثت پدری کہ حسب سررشتہ یہ اکبر اولاد تھی مگر جنت مکان نے حق تلفی کی منظور حق رسانی چیف کمشنر کو تھا مگر لاٹ صاحب نے منظور نہ کیا ہوتا اور کرتا تو یہ تھا پھر کیونکہ حق برقرار رہتا۔

جنرل اوٹرم صاحب کا لندن روانہ ہونا کلکتے سے

چیف کمشنر از بسکہ ورود منصرم مہتمم کاروبار سرکار رہے دفعتاً مادہ فالج جانب راست گرا ڈاکٹر صاحب نے تجویز بدلین کی اس عرصہ مین حسب الحکم نواب گورنر جنرل ۲۳ اپریل روز چہار شنبہ مطابق ۷ شعبان ۱۲۷۲ ہجری ۵ بجے شام کو روانہ کلکتہ ہوئے اوسی دن حضور عالم بھی ایکساعت مک خلوت مین حاضر رہے اپنی شکر گزاری بیان کی صحت الدولہ باہر رہے بعد اسکے کچھ اشرفیان بطریق ایمان ہندوستانی حمایل گلو کرکے رخصت ہوئے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ ولایت ہوئے بعد انکی روانگی کے میجر جنرل خان صاحب ممبر دوم کونسل واقف امور خبرئی وکلی اودھ روانہ ولایت ہوئے شاید مدت ۵ سال کونسل ہوچکی ہوگی۔

عملہ دفتر قدیم رزیڈنٹی موقوف ہوا اکثرون کی حسب دستور پنشن ہوگئی اکثر شہر سے مفصل مین نوکری کو نہ گئے ورنہ اضلاع مین بدستور بحال رہتے بلکہ صورت ترقی بھی ہوتی۔

اجارہ افیون ۶۲ ہزار سالانہ پر ہوا افیونی امر جدید سے معارض ہلاکت مین پڑے سعادتگنج کے مارواڑی سرکار مین دس ہزار روپے نذرانہ دیتے تھے کہ نرخ افیون بارہ روپیہ سیر کا رہیگا اور افیون بدستور بکا کریگی مگر سرکار نے منظور نہ کیا ہمسا جرافیون کا بڑا نقصان ہوا غربا کی دعا کی جہت سے اوراب کل مسکرات اودھ تقریباً ڈیڑ لاکھ کا محصول آتا ہے۔

بادشاہ کا بنارس سے کلکتہ پہونچنا اور سوانحات وغیرہ

راجہ بنارس کی کوٹھی مین خیمے تانے اور اشیاء ضروری تکلف سے آراستہ بادشاہ نے ازاسکے

راہ مین تکالیف شاقہ اوٹھائی تھین فی الجملہ صورت راحت مستعار دیکھی دوسری کوٹھی مین
جناب عالیہ جرنل صاحب نواب مخدرہ عظمی رونق افروز تھین تیسرے دن راجہ رانکو اور اونکے
بھائی مع مولوی گلشن علی اور چند اہل اسلام سفید عبا بردوش نواب منورالدولہ کے پاس آئے
وہان اونکے ساتھ حاضر ہوئے سات تہار پیشکش ضیافت پانسو تصدق کے حاضر کیے نذر
رخصت ہوئے اور امیدوار تھے کہ سارے لشکر شاہی کی ضیافت بحیث الطعام سے کرین
لیکن بادشاہ نے اسے بروقت انشاء اللہ رکھا ہرچند بیشتر سے سامان ضیافت لکڑی گھاس
ظروف گلی چارپایہ ہر قسم کے اجناس غلہ طیار رکھا تھا اور سواریان جتنی اونکی سرکار مین تھین
ہر وقت ملازمین شاہی کیواسطے طیار رہتی تھین کہ جب چاہین شہر مین سوار ہوکر جائین اور
اور کئی داروغہ مہتمم اشیاء ضروری دیوان عام مین حاضر رہتے تھے۔

نواب منورالدولہ ازبسکہ ہمیشہ شایق و مشتاق شکار کے رہتے تھے راجہ کے ساتھ مقام
بکہ مین تشریف لے گئے تھے ہرچند کہ یہ حرکت اس حال مین مضبوحی تھی ایک جوڑی گھوڑی
ن بہت تحفہ راجہ نے دی بادشاہ راجہ کی حسن خدمات سے اور اونکے حضور قلب ہونے سے
بہت خوش ہوئے جسدن تشریف فرما ہونے لگے خلعت معمولی عنایت فرمایا راجہ نے ایک
ایک اشرفی نذر اور کئی کشتیان تحفہ بنارس گذرانین دوسرے دن معرفت بشیرالدولہ نواب صاحب
محل کو نذر بھیجی جناب عالیہ کو نذر بھیجی۔

ہیجر برو صاحب سفیر شاہی کانپور سے قبل از روانگی لشکر کلکتہ گئے تھے بنارس مین پہلے
ہمارے اقبال پھر آئے شرف ملازمت حاصل کی اور از راہ استصواب جو کلکتہ مین اپنے
دوستان خاص اور محرم راز سے جو مشورہ صلاح کی تھی مشروحاً عرض کیا وہ کسی پر مفصل نہ کہا

خلاصہ بادشاہ ۱۹ شعبان روز جمعہ سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۵۶ء وقت عصر حسب
دخانی جرنل منگلو پر سوار ہوکے صبح شنبہ روانہ کلکتہ نواب منورالدولہ و مخصوصین خاص مقربان
شاگرد پیشہ ضروری ہمراہ رکاب تھے نواب معظم الدولہ نواب مجاہدالدولہ باقی اور شہزادے اور دولت
ولت تھے کشتی بجرے کرایہ پر راہی ہوئے جناب عالیہ نواب خاص محل اور صاحبات محل ڈاک گاڑی
مین بعد ایک دو روز کے روانہ ہوئے خلاصہ بنارس سے صورت انتظام خاص لشکر سلطانی و ترتیب

ہوگئی ہر ایک اپنے مرکز عالم خسر جاور سے مثل بنات النعش جدا ہوگیا چنانچہ یہ قافلہ شاہی بہ
منازل وسیر وسیاحت راہ روز سلخ ۳۰ شعبان مطابق ۹ مئی مقام رانی گنج مین پہونچا وہان
سے ریل پر ۴ ساعت کے عرصے مین کٹہرہ راجہ بردوان کنارہ دریا باغ بسل گا جیا مین آٹہرا
ہنگام ورود سواری صاحبات محل کیواسطے قنات سائبان کھینچ جاتی تھی یا پالکیون مین سوار ہو
بہت اہتمام سے داخل مکان ہوتی تھین بعد اسکے بہ تجویز مصلح السلطان پانسو روپیہ کرایہ
کی کوٹھری لیکر پیشگی ایک مہینہ حسب دستور دیا لیکن جب جناب عالیہ نے ناپسند کی کرایہ دیا
تصدق راہ ہوا آخر بصلاح مولوی مسیح الدین خان کوٹھی راجہ بردوان کی جو کلکتہ مین کوس د
شہر سے ہزار روپیہ کرایہ پر سوائے مرمت شکست و ریخت لی ۔

مرکب شاہی نے ۷ ماہ مبارک روز سہ شنبہ مطابق ۱۳ مئی شام کو زیر کوٹھی لنگر ڈالا
گیا راہ مین جو مصائب اور صدمات روحانی نادیدہ بسبب شدت موسم تابستان اور طوفان ا
جابجا زمین گیری جہاز اور سمندر مین گنگا ساگر کی کھاریون سے آنا کہ قریب خلیج بنگالہ ہے یہ
تحریر و تقریر سے باہر ہین اوسوقت اشخاص مستقبلہ کنارے سے جہاز پر جاکر حاضر حضور ہوئے فرمایا
دیکھو اس مدت سفر سے ہمارا کیا حال ہوگیا ہے یہ سنکر حاضرین رونے لگے اور اونکی ہن
جنھون نے سفر لندن اور سمندر سے ڈرا کر فسخ کا [illegible] کردیا تھا بعد اسکے کپتان جہاز کو خلعت
کو حکم انعام فرماکر داخل کوٹھی ہوئی ۔

تاریخ سفر وسیلۃ الظفر

وحید این برآورد سال عجیب　　کہ نصر من اللہ وفتح قریب ۱۲۷۲

ایضاً　　لندن کا سفر ہمین مبارک ۱۲۷۲

اسکی تصدیق بروقت پہونچنے لندن کے ہوئی ۔

ہمراہیان لشکر ظفر پیکر بھی انواع واقسام مصائب سفر نادیدہ مین حالت سفر مین ہوگئے
تھے کچھ لباس سرما مصلح السلطان اور اہتمام الدولہ کا غریق رحمت ہوا چوب خیمہ کے گرنے سے
چشم مین ترحم بھی پہونچا ایک کشتی ضمیمہ سرکار کی ڈوبی نواب منتظم الدولہ اور مجاہد الدولہ کا مجرہ
ہوگیا بعد چند روز کے سبب خستہ حالی سے پہونچے غلاصہ ہر شخص کو موافق اوسکی حیثیت

نقصان اور صدمہ پہونچا۔

بہت سے صاحبان اولی العزم متمنی سفارت شاہی ہوے اور ہر ایک نے نمونہ اپنے
باغ ہنر کا دکھایا یعنی پیٹرسن صاحب منجملہ ناموران صاحبان کونسل سپریم کورٹ کلکتہ جو تحریر و
تقریر میں بہت مشہور تھے پہلے تجویز ہوئی لیکن تہ ٹھہرے اس عرصہ میں احسان حسین خان یا جانشین
دستور معظم ہونچے سید حسین شیرازی کا پور سے ہجرت کرکے اسی خیال سے آگئے خان موصوف
نے دیکھا کہ نواب منورالدولہ سے صورت موافقت نہیں ہوتی رفتہ رفتہ نواب خاص محل سے
رسائی پیدا کی لیکن نواب سے کوئی صورت نہ بنی اسواسطے کہ وہ اس فرقہ خاص کی رفتا و کردار
سے خوب واقف تھے ہر چند ادراہ اپنی قوت بازوی شناوری تدبیر بہت سے ہاتھ پاؤں مارے
ان سب کے بعد میرا دلاور علی المعروف جلسا، نشاہیہ لکھنؤ دستور معظم سے دو ہزار روپیے
زاد راہ لیکر اکرام الدولہ کے سابق کے وسیلے سے نواب خاص محل تک پہونچے سبحان اللہ جہان
الیاس بالسیح جمع ہوتا ہے پھر کیونکر مفتاح فلاح حاصل ہو ہر شخص کو اپنا فایدہ مقدم تھا یہی صورت
ناکامی کی تھی کہ ادبار میں سب کی عقل زائل ہوگئی تھی

مولوی مسیح الدین خان اور میجر برڈ صاحب نے جب یہ صورت خاص مقربان سرکار
خاص کی دیکھی کہ ان صاحبان سفر نادیدہ نے بھاگی رت دریا کلکتہ دیکھکر بحر محیط لندن سے ہاتھ دھو
اور خاطر اقدس شاہی میں اپنے خدشے دل کے مرتکز کردیے اور نواب خاص محل کو صاحب
مشفری کے سمجھانے سے بارہ ہزار روپیے ماہواری کے صرف سے ہاتھ کھینچا اور منتظر زمانہ
یہ ہوکہ اقربا سے قریبہ سلطنت ہر شخص اپنے کو کفالت خرچ اپنے پاس سے کرنے یہ طعن
و آوازہ نسبت جناب عالیہ و جنرل صاحب تھا اثر بہت شاق و ناگوار گذرا بلکہ صورت مخالفت
پیدا ہوئی آخر بادشاہ نے تنگ ہوکر یہ خرچ مینہ خزانہ عامرہ تحویل کمنزالدولہ سے مقرر فرمایا
نواب خاص محل جو بواسطہ اکرام الدولہ صورت موافقت نواب منورالدولہ سے ہوتی تھی اسکو
خلاف ہوئی خان موصوف نے ایک رخنہ شہری توکی۔

میجر برڈ صاحب طالب اپنے ارادہ مقصود کے ہوے نا فہمی نے نواب خاص محل کو سمجھایا کہ
اگر یہ صاحب جلیل القدر بے شد وانشا دکسی حیلے سے اپنی ولایت جاکر مشہور ہو اسکا چارہ

علاج کیا ہوگا آخر ایسی گفتگو ہی بے ربط سے موجب شکستہ دلی صاحب موصوف ہوا چار ناچار
امیدوار ایک لاکھ ۳۵ ہزار زر خالص کے ٹھہرے جسکے بموجب سرکار کمپنی کی نوکری استمراری
سے ہاتھ اوٹھایا پھر از جملہ مبلغ مذکور ۲۰ ہزار روپے نواب خاص محل نے بابت رسوم سرکاری
کاٹ کر باقی کا سونا کا پہونچ دیدیا تھا وہ مجرا لیا خلاصہ صاحب ممدوح جہاز پر روانہ ولایت
ہوئے صاحب مقدور تھے گو محتاج روزگار کمپنی نہ تھے بعد اونکے جانے کے حریفون نے مشہور
کیا کہ صاحب بھاگ گئے حالانکہ اونکی حقیقت شرافت و وفاداری آگے معلوم ہوگی جو عقلمند
میں لنڈن سے اونکو خاص و عام پر ظاہر دیا۔

اب مشورہ تمام یہ ٹھہرا کہ حضرت کی رونق افروزی سے ابتک حکام گورنمنٹ سے
کوئی بیان حال ہوا اب گورنر جنرل کو محبت نامہ بھیجنا چاہیے چنانچہ منشی میر باقر علی نواب
منور الدولہ سکرٹر صاحب کے پاس وہ محبت نامہ لیکر گئے جسکا مضمون یہ تھا کہ بدولت اس قدر
تابستان میں مع اقربای قریبا در چند شاگرد پیشہ سے آوارہ وطن مالوف سے ہو بعد برداشت
صعوبات سفر کلکتہ پہونچا بیخبری و بے اعتنائی اہالیان سرکار خلاف دستور روابط قدیم سے
سراسر باعث استعجاب و موجب تحیر ہوا

اوسکا جواب یہ ہوا کہ نیاز مند کو آپ کی رونق افروزی کلکتہ کی خبر نہوئی وگرنہ تعارف
معمولی مثل سلامی توپ وغیرہ حسب سررشتہ عمل میں آتا اور ورود آپکا خارج کلکتہ ہوا لہذا
حکم سلامی دیا جاتا ہے اور سفر لنڈن کا آپکو اختیار ہے فی الحقیقت اس سراسیمگی و پریشان خاطری
سے وطن مالوف سے نکلنا بسبب آپ کے التفات نمایش دوستانہ جنرل اوٹرم صاحب ہوا
جو حسب تجویز ممبران مجلس حکم صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس سمجھائے گئے تھے اور امورات مجوزہ
نواب گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی بہادر میں نیازمند کو کچھ مداخلت نہیں۔

دوم شوال ۱۲۷۳ھ ۲۴ جون مرزا امجد علی خان صاحب صاحبزادے نواب حکیم میر محمد حکیم میر علی
تھے بسبب علالت مزاج [illegible] آپ [illegible] داخل لکھنو ہوے اب سوا سید قمر علی کوئی
اور بیشتر یاران نواب کے دربان نہیں اور جتنے مقدمات ہوتے تھے معمول سے نواب تھے صاحبان
عالیشان کو بوقت ملاقات نواب لیتا ہی بہت ناگوار تھی کہ ہماری متوسل ہوکر کیون شریک حال ہوے

اسی جہت سے نواب وسکارٹ سے بھی ملاقات نہوئی ہرچند کہ انھوں نے چاہا مگر نہ ہوئی یہ بھی مجبور تھے کچھ بن نہ پڑتا تھا ۔

ازروئے اخبار لندن میل انگریزی معلوم ہوا کہ اہالی لورٹ آف ڈائرکٹرس نے ایک کاغذ داخل سررشتہ پارلیمنٹ کیا مشتمل حساب قرض ایسٹ انڈیا کمپنی بادشاہ اودھ کا آغاز حساب سنہ ۱۸۱۶ع سے لغایت سنہ ۱۸۵۵ع تک کہ بہمہ وجوہ مبلغ چار کرور تہتر لاکھ ۸۹ ہزار نوے روپیہ بادشاہان اودھ سے بدفعات قرض لیے منجملہ اوسکے ایک کرور بعوض بعضے حدود مفتوحہ ملک نیپال جو بادشاہ کو دیا گیا اور ایک کرور ۹۳ لاکھ ۸۳ ہزار سات سو ۶۵ روپیہ نقد سودی ہوا یعنی سرکار کمپنی نے ادا کیا باقی ایک کرور اسی لاکھ سات ہزار دوسو ۳۵ روپیہ جو دین شاہ اودھ ذمہ کار کمپنی انگریز بہادر رہا بسبب ضبط ہونے سلطنت کے ذمہ سرکار سے ساقط ہوا ماشاءاللہ

اخبار کلکتہ سے یہ بھی کھلا کہ صاحبان انصاف ولایت متفق الرائے ہیں کہ بادشاہ لکھنؤ اپنے ملک میں اختیار کلی رکھتا تھا جو مناسب جانا وہ کیا اگرچہ ہمارے نزدیک وہ غیر مناسب تھا ور درحالیکہ بادشاہ ہمہ تن اطاعت و موافقت سرکار انگلشیہ میں مطیع و منقاد رہا اب حکام ضبطی لکھنؤ کا ہونا اگر سرکار مدعی ہو جاوے تو اسصورت میں ننگ قوم انگریز ہیں ۔

چیف کمشنر جدید کا آنا اور بعض سوانحات

۸ مئی سنہ الیہ مطابق ۲ ماہ مبارک سنہ الیہ کالونل کورلی جگلسن صاحب بہادر ممبر صدر بورڈ آگرہ قائم مقام جنرل اوٹرم صاحب ۸ بجے صبح کو داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوئے تسلک سلامی ہوئی تکلفات ظاہری دھوم دھام جتنے تھے داخل رزیڈنٹی تھے وہ سب بادشاہت کی ساتھ گئی ایک دن چیف کمشنر کپتان ہیز صاحب بہ سبیل تفریح قیصر باغ میں تشریف لاتے موافق دستور قدیم منتظر تامجان کے رہے کہ جب گاڑی سے اترتے تھے سوار ہوکر داخل باغ ہوتے تھے مفتاح الدولہ نے عرض کیا تامجان سواری موجود ہے مگر کہار کہاں کسواسطے کہ اس میں بھی تو اب سلطنت سی کوئی چیز یہاں نہیں رہی حسام الدولہ بھی شریک صحبت ہوئے چیف کمشنر نے کہا کہ اسی باغ کو قیصر گڑھ کہتے تھے یہ توہم سے بھی ترم ہی غرض کی کہ اسے بادشاہ نے محض اپنی

اور بے ترتیب دیکھکر بہت تاسف کیا اور مفتاح الدولہ سے سبب پوچھا عرض کی یہ حال
مسٹر کارنیگی صاحب کی بدولت ہوا ایک دن سارا کتب خانہ فرح بخش کی الماریون مین ترتیب
تھا باہر نکلوا کر پھکوا دیا فرمایا اب تم اونھین آراستہ کرکے رکھو عرض کی عملہ اسکا سب
برطرف ہوگیا جنھین ہزار ہا روپیہ کی تنخواہ ملتی تھی وہ سب برطرف ہوگئے فرمایا کارنیگی صاحب
کو اسقدر زیادتی نچاہیے تھی پھر فرمایا مکان شاہی اسقدر وسیع ہے اگر پہر ملی احتیاج ہو
ہم بھیجدین عرض کی اگر ضرورت ہوگی عرض کرینگے

روانگی جناب عالیہ جرنل صاحب مرزا ولیعہد بہادر بہ لندن

مختصر یہ ہے کہ جناب عالیہ جرنل صاحب جب سب طرف سے تنگ ہوے اور کوئی صورت قیام
اطمینان نہ دیکھی بہت افسردہ خاطر ہوے اور چار و ناچار بعزم بالجزم لندن اختیار کیا جانے
کے بہت سے اسباب ہوے اول یہ کہ مداخلت اغیار امور سلطنت مین دوسرے خلاف راے
ارکین تیسرے ناموافقت نواب خاص محل سفر غربت مین چوتھے عبث عبث زیر باری
خرچ لابدیات اپنے پاس سے آوارہ وطنی بہر حال لندن جاکر اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ دام
اقبالہا سے بامید موہوم جب وہ سریر آراے سلطنت بر العین ہماری شکستہ حالی کو
ملاحظہ فرمائینگی اور وزراے سلطنت رحمدلی سے از روے انصاف عرض کرینگے بس وہ
کیونکر اپنی جودہمت سے استرداد سلطنت مین دریغ فرمائینگی ۔

غرض حضرت بسبب شدت حرارت تابستان اور عارضۂ لاحقہ اور کچھ مشاہدہ راہ کے
صدمۂ طوفان اور ارکان دولت کے سمجھانے سے اور از راہ مصلحت وقت کہ اگر خدانخواستہ
عرض حال مقبول بارگاہ سلطانیہ نہوئی تو در صورت یاس کلی پھر مراجعت ہندوستان کا کچھ
لطف نہ ہیگا بظاہر اسمین ایک پردہ رہنا بہتر ہے یہ سب امور مانع تشریف بری ذات خاص
ہوے ۔ چنانچہ ایسا ہی حال نواب مرشد آباد کا ہوا کہ جب اپنے مطالب سے ناکام ہوے
اب ہندوستان کی مراجعت ناگوار ہے ہر چند اونکی مان طلب کرتی ہن نہین آتے اور نہ ایسی
توفیق ہوتی ہے کہ مشاہد مقدسہ کی مجاورت اختیار کرین ۔

مرزا ولیعہد بہادر جب ان حالات اندرونی و بیرونی سے واقف ہوئے بسبب جوش و خروش
شباب جوانی و از راہ اولوالعزمی مستعد سفر و سنیلۃ الظفر ہوئے پہلے اپنی مادر گرامی سے عرض
حال کیا جب مقبول خاطر مقدسہ نہوا بلکہ حرکت طفلانہ سمجھکر فرمایا کہ اگر بادشاہ تشریف لیجاتے
تو ہم سب کا جانا ہوتا اب تمھارا جانا فضول ہے خلاصہ یہ کلمات جو محبت مادری سے ارشاد
فرمائے مایوس ہوکر نواب کے پاس آئے اپنے راز دلی سے آگاہ کیا نواب انہیں بادشاہ
کے پاس لائے مشرحاً عرض حال بادشاہ سے کیا بادشاہ نے محبت پدری سے ارشاد کیا
اور ساجد درگاہ الٰہی کے ہوے الحمد للہ کہ ہماری اولاد بھی صاحب ارادہ و توفیق رفیق فہم سلیم سے
متصف ہوئی نواب سے فرمایا تم سامان سفر قرۃ العین درست کردو
کرایہ جہاز دودی کلکتہ سے سویز تک درجہ اول کا فی کس مع خوراک بارہ سو روپیہ درجہ دوم
کا چار سو مقرر ہوا چنانچہ مسماۃ بنگال جہاز ٹھہرا ایک سو دس آدمی سب ذکور و اناث تجویز ہوے
مولوی محمد مسیح الدین خان سفیر شاہی کی ماہواری سات سو منشی میر رفیع کے تین سو حاجی
الحرمین شیخ محمد علی واعظ و ذاکر رفیق خاص جرنل صاحب کے دو سو دو ہزار چار سو پیشگی ملے
[illegible] برنڈن صاحب مہتمم جلیس الدولہ مصاحب مرزا ولیعہد بہادر دس لاکھ واسطے اخراجات
ایام ولایت وغیرہ دہرایا [illegible] بیش بہا جو سرکار شاہی سے واسطے جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا
لیے [illegible] الماس پر جسکا وزن تین سیر سے کم نہ تھا ربانی مفتاح الدولہ دوسرا ہار یاقوت
[illegible] کنگھی پہونچی الماس جو شامل ہدیہ ولایت مرسلہ حضرت خلد منزل تھی بہت سے مالہ مروارید
[illegible] ٹھیاں ہر قسم جواہر کی لباس انگریزی ہدیہ جناب عالیہ مثل سایہ یعنی پیشواز بہت تکلف
[illegible] ہزار روپیہ کی طیاری کی اور اسباب ضروری سفر جلوس سواری وغیرہ بوجہ سواری
[illegible] عالیہ ایک نامہ شاہی متضمن حال خود جناب ملکہ دوران کیواسطے اور مختار نامہ امور
[illegible] وکلی سپرد جناب عالیہ کیا گیا بادشاہ نے نواب سے بہت مبالغہ سے فرمایا کہ تم مرزا ولیعہد
[illegible] کے ساتھ جاؤ باعث میرے اطمینان کا ہوگا اور پھر کسی طرح کا خدشہ و خلجان کسی امر
[illegible] ہے گا اور شخص [illegible] رہے گا ورنہ بہت سے خدشوں کا احتمال ہوگا نواب نے عذر بار دیگر
[illegible] شاہی استخارہ قرأت الرقعہ پر ٹھہری پانچ رقعہ نکلے حکم مساوی آیا سلیے دل نخواستہ راعذر [illegible]

الغرض ۱۴ شوال روز سہ شنبہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸ جون ۱۸۵۶ء بارہ بجے رات کو جہاز پر
سوار ہوئین وقت رخصت عجب حشر قیامت محل سے برپا ہوا نعرۂ الفراق والوداع مخدرات
اوس پردۂ نشب مین محیط کرۂ عالم ہوا تھا ہر ایک کی آنکھ سے مسلسل دراشک رشک دریا
بھاگیرت بہ رہا تھا اور ہر دل جل بھنکر کباب ہوگیا تھا قرب وجوار کے رہنے والے سب ہیبت
سے جاگ اوٹھے تھے ہزارہا زن ومرد درِ دولت پر کھڑا ہوگیا تھا اور گردش دور فلکی اور انقلاب
زمانہ دیکھکر از خود گم ہوگیا تھا کہ ایسا انقلاب بھی تمام ہندوستان مین کبھی نہین ہوا تھا یہ عورات
عالیخاندان شاہی جنھوں نے مدت عمر تک صورت دریا نہ دیکھی ہو وہ ایسا دور دراز سفر بحر زخار سمندر
اختیار کرین دیکھیے آخر انکا انجام اس سفر کا کیا ہوتا ہے اور کیونکر کہین کہ اہل انصاف ولایت
ابتر رحم نہ کرینگے خلاصہ اول صبح جہاز نے لنگر اوٹھایا زیر کوٹھی شاہی گذار بادشاہ فرط
بے قراری سے برآمدے مین کھڑے ہوے جرنل صاحب نے و مرزا ولیعہد نے آداب سلام
بادشاہ نے خدا حافظ کہکے رخصت کیا طرفین کو عجیب صدمہ روحانی ہوا -

بعض سوانحات کلکتہ و لکھنؤ آمد رفت اشخاص مشخصہ

شوکت الدولہ نواب محمد خان قافلہ شاہی کے ساتھ راہ خشکی سے کلکتہ پہونچے پہلے وہی
قدیہ مسافرین راہ ہوے یعنی دوسرے دن ہیضہ وبائی سے رانکو مر گئے اونکی نعش بیجزی سے رات
بھر پڑی رہی جب مولوی مسیح الدین خان کو خبر ہوئی حمیت اسلام اور اپنے مذہب و ملت کے
اہل محلہ کو خبر کرکے دفن کیا اسباب کا طالبقہ کر دیا کو اغذ اسناد مہری وغیرہ مال سرکار جو انکے
صندوقچے مین تھی میجر برڈ صاحب نے بہت سی رد و قدح کر کے لے لیے اونکے بعد شیخ مصاحب علی
خدمتگار قدیم بھی اسی عارضہ سے اونکا ہمبستر ہوا
بندہ علی نصاحب عنان یاد بھابی سلطانی لعبد گلو خلاصی خدمات تعلقات اپنے مع امید علی
اور اپنے چھوٹی بھائی کے کلکتہ پہونچا بعد شرف ملازمت حسام الدولہ و مفتاح الدولہ کے باب
مین بہت جھوٹ سچ دل سے بناکر عرض کیا لیکن چاہ کندہ را چاہ در پیش ہوتا ہے چند روز مین
عیش کلکتہ اوٹھاکر ناکام لکھنؤ آیا چند روز بعد نواب سعید الدولہ کی گاڑی پر اوس کے بعد مہاراجہ

مہاراجہ صاحب والی بلرام پور کا نوکر رہا مر گیا۔

۲۹ شوال روز پنجشنبہ مطابق ۲ جولائی حکیم میر علی منشی منصب علی مع لوازمات طلب کار
راہی کلکتہ ہوئے مگر حکیم میر محمد اپنی علالت مزاج سے رہ گئے شہر کے بیباکون نے ایک خطاب
ذہنی تراشکر نسبت نواب مشہور کردیا یعنی افسر الوزرا ناصح الخاقان دبیر الملک وزیر الممالک نواب
گورنر جنرل منور الدولہ احمد علیخان بہادر وزیر ہند۔

سید عبد اللہ جائسی مقیم لندن نے عرضداشت بادشاہ کو ارسال کی متقربان بادشاہ کے
نظر اقدس سے گذری اس مضمون سے کہ استرداد ممالک شاہی چشمداشت انصاف جناب ملکہ معظمہ
سے یقین واثق ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر شرایط مودت حضور مین بھیجین گے ۔ اوسکی منظوری
آپکو اختیار ہے اسیطرح کی دو تین باتین اپنی گرم بازاری سے بناکر مندرج کین بادشاہ ذی
اصلاح الدولہ کے خطاب کی مہر کندہ کرواکر بھیجی چنانچہ مفتاح الدولہ نے لکھنؤ سے اوسی ڈاک
مین روانہ کیا تھا اور یہ سب بے اصل و بے فروغ تھا۔ لندن مین یہان سے زیادہ کامل
طامع جاکر مقیم ہوئے ہین۔

انکی حقیقت حال یہ ہے کہ یہ نواسے منشی میر غلام حسین جائسی کے ہین جو رکٹس صاحب
کے زمانے مین بسفارش الگزنڈر صاحب تاجر کلکتہ میر منشی رزیڈنٹی ہوئے تھے بعد اونکے
چلے جانے کے یہ بھی اپنے وطن مین باطمینان جاکر بیٹھے تھے جب کرنل لاکٹ صاحب نے
بضرورت تحقیقات کسی امر خاص کے انھین طلب کیا یہ اوسکے اظہار مین اپنے خوف آپ پیٹ
پچھاڑ کر مر گئے یہ دو دری سے بچے سید عبد اللہ پہلے محافظ دفتر سفارت کلکتہ تھے بعد اسکے
کسی طریق سے کسی صاحب کے ساتھ لندن پہونچے وہان کے رئیس ازراہ جوہر شناسی
باعزت پیش آئے صورت معاش بھی بخوبی نکلی بعد چندروز کے بی بی ولایتی سے جو
کسی پادری کی بیٹی کسی افسر فوج کی تھی بعد ایجاب مذہب عیسائی شادی ہوئی کسواسطے کہ عقد
مہری بے اختیار کیے مذہب عیسائی پادری نہ پڑھے گا اب انقلاب سلطنت سنکر ازراہ سوخ
خود نمائی و دولتخواہی رعایائے ممالک محروسہ سمجھکر یہ صورت پیش کی شاید کہین بضیہ پڑا روپیہ پائین
نتیجہ مفید مطلب ہو اخبار کلکتہ سے یہ احوال لکھا گیا۔

اسکیدن مرزائی صاحب وکیل اور بھائی آغا علیخان ناظم سلطانپور نے چیف کمشنر سے عرض کیا کہ ناظم
بسبب علالت مزاج امیدوار حاضری حضور کے ہین دس سوار جا کر سلطانپور سے لے آوین
ناظم سواروں کی آشتی سے لکھنؤ مین پہلے داخل اپنے گھر ہوے جب سوارون نے رپورٹ
داخلہ کیا حکم برطرفی ملا اتفاقاً ناظم بھی اوسیوقت سلام کو حاضر ہوے حکم حوالات ہوا پھر حسب
سررشتہ مہاجن کی ضمانت سے نجات پائی چندروز بعد ڈاکٹر فیر صاحب سے علاج کیا کہ اسی حیلہ علالت
سے قیام لکھنؤ ہو تو بہتر ہے مگر یہ عذر مقبول نہوا پھر تاکید ہوئی کہ اپنی واصلات کو حکام ضلع کے
پاس جا کر تو بہتر ہے زبانی مرزائی صاحب جو ہر پنجشنبہ کو کربلا مین زیارت کو آتے تھے۔
میر مہدی حسن خان ناظم سلون بہ علت ضمانت لاکھ روپیہ بابت اقساط جا رہنے کے
قید ہو کر ہر چند عرض کیا کہ ۷۰ ہزار ا سال سرکار ہو چکے ہین اور روکا غذ فرد دیوانی دریافت
کیجیے اور زرباقی کو قانون گویوں سے دریافت کیا جاے کہ مین نے وصول کیے یا نہین یا
زمینداروں کے ذمہ ہین آخر بعد تحقیقات کے چھوٹ گئے۔

مرزا رفیع الشان مرزا عظیم الشان شاہزادے فردوس منزل حسب الحکم چیف کمشنر کئی
دن تک منوا ہر مرزا خورم بخت کے گھر جا کر منتظر طلب ٹھہرے رہے ایک دن چپراسی نے
آکر کہا کہ شاہزادوں کے پاؤن مین ہندوستانی جوتہ ہو سادے چمڑے کے بوٹ پہنکر آوین بازار
سے خرید کر حاضر ہوے کپتان ہیز صاحب نے ملاقات کر کے ایک کاغذ مہر کر نکو دیکر رخصت کیا۔

چیف کمشنر نے خصوص تفویض پنشن افسران فوج شاہی و مدرسین مدرسہ وغیرہ نواب
گورنر جنرل کو رپورٹ کیا حکم ہوا کہ بقدر ضرورت ملازمی ہر ایک کو پنشن دیجیا چنانچہ صاحب نے افسر
اور پیادوں کیواسطے سو روپیہ کی پنشن کی اکثروں کو ملی باقی امیدوار رہے اس عرصے مین بلوا
فساد ہوگیا یہ سررشتہ درہم برہم ہوگیا جو لوگ امیدوار تھے وہ بھی محروم رہے اور مدرسین
مدرسہ کو بقیہ نوکری ملی باقی امیدوار رہے۔

۲۶ شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ مطابق ۲۹ جولائی کشتی دخانی اور کئی بجرے سلطانی
حسب الطلب بادشاہ گومتی سے روانہ کلکتہ ہو راہ مین حکام کے حکم سے باحتمال خزانہ و اسباب
بیش قیمت روکے گئے بعد تلاشی حکم ہوگیا جب کلکتہ پہونچے اتفاقاً پہلے نظر اقدس و نیز شہری بہت خوش ہوے

مرمت طلب تھی پانچہزار روپیہ دیکر آراستہ کیا۔

ایکدن حکام نے چاہا کہ درگاہ حضرت عباس مین جو اسباب چاندی سونے کا ہے اوسے بھی ضبط کیجیے مفتاح الدولہ نے عرض کیا کہ سردست مال وقف جایز نہین مگر ازراہ حکومت اختیار ہے انکے سمجھانے سے بدستور متعلق سرکار رہا

لارڈ ڈالہوزی صاحب گورنر جنرل کا لندن مین پہونچنا

اخبار لندن میل سے دریافت ہوا کہ جب لارڈ ڈالہوزی صاحب لندن پہونچے ۱۳ مئی ۱۸۵۶ء کو صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس نے موافق طریق منضبطہ روبرو ۲۰ صاحبان شوری خاص واسطے پنشن نواب ممتشم الیہ بیان فرمایا چنانچہ لفٹنٹ کرنل سکس چیرمین نے شکر گذاری اونکی شروع کی کہ جو بابت انتظام ممالک برطانیہ بقبضہ متصرفہ قدیم مین جانب شرق و غرب ہوا تھا اوسیطرح ممالک ہندوستان وسطی مین بھی واقع ہوا چنانچہ ملک پنجاب جو قدیم سے مشہور و معروف اور نظر مفتوحات سے بعید معلوم ہوتا تھا اور فتح و فیروزی ملک پیگو جو باعث مزید جاہ و جلال ہوے اور جبتک باتمام نہ پہونچے یہ طریق پسندیدہ اختیار قدرت سے باہر تھا جو ہمیشہ ملحوظ خاطر تھا اور ریاست ناگپور جو بسبب ضعف و سستی و غفلت متعلقین سے مرہٹون کا ہاتھ آیا تھا بسبب نہ ہونے مستحق وراثت کے بالفعل وہ قبضہ تصرف برطانیہ مین آئی اسیطرح ممالک سلطنت اودھ جو بالفعل قبضۂ تصرف برطانیہ مین آئی اور اون ظلمون سے جو مدت دراز سے وہان ہورہی تھی نجات تازہ پائی اور باعث ننگ ضمانت برطانیہ معلوم ہوتا تھا اور گورنران سابق نے متواتر حکام اودھ کو سمجھایا لیکن لارڈ ڈالہوزی صاحب نے ایسے احکام مناسب حال صادر کیے جو پایۂ قبول و منظوری پر پہونچے نہ تنہا رعایا بلکہ حکام بھی راضی ہوے اور بسبب عدم ارتکاب خونریزی کہ ایک قطرہ خون ناحق بھی نہ گرا باعث خوشنودی و رضامندی خاص و عام ہوا اپس ان نتیجون سے کمال خورسندی ممالک باعث تشفی و موجب تسکین ہوئی کہ ملک پنجاب ایک کرور پچاس لاکھ پیگو ۱۲ لاکھ محاصل کا ناگپور ۴۱ لاکھ کا اور بالفعل ملک اودھ بھی ایک کرور ۵۴ لاکھ کا پس یہ مبالغ و محاصل ستارہ اور مقبوضہ حیدرآباد سندھ وغیرہ مجموع چار کرور

۲۳ - لاکھ سالانہ کا ہوتا ہے لیکن اگر بہ رائے لارڈ موصوف جنگ و جدال ظاہری مین ہوتی افزونی سلطنت
اور انتظام سلطنت اندرونی و نظم و نسق مفید و ترقی کا ہوتا اور کام سرسبزی تجارت ایسا ہوتا او
احکام انتظام واسطے حفاظت رعایا کے ظلم سے بچا اونکے ممنون خاطر ہوتے ازین قبیل نہر دریا
گنگ جو اونکے عہد دولت مین جاری ہوتی جسکی ابتدا کھودنیکی ماہ اپریل ۱۸۵۴ء سے ہوئی اوسکا
پانی ہزارون میل سے سرسبزی زراعت ہوتا ہے اسیطرح نہر ملک پنجاب مین جسمین کشتیان چار سو
۶۵ میل کے فاصلے سے آتی ہین ایضاً راہ شدہ مین نہرین کھدوائین پل تیار ہوائے اور بہت
سے کار نمایان اونکے زمانے مین ہوئی اور ہر پریزیڈنسی مین کچہریان تحصیل یا تحصیل کیواسطے مقرر
ہوئین اسیطرح تار برقیہ جو کلکتہ مین ۱۸۵۳ء مین واسطے سہولت خبر رسانی شروع ہوا ایکم فروری ۱۸۵۵ء
مین اختتام پایا اور تینون پریزیڈنسی باتفاق یکدیگر ۳۰۰۵ میل تک راہ مین گیا اور بہت
سے ریل روڈ دخانی جاری ہوئی اور مجموع محاصل ممالک محروسہ تقریباً ۲۶ کرور سے ۳۰ کرور تک
پہونچا اور ترقی اسکول کالج انگریزی شفاخانہ ہندی وغیرہ کی ہوئی خلاصہ اوس طریق سے
مصروف و متوجہ کار و بار محنت و دشوار کے رہے جو دوسرے اس سیدا مغزی سے مشکل
معلوم ہوتے ۔

غرض بعد قیل و قال وظیفہ پنشن پچاس ہزار سالانہ لارڈ موصوف کیواسطے مقرر ہوا اگرچہ
رائے اکثر صاحبان شوری کی اسکے خلاف تھی مگر بتقدیر پنشن سرکار کمپنی نے اپنے انصاف و
قدردانی سے مقرر کیا ۔

روانگی حضور عالم لکھنؤ سے سمت کلکتہ اور معاودت نواب منور الدولہ

مثل مشہور ہے آب آمد تیمم برخاست بعد روانگی قافلہ لندن نواب منور الدولہ کیطرف سے
جو خاطر اقدس مین جگہ تھی وہ صورت نرہی اور بہادر موصوف بھی رنگ صحبت حاضرین ناموافقت
نواب خاص محل و اور شکستگی چشمداشت گورنمنٹ سے اگرچہ پردۂ خفی مین تھی اور ناموافقیت آب و
ہوا سے یہ سب عذرات مقبول کیے ہوئے خیرخواہ حضور عالم جو اپنی گھات مین تھے وقت
پاکر سخن سازی شروع کی دوسرے حضرات کمپنو کی موافقت نواب خاص محل سے جب سے ابتدا

ابتدا مین موافقت تھی ویسی ہی ناموافقت ان حضرات کی بدولت ہوئی یہ کب دن بیتے تھے جب
عرائض ہواخواہون کے متواتر حضور عالم کے پاس آئے اور ہر ایک نے اپنی حسن سانحے
بہت بنا کر لکھا اوسوقت امام خان خدمتگار مع عرضداشت مشعر بے قراری مفارقت قدم
مبارک شاہی روانہ ہوا پہلے عرضداشت نظر اقدس سے گذری اوسپر اشک رحمت دیدۂ
حق بین سے ٹپکے بعد اسکے ایک دن امام خان کا بھی سامنا ہو گیا عرض شقہ خاص طلب
حضور عالم صادر ہوا اوسوقت دستور معظم نے سامان طیاری سفر کیا اور ملازمین رفقائے
خاص و رفقا گردپیشہ کو تنخواہ پیشگی دی اور اسباب ضروری چھکڑون پر بار کر کے مع اعظم علی
ایجنٹ روانہ کانپور کیا۔

حضور عالم نے چیف کمشنر سے کئی مرتبہ رخصت طلب کی اور شقہ خاص بادشاہی
دکھایا منظور نہ کیا آخر نواب نواب گورنر جنرل کو عرضی ارسال کی حکم محکم باب عدم مزاحمت
سفر صادر ہوا بعد اجازت پھر بابت سفر باستخارہ ایمانی پر کسی گئی خلاصہ ۱۲ تاریخ شہر ذیقعدہ روز
سہ شنبہ ۱۲۷۳ء مطابق ۵ جولائی حضور عالم مع عیال و لواحقین ملازمین و رفقا [illegible]
۹ گاڑی ڈاک اسپیشل و ۲۰ کرانچی ریل واسطے اسباب ضروری نقد و جنس قسم طلا و نقرہ و شیشہ وغیرہ
ظروف مصرف و خادمان اثاثیہ بعد نصف شب روانہ ہوے

وقت روانگی یہ صورت ہوئی کہ شام سے رفقا و ملازمین در دولت پر حاضر ہوے
حضور خود مہتمم سواری پردگیان عصمت ہوے ایک گاڑی مین چار سواریان زنانی
جب سوار ہو چکتی تھین ایک رفیق گاڑی کی چھت پر باسلحہ بیٹھتا تھا بعد اسکے خود بدولت
گاڑی چار باتہ پر سوار ہوکے نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر بمقتضاے قرابت تہیہ تا کہ چار باغ ہم رکاب تھے
شہر کے شہدون نے شام سے دروازے پر ہجوم کیا تھا پچاس روپیہ مرحمت ہوے کہ آپس مین تقسیم کر لو وقت
وقت سواری کے شور و غل نہ مچانا کچھ منہ سے کلمات بیہودہ نہ کہنا لیکن یہ حریص کب ماننے
تھے تا کہ شہر تک بازار مین غل و دمک پھیلے ہوے تھے اور شہر کے بلے فکرے تماشا بین سر راہ
کوٹھون پر منتظر تشریف آوری تھے جب سواری نکلی شہدے کب اپنی زبان طعن و تشنیع سے باز
رہ سکتے تھے غرض جو جسکے منہ آیا سنوایا سب نے سنا جب کنار گھاٹ دریاے گنگ پر قافلہ پہونچا

چڑھا ہوا تھا تا قیام اودھ پایۂ قافلہ پہونچا

کانپور مین مہمان نظام الدولہ ہوے بعد دو تین دن کے سامان برسات درست کر کے الہ آباد
کو چلے راہ فتحپور مین ڈپٹی لکھنؤ کے تھے دعوت کی ٹھہری زبان عوام و بابت بھی بند ہو گئی
راہ مین درختون پر چڑھ کر جو کچھ کہنا تھا کہا الہ آباد کے چوک مین اترے مظفر حسین خان کے
کارندے نے حسب الحکم خاقانی سامان بخوبی سرانجام دعوت کیا مشقت و تعب راہ سے
بیگم صاحبہ علیل ہو گئی تھین دوسری حویلی مین نقل مکان کیا بعد ایک ہفتہ کے پانچ
پانسو روپے پر جہاز دخانی کا کرایہ ٹھہرا روانہ کلکتہ ہوے جب بنارس پہونچے جہاز نے لنگر
کیا مرزا جان آغا علی خان ناظم کے گھاٹ پر منتظر تشریف آوری تھے کشتیان مشروع گلبدن
حضور گذرانے بیٹے نواب اکرام الدولہ کے کئی مہینے سے اپنی سسرال مین تھے چاہتے تھے کشتی پر
سوار ہو کر آوین نواب نے منع کیا کہ ابھی دریا چڑھا ہے نہ آؤ پھر بنارس سے کلکتے تک بسبب
برسات و طغیانی دریا اور تلاطم جہاز سے صاحبات محل کو بڑی تکلیف ہوتی بلکہ چاہا کہ کسی صورت
سے راہ خشکی سے جائین ممکن نہ ہوا ناچار خوف و بیم مین کاٹا جب ہوگلی پہونچے کپتان جہاز
کو خلعت و انعام دیا اور پانسو روپے لنگر کے دیے جو زمین گیر ہو کر نہ نکلا تھا ۔

خلاصہ ۲۹ ۔ جولائی صبح کو کلکتہ سے گذر کر زیر کوٹھی خاقانی لنگر کیا اسوقت دستور معظم
پابوسی بادشاہ سے مشرف ہوے بدستور قدیم مرحمت خسروانی ہوئی جو موجب فخر و نیاز
حاضرین ہوا ۔ حاضر الوقت خواتین کنبہ بھی حاضر ہوے صاحبات عصمت آب داخل
محلسراے سلطانی ہوے مقربان خاقان جو افسردگی خاطر اور تسلط منور الدولہ سے حالت ضیق
مین تھے مثل گل خندان و شاداب ہو کر پھر وہی چہچہے ہونے لگے ۔

نواب منور الدولہ مشتہر سے برخاستہ خاطر اور مستعد روانگی وطن مالوف ہو رہے تھے عرضداشت
متضمن تمارض آب و ہواے کلکتہ منشی ظہیر علی نے نظر انور سے گذرانی بظاہر کلمات تشفی ارشاد کیے
لیکن برخاستہ خاطر جانکر عرضی پر دستخط فرمایا اسوقت منور الدولہ حاضر ہوے اشرفی امامی بازوے
مبارک پر باندھکر رخصت ہوے اوسیوقت حضور عالم سے بھی کچھ شکوہ شکایت ہوئی ۔

غرض بعد طے مسافت راہ بنارس مین راجہ صاحب کی کوٹھی مین اترے ایام عشرہ محرم وہین

وہین مجلس عزا برپا کی تیسرے سوم کانپور آئے وہان سے ۲۶ محرم روز شنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۸۵۶ء داخل دولتسرای نیپرہ ہوے اسکی صبحکو ڈاکٹر فیرر صاحب کی ملاقات کو گئے ارکان دولت شاہی جو لکھنؤ مین تھے باری باری جاکر حاضر ہوے۔

نواب اکرام الدولہ کانپور سے بمقابلہ حساب علاقہ حضور تحصیل لکھنؤ آتے تھے بعد مواجہہ حساب تین ہزار روپیہ بیت المال انکے ذمہ نکلا ڈپٹی کمشنر سے دو مہینے کی رخصت لیکر ڈاک مین کلکتہ گئے بادشاہ نے از راہ مرحمت خسروانی وہ روپیہ معاف فرمایا جب لکھنؤ آنے کا غذ دستخطی دکھا کر نجات پائی بنارس مین عقد شرعی بیچ دونون بیٹیوں کے نواب امین الدولہ کی بیٹیوں سے کیے منور الدولہ سے ایک اخلاص دلی ہوگیا تھا ملاقات ہوئی اور سیدن راجہ سے بھی انکی ملاقات ہوئی پھر لکھنؤ آئے۔

۱۷ ماہ ذیقعدہ روز یکشنبہ مطابق ۲۰ جولائی قرالعین مرزا ولیعہد کسی صاحبات خاص سے لکھنؤ مین پیدا ہوا قمر دلو آفتاب سرطان مریخ میزان عطارد سرطان زہرہ اسد مشتری حوت زحل جوزا راس حمل ذنب میزان بحیثیت طالع حمد۔ جوگ ایسا احتراق زہرہ دشمن تمام بامی نواب خاص محل نے بروقت روانگی برائی خانم صاحبہ اپنی مان کو کچھ روپیہ دیا تھا کہ بروقت ضرورت اسے صرف کرنا۔

زائچہ مولود بحساب اہل تنجیم

جوزا زحل	سرطان	اسد زہرہ
ثور	آفتاب زہرہ	سنبلہ
حمل راس		میزان مریخ ذنب
حوت مشتری	جدی	عقرب
	دلو قمر	قوس

۲۶ اگست کو منیر کا بیگی صاحب محمود خان کوتوال نے شہر مین جابجا پہرے حفاظت عشرہ محرم کو بٹھا کر امام باڑہ آغا باقرخان و درگاہ حضرت عباس علیہ السلام مین حکم دیا کہ مجلس عزا

بدستور ہو ـــے لیکن تبرا کوئی نہ کہے کہ باعث فساد ہوتا ہے اور اگر کوئی خلاف حکم کریگا مجرم سرکار ہوگا اور کسیکے ہاتھ مین لکڑی بھی نہو دوسرے دن ضعیف اور بدھون پر رحم کھاکر اجازت دی اور اہل سنت جمع ہوکر شیعون کے امام باڑے مین نجائین اور ہر گھر مین طریق عزا بدستور رہے۔

سمسن صاحب ڈپٹی کمشنر اور کارنگی صاحب نے کئی دن پیشتر مرزا علی رضا کوتوال قدیم سے کہا کہ تم موافق طریق قدیم انتظام شہر عشرہ محرم تک کرو انھون نے عذر کیا اور اپنے علاقہ دریاباد کو چلے گئے حکام نے موافق حکم چیف کمشنر کے انتظام کیا۔

امراے لکھنؤ جو کلکتہ مین تھے اپنے گھر لکھ بھیجا کہ تعزیہ داری و مجالس بیرونی موقوف زنانہ مین موافق رسم کے بجالانا شرف الدولہ غلام رضا خان نے کاظمین کی تیاری روشنی وغیرہ بدستور کی میلہ سورج کنڈ جو ۷ محرم کو ہوا چاہتا تھا اس سال بھی موقوف رہا اس جہت سے کہ شرف الدولہ نے عرضی دستور کے موافق زمان شاہی دی چیف کمشنر نے اوسی منظور فرمایا کہ موجب شکستہ دلی رعایاے شہر ہو دوسری محرم کو مطابق ۳ ستمبر سامان ضیافت صاحبان عالیشان باہتمام مجاہد الدولہ احمد علیخان عرف چھوٹے میان مہتمم امام بارہ حسین آباد اور محمد نیاہ آتشباز ہوا ارباب نشاط بسبب عشرۂ محرم کے معذور رہے لیکن کتھک ہنود حاضر ہوے امراے لکھنؤ بھی بہت حاضر تھے۔

ایام عشرہ بہر صورت عافیت مین گذرا لیکن شب عاشورہ درگاہ حضرت عباس مین موافق معمول کئی سو آدمی حلقہ زن ہوکر صحن مین صبح تک منتظر علم نکلنے کے رہکر سینہ زنی کرتے تھے ناگاہ کسی گوئیدے نے سرکار مین خبر کی کہ آج راتکو کئی محلے سے لوگ جمع ہوکر بہانہ زیارت علم چاہتے ہین کہ یہان آکر شہر مین بلوہ کردین اس جہت سے بڑا خوف مفتی گنج کی لوگون سے تھا رات بھر سارا دولتخانہ گھرا رہا بڑا بندوبست غرباے مومنین اپنے نفع جانے مین خالیت رہے برخلاف دن کے درگاہ مین بندوبست کیا کہ تھوڑے آدمی صحن مین ماتم کرکے جب چلے آدین دوسرا غول باہر کے جاوے اتفاقاً محلہ مشک گنج کے بہت آدمی جمع ہوکر علم کے تماشا آئے چاہا کہ سب داخل صحن درگاہ ہون تھانہ دار نے نرمی سے سمجھایا جب سینہ زدری سے جانیکا قصد کیا تو تفنگ لیا سبکو باہر نکالدیا

مرزا برجیس قدر

Mirza Birjis Quader,

بہر صورت حسب معمول علم و گھڑی رات رہی باہر نکالنے تھے نہ نکالا
روز عاشورہ انتظام ہوا کہ سارے شہر کے تعزیے فقط میر خدا بخش کی کربلا مین جاوین اگر دوسری کربلا مین لیجاتین گے شاید بخوبی انتظام نہو سکے اور بازار مین خلاف مثل میلہ چہر بکتی تھی عملداری شاہی مین یہ صورت نہوئی تھی اور کبھینے سرکار مین ایسے امور کی اطلاع بھی نہ کی دگرہ عجب نہ تھا اسکا انتظام بھی ہوجاتا اسی جہت سے ہزارہا مومنین نے مبدفون تعزیہ اپنے گھر زیارت عاشورہ پڑھی کسی گونیدے ڈکا ڈیکی صاحب نے خبر کی مع کوتوال شہر میر محمود حسینخان کے یہان برادر نسبتی عضو دعالم کے گھر مین چلے آئے اسلحہ حرب جو انھون نے بخوف آبرو کنوئین مین ڈالدیئے تھے سب نکلوا کر لے گئے اور ایک اقرارنامہ بھی نسبی احتیاطاً لکھوا لیا آپکا اوکی ڈیاڑھی کے سپاہی کی لگائی ہوئی تھی ۱۷ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۱۰ ستمبر میجر کار نیگی صاحب کپتان ہیز صاحب دو کمپنی لیکر آئے نواب محسن الدولہ کا گھر گھیر لیا اور ایک کاغذ جعل بہ علت اتہام بلوائی شہر نواب کو دیا ۔
دوسرے دن مسٹر صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس نواب گئے اظہار حال کیا اور بہر صورت رفع قلمدان صاحب کیا کہ مین کبھی مدعی سلطنت کا تھا اور نہ ہون ہر چیز کا ایک قرینہ ہوتا ہے آپ خوب دریافت کریجیے اور اسے تعداد لاحاصل سے کچھ کیا فائدہ تھا جو عبث عبث اپنی عافیت تنگ کرتا غرض ہر رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گذشت ہر صاحب غیرت یہ آشوب تازہ دیکھکر اپنی غیرت کو ڈرتا تھا ایک تو قحط روزی معاش سے عاجز تھی دوسرے یہ نیرنگی آشوب سے کچھ نہ بن پڑتا تھا کہ کیا کرے اور کیونکر عافیت حاصل کرے ۔

باب تیسرا

ہنگامہ فساد عظیم بلوائی عوام ہندوستان و مقدمات خاص بغاوت نمک حرامان سرکار و انتظام خاص لکھنؤ و ریاست ناپائدار اجماعی مرزا برجیس قدر وغیرہ

خلاصہ اکنون سخن از کرب و بلا گویم و نگریم ۔ جب خبر وحشت اثر فساد فوج کمپ میرٹھ و ہنگامہ فساد شاہجہان آباد ایجنٹ نواب گورنر جنرل سر ہنری لارنس صاحب چیف کمشنر اودھ کو

پہونچی روز شنبہ ۱۲ - ماہ مبارک رمضان ۱۲۷۳ھ کپتان ہیز صاحب کارنیگی صاحب کو آوا
مع برقنداز سعادت گنج گئے اور نواب مصطفی علی خان کو بس مین سوار نواب آصف الدولہ
امام باڑے مین لیگئے بعد کئی دن کے داخل قلعہ مچھی بھون کیا کسواسطے کہ اس مکان کو نمراخورہ بخشت
بہادر سے لیکر مثل قلعہ آراستہ کیا تھا اور ۴۰ ہزار روپے علت مکان او نھین دیے
تھے اور غرباے شہر کے جتنے مکانات زیر قلعہ تھے سب کو مسمار کردیا تھا جابجا توپین لگائی تھین
دو توپین سمت بھی زیر قلعہ گومتی کے پل پر نصب کی تھین حسن باغ جو ملوکہ نواب محسن الدولہ
باجازت ان لوگوں کے لیکر ہموار کیا تھا امرا شہر کو حکم دیا کہ بقدر ضرورت سپاہی اپنی حفاظت کو نوکر
رکھکر مچھی بھون مین تعمیل حکم کیا لیکن شہر مین بنظر مردم جنگ نادیدہ ایک تلاطم پڑگیا تھا غرباے شہر
اضطراب ناگہانی سے اپنی فاقہ کشی او ربیکاری کو بھول گئے اور گرانی غلہ سے زیادہ تر موجب
ہوگیا تھا کسواسطے کہ ہر قسم کا غلہ اور سامان جنگ لاکھون روپے کا قلعہ مچھی بھون مین جمع ہوکر غا
او رکھتی کھودکر رکھا گیا تھا اور زمین نقب و سرنگ کھود کر جابجا پیپے بارود کے رکھوا دیے تھے
اس خیال سے کہ بروقت غلبہ دشمن انمین آگ دیدینگے نواب سرفراز محل ممتاز محل بیگم
محلے سے اوٹھکر شہر مین بکرایہ جاکر رہین تھین اولاد صاحبات محل نواب آصف الدولہ زر دو
وغیرہ سے اوٹھکر شہر مین رہی تھین دوربین ٹیلیگراف کو مچھی بھون کے کوٹھے بلند پر لگایا تھا کہ فو
بیرون کا حال داخلہ معلوم ہو ۲۵ - لاکھ روپیہ خزانہ بیلی گارڈ سے مچھی بھون مین رکھا تھا صاحبان
عالیشان مع عیال و اطفال گورہ اور برقنداز کو توالی اور ہندوستانی گولہ انداز لو ملازم ور
قدیم ملازم شاہی پانچہزار سے زیادہ جمع ہوے مچھی بھون کی نہر سے پانی بھردیا لیکن قرب دریا
اور رطوبت زمین سے انبار غلہ و اجناس و بارود خراب ہوگئی اس جہت سے ہزارہا روپے
نقصان ہوا آخر خزانہ کو وہان سے بیلی گارڈ مین سلے گئے ۔

چیف کمشنر نے کوٹھی رزیڈنسی و اطراف و جوانب بیلی گارد کی جتنی کوٹھیان تھین سب کے آگے
دمدمہ باندھکر مثل قلعہ مستحکم کیا اور ہر طرف توپین نصب کین اور دور تک جتنے مکان سامنے
تھے سب مسمار کردیا اور درخت سامنے کے سب کٹوا ڈالے اور سب صاحبان عالیشان
بیان اطفال ملازمین متوسلین کے وہین مقام امن سمجھکر پناہ لی اور گرد ہر کوٹھی کے نقب د

لیے بارہ وقت کے رکھوا دیے تھے چھ سو تین گورے جنگی چار سو دو صاحب اور اسقدر بیبیان و اطفال شاگرد پیشہ رندی مرد تھے اسلحہ حرب ہر قسم کا کوٹھہ شاہی سے نکلوا کر عموماً سبکو تقسیم کر دیا صاحبات دفتر بھی اسلحہ باندھے تھے قواعد کرتے تھے ہر صاحب محکمہ داخل حصن حصین تھا کچہریان سوائے فوجداری سب بند چیف کمشنر کرنیل و بیر اور کئی افسر چھاؤنی منڈیاون مین رات کو رہتے تھے غلغلہ آمد آمد و تاخت فوج باغی نمک حرام و سدم پہونچتا تھا

ایکدن چیف کمشنر و کمانڈر فوج نے ہندوستانی افسرونکو بلوایا اور کمال عطوفت و ہمدردی سے سبطرح کے نشیب و فراز و حقوق پرورش سرکار اور انکا ادنی مرتبے سے درجہ اعلی پر پہونچنا سمجھایا کہ اگر سرکار کی روزگار سے تنگ ہوئے ہو تو تنخواہ لو بلکہ اسلحہ حربی جو تمھارے پاس ہے لیکر اپنے گھر چلے جاؤ ہرگز سرکار تمسے کسیطرحکا مواخذہ نہ کریگی لیکن اون باغی آوارہ سنگدلون نے کسیطرح نمانا ایسا سب پر تسلط شیطان ہوگیا تھا اور بسبب اپنے باطلہ کے کچھہ نسمجھے ہرچند بیسن تھےہن اپنے زعم ناقص مین بہت سے وارث ظاہری ریاست تجویز کیے اور بہت سے ہاتھ پاؤن مارے لیکن کسیکی جرأت نہ پڑی ایسے تو ہمات سے سرکار نے کئی وارث شخصہ کو احتیاط اپنی حفاظت مین رکھا تھا فی الحقیقت یہ اونپر احسان کیا تھا اگر باہر رہتے اور فوج باغی کے دم مین آجاتے تو اونکا بھی حال مثل بہادر شاہ یا امراے دلی ہوتا خلاصہ عجیب و غریب معرکہ تحیر افزاے عالم آرا درپیش ہوا تھا یہ معلوم ہوا جسوقت ایسا اتفاق اور سب یکدل ہوجائینگے پھر کسی سے کچھ بن نہ پڑیگا اور یہ امر موقوف مرضی خدا پر ہے جیسی اوسکی مصلحت ہوگی۔

فساد چھاؤنی منڈیاون رجمنٹ ۱۳-۴۸-۱ء-۷ رسالہ ترک سوار آ

غرض جب حکام عالیشان نظم و نسق شہر و استحکام قلعہ ہاے جدید و قصر عمرہ سے مطمئن ہوے ہر چند فوج باغی و نمکحرام کو سمجھانے سے نصیحت و پند بشفقت سمجھایا کچھہ اثر نہوا بلکہ ساعت بساعت شعلۂ آتش فساد تمام ممالک محروسہ ہندوستان مین پھیلا آخر ۷ تاریخ شب شوال ۱۲۷۳ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۵۷ء نو بجے تھوڑی سی فوج گورہ و سوار پنجابی کو حکم تاخت ملا کہ دفعتہ مع اسلحہ حرب کے کوٹھون پر جا پڑین تا سپاہ بدیت و با ہوجاوے لیکن بمجرد پہونچنے فوج کے تلنگے خبردار و ہوشیار

ہوگئے اور بندوقین لیکر مقابل توپ کے ہوے جب توپ چلی بہ موافق قواعد کے زمین پر لیٹ گئے توپ
پر جا پڑے اور طرفین سے گولے چلنے لگے ۔ ساتوین رسالہ کے دو سو سوار بھی انکے شریک ہوگئے
برگیڈیر انڈرسن کو نپ اوسوقت بھی کس شفقت پدری سے ان نامردون کو سمجھاتے تھے کہ
اب بھی تم اپنی حرکت ناشائستہ سے باز آؤ ہمارے حقوق پرورش کو دیکھو اپنی قدر پہ
غیرت بیچا تو تو ایک نامرد نے نہ سنا آخر گولی ماری زمین پر گرے بعد ایک ساعت کے دو تین
اور صاحب بھی مجروح ہوے مچھی بھون مین پھر آئے چیف کمشنر اوسوجہ گرچہ چھاؤنی
مین کھڑے ہوے تھے خدا نے اپنے گھر کی برکت سے گولے سے بچایا لکھنؤ تشریف لائے
اس عرصے مین سپاہی چھاؤنی مین ہر طرف پھیلے بنگلون کو آگ لگانا شروع کی سب
انگلے جلے اسباب بنگلون کا لوٹا اس لوٹ مین وہان کی رعایا بھی شریک ہوگئی تین ساعت
ہنگامہ رہا اور دو پلٹن طیار ہوکر فقط تماشا دیکھا کین اس پلٹن کے شریک ہوتین چند
جتنی فوج چھاؤنی مین تھی سب مین پیشتر سے قسمیہ ہوچکی تھی کہ تین سو سوار بیرون شہر ناکہ پر جا
بیٹھے ہونگے اور ان باغیون پر جا پڑے یہان تک کہ وہ سب سراسیمہ ہوکر بدحواس قیام الدولہ
بخشی کے تالاب پہونچے جہان تک طاقت رہی بھاگے چلے گئے پیچھے پھر کر نہ دیکھا توپین
مین چل نہ سکین رہگئین اور خزانہ جتنا کوٹھون مین تھا تلنگون نے لوٹ کر اسی تو سدان
لیے تالاب پر پیاسے ہوے مصری و قند جو بنگلون سے لوٹا تھا گھولکر شربت پیا پھر
وہان سے سیدھا رستہ دلی کا لیا فوج سرکار نے بھی زیادہ پیچھا نہ کیا خاطر جمع تھی کہ کہان
جائینگے راہ سے توپین لیکر چھاؤنی مین آکر ان توپین فتح کی مہر کین ۔
اس عرصے مین مفسدین و کوتہ اندیش شہر نے طرفہ ہنگامہ برپا کیا اور مستعد شریک سپاہ
باغی ہوے چنانچہ محلہ منصور نگر سعادت گنج مشک گنج سے نشان محمدی اوٹھا کر عیش باغ
مین جمع ہونا شروع کیا اور سیکڑون نے چھاؤنی کی راہ لی کہ ہم فوج کے جاکر شریک ہون جب
خبر سب کے بھاگنے کی سنی ہر طرف اپنی راہ لی ۔
منجملہ متمردین اجل رسیدہ آغا مرزا ایک شخص مشہور کمبل پوش جو بسفارش حضور عالم بادشاہ کے
زرہ پوشون مین نوکر ہوا تھا سب سے زیادہ اجل اوسکی دامنگیر ہوگئی تھی کہ اوسدن صبح سے مرنے

لاگون کو غیرت دلاکر برانگیختہ کرتا تھا ہرچند ایک ہفتہ پیشتر ایک خداترس نے اسے ورد دل سے
سمجھایا تھا کہ خبردار زنہار تم کبھی ایسی حرکت نہ کرنا کبھی تمسے نہ بن پڑیگی سوا اسکے کہ تم بذلت مارے
جاؤ لیکن اوسپر شیطان سوار تھا کب سنتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ جو کچھ ہوگا آپ دیکھ لیجیے گا خلاصہ
انکے ہمسایے ہندیس کرانی محافظ دفتر گینس صاحب فینینشیل کمشنر اودھ رہتا تھا اوسوقت وہ
اپنے برآمدے مین بیٹھا ہوا تھا انکو متردد دیکھکر کہا آغا مرزا آج کس ہنگامہ فساد کی فکر مین پھرتے
اگر ہمارے واسطے ہے عبث یہ تمہارا گمان غلط ہے کچھ تمسے نہ ہوسکے گا آغا مرزا نے جواب بدرشتی
دیا وجہ اسکی یہ تھی کہ ایک کتا آغا مرزا کا صاحب نے مار ڈالا تھا صاحب نے بھی جواب سخت دیکر گولی
چلائی گولی خالی گئی آغا مرزا اور اوسکے ساتھیون نے گھر مین گھسکے اوسے مار ڈالا گھر کا اسباب
لوٹ لیا یہ پہلی بسم اللہ ہوئی چھوٹے خان ایک رنگ پوش ساکن دوگانوان اور عوض علی
وغیرہ کے بدمعاش اور ایسے ہی بہت سے سرشورش شامل کیے گیے -

غرض عیش باغ مین جب تقریباً پندرہ سو آدمی جمع ہوچکا نشان محمدی اوٹھاکر چوک کو چلے
اور نواب آصف الدولہ کے امام باڑے کی زیر دیوار ہوکر گاؤگھاٹ کی راہ پر چلے راہ مین
بازار مین غل مچاتے ہوے مجمع عام سے گذرے انمین سے دو سو بصورت سپاہ مسلح باقی
کسیکے پاس تلوار کسیکے صرف لکڑی اکثرون کے پاس بانس کے ٹکڑے بازار مین جس
دوکان سے چاہا جو چیز اوٹھالی دوکاندار بہ سبب کثرت کے منہ دیکھکر رہ گئے جس مرد آدمی
کو دیکھا جہاد کی ترغیب دینے لگے اکثر آپسمین گالیان دیتے ہنستے ہوے جاتے تھے برقنداز جو
پہرے پر تھے اونسے ہتھیار چھین کر آپسمین بانٹ لیے میجر کارنیگی محمود خان کوتوال امام باڑے
مین تھے چاہا کہ حسین آباد سے کمپنی بلوا کر انھین روک کر سزا دین مگر پھر تامل کیا

غرض قریب دوپہر جب شہر سے بے سروپا قریب چھاونی پہونچے وہان کیفیت تلنگون کے
بھاگنے کی سنی شدت حرارت سے سب پیاسے ہوے جان پر آبنی حواس باختہ ہوے بعض
کی صلاح ہوئی موسی باغ چلو آخر گاؤگھاٹ اوترکر حسین آباد آئے دکانون سے ترکاری لیکر
کھانی شروع کی تلنگے جو متعین حسین آباد تھے نرمی سے سمجھانے لگے کہ یہان نہ ٹھہرو چپکے اپنے گھر چلے
جاؤ یہ اجل گرفتہ انسے بھی بدرشتی پیش آئے تلنگون نے بریگیڈ میجر کو خبر کی وہ افسر رحمدل تھے

حکم دیا خالی بندوق سے دھمکا دو بھاگ جاینگے ان نامردون نے اونپر یورش کیا تلنگون نے پیچھے
گر ایک باڑھ ماری مجروح ہوے مقتول ہوے باقی سب بھاگ گئے پھاٹک حسین آباد کا بند کر لیا آغا
امین قافلے سے پیچھے رہگیا تھا بندوقون کی آواز سنکر جلد آیا اور پھاٹک کھول کنارے تالاب جا پہونچا
تھا اونپر ماری اتفاقاً ایک گولی تلنگانے ہر دوسری سینے پر پڑی باحواس پھر کر پھاٹک بند کیا او
سپرا کام تمام ہوچکا اور زخم کو اپنی چادر سے باندھہ کہین چھپ رہا سب بھاگ گئے اس عرصے مین
برقنداز بھی اکثر تلنگون کے شریک ہو گئے اتفاقاً تھانہ دار کی سازش سے کئی برقنداز مرزا مہدی
چھوٹے بھائی حکیم آغا علی خان کے دروازے پر گئے وہ وہان کھڑے تھے با تمام اجماع
زیر تیغ خون ناحق کیا - دو دن دو رات تک ناکجا تمام شہر اس فساد کی جہت سے خالی
رہے تیسرے دن صبحکو کارنیگی کوتوال شہر منصور نگر سعادت گنج مین تحقیقات مفسدین کو
آئے اکثرون کو گرفتار کیا لیکن طالب یار خان وغیرہ بانی مبانی مفسدین نہ ملے آغا مرزا کے
بچہ آئے اور ایک صوبہ دار رجالن مذکور جو برخصت اپنے گھر گیا تھا سیدھا باطمینان داخل
پلٹن ہوا چاہتا تھا اپنا اسباب لیکر چلا جاؤن غرض پہلے دن شام کو صوبہ دار اور شیخ کو چھچ
بھون سے باہر لائے دروازے کے جلوہ خانہ مین پھانسی دی ایک حلقہ برقنداز دو
گوردون کا حلقہ محیط چوب پھانسی ہوتا تھا اور اونکے افسر کھڑے ہوتے تھے باقی ہزارون تماشائی
جسطرح زیر اکبری دروازہ بروقت گردن مارنے جمع ہوتے تھے دوسرے دن عوض بیگ آغا
کئی تلنگون کو پھانسی دی عوض بیگ نے کہا مین عیسائی ہوتا ہون یعنی مذہب نصرانی مین اختیار
کیے لیتا ہون مجھکو پھانسی نہ دو نہ سنا اپنی سزاے اعمال کو پہونچا غرض چودہ آدمی پھانسی
دیے گئے باقی قیدیونکو تحقیق کرکے چھوڑ دیا اوسکے بعد منادی ہوئی کہ اب سرکار نے تمام اہلیان
کی تقصیر سے درگذر کرکے معاف کیا آیندہ کوئی قصور ایسا نہ کرے -

بھرتی فوج کے واسطے متواتر اشتہار ہوے کہ جتنے اون سپاہیون کو قتل اولاد کے
کیا تعلیم و تربیت سے محروم تھے آدمی کا نام کا بنایا ادون مرتبے سے اعلی مرتبے پر پہونچایا
عزت دی داخل شور سے کیا انھون نے اپنی فہم ناقص زعم باطل سے حقوق سرکار کو ضایع کیا
فساد بپا ہو مرتکب آبرو ریزی صاحبان جلیل الشان و اطفال عورات بیگناہ کے باعث قتل

بہت جلد اپنی سزا اپنے کردار اعمال کو پہونچینگے فوج ولایتی جو شدراس سے بندر بوشہر کو سمت ایران گئی تھی عنقریب سرکوبی مفسدین کو پہونچتی ہے یہ پندار غلط نہ کرین کہ سرکار مین قلت قلت فوج ہے دوسرے اشتہار مین یہ تھا کہ سرکار نے مواخذہ سپاہ سے درگذر کیا لازم ہے کہ فوج بدستور سابق اپنے کام مین مستعد اور سرگرم رہے آیندہ ایسے امور لاطائل کا خیال نہ کرے اور اگر روزگار منظور نہو بسلامت ہر ایک ڈاک مین اپنے اپنے گانون چلا جائے کفالت خرچ راہ سرکار سے ہوگی اور کوئی شخص لفظ نمکحرام مفسد باغی وغیرہ نسبت انکے اپنی زبان سے نہ نکالے وگرنہ مجرم سرکار ہوگا ۔

مگر افسوس ہے ان نمکحراموں نے اپنی قدرنشناسی سرکار کی اس عطوفت قدردانی پر ذرہ سا کا کچھ خیال نہ کیا آخر جہنم واصل ہوے اونکے ساتھ غربائے شہر بھی مفت برباد ہوگئے عزت و آبرو نرہی اور سرکار کے حکم اشتہار پر کسینے اعتبار بھی نہ کیا جانتے تھے کہ مصلحت وقت سے یہ حکم ہوا ہی خاطر جمع کہ ہمارے ملک سے کہان جائینگے ہم سمجھ لینگے یہ بھی سچ ہے حاکم سے کیا چارہ ۔

نواب رکن الدولہ محمد حسنخان مرشدزادہ جنت آرامگاہ کنار شہر قریب دولتخانہ مہتاب باغ مین گوشہ عافیت سمجھکر رہتے تھے کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال نے اونھین سوار کرکے مچھی بھون مین رکھا اونکے سپاہیون سے ہتھیار لیے پھر داروغہ سے اسلحہ خاص لیکر رسید دیکر چلے آئے اور نواب سے کہا کہ ہمنے یہ امر از راہ مصلحت کیا ہے آپ کو کسیطرح کی تکلیف نہوگی ۔

دوسرے دن مرزا الیدر شکوہ مرزا ہمایون شکوہ پوتے مرزا سلیمان شکوہ کے گھر کارنیگی صاحب کوتوال مع برقنداز گئے پہلے ہتھیار جو کچھ تھے لیے اور سوار کرکے امام باڑے مین لائے پھر داخل قلعہ کیا اور نواب وزیر مرزا مرزا کیوان جاہ کے بیٹے کو مہمان امام باڑہ کیا علت ظاہری یہ مشہور ہوئی کہ انکار سالہ شریک اہل بلوہ تھا انکے گھر مین چھپ رہا تھا جب انسے پوچھا اونھون نے کہا مجھکو معلوم نہین اتفاقاً از راہ ناواقفگی اوسیوقت انکے گھر سے نکلا گو نیدرے نے بتا دیا اور سب ہتھیار انکے بھی گھر سے لیگئے نواب سلطان عالیہ انکی پھوپھی نے مثل اولاد شفیق پرورش کی تھی کلھ مین بہت داد بیداد کی کھانا نہ کھایا اوسکی صبحکو کوتوال کو نواب ممتاز الدولہ نے ایک جوڑی تنبیہ کی اور کچھ اور بھی یاوہ کارنیگی صاحب کو ہاں گئی دو دن کے بعد تیری جدوجہد و خرچ سے نجات پیدا ہوئی بسلامت گھر آ گئے

راجہ تلسی پور کے اور تعلقداران ملک اودھ کہ چوراسی کوس مربع ہے یہ راج زیر دامن کوہ متصل عملداری نیپال واقع تھا بنجیال دوراندیشی یہ بھی بلا کے بہ حکمت عملی محصور اس مقام کے کیے گئے بلکہ بعض فوت ہوئے اور رانی باغی ہو گئی اور وہ راج اب مہاراجہ سر جنگ بہادر کے سی ایس آئی والی نیپال کو کہ پیشتر سے یہی حق اعلیٰ لیتے تھے بہ جمیع حقوق ملگیا اور علاقہ بانسی و سیمتا والی نیپال نے لیا۔

ہنگامہ فساد شاہجہانپور وغیرہ وغیرہ از روی اخبار

غرض جب خبر انتقام پاداش سرکار فوج باغی کی پھانسی دینے کی جابجا ہر چھاؤنی میں مشہور ہوئی سب پاس کلی اپنی زندگی سے ہوئی آتش کینہ فساد دفعۃً مشتعل ہوئی اور ہر چھاؤنی میں ڈھنگ سے فتنہ تازہ برپا ہوا اور صاحبان عالیشان کا چارہ علاج ہر طرح سے بند ہوا اب باغیان سرکش مستعد نے انتقام لینے پر ہوئے احوال مختلف ہر چھاؤنی کا بعد اختتام معرکہ ہر صاحب ضلع نے لکھا یا ہے غالب ہے کہ وہ زیادہ تصریح کے ساتھ ہو لیکن لکھنؤ میں جہاں جہاں سے فوج باغی آکر جمع ہوئی اون سے دریافت ہوا بالاجمال سلسلہ کتاب کے واسطے لکھا۔

شاہجہانپور میں جب بلوہ ہوا سب صاحب فوج و نظامت جمع ہو کر ایک بنگلے میں آئے اور مستعد ہوئے فی التحقیق جو حق مردانگی تھا ادا کیا جب پاسے استقامت نہ رہا مضطربانہ سمت علاقہ پوایان راجہ جگت بخش کے پاس چلے گئے قلعہ میں اور بعض صاحب ہر قصبہ و قریہ کی طرف چلے گئے اکثر تیغ ظلم سے مارے گئے چنانچہ رکس صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کا بیٹا اسی فساد میں مارا گیا جب باغیوں نے میدان خالی پایا زر نقد خزانہ خوب لوٹا اور سکے بعد اسباب جو کوٹھی اور کچہری کے بنگلوں میں تھا اوٹ کر آگ لگا دی اسمیں رعایائے شہر قوم پٹھان اجل گرفتہ شریک ہو گئی اس لوٹ کو مال غنیمت اپنے بنا سمجھے جو صاحب مقدور و عزت دار پٹھان تھے وہ حاکم بن بیٹھے کل کی پاداش کی خبر نہ تھی اور لیا ہر ایک مذہب و ملت کے خدا و رسول پر افترا کر کے صورت جہاد نکالی کہ عوام اس حال ایمانی میں جلد پھنس جائینگے۔

محمدی مین فقط دو کمپنی میں سوار تھے اونھون نے راہ سیتاپور کی لی یہان ۳ پلٹن ایک رسالہ تھا ایک صاحب کا نوکر نقل کرتا تھا کہ رات کو ایک سوار لکھنؤ سے آیا صاحب کمان افسر کو چھٹی دی صاحب نے اوس سے کہا لکھنؤ مین فساد ہوا تم میم صاحبہ کو فلان صاحب کے پاس پہونچا دو حسب الحکم مع میم صاحبہ اوس صاحب کے پاس پہونچا اونھون نے قبول نہ کیا جواب سخت دیا میم صاحبہ کو پھیر لایا اوس نوکر نے گستاخانہ صاحب سے کہا آپ نے کیون ایسی باتین کین جس سے یہ نوبت پہونچی کہا ہم حکم سرکاری مجبور ہین بہرحال کار توس سپاہیون کو تقسیم کرینگے۔

صبحکو فوج سب طیار ہوئی کمان افسر نے سپاہ کو حکم دیا ہمنے خزانہ سرکار تمھین بخشا لو اور ہمارے دشمنون سے مقابلہ کرو جب مستعد جنگ دو سری پلٹن سے ہوے وہ پیشتر سے آپس مین قسم واتفاق کر چکے تھے فوراً بھڑ پڑے اور اپنے افسرونکو زیر تیغ لیکر متوجہ لوٹ اور آتشزنی ہوے اس شقاوت قساوت قلبی سنگدلی بیرحمی کا بیان یا عورات بے گناہ اور اطفال خردسال سے سلوک کیا کس زبان سے بیان ہو سکے اور کیونکر تحریر کیا جاوے کپتان اندرسن نے اپنے رسالہ محاصرہ لکھنؤ مین لکھا ہے واللہ بالتہ ایک صاحب کا لڑکا چار برس کا حالت اضطرار مین معلوم نہین کسطرح اپنے ان باپ سے چھٹکر ایک بنگلے مین رہگیا دو دن اور دو رات ہر کمرے مین گھبراکر جاتا تھا کبھی ماما کبھی پاپا کہکر چلاتا تھا جب طاقت نہ رہی غش کھاکر ایک کمری مین گر پڑا اتفاقاً تیسرے دن ایک نامرد ازلی لوٹ کو داخل ہوا جب نظر اوس ملعون کی اوسپر پڑی لوٹ بھول گیا ایک کندہ بندوق اوسکے سر پہ مارا جان بحق ہو گیا بس یہ ملعون سمجھے سپاہ سے لیتا تھا کہ مین نے ایسا کام کیا ہے اسیطرح اور کئی نامرد بیان کرتے تھے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

غرض بیبیون کی یہ نوبت پہونچی کہ بھوکی پیاسی پا برہنہ کپڑے پھٹے ہوے گرد آلودہ بعض مجروح گودی مین بچے لیے جسطرف جا پا چلین نہ راہ سے واقف جہان آدمی دیکھا خوف جان سے راہ جنگل کی لی صاحبان عالیشان کا یہی حال تھا اگر کسی گانون مین بیبیان اس خراب حالت سے پہونچین زمیندار نے رحم کھاکر رات کو اپنے گھر مہمان کیا جو ماحضر تھا حاضر کیا صبحکو ایک چھکڑے پر سوار کرکے پاسی ساتھ کر لکھنؤ پہونچا دیا بعض صاحب وہان سے جنگل مین ہوکر گورکھپور چلے گئے وہان سے بنارس پہونچے بعض کئی دن تک زمیندارون کی گڑھیون مین چھپے رہے۔

کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد اونکا بنگلہ کنار دریا تھا اوسوقت موسکے مین مع میم صاحبہ گھوڑون
پر سوار ہوکر لکھنؤ چلے گئے پیچھے سے تلنگون نے بندوق ماری زمین پر گر پڑے میم صاحبہ
کرسٹن صاحب کی نعش سے لپٹ گیئن دفعتہً اونپر بھی گولی پڑی اپنے خاوند سے جا ملین ایک منصف
نے اپنے بنگلے مین پناہ لی بندوق دشمنونکو کمرے سے مارا کیے جب گولی بارود ہو چکی گھوڑے پر
سوار ہوکر لکھنؤ چلے تھوڑی دور جاکر گولی سے وہ بھی زمین پر گر پڑے ایک میم صاحب نہال
ہراسیمہ ہوکر بنگلے سے باہر نکلی ہر اسی سے پوچھنے لگے ہمارا صاحب کہان ہے ناگاہ ایک
تلنگے نے گالی دیکر ایک لکڑی ماری دفعتہً ایک سوار دوڑ کر آیا اونھین اپنے گھوڑے پر سوار کر
جنگل کو چلا گیا پھر اوسکا حال نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان گئی۔

وہ صاحب رات کو ایک زمیندار کے مہمان ہوے پانی پیا اور خشک روٹی کھائی کہنے لگے مین
میم ہے چھپکر تمہارے گانون مین آئی ہین تلاش کرو چوکیدار اونکو ڈھونڈھکر ایک دھوبی
کے گھر سے لے آیا لیکن اس عرصے مین صاحب گھبرا کر لکھنؤ کو چلے گیے بیبیان چوکیدار کے سا
بہزار خرابی لکھنؤ پہونچین اکثر میم مجروح نیجان چھکڑون پر سوار ہوکی بیاسی اس شدت گرما مین
لکھنؤ پہونچ جاتی تھین لیکن زبان طعن خوب لارنس صاحب پر کھولتی تھین۔

فوج باغیہ نے خزانہ سرکار سے ۲ لاکھ ۱۳ ہزار روپیہ لیا اوسمین سے کچھ رعایا کے بھی ہاتھ لگا
بعد اسکے کدار ناتھ و میر فدا حسین کمیدان کو حاکم خیرآباد کر کے حکم دیا کہ بدستور زمانہ تم مستعد
سرگرم کار سرکار پر رہو ہر وقت ضرورت استمال رسد غلے سے غافل نہ رہنا۔

فیض آباد پہلے دو کمپنی تلنگا انطلگیہ سے ٹانڈے پہونچی پھر گورکھپور جونپور سے
بھی پلٹن آئی اس ہنگامہ سے دو دن پیشتر گولڈنی صاحب کمشنر مع اور حکام نے ہندوستانی
افسران فوج کو بلواکے سمجھایا کہ ہمارا مارڈالنا منظور ہے بسم اللہ لیکن اس سے تمھین کیا فائدہ ہوگا
اپنا مطلب دلی مفصل ہمسے کہو عرض کی ہم تابعدار سرکار رہین لیکن ہم سپاہ سے مجبور ہین اگر ہم
سمجھائینگے پہلے ہمین مارڈالینگے بہتر ہے حضور خود اونھین بلواکر سمجھائیے جب سپاہ بہادر
آئی سب طرح سے سمجھایا لیکن اوپر تسلط شیطان تھا اور خون ناحق مین سرشار ہو چکے تھے
جواب بے ادبانہ سخت دیکر چلے گئے سرکار کے عہد و میثاق پر راضی نہوے۔

اوسکی صبح سب صاحب اور میم کوٹھی دلکشا مین جمع تھین ایک کمپنی سو سوار چھاونی سے آئے
ایک جمعدار دو تلنگے سب کے سامنے آکر کہنے لگے صاحب خزانہ کہان ہے ہمین کنجیان
دین صاحب خزانہ نے پھینک دین کہا ہمین تم خود گنکر روپیہ دیدو صاحب خزانہ اونکے ساتھ
گئے تین لاکھ ۳۰ ہزار گنوا کر توڑے دیدیے صاحب نے کہا ہمین اسمین سے ۵ ہزار دیدو برکات
احمد رسالدار نے کہا ۲۰ دیدو باقی سب کرانچی پر رکھ چھاونی لیگئے۔

پھر ایک دن کمشنر صاحب اور حکام مع صاحبان فوج و میم صاحبات باتفاق چھاونی گئے
افسران ہندوستانی سے فرمایا ہم سب موجود ہین مار ڈالو یا نکالدو سب افسر راضی ہوے
کشتیون پر سوار ہوکر چلے یہ خبر بسلامت نکالدینے کی سپاہ باغی نے سنی جو اعظمگڈھ وغیرہ سے
آکر کنارہ دریا سے زیر ٹانڈہ رہی تھی اور فوج فیض آباد سے کہلا بھیجا کہ تمنے ان سبکو جانے
دیا ہم پہلے تم سے مقابلہ کرینگے غرض جب کشتیان ٹانڈے سے پہونچین وہی تلنگے دوڑ پڑے
کمشنر نے خود طمنچہ مار کر دریا مین کود پڑے مرگئے اونکا سگ باوفا بھی اونکے ساتھ دریا مین کود پڑا
مرگیا واہ رے وفاداری میم صاحبہ بھی ڈوبکر مرگئین باقی اور صاحبون سے مقابلہ ہوا مارے گئے دو صاحب
کشتی دوسرے کنارہ کچھار مین تھی کرنل ٹیالن بول مع میم صاحبہ اور کئی لڑکے لیکر کنارہ سے اترکر ارہر
کے کھیت مین بیٹھ رہے پھر وہان سے میر محمد حسنخان ناظم کو خبر بسلامت پہونچی اسکا ذکر قابل
بیان ہے آگے آئے گا۔

احمد اللہ شاہ فقیر رہنے والا مدراج یا دکن کا کئی برس سے لکھنؤ مین گھسیارہی منڈی
مین رہا کرتا تھا مشہور نقارہ شاہ آشنا تھا کسی ایذا سے فیض آباد گیا شہر مین دوسرا تھا کسی شخص
سے فساد کیا تھا قید ہوکر پولیس کی پلٹن مین تھا لیکن اپنے جذب جنون سے الفاظ شدنی اور
لفظ قتل و غارت بکا کرتا تھا جب ہنگامہ ہوا سپاہ نے فقیر سمجھکر چھوڑ دیا پہلے فوج نے چاہا
کہ اسے اپنا افسر کرین ہمارا سرپرست ہو لیکن اسکی باتون سے ڈرے کہ ہندو سے بہت
بہت بیزار و نفرت رکھتا ہے اکثر انتقام ہنومان گڑھی کو بھی کہتا ہے مبادا اسکی جہت سے باہم
ہندو مسلمان مین صورت فساد نکلے اس جہت سے افسر نہ کیا بعد اسکے مرزا عباس پوتے
نواب شجاع الدولہ کو تجویز کیا بسبب سن پیری وہ بھی نہ ٹھہرے اسکے بعد جب کوئی نہ ٹھہرا تو

فیض آباد راجہ مان سنگھ کو دیکر لکھنؤ چلے۔

سلطانپور ۱۵ رسالے مین کرنل فشر صاحب تھے سید برکات احمد رسالدار نے پہلے اونھون نے صاحب سے عرض کیا جہان آپ فرمائین ہم آپ کو بسلامت پہونچا دین پھر ہمسے کچھ نہ ہو سکیگا نمک حرام ہوجائینگے سپاہ پر ہمارا اختیار و حکومت نرہیگی صاحب جلیل القدر نے خلاف شرافت و شجاعت سمجھکر اسے قبول نہ کیا آخر اپنے بنگلے مین نامردون کے ہاتھ سے مارے گئے اور متواتر کہتے رہے کہ اگر تم بہادر ہو ایک بندوق ہمین دو پھر تماشا اپنی بہادری کا دیکھو کسیلئے سنا ایک آیا چھوٹے لڑکے کو گود مین لیے جاتی تھی ایک نامرد سوار نے گود سے گرا کر برچھی کی انی سے چھبو چھبو مار ڈالا پھر چھاونی مین آگ لگا دی ہر بنگلے کو خوب لوٹا۔

بہت سے مسلمان اس رسالے کے اپنے تعصب مذہب بعلت خون مولوی سید امیر علی آغا علیخان ناظم کی تلاش مین رہے نپایا وہ جان بچا کر دہلی مین جاکر چھپے مرزا حیدر مرزا اونکے دونون بھائی جان بچا کر لکھنؤ آئے یا فیض آباد مین رہے لسکے بعد رسالہ فیض آباد آیا۔

راجہ بہرایچ قید تھا اس ہنگامہ مین بھاگ کر اپنے گھر گیا کئی ہزار گنوار نوکر رکھے صاحب کمشنر نے سبب نگاہداشت پوچھا کہا زر تحصیل ہمین سرکار سے معاف ہوجاوے یا فوج تحصیل کو ملے ورنہ زمیندار مالگذار روپیہ کیونکر دینگے۔ صاحب سنکر چپ ہو رہے۔

علاقہ سلون مین کرنل برو صاحب مع اور حکام فوج مین گھر گئے تھے راجہ ہنونت سنگھ راجہ کالاکانکر وغیرہ اونھین اپنی حفاظت مین لیگئے اپنی گڑھی مین رکھا ہر چند وہ بدل تشفی صاحب صاحب ممدوح کرتے رہے مگر صاحب بمقتضائے تاثیر وقت خائف رہے آخر بسلامت قلعۂ الہ آباد مین پہونچے اپنی رسید راجہ کو بہت شکر گزاری سے بھیجی اسی حسن خدمت سے راجہ داخل زمرۂ خیرخواہ سرکار ہوے اگرچہ وقت داخلہ فوج اونکا جوان بیٹا مارا گیا یہی سبب تھا کہ محاصرہ بیلی گارد مین زمیندار علاقہ سلون کے نہ آئے عذر کیا اور جب پلٹن متعینہ نے خزانہ سرکار لیا زمیندارون نے مال سرکار سمجھکر مقابلہ کیا طرفین سے قریب ۶۰ آدمی مجروح و مقتول ہوے۔

بہرایچ مین فوج باغیہ خون ناحق صاحبون سے درگذری لیکن زمیندارون نے راہ ندی آجزبلی زر دونون پلٹن نے اتفاق کیا اور خزانہ لیکر داخل فیض آباد ہوئین۔

نہا اسے ہر جا دولی میں فساد سے نیا رنگ پیدا کیا تھا اور زمیندار ہا لگزار تمام ممالک محروسہ نے
راہ ہر نہ اختیار کی تھی بجائے خود حاکم ہو بیٹھے رودولی میں تحصیلدار کو مار ڈالا کاظم علیخان کینوہ تحصیلدار
وہان بھاگ کے ملیح آباد چلے گئے اپنی حکمت عملی سے آپ بھی بچے کپتان ویسٹن صاحب کو بھی بچایا خزانہ
سرکار بیلی گارڈ میں پہونچایا فی الحقیقت بڑا کام خیرخواہی کا کیا لیکن بعد رفع ہنگامہ فساد کے انکو
... نہ ملی شاید اس جہت سے کہ زمانہ برہمی میں وہ وکیل بیسواڑے جھیو رانا راؤ کے ہوکر دربار
لکھنؤ میں حاضر رہتے تھے یا اپنے بچاؤ کی صورت نکالی تھی خود کہتے تھے کہ میں پرچہ اخبار سرکار
کو لکھتا تھا چنانچہ کرنل چرلین صاحب نے اسکی تحقیقات کو ولایت میں رسیٹن صاحب کو لکھا
اوسکا جواب آیا مگر کچھ اونسے مفید نہوا اکثر مقام پر تھانہ دار مارے گئے تمہر دار جدید سے زمیندار
قدیم نے اپنی زمین چھین لی اور درپے انتقام یکدیگر ہوے۔

کپتان ہیر صاحب اور کپتان فیر صاحب کا مارا جانا

کپتان ہیر صاحب بایطری سنکر کپتان فیر صاحب نے از راہ جوانمردی و تہوری نمک حلالی
سرکار عالمگیر و النظر یعنی ہراول لشکر ظفر پیکر ہوکر چارسو سوار رسالہ کپتان گال صاحب لیکر بسندہ اضلاع
مغربی لینے کے واسطے لکھنؤ سے روانہ ہوے مین پوری سے جب رسالہ دوراہے پر پہونچا کمان افسر
نے حکم دست راست جانیکا دیا سوار ٹھہر گئے دوبارہ حکم دیا نہ چلے آخر ایک صوبہ دار مقابل صاحب آیا
گال و دیگر تپنچہ مارا امان خان صوبہ دار میجر صف سے نکلکر اوس سے کہنے لگا تو نے میرے افسر
کو مارا میں تیرے افسر کو مارتا ہون بعد اسکے سوارون نے افسرون کو قتل کر ڈالا شاہجہان آباد
کی رمضان خان نے کپتان ہیر صاحب سے مخاطب ہوکر کہا یہ لکھنؤ میں گالی دینے کی کرنا
تلوار نا رہی اور باقی سوار کپتان گال سے کہنے لگے کہ ہم آپ کی بدولت نوکر ہوے آپکا نمک
کھایا ہے بہتر ہے کہ آپ ہم میں سے بسلامت چلے جائیے اور جہان جانے دیجئے کپتان کران
سے منہ پھیر سیدھے لکھنؤ آئے ... طعن و تشنیع ہوے نام کٹ گیا اکثر اوسی حال ...
حیف ... کپتان فیر صاحب کو عہدہ میجری رسالہ دیا بعد کئی دن کے گال صاحب کئی سوار ...
طرف ... زندگی میں ... ساتھ روانہ الہ آباد ہوے دہلی کی سڑک ...

سواروں نے پٹھانوں کو خبر کردی نارے گئے بعد اسکے اوسی رسالے کے دوسو سواروں نے اپنی
تنخواہ لی اور چھاونی منڈیاؤں مین نماز جمعہ پڑھکر روانہ شاہجہان آباد ہوے اس رسالہ
مین قوم رانگڑونی کے قریب رہتی تھی اپنے بھائیونکو احوال سنکر چلے گئے ۔

منشی رسول بخش قصبہ کاکوری کا پھانسی پانا وغیرہ

زبانی کرم خان صوبہ دار پلٹن نادری اس قصہ کا بیان کرتا ہے کہ ایکدن میر عباس تھا دار
اور ایک حولدار پلٹن مفرور چھاونی منڈیاؤں شام کو حسین آباد کے تالاب پر زیر درخت شہتوت
کھڑا سمجھا رہا تھا کہ شل اور پلٹن کے فتنہ و فساد برپا کرنے مین تمھین تامل کیا ہے صوبہ دار نے
جواب دیا کہ ہمارا کوئی سرپرست نہین مبادا نوکری ۶۵ روپیہ کی مفت ہاتھ سے جاتی رہے بدنامی
ونمکحرامی حاصل ہو اتفاقاً دو سپاہی اور اونکی سرگوشی کان لگا کر سننے لگے صوبہ دار ڈرکر چپ
ہو رہا اور اپنے مقام پر چلا گیا اور دسے یہ ڈر ہوا کہ مبادا یہ دونون سپاہی میری پلٹن کے
از راہ جاسوسی کمان افسر سے جاکر کچھ کہدین اوسوقت سوا ے پھانسی پانے کے کوئی
علاج میرا نہوگا غرض اسی خلجان سے اونسے افشاے راز اپنے ایک دوست سے کیا اوسنے
کہا تو اسیوقت جاکر صاحب خبر سے کردے صاحب نے سنا حکم دیا کہ اگر کل صبحکو وہ دونون
پھر آدین ہمارے گوندے کے ساتھ تو اونکے گھر چلا جانا اوسنے کہا اگر نہ آدین تو آفت مجھپر آدیگی
کہا اس سے مطمین ہو غرض صبحکو جب وہ دونون اجل گرفتہ آئے اونکے ساتھ مع جاسوس
بازار ٹکیٹ راے راجہ ہلاس راے کے مکان مین کوٹھے پر چلے گئے دیکھا کہ منشی رسول بخش
کاکوروی اور اونکا بیٹا حافظ میر عباس اور حوالدار اور دو آدمی مجموع بیٹھے ہین منشی
نے صوبہ دار سے باتین اطمینان کی کین اور مستعد ہونے برپا کرنے فتنہ و فساد کی شروع
کین اور تحریر خطوط بھی دکھلائی بعد ایک ساعت کے کارنیگی صاحب محمود خان کو توال کمپنی
تلنگہ برقنداز لیکر ہوسیتے گھر کو گھیر لیا اتفاقاً ہمسائے مین ایک ہندو کی برات بھی اوتری ہوئی
تھی من الاتفاق میر خلیل احمد ہین زمان شاہی میر باقر سوداگر کے پاس تیج بیٹھے کا احوال کلکتہ سنکے
کو گئے تھے ضعف سن پیری سے تھک کر منشی کے یہان آکر دم لیا تھا کہ ایک چلم حقہ کی پیکر چلا جاؤنگا غرض اوسوقت

۲۲ - آدمی مجرم و غیر مجرم جو وہان تھے دست بستہ قید ہوکر کوٹھی رزیڈنٹی مین گئے
وہان حاضر حضور صاحبان کمیٹی مفصل سرگذشت بیان کی حکم ہوا منشی اونکا بیٹا حوالدار یہ
تینون پھانسی دیے جائین کارنیگی صاحب نے منشی سے کہا تو مبدء فتنہ فساد اس سب ہنگامہ کا
ہوا ہے برسون تو نے سرکار کا نمک کھایا آبرو روپیہ پیدا کیا اور میر عباس سے کہا تو وہی ہے کہ
لشکر مولوی امیر علی مین جہاد پر کمر باندھی چار ہزار روپیے اونسے بہ فریب لیکر بھاگ آیا پھر
فضل علی مفرور کو تو نے اپنے گھر چھپایا پھر ہمسے اجازت لیکر اوسکے قتل کو گیا اور راہ ہی
مین نامردی سے پھر کر چلا آیا لکھنؤ مین ہر شخص کو ترغیب فساد و بلوہ تیار ہا کرانی سرکار کو ناگوار
اسی صبحکو یہ ۲۲ - آدمی پیادہ رزیڈنٹی سے مچھی بھون کو گئے ان چار بار رنے بعد ایک دوسرے
کے پھانسی پائی باقی بندھے ہوے سامنے بیٹھے رہے ان سب مین میر خلیل احمد کا بسبب ضعیف
پیری کے بہت برا حال تھا گویا جان قالب سے نکل چکی تھی بعد پھانسی پانے کے اونکی نعش
شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر بحکم سوداگر واد و باقی مجرمین کو حکم امام باڑہ ہوا - صوبہ دار نے روبکاری
مین کہا کہ فقط میرے کہنے سے نوبت یہان تک پہونچی اب مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ اس
ماجرے سے مین نہین واقف یہ سب بیگناہ قید ہوے ہین آگے آپ حاکم ہین اختیار ہے اوسکے
اظہار سے براتی بھی چھوٹے اور یہ برات سنگٹھا پرشاد نامی قوم کھتری ایک معزز شخص بنارس کی
تھی بنارس کو گئے مگر اونکا اسباب زیور وغیرہ لٹ گیا میر خلیل احمد کو حکم ہوا چوبیس گھنٹے
کے بعد تم اس شہر سے چلے جاؤ وہ بجنور جا کر رہے منشی کا اسباب لیا گھر کا نیلام
ہوا مرزا فرخندہ بخش شاہزادے کے داماد نے دو بارہ دام سے مول لیا کسواسطے کہ
وہ انکی ملک تھا - میر خلیل احمد کربلا گئے وہین انتقال کیا انجام بخیر ہوا -
تھارن ہل صاحب ملیح آباد سے شکست کھا کر دو سوارون سے کاکوری مین قاضی
وصی علی خان کے گھر مین ٹھہرے اونکی خدمتگزاری سے بہت خوش ہوے بشرط رجعت حکومت
و تسلط سرکار وعدہ پرورش کیا وہان سے بسلامت لکھنؤ آئے جب ملیح آباد کے لوگون نے
منشی رسول بخش اور حافظ کی خبر پھانسی پانے کی سنی کاکوری مین آکر جمعدار اور دو برقنداز دن
دہاڑ کر چلے گئے جو باغ مین وصی علیخان کے تھانے پر تھے دو آدمی اونکے بھی مارے گیے لیکن تھانہ دار

بچ گیا دوسرے دن تھارن ہیل صاحب نے منشی رام دیال کو حکم دیا کہ وہ دلی خان کو خط بھیجکر بلواوے جب وہ عذر کرکے نہ گئے دوسرے دن ایک سوار حکم نامہ اونکی طلب کا لایا لکھنؤ مین روبکاری کو تسلیم حکم دیا مگر ولیسٹن صاحب جو مدت سے ان کے حال سے واقف تھے سینہ سپر ہوکر انکو بچایا اور نجات دلوائی اپنے گھر آئے۔

	بلوہ فساد کانپور	

فی الحقیقت عجب طرح کی کالی آندھی آئی جسنے تمام کرۂ ہندوستان کو گھیر لیا مجموع دل خلائق کا ایک امر پر ہونا سوا خالق کے کار بشری نہین ہے کسواسطے کہ روبرو سلطنت سلیمانی ان مور ضعیف کی کیا حقیقت تھی یہ مقام غور و تامل اہل بصیرت ہے خلاصہ ۳ پلٹن ایک تیسرا رسالہ کانپور مین تھا اور توپخانہ جب منشی کی خبر پھانسی کی سنی سب کو اپنے قصاص لینے کا یقین کچھ بن نہ پڑا سوا اسکے کہ طریق رفتار اپنے اخوان الشیاطین کا اختیار کرین دفعۃً وہان بھی بلوہ کردیا بنگلون مین اگ لگادی اسباب لوٹا صاحبان عالیشان خرد کلان چھوٹے بڑے بیبیان ولایتی خواہ ہندوستانی عیسائی اطفال کے ساتھ اوسی طریق سے پیش آئے جسکا بیان نہین ہوسکتا بعض بیم صاحب جمال وفور غیرت وشرافت سے کنوؤن مین گرکر مرگئین نعش اطفال او رمقتولین سے بڑا کنوان بھر گیا چار دن تک فوج باغی اپنے افسرون سے لڑی جب مغلوب کیا جرنل ویلر صاحب مع اور افسر اور گورون نے دمدمہ اسپتال مین بناکر پناہ لی۔

شہر کے مہاجنون نے خوف سے فوج کو آزوقہ طعام تر و خشک بہت تکلف سے بھیجنا شروع کیا رانا راؤ پسر متبناے باجی راو پیشوا پونہ جو بٹھور مین رہتے تھے فوج کے سامنے آگئے آیا ہوا تھا حاکم شہر ہوا اسکی منادی ہوئی کئی دن کے عرصے مین دس بارہ ہزار سوار پیدل اہل توپخانہ شتل سہ نہری نوکر رکھے ۴ دن فوج باغی اسپتال کی فوج سرکار سے لڑتی رہی آخر صاحبان محصورین نے از راہ مصلحت وقت رانا راؤ سے امان چاہی اسپر راضی ہوکے صبح کو سب [illegible] جمع ہوئی جرنل صاحب نے سفید نشان امان کے گڑوا دئے دو سو قیقصد صاحبان [illegible] افسر مع پیشوا جمع ہوکیا بیٹھے باہم عہد و میثاق

قطعی ہوا اوسکے بعد کشتیون پر سلسلہ حرب اسباب ضروری بار کرکے مع جرنل صاحب روانہ کلکتے
ہوے بالاجی راؤ سگے بھائی رانا راؤ نے ارادہ خیانت اور فسخ عہد کرکے حکم شلک توپ دیا او
منع کیا کہ دغا موافق مذہب کے گنگا سے کرنا اچھا نہین اسکا انجام بہت برا ہوگا غرضکہ جب توپ
چلنے لگی اور کشتیان دریا مین بہہ گئین بیبیان گود مین بچے لیے صاحب جو کنارہ دریا کشتیون پر
سوار ہونے کو باطمینان کھڑے ہوے تھے سبھون نے فرمایا دغا بلند کی اوسوقت سپاہ
باغی کا قتل کرنا ایک طرف تلوار برہنہ دار پڑتی تھی دوسری طرف سے گولیان برستی تھین کشتیونکا
پاس سے ہر ایک سے ہاتھی ہونا ایک ایک سے سہارا اور پناہ ڈھونڈھنا وہیان سے باہر جیسے
ایک سوار رحم سے بچاتا تھا دوسرا گولی مارتا تھا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ جو کشتیون سے دریا مین
کودا ڈوب گیا ادھر جو گیا پایاب تھا جرنل صاحب کی کشتی بہ سلامت الہ آباد پہونچی راہ مین فقط
دو کشتی کو زمینداروں نے لوٹا۔

نواب محمد علیخان عرف نھنے نواب کے گھر کو فوج نے خوب لوٹا چاہتی تھی مارڈالین اوسکا سبب یہ
کہ پہلے اونھون نے شاید بعض بیبیان اور صاحب کو گھر مین چھپایا تھا لیکن پیشوا اسنے رئیس امیر جانکر
منع کیا اقربا آپکے نواب معتمد الدولہ کو مالدار اہل وثیقہ سمجھکر لوٹا ہر ایک نے اپنی عزت وجان بچانے
کی انسے صورت عافیت و آشتی پیدا کی رعایا شہر کو امان دی خزانہ کلکٹری سے لاکھ روپیہ
لیکر فوج کو انعام دیا حکمنامی تحصیلدار و زمینداروں کو بدستور انتظام وحفاظت راہ کے روانہ
کیے جب رانا راو اس مدت قلیل مین اپنی غفلت و ناندیشی سے عیش وعشرت ولغویات لاطائل
مین مشغول ہوا فوج باغی بددل ہوئی چاہتی تھی کسی اور کو اپنا حاکم کرے مگر کوئی نہ ملا۔

فساد خاص لکھنؤ

قبل از پہونچنے فوج باغی نواب گنج مین چیف کمشنر مع ۶ صاحب ۲۰ سوار تلوارین کھینچے آئی
رات کو نواب گنج پہونچی میر عسکری تحصیلدار کو بلا کر فرمایا بازار سے جو کھانے کی چیز ہے لاؤ وہ خود
کرسی اور مونڈھو پر بیٹھے اور یہ بھی فرمایا کہ ہم جاکر کرنل گنج مین توپخانے کو سلے لینگے تحصیلدار نے
عرض کیا بیانسے چھاؤنی ۷ کوس ہے دریا سے گھاگرہ بیچ مین پڑا ہے جب کچھ کھا چکے

تھوڑی دور گئے تھے ایک صاحب کو گھوڑے نے گرا دیا اُنکے شانے مین چوٹ آئی زمین پر گر پڑے
چارپائی پر دو صاحب دو سوار نواب گنج نے آئے تھوڑی دور اور چلے تھے ایک اور صاحب
گھوڑے سے گرے اونکا ہاتھ مجروح ہوا جب کنارہ دریا پہونچے صبح ہو گئی سب بے فائدہ آگے
جانا پار اترنا سمجھکر پھر آئے زبانی زبان بیگ جو تحصیلدار کے ساتھ تھے۔

کئی چھکڑے صاحبون کے اسباب کے چھاؤنی سکرورے سے نواب گنج کی سرا مین پہونچے
پاسی جو حفاظت کو ساتھ تھے بحیلہ عدم رسی تنخواہ اسباب چھکڑون سے لیکر چلے گئے —

ایکدن کپتان ولیسٹن صاحب نے چاہا کچھ سوار لیکر فوج باغی پر شبخون مارین اپنی
ٹوپی دار بندوق کو چھوڑا رنجک چاٹ گئی دوسری ٹوپی چڑھائی وہ بھی خالی گئی شگون بد
سمجھکر بندوق ہاتھ سے پھینکدی فسخ عزیمت کیا۔

میر اکبر علی ساکن کنتور نے دو پلٹن سہ بندی نوکر رکھے فوج باغی کے شریک ہو کر نواب گنج
کے ایک باغ مین اُترے احمد اللہ شاہ فقیر بھی بارادۂ فاسد بادشاہت لکھنؤ فوج باغی کے ساتھ تھا
افسرون سے کہنے لگا یہ دونون پلٹن بروقت پہونچنے لکھنؤ دغا سے تم پر آپڑین کیا کروگے
پس چاہیے انسے عہد و پیمان لیلو ایک گارد تلنگون کا کمیدان کے بلانے کو گیا اتفاقاً وہ دو ہزار
روپے آگے رکھے سپاہ کو تنخواہ بانٹ رہے تھے مع زر نقد اوٹھین کرکے لے آئے احوال پوچھا
کچھ تامل کیا وہ مرگا دگیا سپاہی اوسوقت بھاگ گئے گارد انکا اسباب ہتھیار لیکر پھر آیا آخر قرینے
سے معلوم ہوا کہ کسی امراے لکھنؤ سے میر اکبر علی کہ ہزار روپے واسطے نگاہداشت دو پلٹن
کے آئے تھے کہ ہم باغیون کے ساتھ آئینگے وقت غافل پاکر لوٹ لینگے پھر مفصل احوال کھلا
کمیدان کو سید عزیز سمجھکر چھوڑ دیا بات بہت خوب تھی اگر بن پڑتی۔

چیف کمشنر کا قیصر باغ سے بادشاہی کوٹھون سے اسباب لانا

روز یکشنبہ ۲ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۵ جون ۱۸۵۷ء دوپہر کو چیف کمشنر
مع میجر بنکس صاحب اور کئی افسر مع تمنداد کمپنی گورہ دو توپین لیکر داخل قیصر باغ ہوے اسواسطے
کہ بادشاہی کوٹھون سے جو اسباب عمدہ اور بیش قیمت کمیاب ہے لیجائین اور اپنی حفاظت مین رکھین

سپاہی بھی جو در دولت پر حفاظت کو باہتمام حسام الدولہ تھے کہا کہ فوج فیض آباد عنقریب ہے اگر
اونھین جلد خبر پہونچے گی تو ابھی آ جائیگی جبتک انھین ہم روک سکتے ہین اونھون نے کچھ مناسب سمجھکر منع
کیا اور خبردار ایسی حرکت نہ کرنا خلاصہ چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے جائزہ جواہرخانہ لیکر
۲۲ صندوقچہ جواہر ۳ تاج شاہی مکلل بجواہر کئی توڑے اشرفی تخت شاہی ہتھیار بیش قیمت
پرتکلف مصرف شاہی مفتاح الدولہ حسام الدولہ صحت الدولہ کو گوردون کے پہرے مین لیکر چلے صاحب
محل نے اپنی ناواقفیت سے شور واویلا برپا کیا ہے کہ بادشاہ کا گھر لوٹنے لیے جاتے ہین
چیف صاحب نے فرمایا فوج باغیہ کے خیال سے اپنی حفاظت مین لیے جاتے ہین ورنہ یہان
رکھنے مین احتمال بربادی وغارتگری کا ہے اور کسی سے اسکی حفاظت نہو سکیگی فی الحقیقت
یہ بڑا احسان چیف صاحب نے کیا ورنہ زمانہ غدر مین یہ سب غارت ہوجاتا اور اگر کلکتہ بادشاہ
کو بسلامت نہ دیا جاتا ۱۸- کوٹھیون کی طیاری آراستگی خاطرخواہ بادشاہ کا ہے کو ہوتی اور اس
اسباب کے نیلام سے منشی صفدر کا کیونکر بھلا ہوتا خلاصہ مفتاح الدولہ سے تحقیقات کوٹھیون کی
کی مگر ان تینون صاحبونکو اس قید سے توقع نجات نہ تھی گوردون کے پہرے سے گھبرائے تھے
آپس مین بات نہ کرسکتے تھے ایک دوسرے سے علیحدہ بیٹھے تھے آخر جب راست ہوتی ...

معرکہ چنہٹ وخاص لکھنؤ

جب فیض آباد مین ہر چھاونی سے فوج باغی اگر جمع ہوئی زرخزانہ سرکار سے مالامال ہو گئی
ہر ایک نے چاہا سیدھی اپنی گھر کی راہ لے افسرن نے کہا کہ تم عملداری سرکار سے کہان بھاگ
جاؤگے کسی دوسرے کی عملداری قریب ہی سوا اگر اپنی سزاے اعمال مین گرفتار ہوکر ہر ایک کسی
جزیرے کو روانہ کیا جائیگا مناسب یہ ہے کہ اپنا سنگ نہ توڑو کمر ہمت باندھو بادشاہ
ہندوستان کے ظل حمایت مین چلکر رہو کہ مرگ انبوہ موجب عافیت و نیکنامی اپنی حکومت و
اختیار بھی باقی رہیگا پس اکثرون کی صلاح ٹھہری کہ دلی چلو بعض نے کہا کہ اگر دلی جانا منظور
ہے لکھنؤ ہوکر چلو اور ممالک محروسہ کے جتنے راجہ ہین اون سکو اپنا شریک کرنا چاہیے -

چنانچہ اُنکا اتفاق ظاہری دیکھکر ہر ایک نے اطاعت کی اور باطن مین متردد رہے اور اپنی حفاظت کو سپاہ گوہار نوکر رکھی۔

راجہ مان سنگہ نے عرضی چیف کمشنر کو بھیجی کہ مین مطیع و فرمانبردار سرکار ہون لیکن ان باغیون سے طاقت مقابلہ نہین رکہتا جہان تک ممکن ہے اپنی جان و مال سے حاضر ہون کئی میم اور صاحب کو ابھی تک چھپایا ہے جیسا حکم ہو دستخط ہوئی کہ تمھاری خیرخواہی ثابت ہے میم و صاحبان جہان چاہین چلے جائین چنانچہ انکی حفاظت مین ہر ایک عملداری سرکار مین بسلامت پہونچ گیا فوج باغی سنے قرینے سے دریافت کیا کہ راجہ باطن مین سرکار سے موافق ہے کچھ سمجھکر چپ ہو رہی کہ یہ زبردست ہین صاحب فوج صاحب مقدور ہین شاید کوئی فساد تازہ برپا ہو جاوے ابھی درگذر کرنا چاہیے جب اختیار کامل ہوگا سمجھ لینگے۔ حکومت فیض آباد دیکر چلے آئے۔

روز سہ شنبہ ۷ شہر ذیقعدہ مطابق ۳۰ جون ایک گوئندہ نے چیف کمشنر سے خبر کی کہ کمپنی تلنگہ و دو توپ اسپی ایک رسالہ علی گنج معہ ہنومان مہابیر مین لکھنؤ سے دو کوس پر آ پہونچا ہے باقی فوج متفرق مع میگزین نواب گنج کو ایک دوسرے کے پیچھے چلی آتی ہے یہ سب تقریباً ۱۵ ہزار ہونگے کسواسطے کہ ۱۰ رسالہ ہندوستانی پلٹن بول والنٹیر و دو توپخانہ اسپی و نرگادان ۱۵ رسالہ ۱۲ رسالہ پلٹن ملازم شاہی کپتان میگنس بارلو منوری آرٹپلٹن گھوراختری نادری فیلا حسین کی یہ سب باتفاق آتی ہین چیف کمشنر نے سنکر تجویز کیا کہ ابھی تھوڑی فوج قریب پہونچی ہے قبل از داخل شہر سے روکنا چاہیے چنانچہ تین سو سوار سکھہ ۱۲ سو برقنداز ۵ کمپنی تلنگہ و گورہ ۱۱ بڑی توپ بیل و اسپی ۵۰ صاحب میجر کاینگی محمود خان کوتوال باقی کرانی اہل دفتر سب کے سب مسلح کچھ ہاتھیون پر باقی گھوڑون پر سوار پھر رات رہے رزیڈنسی سے چلے جب لوہے کے پل پر پہونچے مسافرون سے حال تعداد فوج پوچھا انھون نے کہا تھوڑی سی قریب باقی کثرت اونکی مثل سیل نواب گنج تک پھیلی ہوئی ہے آخر آپس مین یہ صلاح ٹھہری کہ یہان سے پھر جائین مبادا صورت خلاف پیدا ہو آخر از راہ تھوڑی آگے بڑھے دم صبح کو کرال ندی پر پہونچے وہان کچھ نشان فوج نپایا گوئندے پر خفا ہوے اوسنے عرض کی کہ دس باغ مین باغی اوترے ہین کمربندی کر رہے ہین بس یہ سنتے ہی تین گولے مارے اور شب کا حال یہ ہوا

کہتے تھے اس آمد فوج سے ہم مین دم باقی نرہا تھا ایک دوسرے ہم ملامت کرتے تھے کہ یہان فہمایش
مین نشان چڑھانے آئے تھے قریب تھا کہ تلنگون کے پانون اوکھڑ جائین مگر جب یہ تینون
گولے سپاہ کے سر سے بسلامت گذرے اسے وہ شگون سمجھے سب کے دل بہادر ہوگئے دفعۃً
سوارون نے ہمین پیادون سے سبقت کی اب زبانی فوج یہ ہے کہ جب ہم مقابل ہوکر آگے بڑھے دیکھا
کہ ایک صاحب بگھی پر سوار ہماری طرف چلا آتا ہے سوار ادھر سے جھپٹے اوسنے بگھی بھگائی دفعۃً
فوج بھگائی دفعۃً فوج جاپڑی باہم ملگئی سرکاری توپ نہ چلنے پائی اب جنگ مغلوبہ ہوگئی صاحبان
عالیشان نے جب گھونگھٹ کھایا چاہا کہ اسمین گنج مین پناہ لین وہان نہ جاسکے اختلاف رای
ہوا فوج باغی نے گنج کو اپنی پشت پر کیا دہنے بائین پشت سے توپ بندوق چلنے لگی
جب پانون نہ ٹھہر سکا اور انتظام فوج بگڑ گیا بیوگل رجعت کیا گورے تلنگون کے پانون گویا
زمین گیر ہوگئے باغی آنکر پل سے لوہے کے پل تک پڑا کھیت پڑا لاش پر لاش گرنے لگی کپتان
اندرسن اپنے رسالے مین لکھتے ہین ۱۱۱- گورے جان سے مارے گئے ایک سبب اور بھی ہوا
کہ راہ مین کہین مقام ٹھہرنے کا نپایا سوار ملے ہوے دباتے چلے آتے تھے برقنداز سب
نمک حرام کہین معلوم رہے بڑی توپین چھٹ گئین گھوڑے مشکل سے اونسے جدا کیے
گئے صاحبان عالیشان بگٹٹ گھوڑے پھینکتے مرزا اسلیمان شکوہ کے مکان سے دفعۃً چھتا
وہس بیلی گارد مین ہورہی پھر کیسے پیچھا پھر کر نہ کیا جو صاحب یا گورہ مجروح تھا مشکل سے پہونچا
راہ مین کسیطرح کی کمک نہ پہونچی ورنہ پل سے باغیون کو تازہ دم ہوکر روک سکتے

غرض لوہے کے پل تک سوار پیچھا کرتے چلے آئے جب آہنی پل گنج کیطرف بڑھے بیلی گارد
اور قلعہ مچھی بھون سے توپ منہ پر پڑنے لگی پھر آگے کسیکا قدم نہ بڑھا جتنے نکل سکے شہر
مین پھیلے فوج باغیہ اور ریاست کھماٹ سے داخل عمارات سلطانی ہوئی احمد اللہ شاہ راہ مین بہت
سرگرم تھا پانون مین گولی لگی بہت فخر مباہات اپنی تیغ و بہادری کا کرتا تھا صدر ذاتی
کی کوٹھی مین اترا موافق اہل تنجیم غلبہ فوج باغیہ کا یہ تھا کہ لوہے کے پل تک مریخ بیچ عقرب
مین اونکی پشت پر فوج سرکاری جب لوہے کے پل سے باغی بڑھے اونکے منہ پر ہوا پھر
کیونکر صورت فتح ہوتی

جب عوام بیلی گارد نے یہ ہنگامہ شکست سنا اور باہر سے سب کو سراسیمہ داخل ہوتے دیکھا تو یہ
کہ دونوں مورچوں سے چلتے دیکھا ہر شخص اپنی جان بچا کر ہر طرف حصار سے جس طرف سے ممکن ہوا
نکلکر بھاگا جو رہنے والے تھے رہ گئے دو ہزار سات سو مجموع سپاہی تھے پانسو گورے چار سو زن و
ہم اطفال خردسال انکے سوا تھے کیواسطے کہ اطراف اضلاع کی میم ہا جبکہ لکھنؤ چلی آتی تھین اسی
طرح صاحبان اضلاع بھی جو پہونچ سکے تھے باقی اہل دفتر کرانی سکھہ پنجابی ۔ کچھ تلنگے نمک حلال
کچھ سوار کچھ برقنداز اور شاگرد پیشہ رنڈی مرد ۔ فرود ۔ کچھ گھوڑے بیل وغیرہ اوس وقت
عجب طرح کا تلاطم ہو گیا تھا انگلشیہ سپاہی جنھین گھر سے بلا کر جا بجا مورچون پر ماسور کر دیا
تھا وہ سب اپنی جان بچا کر ہر طرف سے بھاگ گئے ۔

محمود خان کوتوال جمعیت برقندازون سے داخل امام باڑہ ہوا پھاٹک مین قفل ڈلوا دیا
برقنداز جو لڑنے گئے تھے او بعضین نے لکھنؤ عیش باغ مین سوا ہندرون کی لڑائی کے دوسری
آنکھ سے دیکھی نہ تھی اس ہنگامہ کو دیکھتے ہی سرخ پگڑی پٹکے کو پھینک سفید پگڑی رکھہ لی جو
گھر سے لے گئے اور تنخواہ انعام پیشگی پا چکے تھے اور سرکار نے بندوق دیگر جنگی مشہور کر دیا
تھا اور جتنے کوتوال کے ساتھ تھے متقاضی تنخواہ پیشگی ہوے کوتوال نے دم دلاسے مین رکھا
تمام کو گھیرا کے قفل تو باہر نکلے قریب پانچہزار کے نوکر ہوے تھے سات روپیہ کی تنخواہ کا ایک
مہینا پیشگی پا چکے تھے ہزار روپیہ تنخواہ کوتوال کے ہوے تھے خطاب بہادری شمشیر ولایتی
کمر مین باندھنے کو ملی تھی کارنیگی صاحب نے اپنے رفع اشتباہ کو اونسے قسم قرآن شریف لی
تھی اونھون نے برقندازون سے دغا نہ کرنیکی قسم لی تھی فاقہ مستون نے سب طرحسے قبول کیا تھا
اسواسطے کہ ہر ایک اپنے گھر مین ایڑیان رگڑ رہا تھا دو پیسے پر کوئی نوکر نرکھتا تھا کوتوال نے
پیشتر سے اپنا نقد و جنس جس پر اعتماد تھا رکھوا دیا تھا مگر بعد عملداری بھی یہ حال تھا مال ہونیکا اسرار
پر نہ کھلا کارنیگی صاحب یا منشی قربان علی کا حال کھلا تو کیا ہوا اب دونوں چین کر رہے تھین عرض
جب رات ہوئی بہیئت مسافر خانہ کی کھڑکی سے تبدیل لباس کر کے شکری محلہ پہنچا تھا اپنے مہاجن
کے گھر آئے وہان سے تیسرے دن نخاس مین اپنی رنڈی کے گھر رہے پھر کوپہ والون کے سر پر ٹوکرا
رکھہ شہر کنارے سے نکل آیا دہوپچھی کر خان پٹھان کے مہمان ہوے ۔ ایکدفعہ پوشیدہ کا پتہ بھی ہوا آسکے

جانتے تھے کہ جسدن عملداری سرکار ہوئی ہیں بدستور نامور ہونگا شہر والون سے اپنا انتقام لونگا
مگر اہل وشیر ہہش رہی تھی من کی من مین رہی ۔

غرض جب امام بارہ مسافر خانہ سب خالی ہوگیا سرکاری اسباب جابجا پڑا رہگیا تھا کسیکا
خون ناحق نہ بہا ہر چند توپ آلات حرب سب جمع تھا پہلے دم صبح شہر کے شہدے لیے جا پہونچے خوب
لوٹا جسنے جو پایا لیا اتفاقاً ان شہدون مین سے روقی دروازے کے شہدے نے اپنے وہ
خاص کو گالی دیکر للکارا ابھی تم لوٹ نہ بہاؤ پہلے یہ توپین کھینچکر مچھی بھون پر لگا دو لڑوا سمین ہم تم سبکا
بڑا نام ہوگا کہ ہم نے ناچیز حقیر ذلیل شہر نے کن سلیمان جاہ کا مقابلہ کیا سبھون نے قبول کیا اور مجمع ہو کر
مستعد جنگ ہوا اور اہل شہر کو پکارے کہ خبردار سگزین کو کوئی ہاتھ نہ لگائے یہ کہکر چھوٹی توپ کو رسی سے
جکڑ ایک لاٹھی کا شگفہ بنایا توپ کو سیدھا کر مچھی بھون پر لگایا اتفاقاً گولہ اندازہ بھی لوٹ
کو آئے تھے اونکے شریک ہوگئے دو توپین نقارخانے کے کوٹھے پر لگائین جتنے تخت دوکان دار
کے تھے اونکی جھانکیان بنائین قدم بقدم بڑھنے لگے اب مچھی بھون سے جو توپ پڑتی تھی خالی
جاتی تھی نہین سے کوئی مجروح مقتول نہوا فقط ایک شہدے کا ہاتھ بیکار ہوگیا توپ کے پہیے
پرانگوٹھا رکھنے سے اگلی توپ کے گولے متواتر مچھی بھون پر پڑتے تھے شب یکشنبہ کو بعد آدھی رات
کے روئی کے اور کپاس بھوس کے آگے رکھ کے اوپر آگ لگا کر شور وغل مچا کر دوڑ کر جھپٹ
پھاٹک سے لپٹ گئے مچھی بھون کے لوگ کہتے تھے کہ اس شور وغل سنے جاتا کہ ظاہر
آدمی شہر کا اوٹ پڑا ہے پھاٹک گرا کر داخل قلعہ ہو جائینگے ۔

اس عرصے مین چیف کمشنر نے ایک گوئندہ کو ہزار یا دو ہزار انعام دیکر ایک چٹھی قائم نین
بھیجی کہ دو مقام سے لڑائی کا ہونا اچھا نہین بہتر ہے کہ تم سب آج نصف شب کو مع خزانہ و
مہمات فوج و اسیران بیلی گارد مین چلے آؤ تو بہتر ہے اور اوسیوقت وقت چلنے کے سرنگ
مچھی بھون مین آگ دینا ۔ اہل شہر نے پیشتر سے جب یہ خبر سرنگ کی سنی تھی کسی کے ہوش بجا نہ تھے
اس جہت سے فرنگی محل وغیرہ محلے جو قریب تھے اپنے گھر چھوڑ کر سعادتگنج وغیرہ دور کے محلون مین رہنا اختیار کیا تھا ۔

غرض جب محصورین مچھی بھون چلنے پر مستعد ہوئے پہلے مرزا حیدر شکوہ ۔ ہمایون شکوہ نواب محمد حسین خان
راجہ تلسی پور نواب مصطفی علی خان شاہزادے کو ایک گاڑی مین سوار کیا اس شاہزادہ

والاتبار نے جانے مین کچھ تامل کیا بہت چلا کر بات کرنے لگے از راہ غضب اس جہت سے
انکی مشکین باندھ منھ پر رومال باندھ دیا تھا یہ زبانی مرزا حیدر شکوہ کے لکھا ہے شاید خلاف
اپنی شان کے سمجھین غرض حسن باغ کیطرف سے چلنے محصور بن تھے با نتظام مانند فوج مین توپین
آگے پیچھے رکھے نکلے اور رہیم کو توپون کی میلون پر بٹھا دیا تھا ایک آن واحد مین شاہزادی کے
مکان کے دروازے سے داخل حصار بیلی گارد ہو گئے دفعتہ ایک توپ چلی تھی ۱۲۰ آدمی تو ملازم گرانداز
وغیرہ راہ مین اپنی جان کے خوف سے بھاگ گئے اونمین دو چار رضا یا گورے بھی تھے شہر کی گلیون مین بھٹک گئے
مارے گئے انکے نام مفصل نہین معلوم فوج باغی جابجا مورچون پر تھی منھ دیکھتی رہ گئی ایک اوسکا سبب خواب غفلت کے
مین اپنے بستر پر پڑی رہی اور بمجرد چلنے توپ کے سرنگ بھی بھوس مین آگ دی ایک گورہ نے شاید اپنی بہادری
رہگیا تھا فی الحقیقت بڑا کام کیا۔

جب گاڑی محبوسین کی زیر کوٹھی ضیافت رزیڈنسی ٹھہری کئی گھنٹے تک کسی نے خبر نہ لی قریب
صبح میجر بنگ صاحب آئے ان سب کو بالاخانے کے کمرے مین لیگئے سب کیواسطے پلنگ بچھوائے اونکی بڑی خاطر
دلجوئی کی انکے آدمیونکو حکم دیا کہ گودام سے صرف ضروریات لے آیا اور اونہین سمجھایا کہ یہ امر تمہارے
فقط مصلحت سے ہمنے کیا ہے وگرنہ معلوم ہے کہ تم سب بے گناہ ہو اور یہ بھی کہا کہ اپنے آدمی بھیجکر
اپنی اشیاے ضروری کو منگوا بھیجو چنانچہ پہلے نواب محمد حسن خان کا آدمی باہر نکلا وہ کب جاتا تھا
بعد اسکے ایک سید ملازم مرزا حیدر شکوہ بہت قسم کھا کر نکلا وہ بھی نہ آیا۔ انجینیر صاحب کو
انکی طرف سے شک گذرا کہ شاید کچھ خبر یہان کی رانا لڑکے پاس بھیجی ہے اس خیال سے
انکے پاس نہ آتے دوسرے دن گورے ان سب کے پلنگ لے گئے بالاخانہ سے نیچے کے کمرے مین
آئے وہ حقیقت مین محبس تھا تاریک و نہایت بدبودار۔ کئی دن تک اسی حال مین رہے
کوئی پرسان حال نہوا اتفاقاً میجر صاحب گولی سے مارے گئے ایک اور میجر قائم مقام ہوئے
وہ اونکے پاس آئے بہت باخلاق پیش آئے پھر ایک صورت راحت پیدا ہوئی جب جنرل
اوٹرم صاحب داخل حصار ہوئے ایک دن ان سب سے ملاقات کی اور فی کس خرچ دس روپیہ دیے
ہر ایک نے اپنا لباس بے تکلف درست کیا گورے جو جنرل صاحب مرزا اسکندر حشمت کا گھر لوٹ لائے
تھے نیلام سے بکفایت ہر چیز ملی لیکن مقام تاسف ہے کہ اس حالت یاس مین گرفتاری بھی

ہر بار رفاہ مین موافقت نہ تھی ہر ایک تفاخر و نازا سپنے خاندان عالیشان پر کرتا تھا یہ
زبانی مرزا حیدر شکوہ کے تحریر کیا خرابی ہندوستان انھین باتون اور آپس کی نااتفاقی
سے ہوتی چلی آئی ہے۔

جب مچھی بھون کی سرنگ مین آگ دی سارے شہر مین زلزلہ ہوا جیسا اکبرآباد کی برجی توپ
کے چھوٹنے کا قدماؤ ذکر کرتے ہین ہر شخص خواب غفلت سے چونکا دروازے کی زنجیر چولین ستون بیان
سے اپنے جوڑ سے جدا ہوگیئن وصینان تختے مثل پتیون کے آسمان مین ہوا ہوکر اڑنے لگے
شیشے کے جھاڑ فانوس جہان آویزان تھے بلکہ امام باڑہ مرزا کیوان جاہ مین جو کربلا میر خدا بخش
مین کنار شہر کسقدر فاصلے پر ہے وہانکے سب جھاڑ ہلنے لگے چراغ گر ونکے بجھ گئے خاص قلعہ مین
جتنے مکان قدیم تھے سب گر پڑے سوائے کوٹھی جدید جو مرزا اخور م بخت نے بنوائی تھی گودام
مین جتنا ذخیرہ تر وخشک سامان لڑائی مثل ذخیرہ مورسلیان جمع کیا تھا سب برباد ہوگیا ایک
تاید غفلت یا نشہ کی جہت سے رہگیا تھا جل بھنکر کباب ہوگیا تھا کئی بیم اپنے قلعے سے راہین
بھاگئین ہندوستانیون کے گھر مین آئین وہانسے سرکار مین گئین زبانی کپتان مفتاح الدولہ۔

جب صبح ہوئی پہلے شہدے ڈرتے ڈرتے مچھی بھون کے پھاٹک پر پہونچے دیکھا
سرنگ کے اوڑنے سے ایک پٹ چول سے اکھڑ کر دوسرے پٹ پر جا پڑا ہے آدمی
کے جانے کی راہ ہوگئی ہے شہدے دیوانہ داخل ہوئے پھر مفلس نچے شہر کے
ہر محلے سے پہونچے خوب لوٹ ہوئی۔ جمعہ کی شام تک بعد اسکے سرکار سے کسی رجمنٹ
کے سپاہی آبیٹھے دسوین شہر ذیقعدہ تھی +

بعد ازین سکے ناخن تدبیر سے بعد اسکے شہدے اپنی خیرہ سری سے زیادہ بڑھے دو توپ
مقابل مورچہ بیلی گارد کے ہوا ایک مورچہ بم کے تکیہ پر منشی التفات حسین خان کے بنگلے پر لگایا
و مرادرخت املی کے نیچے مقابل اسپتال اور سرگرم آتشبازی کے ہو ہر چند لڑائی لڑکون کی ازراہ
دل لگی تھی مگر مقام حیرت سبکو تھا اور شہدونکا دماغ اور نشہ جرات آسمان پر چڑھا اور زبان طعن و تشنیع
اوسنے سب پر کھولی پھر باجازت سرکار اپنی قوم کے ایک پلٹن بھرتی کی شہر مین جس امیر کے دروازے
سے دھمکا کر زرنقد سے اپنی چرندم خورندم کرنے لگے حلوائیون کی مٹھائی دکانون سے لیکر کھاتے پھرتے تھے

سب کو طمن و تشنیع دیتے تھے آتشبازون سے باروت مہتاب لیکر جو چاہا کچھ قیمت دیدی پائین باغ کوٹھی اسکول مین ایک انبار گھاس کا تھا وہین جاکر آگ لگادی سارا شہر روشن ہو گیا میر باقر علی شاہ پکے پل پر رہتے تھے اونھین بڑے امام بارے کے دروازہ پر لاکر تلوار ون سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بظاہر اونکا قصور کسی پر نہ کھلا خون ناحق سید کا انپر وبال ہوا ننگی ننگی تلوار ہاتھ مین لیکر گلیون مین پھرتے تھے ۔

جب سیاہ لوہے کے پل سے اسپارنہ آئی رمنہ شاہی سے ٹیڑھی کوٹھی مین آئی پہلی جنرل مرزا اسکندر حشمت کے ۲ گھوڑے خاصہ سواری کے کھول لیے یاقوت علیخان نواب ناظر نے سپاہیونکو منع کیا تم انسے مزاحم ہو صاحبان عالیشان زندہ مردیکا مال اوس کوٹھی مین تھا مہر اوسکی پہرہ سے کنجیان لیکر صندوق کھولے جو اونمین تھا سب لیا ایک اپنا مورچہ مقابل نقارخانہ دولت ظفر الدولہ کے دروازہ پر لگایا جب فرح بخش وچتر منزل مین فوج آئی صاحبات محل نے زنانہ کا غل مچایا کہا ہم سرکار کی حفاظت کو آئے ہین ہمسے کسیطرح کا خوف نہ کیجیے رات بھر مہمان رہینگے صبح کو چلے جاوینگے اور باقی فوج بادشاہ باغ موتی محل کوٹھی مرزا شاہ منزل خورشید منزل مبارک منزل کوٹھی رصد خانہ حضرت گنج میدان دولت محمد باغ مین اتری اور چہارشنبہ کو گوہار راجہ تعلقدار گرد پیش لکھنؤ داخل ہوئی مثل راجہ نواب علیخان جہانگیر آباد و راجہ ہنونت سنگھ نواسہ راجہ صورت سنگھ چودھری سندیلہ حشمت علی بلیح آباد محمد نسیم خان احمد خان بیٹے فقیر محمد خان رسالدار کے گول بارسے آکر داخل شہر ہوے اور سرگرم اپنے مورچون پر ہوے ۔

جب محسن الدولہ کو خبر داخلہ پہونچی منگل کے دن دوپہر کو نواب مرزا عالیقدر مع خواجہ سرا گھوڑون پر سوار کئی خدمتگار سے سعادت گنج قصبہ موہان ہوکر فتحپور چوراسی مین لال شاہ زمیندار کی گڑھی مین جاکر اوترے ہرچند بہت سی تکلیف مالایطاق کئی مہینے تک مثل قید زندان اوٹھائی جبتک کہ فتح یابی گارد ہنوتی فوج باغی کے شر سے محفوظ رہے اس جہت سے کہ جنابعالیہ نے بسبب سفارش جنرل حسام الدولہ فوج کو منع کر دیا تھا ہرچند کہ ڈھونڈنے کی مرتبہ دہلکے جانیکا ارادہ کیا مرزا عباس قلی بیگ نقل کرتے تھے کہ مین نے انکو جبکی صبح فوج داخل شہر ہوگی نواب کے پاس حاضر تھا عرض کی یہ سب خاصہ سواری جو ہمراہ ہیں اگر مین اور چاکر تیار ہیں تو شہر سے

کچھ اعتنا نہ کی فرمایا یہ ہنگامہ طفلانہ ہے تھوڑی سی فوج جاکر انکا استیصال کردیگی بلکہ شہر کے
باہر اونھین روک لیگی غرض جب احمد اللہ شاہ داخل اصطبل نواب ہوا گھوڑے سب کھول کر لیگیا
اسیطرح روز چارشنبہ پہلے محرم تلنگے دو سوار نواب کے دروازے پر آئے سپاہیون کو کہا پھاٹک کھولدو
جب داخل دولتسرا ہوئے اونکے ساتھ بچے فاقہ مست شہر فتوحات غیبی سمجھکر لوٹنے لگے جتنا نقد و
جنس ہاتھ آیا خوب لوٹا اور یہ سب جہیز صاحبزادی حضور عالم تھا نصیب اعدا ہوا اور جس
اسباب بیش قیمت کو اوٹھا نہ سکے اوسے توڑکر خراب کردیا شیشہ آلات جھاڑ آئینہ فانوس کو توڑکر
سڑک پر پھینکدیا ساری سڑک شیخن دروازہ الماس تراش ہوگئی اور کئی دن پیشتر اس ہنگامہ کے نواب نے
تین مکان نواب معین الدولہ کے سعادت گنج مین بکرایہ لیکر اوس مین عیال نواب عظمت الدولہ
معزالدولہ مرزا محمد تقی خان بھانجے مع اپنی والدہ آکر رہے تھے امام باڑہ مفت تھا۔

جب عملداری سرکار ہوئی کارنگی صاحب آئے جتنا حملہ کہ نواب عظمت الدولہ تھا سب لیکر
چلے گئے ہرچند نواب نے سرکار مین اظہار حال کیا نہ سنا تقریباً کئی لاکھ روپیہ کا سب تھا بہادر موصوف
اوسوقت فقط لنگی باندھے بیٹھے تھے کپڑا ایک نہ چھوڑا تھا جب اپنا گھوڑا امون صاحب کے ہاتھ ہزار
روپیہ پر بیچا کپڑا نصیب ہوا امون صاحب بھی آئین کچھ نہ بولے وگرنہ سرکار مین کہہ سکتے تھے۔

نواب منورالدولہ اپنے گھر مین متردد و متحیر بیٹھے ہوئے تھے دفعۃً حال شکست سنکر
متحیر ہوئے پہلے باورچی ٹولہ مین مرزا مہدی حسن داماد بہارالدولہ کے گھر مع افضل محل جاکر رہے
بارے میرن صاحب عرف محمد مرزا اپنے رفیق قدیم کے گھر رات کو چھپکر سعادت گنج مین جاکر رہے
افضل محل تنہا قریب بیلنا باندہ [illegible] محلہ کے گھر مین رہین بعد تین دن کے ڈولی مین سوار ہوکر
بہ منت سماجت سے خاطر خواہ مزدوری دیکر مرزا ابوتراب خان کے گھر مین گئین امجد علیخان
مین جاکر چھپے حکیم میر علی میر محمد شہید مین پھاٹک بند کرکے بیٹھے تھے اس عرصہ مین تلنگے پہونچے
پھاٹک کھلوا داخل ہوئے کہنے لگے تلاشی کرینگے دو یہان کوئی بی بی یا صاحب چھپا ہے یا نہین بعضون
سے گفتگو ہوئی اور دست ہمت کوتاہ دیکھکر لوٹ پر مستعد ہوئے کچھ اسباب جو باہر تھا لیکر
چلے گئے بعد کئی دن کے گھر کے بھیدی پھر اونھین لے آئے اکثر مقام جو اونھین معلوم
تھا [illegible] کھدوا کر نکالا لیا کچھ [illegible] اونھین سے اوکو بھی دیا اس مرتبہ البتہ زیادہ نقصان ہوا

دلیر الدولہ مرزا احید جمعیت ملازمین سے اپنے گھر مین مسلح و مستعد بیٹھے سبب سے کوئی نہ آیا۔

نواب امین الدولہ کے گھر تلنگے پہونچے ۴۴ گھوڑے اصطبل سے کھول لیے پھر حضور منزل خاص مکان مین گئے جتنا زیور و اسباب مملوکہ اشرف الدولہ تھا سب لیا وہان بہت حفاظت سے سمجھکے رکھا تھا از انجملہ دو جلد قرآن شریف مطلا خط ولایت تھی اونکا بڑا افسوس ہی معلوم نہین کسکے ہاتھ لگین لیکن لالہ رام چرن احمد علی خان کچھ مانع ہوی مگر کون سنتا تھا صاحبات محل مع کنیزان لانا غیث مہر اسمیہ چادرین اوڑھے سڑک پر نکلین شاہزادہ مفو ہی اپنے دادا و سکے باغ کو جاتی تھین اشرف الدولہ اونکے آگے تھے تلنگون نے روکا کہا تم کہان بھاگے جاتے ہو اہل بازار نے بمنت سمجھایا ۳ اشرفی لیکر چھوڑ دیا دوسرے دن راجہ منو انواب علیخان کی گوہار آئی جابجا مکانون مین اترے فی الجملہ عافیت ہوئی پھر اپنے مکان مین آئے۔

نواب ممتاز الدولہ پیشتر اس فساد کے اپنے قدیم مکان مین مع اسباب جا کر رہی تھی ورفقاے خاص سے مسلح رہتے تھے کہ دروازہ شارع عام پر تھا اور اپنی نیکنامی تھا لیف قلوب مجھکے شربت کی سبیل بھی کھولی تھی بعد کئی دن نکلے جب باغیون نے اپنا ایک پارلیمنٹ یعنی کانسٹی مقرر کی افسران فوج سوار و پیادہ و توپخانہ تارا کوٹھی مین بیٹھے وکلاے امراے شہر پہونچے سب نے داد بیداد غارتگری بیان کی کہ کیا خوب سپاہ بہادر نے جہاد راہ خدا اور رعایت دین حق و حفاظت جان و مال رعایا پر کمر باندھی ہے صاحبان کمیٹی نے بموجب اپنے انصاف نادر ست کے بہت رحم کھا کر موافق ہرایک کی درخواست کے گارد سوار و پیدل ہرایک کے گھر پر مقرر کیا چنانچہ نواب کی ڈیوڑھی پر بھی گارد سوار و پیدل مقرر کیا اونکا یومیہ خوراک و فرمایشات لوٹ سے زیادہ تھی ایک دن تلنگے عنایت باغ مین آئے کچھ لوٹ کر لیگئے اوسکے بعد مرزا قاسم بیگ داروغہ جا کر ضریح نقرہ لک روپیہ کی جو غلام حسین داروغہ کے گھر سے ضبط ہو کر آئی تھی اور جعفر علد منزل نے نواب ملکہ زمانیہ کو عنایت فرمائی تھی اوسے توڑ کر لائے پھڈالا ورنہ تلنگون سے بچتی اسکے سوا اور اسباب بھی لے آئے معظم الدولہ نواب باقر علی خان نواب مجاہد الدولہ کے گھر سے خوب زر سرخ و سفید اسباب لوٹا بلکہ لونڈیون سے زیور نقرئی بھی لیلیا

نواب ملکہ جہان کا گھر اس لوٹ سے محفوظ رہا اس جہت سے کہ وہ ہر روز ہندو مسلمان کو کھانا

پکوان مٹھائی بہت کثرت سے بھیجتی تھین کچھ زر نقد بھی بھیجت دیا خلاصہ اگر تفصیل ہر گھر کی لوٹ کی لکھی
جاوے تو ایک دفتر ہو جاوے کسی سپاہ باغی نے کسی گھر کو نہ چھوڑا ارباب بھی خاطر خواہ لیا چوک مین جو دکاندار دن بہ تاکید دکان کھولنے کی کرتی تھی جب
وہ کھولتے تھے جو چیز چاہی لیلی یا کسی کو کچھ خیرات سے دیدیا اسکے سوا رعایاے شہر پر وہ آفت پہنچکر رہ جاتے تھے کہ
یہ بڑے خیرخواہ لیا انگریز ہین ہمارے جہاد و راہ خدا مین شریک نہین ہوتی خلاصہ ہر گلی کوچہ
مین طرفہ ہنگامہ فساد برپا کر دیا تھا اس کے سوا جتنے افسر تھے اکثر ارباب نشاط سے گرفتار
ہو گئے تھے بعض لونڈون سے گرفتار ہو گئے تھے

کرانی دفتر انگریزی عیسائی خوش باش ہم قلمبند ہوے اکثر حسب الحکم چیف کمشنر بیلی گارد
مین جا کر چھپے بعض وہان رہکر نکل آئے اونکی قضا باہر لائی چنانچہ تامس ہیرسر دفتر ریذیڈنٹی
جسے جنرل سلیمن نے موقوف کیا اور کرنل بیلی صاحب کے وقت سے نوکر ہوے تھے کئی دن بیلی گارد
مین رہکر نکل آئے تھے انکا گھر سڑک پر تھا لٹا جب متفرق ہو کر بھاگے بی بی کہین گئی بیٹیان
کہین گئین آپ خود کئی دن کے فاقہ سے عیش باغ مین گھبرا رہے تھے تلنگے پکڑ لائے روپیہ
مانگنے لگے انھون نے میر امام علی رسالدار کے پاس کچھ امانت رکھی تھی اونکے گھر لے گئے اونھون نے
تلنگون کے خوف سے انکار کیا گولہ گنج سے جاتے تھے چوک سے کسی مہاجن سے دلوا دین
جب آتو جی کی مسجد کے پاس پہونچے کچھ سوار و تلنگے نانبائی کی دکان پر بیٹھے تھے آپسمین اشارہ
کر کے گولی ماری دوسرے نے تلوار ماری گر پڑے خاکروب نے پانون مین رسی باندھ نالے
مین پھینکا کپڑے اوتار لیے انکی بی بی بیٹیان جب رات کو گھر سے باہر نکلین پہلے اہل محلہ نے
جو کچھ پاس تھا لے لیا بہزار خرابی بی بی کی جان بچی بعد فتح بیلی گارد پچاس ہزار کا نوٹ اونکے
شوہر کا تھا ملا اوسی پر بسر اوقات کرتی رہین آخر مر گئین مذہب عیسائی اختیار کیا تھا
قوم رذیل سے تھے زیور وغیرہ جسکے پاس رکھوایا تھا لوٹ کے بہانے سے گیا
ایک بیٹی کسی پٹھان کے گھر مین رہی دوسری بالمن انگریز ملازم محسن الدولہ سے
قریب بیاہی گئی اوسنے جلا جلا کر مار ڈالا پوتا بھی کسی کے پاس رہا اوس نے
شاید مسلمان کیا مگر مفقود ہے۔

جوزف شائرٹ سگے بھائی سلطان مریم بیگم کا اگرچہ مذہب عیسائی تھا لیکن ہمیشہ سلط

ظاہری لباس وغیرہ مثل اہل اسلام تھا حسین بخش کے مکان مین آکر رہے فوج نے گھر لوٹ
چھوڑ دیا وہ خوف سے شہر مین روپوش ہو کے جوزف جوانس انکا داماد مع اپنی بی بی کوتوالی
مین قید ہوا اسکے بیٹے کئی برس کے راہ مین چھٹ گئے اوسکی دائی اپنے گھر لے گئی پھر اوسکی
خرابی ملی اسکے بعد یہ بھی کہین روپوش ہوا ۔

لیٹل نامے کرانی چند برادر ملازمان دفاتر پل بازار مہاراجہ جھاؤلال پر انکی بھی ایک چھوٹی
سی کوٹھی اور چند مکان تھے مولوی یحیی نامی ایک ہمسایتے سے نہایت اتحاد تھا اور سلوک
بھی کرتے تھے اور گھر والان سب کی و مرد کی وضع مسلمانی رہتی تھی مولوی یحیی نے آن سے
کہا کہ چونکہ ہم لوگ دلی دوست اور ممنون انواع پرورش آپ کے ہین آپ سب ہمارے زنانخانے
مین آرہین ہم کسیکو آپ سے مزاحم نہ ہونے دینگے یہ لوگ باعتبار اتحاد اون اہل فسا
کے اونکے مکان مین رہ گئے اور اپنا گھر بار اسباب وست معتمد جانکر اونکو سونپا تھا بلوہ
ہوتے ہی مولوی نے مع اپنے بیٹون کے وہ سب اٹھارہ تھے ایک ایک سر کاٹکر باغیونکو
بنظر فروغ جاہ اپنے دیدیا اور سب اونکے مال و اسباب و مکانات پر بڑی خوشی سے متصرف
ہوا ایک لڑکا اونمین سے کسیطرح بچا تھا اوسنے بعد غدر اپنا بدلا پایا

عملۂ نظامت سرکار جابجا پہلے روپوش ہوا جب فتنہ و فساد بڑھا اور ہر ایک کا تجسس زیادہ
ہوا ہر ایک تبدیل لباس و شکل ہو کر شہر سے باہر نکلا قصبات و دیہات جنکے دس بارہ کوس
پر تھے پیادہ پا ہو کر بھاگے جان بچی منشی رام دیال وغیرہ بیلی گارد مین چھپے بعض نے اپنی
جان بچانے کو باہر نجا سکے فوج باغی سے آشتی کی اور باطن مین گوئندہ سرکار رہے
کچھ خبرین جھوٹ سچ ملا کر سرکار کسیصورت سے بھیجتے تھے اس خیال سے کہ شاید ہمین
بھی فتح برار دیرو بال ۔ بعد فتح بعض کامیاب ہوے بعض ناکام رہے ۔

کتب انگریزی ہزارہا ہر کوچہ و بازار مین مثل خس و خاشاک پڑی رہتی تھین کسیکی مجال نہ تھی
اوسے اوٹھا سکے با ینہمہ انگریزی مارا جاتا تھا خصوصاً کتب خانہ جنرل مارٹن کا لج اور ذخیرہ
سلطانی جلدیقی جلادیا تالاب مین ڈلوا دیا ایک لڑکا یہودی کا گلے مین اپنے باپ کی نعش سے لپٹا
رہا تھا کئی دن تک ہر ایک سے پانی مانگتا رہا کسینے خوف سے نہ دیا آخر وہ سسک کر مر گیا

کپتان سیوبری واما وجنرل مالی آلہ آباد وصاحب پنشن دو صد روپیہ بہت قابل تحریر انگریزی مین کئی برس سے مسلمان ہو گئے تھے صاحب رزیڈنٹ کے پاس بھی بلباس ہندوستانی جاتے تھے اگرچہ ناگوار اس شکل سے دیکھنا مگر کچھہ کہہ نسکتے تھے گو بہت زبان آور تھے تلنگون نے گرفتار کیا ہر چند چاہا کہ حضر اسلام بھی دکھایا آخر گھر سے مجتہد کے پاس واسطے تحقیق کے لے چلے راہ مین مار ڈالا گھر کئی دن تک لوٹا۔ غرض ایسے سوانحات قاتلی کو کہان تک بیان کرسکے دل اہل درد تاب نہ لا سکے گا۔ اعوذ باللہ من قہر الکفار و من غضب الجبار الواحد القہار۔

مسند نشینی مرزا برجیس قدر شاہزادہ حضرت سلطان عالم

خلاصہ احوال تفصیلی مسند نشینی مرزا برجیس قدر جو بلا زمین شریک حال سے شروعًا معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ جب فوج باغی شہر کی لوٹ سے مالامال ہو چکی اور داد بیداد مظلومان شہر حد سے گذری اور پہلے سے کوئی شخص رعایا شہر سے از روے خصوصیت جہاد ایمانی یا بالطمع لوٹ فوج باغیہ سے کلایہ امر بسبب تعصب مذہب کے اونپر بہت ناگوار و شاق گذرا مثل شاہجہان آباد سب شریک ہو گئے تھے وہان اہل تسنن بہت تھے وہ اپنے مذہب سے شریک ہو لکھنؤ مین کثرت شیعوں کی انکے مذہب مین جہاد بغیر امام کے حرام تھا کیونکر شریک ہوتے اور یہان کے اہل تسنن بھی باہمت نکلے جہاد خود رائی و خود پسندی سے شریک ہو کے واقف ہو چکے تھے پھر کیونکر شریک ہوتے مگر سپاہ طعنہ زن رہی کہ ہمارے شریک نہو خیر بروقت سمجھہ لینگے اب متوجہ امر ریاست ہے ہو کہ کسیکو مستحق ریاست سمجھکر بنام حاکم کرنا چاہیئے کہ فی الجملہ ہم بدنامی سے بچین بلکہ نظاہر نیکنام ہو جائین چنانچہ پہلے راجہ جے لال سنگہ نصرت جنگ بیٹا راجہ غالب جنگ کا حسب الطلب فوج حاضر ہوا اونے افسرون سے اپنے گھر لٹنے کی شکایت کی اوسکی بہت خاطر جمع کی کہ اب وہ چند تمہارا بھلا ہو جائیگا خاطر جمع رکھو خلاصہ پہلے یہ صلاح ٹھہری کہ اولاد نواب سعادت علی خان کو مسند وزارت آبائی پر بٹھانا چاہیئے جو اصل اس خاندان مین گذرے ہین مگر رکن الدولہ نواب محسن خان اسی توہمات سے داخل بیلی گارد ہو چکے تھے پھر راجہ سے افسرون نے کہا تم قدیم نمک خوار سرکار خیر خواہ تمہارا باپ بڑا کارگزار تھا یہ کام دین مذہب کا ہے اسمین جانیہ ہول و جان

ہر طرح سے کوشش کرو کہ سرانجام ہو اور ایسے منتظم لوگ تجویز کرو کہ جن سے انتظام شہر ہو چنانچہ
بصلاح گارد بھیجکر مرزا علی رضا کوتوال شہر کو میر نادر حسین صاحب روند کو بلوایا تاکید کی کہ تم
بندوبست شہر بدستور سابق کرو اور اسیطرح مستعد و سرگرم رہو فوج بہادر سے تنخواہ پاؤگے
انھون نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کی فوج بہادر ایک طرف شہر کو لوٹتی پھرے ہم انتظام شہر کرین
جب تک کہ کوئی حاکم قرار نہ پائے پھر کس صورت سے انتظام ہوگا کہا ہم فوج کو منع کر دینگے بعد
اسکے ایک دستہ فوج کا دس تلنگے دو افسران کے ساتھ کر کے عہدہ کوتوالی پر مامور کیا
اس خیال سے کہ یہ اکسٹرا اسسٹنٹ ملازم سرکار تھے شاید مصلحتاً ہمسے ملے ہوں باطن مین
انگریزون سے اس جہت سے محمد قاسم خان کو افسر کلان کیا ایک کمپنی پچاس سوار بھی متعین
کیے انھون نے چار و ناچار قبول کیا اگر انکار کرتے مارے جاتے اسکے پیشتر شاہ جی
اکوالغرض سے شہر مین بندوبست طفلانہ کر چکے تھے جابجا تھانے بٹھا چکے تھے شہر کے مظلوم
محتاج ناعاقبت اندیش نے قبول کیا تھا بقول مرزا کیا نہ کرتا۔ اب تلنگے متعین ہو جابجا کے
تھانے اونکے اوٹھا دیے شاہ جی سخت و سست کہکر چپکے ہو رہے مگر انکی بساط نوچندہ
تارا کوٹھی کی اولٹ دی اسباب لوٹ لیا شاہ جی کو بزیر حماق گندہ کھسکر نکال دیا وہ ننگے
پانوں بھاگ کر رگھناتھ سنگہ امرا وسنگ کی پلٹن مین جا کر چھپ رہے۔

غرض پارلیمنٹ مین صلاح ہوئی کہ صاحبو ہم بن سرکار بندوبست چاہتے ہو کبھی دنیا مین ایسا
نہین ہوا اور اوسکے پیشتر اولاد جنت مکان کو تجویز کیا تھا یعنی نواب ملکہ عہد صاحبہ کے بیٹے
مرزا دارا سطوت کو بٹھایئے اونسے نذرانہ ۳ لاکھ روپیہ مانگتے تھے مگر کیا معقول جواب
اونھون نے دیا نواب شجاع الدولہ انگریزون سے مقابلہ نہ کر سکے ہمسے کیا ہو سکیگا عبث
عبث ہم اپنی عافیت تنگ کرین انھون نے پھر رادھے سے کہا تم سب طرح سے واقف کار ہو کسی
بادشاہ کے بیٹے کو تجویز کرو جو سب طرح سے لایق اور قابل ریاست ہو مثل واجد علی شاہ غافل نہو
چوتھے دن بعد داخلہ فوج جمو کو بہت سویرے صبحکو راجہ نواب خاص محل کی ڈیوڑھی پر
آکر کہنے لگے کہ مرزا نوشیروان قدر بڑے بھائی مرزا ولیعہد بہادر کے کہان ہین افسران فوج
چاہتے ہین اونھین مسند نشین ریاست کرین شمشیر الدولہ داروغہ نے جواب دیا کہ وہ لڑکا

سب طرح سے سفدر ریاست ہے اور بے حکم نواب خاص محل اور بادشاہ ہم کیونکر جرات ایسے امر کی کر سکتے ہین۔

غرض یہ خبر پہلے محمود خان شیخ احمد حسین نے سنی انھون نے راجہ سے مرزا برجیس قدر کیواسطے کہا اونسے جواب دیا فوج کو یہ منظور ہے کہ اگر بالاتفاق سب بیگمات محلات شاہی راضی ہون تو البتہ ممکن ہے اوسوقت ممو خان راجہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لایا سیر واجد علی کو بھی بلایا اور سب بیگمات وہان جمع ہوئین ذکر ریاست شروع ہوا بعض نے کہا ہمکو کیا غرض اور مطلب اگر واجد علیشاہ ہوتے تو کیا مضایقہ تھا بعض نے جواب شافی دینے مین تامل کیا اور سکوت حضرت محل نے سب سے ہاتھہ جوڑ کر کہا کہ یہ لڑکا تمھارا ہے جیسا تم سب مناسب خیال جانو نواب خرد محل سلمہ از راہ فراست کہا کہ اگر ہم تمھارے راضی نامہ پر مہر کردین کلکتہ مین انگریز واجد علی شاہ کو مار ڈالین تو کیا ہو اور یہ بھی ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ رئیس نہو جیسا تم خود مناسب وقت سمجھو کرو۔ راجہ رخصت ہوکر چلا گیا حضرت محل مایوس ہوئین ممو خان نے پھر راجہ سے جا کر کہا کہ اگر یہ سب بیگمات مہر نہ کرین مینے دوسری صورت نکالی ہے یعنی ایک خط حضرت محل کیطرف سے افسران فوج کی طلب مین بھجواتا ہون چنانچہ اوس خط کا جواب یہ آیا کہ ہم کل آئینگے لڑکے کو دیکھین کس لیاقت کا ہے۔

۱۲۔ تاریخ شہر ذیقعدہ یکشنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۵ جولائی ۱۸۵۷ء اتفاقاً اوسدن پانی شدت سے برس گیا تھا بعد ۶ بجے شام کو افسران فوج راجہ کے ساتھ قصر الخاقان مین اکر بیٹھے مرزا رمضان علی خان الملقب مرزا برجیسقدر تا مچان سوار حضور عالم پر سوار مسند جلوس خیت آرا اگر آگر بیٹھے افسرون نے باتین شروع کین کوئی کہتا تھا لڑکا سب چھوٹا ہے کوئی کہتا تھا خوبصورت ہے اس سے کام ہوگا کوئی آواز کرنی لگا کہ تم عیش و عشرت سے محو ہوکر غافل نہو جانا ہم تمکو سلطنت دیتے ہین پھر کہنے لگے ہم کئی سوال کرتے ہین اگر وہ مقبول ہون تو ہم رئیس کرین۔

پہلے یہ کہ بادشاہ دہلی کو ہم اس باب خاص مین سرفراز کرتے ہین بشرط منظوری وہان کے جو حکم ہون گے خواہ بادشاہ رکھین یا وزیر تابع فرمان شاہ دہلی رہے۔

دوسرے ہماری تنخواہ دو چند ہو یعنی تلنگہ ۶ پاتا تھا اب اوسکے ۱۲ ہون۔

تیسرے جو پلٹن رکھی جاوے اوسکا افسر ہماری تجویز سے ہو۔
چوتھے نائب و دیوان بھی ہم اپنی تجویز سے کرینگے اوسکی بحالی موقوفی ہمارے اختیار مین رہیگی
اور کوئی امر بے صلاح و تجویز ہماری کورٹ کونسل کے ہونے نپائیگا۔
پانچوین جو ہماری تنخواہ سرکار انگریزی مین چڑھی رہ گئی ہے وہ بھی ہم لینگے۔

یہ سب قلمبند ہوئین مہر مرزا برجیس قدر منگائی حکیم حسن رضا لینے گئے مگر اوسوقت پہلا شگون نیک یہ ہوا کہ اس ہنگامہ مین وہ مہر گم ہو گئی قرار یہ پایا کہ یہ کاغذ چھوڑ جاؤ کل مہر ہو کے تمھارے پاس پہونچیگا افسرون نے کہا کہ ایک کاغذ کافی نہوگا چاہیے کہ ہر افسر فوج کے پاس اوسکی نقل رہے چنانچہ مہر مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور سب اہلکارون کی ہوئی اوسکے بعد افسرونکو دیا گیا پھر افسرون نے کہا آج ہی رئیس کرو بعض نے کہا کیا جلدی ہے فوج نے کہا کچھ احتیاج نہین ممو خان کو اوسدن کے رئیس ہونیکا یقین تھا مگر افسرون نے ایک کھیل طفلانہ سمجھکر اوسیدن کر دیا ہر چند مفتاح الدولہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا کہ آج شب دوشنبہ قمر در عقرب بھی ہے اگر بساعت نیک جلوس ہو تو بہتر ہے ممو خان نے کہا تم ہر امر مین اسیطرح کی حجت ایک شق نکالتے ہو اور وسوسہ ڈالتے ہو بہر حال چند دقیقہ اوسوقت غروب آفتاب مین باقی تھے اہل تنجیم نے کہا بس انکی مدت ساعت بھی چند دقیقہ رہیگی غرض شہاب الدین اور سید برکات احمد رسالے کے رسالدار نے اٹھکر [illegible] مرزا برجیس قدر کے سر پر رکھی مبارکباد دی افسرون نے تلوار نذر دکھائی جیسا دستور افسری جہانگیر بخش صوبہ دار توپخانہ فیض آباد نے اوسیوقت ۲۱ توپ سلامی کی سر کی شہر مین ایک غلغلہ مسند نشینی کا ہوا

زائچہ جلوس

زائچہ حسب تقاطع

قوس — دلو — عقرب — جدی — حوت — میزان ذنب قمر — حمل مشتری راس — سنبلہ — سرطان — آفتاب مریخ عطارد — ثور — زحل — اسد — جوزا زہرا

زائچہ حسب صور ہندی

قوس — دلو — عقرب — جدی — حوت — میزان ذنب قمر — حمل مشتری راس — سنبلہ — سرطان — زہرا جوزا — اسد — جوزا آفتاب مریخ عطارد زحل

اسکا استخراج موقوف علم نجوم پر ہے واللہ اعلم - بقدر درست لکھا۔

غرض اوسوقت گرمی اس شدت سے تھی کہ مرزا برجیس قدر گھبرا کر اوٹھ کھڑے ہوسے تامجان
پر سوار باہر نکل آئے تلنگے بجاے سلامی جنگی کارتوس داغنے لگے مرزا برجیسقدر خوف سے داخل
محل ہوئے آواز بندوق سے ایک تہلکہ پڑ گیا ملنگ سنہ زوری سے چاہتے تھے محل مین چلے جائیں
قاسم خان نائب رسالدار نے پہرہ کر دیا اسپر بھی کسینے نمانا ناگہان کمپنی گھمنڈی سنگھ صوبہ دار
کی کلمات لاطائل بکتی ہوئی کہ کس نے انھین گدی پر بٹھایا ہے ہمارے صوبہ دار کی مرضی نہین
مسند نشینی کے وقت ہمارے صوبہ دار کو کیون نہ بلایا ہم اسے بادشاہ نہ کرینگے اور
اسی غصے سے اپنا مورچہ بیلی گارد سے اوٹھا لیا ہر چند افسرون نے سمجھایا نہ مانا آخر
بہت منت وسماجت سے بٹھا کر کہا تم خاطر جمع رکھو کل ہم تمھارے صوبہ دار صاحب کو
راضی کر دینگے پھر شہر مین منادی ہوتی کہ خلق خدا ملک بادشاہ دلی حکم مرزا برجیسقدر کا
کہ اب کوئی کسیکو شہر مین نہ لوٹے ورنہ سزا پائیگا ادھر یہ منادی ہوتی ادھر بدستور لوٹ پڑتی تھی

دوسرے دن شہر مین منادی ہوئی کہ جو سپاہی سوار پیدل گولہ انداز افسر ملازم شاہی خا
ین معطل ہو در دولت پر حاضر ہو اپنے عہدۂ قدیم پر بدستور بحال و مامور ہوگا اسمین جتنے اہل
تالق و صاحب پنشن قدیم و جدید سب کے سب مسلح ہو کر در دولت پر جان نثاری کو حاضر
ے اگرچہ ہر ایک بظاہر محض اپنی جان و آبرو سے آیا کچھ سپاہی جو بیلی گارد سے باہر رہ گئے
مثل سپاہ انگلشی وہ بھی بخوف شریک حال ہوگئے چنانچہ افسران فوج جدید و قد
ت سے پہلے ایک اقرار نامہ لیا گیا کہ جب تک تسلط انتظام کلی نہو کوئی تنخواہ سرکار سے
نگے چنانچہ توپخانہ کے لوگ اکثر مورچہ پر مامور ہوے انھون نے جابجا توپین قرینے سے لگا دین
ردل کھول کے مستعد جانفشانی ہوئے اور بڑی توپ نانک مئہ کی چار باغ کے توپخانے
۴ جوڑی بیل سے کھینچکر لے آئے گولہ گنج کے مورچہ پر لگائی اسمین بڑا فخر
لہ یہ توپ ہمیشے چلی آئی انگریز اسے نہ لا سکے ایک دفعہ دو تین گولے اوس سے مارے
سکے بعد پھر نہ چلی شاید اوسکے پیپ کٹنے سے نکمی ہو گئی تھی۔

بیلی گارد کے مورچون کا ذکر

غرض چھہ دن اور رات تک طرفین سے مینہ گولے اور گولیونکا برستا رہا جمعہ کے دن وقت عصر احمد اللہ شاہ نے دھاوا کیا بیلی گارد کے ریزیڈنسی پھاٹک پر جا پہونچا اوسوقت محصورین بیلی گارد کہتے ہین کہ اوسوقت ہم سبکو یقین اپنی ہلاکت کا ہوگیا کسواسطے سپاہ انگریزی ہندوستانی جتنے مورچون پہ تھے کئی دن کے علی الاتصال لڑنے سے تھک گئے تھے ہاتھہ پانؤن کی سب کی سکت جاتی رہی تھی خصوصًا میم کا حال اضطرار و سراسیمگی اسوقت کا بیان سے باہر ہے سب کی سب تہخانہ جنرل لوصاحب مین خوف سے جا کر چھپین اور موت ہر ایک کی نظر مین پھر گئی شاہ جی پھاٹک کی آڑ مین اپنے مجاہدین کو پکارا کیے کہ بس اس حملے مین ان سب کا کام تمام ہے مگر کسیکی جرأت قدم سے قدم بڑھانے کی نرہی - دفعتًہ ایک بم کا گولہ اوپر سے آیا لاچار کیے ہوے شاہ جی بھاگے بس محصورین کو یقین اپنی فتح و نصرت کا ہوگیا پھر مورچونپر سب کا دل پٹھا ہوگیا تازہ دم ہوگئے بعد کئی دن کے فوج باغی نے عذرا سنے صرف میگزین ہمراہی کا کیا اگر ہم سب دفعتًہ اوڑا دینگے بروقت ضرورت ایسا ہمین میسر نہوگا اور نہ کچھہ کام بن پڑیگا بہتر یہ ہے کہ ایسے سرکار سے ہمین ملے بس اب عذرات بار دپہلوتہی کے شروع ہوے اور ہر روز وقت بد سے تلنگے غول کے غول ہم ہمادیو کہتے جاتے تھے خاص بازار کی دوکانون مین جابجا مقامات امن مین متفرق بیٹھے تھے ڈھولی دائرہ بجا کر بھجن گاتے تھے زبان سے سکو گالیان دیتے تھے بہت سے جمع ہوکر ڈیوڑھی پر آتے تھے مرزا برجیس قدر کو محل سے بلا کر تلنگے گلے لگاتے تھے کہتے تھے تم کنہیا ہے باپ کیطرح غافل نہو جانا ان اپنے شہر والون سے ڈرتے رہنا وگرنہ تم خراب ہوجاؤ گے -

ایک دن تلنگے تیس روپیہ کا اسباب کہین سے لوٹ لاتے ممو خان نے لے لیا سو روپے انعام دیے آفرین و شاباش کہی اوس لوٹ کو داخل سرکار کیا اسیطرح نواب ممتاز الدولہ کے گھر سے لوٹ کر تقریبًا پچاس ہزار روپیہ کا لائے ممو خان کو دیا اور کہا یہ ہمنے شہدون اور اور گھر سے بچن لیا ہے اسکا بھی انعام ملا مال خانہ مین رکھوا دیا بعد اسکے نواب قیصر صاحبہ کے گھر کا اسباب لاکر چند صاحبان محل نے سمجھایا کہ تلنگے پہلے اونکا گھر لوٹ چکے ہین یہ قدر قلیل اونکی اوقات بسری کو رہگیا ہے ممو خان نے لسنا نہ

انتقال چیف کمشنر بہادر

جنرل لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر اول درجہ قدیم کوٹھی ریزیڈنسی مین مشغول تحریر تھے صاحب سکرٹر کو بھی کچھ تحریر دکھا رہے تھے قلی باہر ڈوری پنکھے کی کھینچ رہا تھا دفعۃً ایک گولہ قلی کے سر سے صاحب کے دونون پانون پر سے ہوکر گوشت اعصاب لیتا چلا گیا باہر گر پڑا اس صدمہ ناگہانی سے تین دن صاحب جیتے رہے آخر ۱ جولائی ۱۸۵۷ع کو انتقال کیا گبنس صاحب کو اپنا قایم مقام کرکے کہتے ہین کہ وقت آخر صاحب نے اپنے ملازمین کو بلاکر اپنا قصور چشم و غیظ چاہا اور رخصت کیا اگرچہ یہین دفن ہو بعد ہفتہ عشرہ آمنی صاحب جوڈیشل کمشنر ایک صبح کو مورچے دیکھتے پھرتے تھے ناگاہ ایک گولی قضا کی آئی مر گئے۔ محصورین بیلی گارد کو بڑا صدمہ اور حالت یاس ہو گئی کسواسطے یہ دونون صاحب بڑے مدبر و منتظم تھے میجر بنکس صاحب نے چیف کمشنری گبنس صاحب کو قبول نہ کیا کسواسطے کہ وقت محاصرہ صاحب فوج مستحق و سزاوار عہدۂ جلیلہ ہوتا ہے صاحب سول یعنی نظامت نہین ہوتا چنانچہ طرفین سے کئی چٹھیان ردوبدل اس باب خاص مین لکھی گئین آخر گبنس صاحب مصلحت وقت سمجھکر مستوفی ہوے میجر صاحب مستقل ہوے۔

دھاوہ بیلی گارد وغیرہ سوانحات

ایک دن مشہور ہوا کہ کل یا پرسون فوج باغی بیلی گارد پر دھاوا کریگی صاحبان محصور کو زیر تیغ کریگی اور وہان کی زمین کو کھود کر برابر کردیگی اور جب تک یہ نہ کریگی دوسرے کام پر متوجہ نہوگی اپنا کھانا پینا حرام کیا ہی کسواسطے کہ دس دن کے عرصہ سے بیلی گارد فتح نہین ہوتا یہ تو ایک گھڑی کا کام ہے جب یہ خبر گوشزد صاحبات محل ہوئی آپس مین کہنے لگین کہ جسوقت میان سکو قتل کیا جتنے کلکتہ مین ہین اونکی جان کا ہیکو رہیگی ایک نے کہا اوسپر کیا موقوف ہے ہم تم بھی نہ بچینگے کسواسطے کہ انگریزونکا مال مثل گھاس کی جڑ کے ہے جتنا کاٹو اتنا ہی بڑھتی ہے غرض نواب فخر محل مہدی بیگم بندی جان نواب سلیمان محل نواب مشکوہ محل نواب فرخندہ محل۔ یاسمین محل محبوب محل۔ اور کئی محل سب جمع ہو حضرت محل سے کہنے لگین اور نواب خورد محل

نواب سلطان جہان محل بھی انکی شریک تھین کہا کہ تم سب طرح سے اچھی رہین تمھارا بیٹا بادشاہ ہوا مبارک مگر ہم سب بے وارث ہوئی جاتی ہین کل فوج کا یہ ارادہ سنا ہے اب تمھین اٹھا کر دو پھر بادشاہ اور محلات وغیرہ جتنے کلکتہ مین ہین زندہ بچین گے یا سب پھانسی دیے جاینگے ایسی سلطنت کو چولھے مین ڈالو جناب عالیہ نے برہم ہوکر جواب دیا معلوم ہوا تم سب ہمارا برا چاہتی ہو بلکہ اس سلطنت کے ہونے سے جلتی ہو مختصر یہ کہ اوسوقت اپسمین ایسی چلی کٹی ہوئی کہ جناب عالیہ برجیسقدر کو لیکر اندر کے دالان مین چلی گئین۔

دوسرے دن جب افسرون نے یہ خبر سنی بگڑے کہا یہ سب محلات انگریزون سے ملی ہوے ہین یکبار سب جمع ہوکر ڈیوڑھی پر آئے کہ ہمین کچھ عرض کرنا ہے جناب عالیہ چلمن کی پاس آئین حاضر الوقت نواب شرف الدولہ محمد خان میر واجد علی مولوی میر مہدی مولوی محمد حسن جواہر علیخان مفتاح الدولہ تھے اور دونا ظر دروازے پر آنے جانے کے مانع کھڑے ہوے افسرون نے عرض کیا یہان کے سب آدمی انگریز سے ملے ہین اوسمین ہماری تمھاری خرابی ہے پھر کہین ٹھکانا نہین اب جسطرح بنتا ہے دھاوا کرکے بیلی گارد مین گھسے جاینگے رام چاہے تو کل انگریز نہین یا ہم نہین جب تک بیلی گارد فتح نہ کرینگے تنخواہ نہ مانگینگے مگر شربت پانی دھاوے کے وقت پہونچا ضرور ہے ہمارے برہمن پنڈت اپنے علم نجوم سے کہتے ہین کہ برجیسقدر کی سلطنت کلکتہ تک ہے تمھارا صاحب اقبال ہے اچھی ساعت مین گدی پر بیٹھا ہے اوس ساعت سے پچاس برس تک ترقی اقبال ہے زوال نہین جناب عالیہ نے فرمایا چپکے چپکے باتین کرو اور محل بھی یہان موجود ہین اونمین سے انگریزونکا پایا جاتا ہے اونھین اونکا قول ناگوار ہے افسرون نے کہا جو ایسے محل ہون اونھین محل سے نکالدو کس واسطے اونکا دوست ہمارا دشمن ہے فرمایا بعد فتح تدبیر مناسب اونکے واسطے کیجائیگی ابھی موقع نہین ۳۰ - جولائی ۱۸۵۷ء افسرون کے نام حکم پہونچا کہ سب افسر مع اپنی پلٹن کے کل چار گھڑی رات رہے بقواعد سکس لستہ بیلی گارد مین جائین اور اپنی اپنی کمپنی کا افسر سپاہ سے آگے وقت دھاوا رہے جو بار آجاے و مانگہ لاش اپنے عزیز کی نہ اوٹھاے کہا ڈولی لیے پیچھے رہین وہ اوسے اوٹھا لینگے اور چینے مٹھائی کے ٹوکرے وقت دھاوے کے ساتھ رہین شل بازار ہر چیز موجود رہے۔

۳۱ - جولائی کو سب فوج مع احمد اللہ شاہ فقیر دھاوے کو تیار ہوکر چلی شاہ جی کو آگے نقیب لیتا جاتا تھا

ڈنکا ہوتا ہوا جب مورچوں پر پہونچے روئی کے گٹھے جا بجا رکھے تھے اونکی آڑ مین دھاوا کیا نقب
دیوار بیلیگارد پہونچکر دیوار کھودنے لگے کہ اس راہ داخل ہونگے جب ادھر سے بم کے گولے
سینہ پر برسنے لگا ہزارہا قیمہ ہوکر جلکر بھاگے بھاٹک پر بیلی گارد کے ہزارہا مارے پڑے سرکار مین دفعۃً
ایک ہرکارہ خبر لایا دھاوا واپس ہوگیا سب انگریز مارے گئے تھوڑے سے گورے ایک مکان
مین چھپ کر گولیان مار رہے ہین اسباب سب وہان کا لٹ رہا ہی کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اسباب
لوٹ سے بچے ارکان دولت یہ خبر سنکر بہت خوش ہوے آپسمین عید سمجھکر گلے ملنے لگے نامرد
تلوار پکڑ پکڑ کر اڑنے لگے موچھونکو بل دیتے بیلی گارد کو چلے آپس مین مبارکباد دینے لگے کوئی
کہتا تھا اوسے کھود کر بڑا تالاب بنا دینگے کوئی ممو خان سے کہتا تھا اسکا فتح باغ بنوائیے گا۔
دوسرا فتح گنج کہتا تھا کوئی کہتا تھا جسس گڈھ نام رکھینگے کا دوسرا بھاگنے کی خبر لایا یہ سنتے ہی تلاطم
پڑ گیا ایک دوسرے کے بھاگنے مین اوجھکر گرنے لگا کوئی کوٹھری کوئی چارپائی کے نیچے چھپنے لگا
جب حکم جناب عالیہ دروازے قیصر باغ کے بند ہو گئے گورون کی سدراہ کو توپین لگا دین ملنگے
عجیب بیان سے زیادہ مارے گئے بہت سے جھنجھلاتے غصہ کرتے گالیان بکتے شہر کو چلے
جسکو گویندہ کہتے اوسکو وثیقہ دار کہکر لوٹنے لگے دکانین سب خاص بازار کی لٹنے لگین سپاہی
کوتوالی کے جو حفاظت کو تھے اونھین گویندہ کہکر قید کر دلوا انہوں نے بھیجدیا مٹھائی جو گئی تھی
اوٹھائے جاتے تھے اور کہتے تھے شہر والے سب وثیقہ دار ہین انگریزونکو خبر دھاوے کی پہونچی
ہین ہمکو جادو بھگواتے ہین اگر یہ لوگ رسد وغیرہ بیلی گارد مین نہ پہونچاتے انگریز فاقون سے
مر جاتے خیر کل ہم بیلی گارد خالی کروا لینگے کہان جاتے ہین اور طرفہ ماجرا یہ تھا کہ افسر لٹیا لوٹکر
منع کرتے تھے گالیان دیتے تھے اور اپنا حصہ بھی اونسے لیتے تھے۔

جب لوگون نے خبر لوٹ مرزا برجیس قدر سے عرض کی ایک دن سب افسر اور ملنگونکو بلوایا آپ
گھوڑے پر سوار ہوے ۲۱ توپ سلامی کی چلی آہستہ آہستہ سمجھانے لگے کہ اے بہادرو ہم تم سے
بہت خوش ہین خوب لڑتے ہو مگر ہمین ایک بات کا رنج ہی کہ تم شہر کو لوٹ رہے ہو اسے موقوف
کرو ورنہ سب رعایا بد دعا کریگی افسرون نے دست بستہ عرض کی جناب عالی اب شہر نہ لٹے گا
ملنگے جو اوسوقت حاضر تھے کہنے لگے آپ ہمارے پیٹ کی خبر نہین لیتے کہان سے کھائین تنخواہ دو

ورنہ اس سے زیادہ شہر لٹیگا اور جو اشرافون کی شکل مین شب خفیہ انگریز سے ملے ہین انکو
ہم بیشک پہلے مار ڈالینگے غرض کچھہ نہ سنا ۲ مہینے تک شہر ہر روز لٹتا رہا —

تعلقدار راجہ جو کمک کو آئے تھے

سب سے پہلے فوج بدمعاش کے ساتھ خان علیخان شیخ حسین علی کارندہ نواب علی خان تعلقدار
محمود آباد سات ہزار گنوار سے آئے چکڑ والی کوٹھی مین اترے دریجہ سنگہ تعلقدار مونا پیر
پانسو سے بموجب حکمنامہ مذکور منشی محمد حسین قدوائی ۳ سو راجا ٹونجے کا ۴ سو میر
اولاد حسین زمیندار رسید پور ۴ سو سے آئے —
پھر افسران فوج نے حکمنامہ زمیندار تعلقدارون کو بھیجا کہ جو سرکار مین مع اپنی فوج کے
حاضر نہوگا زمینداری اوسکے پیٹ کو ملیگی فوج ہمیشہ کو اوسکی بیخ و بنیاد کو نشاد یگی اور جو حاضر
ہوگا علاوہ معافی مستمرہ بعد فتح بیلی گارد جاگیر پائیگا —

طلب خزانہ مفتاح الدولہ سے اور لوٹ خانہ نواب علی نقی خان وغیرہ

جناب عالیہ کے پاس زر نقد ۴۲ ہزار روپیہ تھا جب وہ خرچ ہوچکا مفتاح الدولہ سے طلب
خزانہ کیا عرض کی مین پہلے عرض کرچکا ہون اور حسام الدولہ ممو خان کو کوٹھہ بھی دکھا دیا ہے
خزانہ اسمین سوا چاندی سونے کے اسباب زر نقد نہین ہے پھر بھی وقت خیر خواہی ہے تمھارے
بزرگون سے خیر خواہی ہوتی چلی آئی ہے اگر یہ سلطنت قایم ہے روپیہ بہت سا ہوجائیگا بہتر ہے
اسوقت مین کام آؤ خزانہ بتاؤ ورنہ ممو خان بہت تنگ کریگا عرض کی میری جان و مال سب سرکار
کا ہے خدا جانتا ہے خزانہ نہین ہے البتہ اسباب چاندی سونے کا قریب ۴ لاکھ کے ہوجائیگا
وہ حاضر ہے آیندہ سرکار قید یا قتل کرے ہر صورت مین حاضر ہون پھر جناب عالیہ نے بہت سا
سمجھایا آخر کنجیان اونسے لیکر یہ صلاح ہوئی کہ سکّہ جاری کرو مگر سکّہ کسکے نام کا پڑے کسی نے
واجد علیشاہ کسی نے بہادر شاہ کسی نے جوان بخت کا نام لیا وہ یہ ہے ؏ نصارا پہ قہر خدا ہی
گرا جوان بخت سلطان دہلی ہوا بعض نے یہ کہا ہیان سکّہ برجیس جاہ ہے — وہ یہ ہے

۵ سکہ زد بر سیم و زر چون مہر و مہ + نیر دین میرزا برجیس قدر ۔ ایضاً سکہ زد از فضل حق بر اشرفی مہر و مہ برش اختر سلطان عالم میرزا برجیس قدر + خلاصہ خوشامد سے بہت سے سکے ہوئے مگر افسروں نے نمانا کہا کہ سکہ شاہ دہلی کا پڑیگا پھر صلاح ہوئی کہ نہیں معلوم وہان کسکا اور کونسا سکہ پڑا ہے بہرحال قدیم سکہ شاہ عالم کا پڑنا چاہیئے پہلے اوسکے مہتمم مفتاح الدولہ ہو بعد اسکے آغا سجن کشمیری داروغہ نواب معشوق محل نے ۶ ہزار پر اجارہ لیا نواب معشوق محل کا اسباب فوج اور اہلکارون نے ملکر خوب لوٹا ۔

جب قلت خرچ روپیہ کی ہوئی شہر مین مالدار گھرتا کے پہلے وزیر خان محمد بخش داروغہ حضور عالم پکڑ آئے اونپر سختی کی کہ روپیہ بتاؤ جواب دیا کہ تمام گھر نواب کا باپین نادری اختری نے لوٹ لیا ہماری دانست مین اب کچھ نہین ہے غرض یہ دونون قید ہوئے پھر گوئندے گھر کے بھید کی خبر لائے کہ ہم نواب کے گھر کا حال خوب جانتے ہین جہان روپیہ ہے ممو خان راجہ جے لال سنگھ یوسف خان حیدر خان بھائی ممو خان کے مخبر کے ساتھ نواب کے گھر گئے مجلس مین ایک صحنچی کو کھدوایا پانچ لاکھ روپیہ نکلا ۔ ہاتھی چھکڑہ ونپر رکھکر لے آئے جناب عالیہ سے ممو خان اور راجہ نے عرض کی ہمسے زیادہ کون آپکا خیرخواہ ہوگا ۔ ابھی اس سے زیادہ خیرخواہی کرینگے بہت خوش ہوئین تعریف کی خلعت دیا راجہ محروم رہا ممو خان نے گوئندے کو ایک کوڑی بھی نہ دی اپنے نفر پہ نگا دہان پہرہ کر دیا اسمین سب کے سب مالا مال ہو گئے اور نواب کے متوسلین کا نقد و جنس بھی سرکار مین ضبط ہو کر آیا جسکی تفصیل بموجب یادداشت مفتاح الدولہ یہ ہے مگر بعد فتح کے ان سبکو بھیک مانگتے دیکھا معلوم نہین اس چوری سرزوری کا روپیہ کیا ہوا ۔

نواب کے گھر کا نقد و جنس وغیرہ ۔ للعہ لاکھ

نقد ہم الک اشرفی ہمسے طلا ۲۰ سیر ظروف نقرہ وغیرہ مللعہ جواہرات دو لک ۔

متفرقات لک

اچھے صاحب داماد نواب صمہ

میر احسان علی خان داروغہ دیوانخانہ نواب صللعہ

نتھے حکیم خواہر نواب
محمد بخش داروغہ۔
چندی سہای گرسہای۔ دیوان و منشی نواب۔
اہل شہر سے بدفعات۔

خلاصہ یہ روپیہ مبلغ خطیر فوج وغیرہ میں سنت صرف ہونے لگا اور سرکار کو اوسکے بے تکلف نکلنے سے بڑی خوشی ہوئی ممو خان کی بھی بڑی قدر اس جہت سے ہوتی کہ مالک سیاہ سفید ہوکے ایسے روپیے میں خدا کیونکر برکت دیتا

زمیندار تعلقدار ممالک محروسہ مع فوج جو کمک کو آئے

زمیندار تعلقدار اطراف لکھنؤ مع فوج کمک حاضر در دولت ہوئے۔

راجہ دیبی بخش سنگ گونڈہ کا راجہ۔	۳ ہزار
آندی اور خوشحال وغیرہ زمیندار تعلقدار گوشائین گنج۔	۱ ہزار
راجہ سکھدرشن زمیندار سمروتہ۔	۱۰ ہزار
بہرام بخش زمیندار سمرونہ وغیرہ۔	۲ ہزار ۳ ضرب توپ
راجہ لال مادھو سنگھ بہادر تعلقدار گڑھ امیٹھی۔	۵ ہزار ۴ ضرب توپ ۲ سو سوار
رانا بینی مادھو بخش سنگھ بہادر رئیس بسواڑہ۔	۵ ہزار ۵ ضرب توپ
حشمت علی چودھری سندیلہ۔	۴ ہزار
سرسقب علی چودھری رسول آباد۔	ہزار
رگھوناتھ سنگھ تعلقدار کھجور گانوں علاقہ دلمؤ بریلی	۲ ہزار ۴ ضرب توپ
ممو خان کا رندہ تعلقدار نانپارہ	۱۰ ہزار

راجہ مان سنگھ بہادر کو کئی قطعہ لکھنا اس مضمون سے گئے کہ تم انگریز سے ملے ہو بہت سے انگریز تم نے چھپائے تمام اسباب زر نقد جواہرات وغیرہ تمہارے پاس ہے فوج سرکار آتی ہے تمہاری بیخ و بنیاد اکھاڑدیگی ورنہ جلد سرکار میں حاضر ہو۔

جواب - راجہ نے معرفت ماتا پرشاد اپنے مختار کے کہلا بھیجا کہ کئی شرایط سے حاضر ہوتا ہون پہلے یہ کہ شراکت تلنگون کی نہووے مین تنہا بیلی گارد فتح کرلونگا دوسرے کوئی تلنگہ بجبر دست اندازی نکرے کسواسطے میرے بیعنامہ مین بہت سے تلنگے رہتے ہین مجکو یقین اونکی خلش کا ہے تیسرے جتنی فوج مین لاؤن سرکار اسکا روپیہ اور خرچ دے اسکے سوا دو تین باتین وقت حاضر ہونے کے خلیے مین عرض کرونگا -

حکم ہوا بروقت حاضر ہونے کے موافق تمھاری مرضی کے عمل مین آئیگا قصہ مختصر راجہ سات ہزار سپاہ گوہار معتمد سے حاضر ہوے ۵ ہزار دو رہے راج کمار جو بڑے بہادر ہوتے ہین فقط تلوار باندھتے ہین اور دو ہزار پانچسو نجیب وغیرہ زمیندار ساتھ تھے آگ آلات حربی مثل لوٹکے تھے اوسکی صورت یہ ہے کہ کمہارنی کو مجوف بناتے ہین وہ جہان پہونچتا ہے پھٹ جاتا ہے بارود بھرکر ایک طرف فلیتہ لگاکر گڈھی پر پھینکتے ہین اوسکے ٹکڑون سے آدمی زخمی ہوجاتے ہین جینٹ پر اکثر ٹھہرے جب فوج اونکے مضمون عرضی اور شرایط سے واقف ہوئی بگڑگئی بہت بُرا بھلا کہنے لگی اور کہا کہ اگر بے مرضی وصلاح ہماری آویگا ہم سیدھے دلی چلے جائینگے اور کہینگے کہ جو لوگ انگریز سے سانٹ رکھتے ہین وہ سب برجیسقدر کے پاس جمع ہین اوسوقت راجہ نے اپنا وکیل امروسنگہ نیپال سنگہ رگھناتھ سنگہ گھمنڈی سنگہ کپتانون کے پاس بھیجا ۵ ہزار افسر اور سید برکات احمد رسالہ دار کو جو جرنل فوج تھے بھجوا دیے -

پھر کورٹ ہوا آخر حکم یہ ہوا کہ راجہ جے لال سنگہ نے پڑھا کہ اگر آویگا سواے اطاعت کے وہ ہمارا کیا کرسکتا ہے اوسے بھی کوئی مورچہ دیدیا جائیگا شہر مین آنے دو غرض راجہ اپنی دھوم دھام سے در دولت پر آئے حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا برجیسقدر ہوے ۱۱ اشرفی نذر دین خلعت دوشالہ رومال ملا - راجہ نے عرض کیا اگر ارشاد ہو کوئی تیسرا ہو تو کچھ عرض کرون جناب عالیہ نے کہا ممو خان میر واجد علی میرے خیرخواہ ہین خلاصہ عرض کیا یہ تلنگے بیلی گارد نہین خالی کرسکتے یہ فقط میدان کی لڑائی جانتے ہین ہملوگ گڑھی خالی کرانے مین مشاق ہین ہمنے سیکڑون گڑھی قلعے خالی کروائی ہین بیلی گارد کی کیا اصل ہے ایکدن مین خالی کروا لونگا بشرطیکہ کوئی میرے ساتھ دھاوے کو نہ چلے مگر دو شرطین ہین اول یہ کہ بیلی گارد کے ایک طرف میرا مورچہ ہو دوسرے علاقہ فیض آباد

نے مجھے ملے یہ باتین از راہ فریب بیگمصاحبہ اور ممو خان کے تھین اسواسطے کہ بیراساز انگریزون سے بنا ہے جنابعالیہ نے فرمایا مین اسکا جواب صلاح کرکے دونگی مگر شرط نمکحلالی یہ ہے کہ مستعدی وجانفشانی سے ان کافرون کو قتل کرکے جلد بیلیگارد خالی کروالو اسوقت جو کہو گے کرونگی بلکہ اس سے زیادہ اتنے مین کپتان بھی آگئے راجہ کو خوب ڈانٹا کہ اگر تم یہان آئے ہو اپنا مورچہ ساتھ لگاؤ ـ چنانچہ راجہ کا مورچہ شیر دروازہ اور اصطبل تنخہ آہنی پر ہوا ـ

حکمنامہ طلبی تعلقداران سانڈی سندیلہ وغیرہ

تین پروانے اس مضمون کے روانہ ہوے کہ فضل خدا سے بتاریخ بہتر و روز نیک ما بدولت واقبال نے مسند آبائی پہ جلوس فرمایا اکثر تعلقدار اطراف وجوانب مع اضراب توپ وسپاہ واسطے قلع قمع انگریزون کے در دولت پر حاضر ہوے لہذا انکو بھی لکھا جاتا ہے کہ کوئی انگریز مع فوج اور اہلکار کسی گھاٹ سے تمہارے علاقے مین اترنے نپاوے جسطرح سے ہو مقابلہ کرنا اور بمجرد دیکھنے حکمنامہ ہذا مع فوج وتوپ در دولت پر حاضر ہونا تاکید جانو ـ

چنانچہ ایک پروانہ نرپت سنگہ باغی تعلقدار روہیا ـ دوسرا ہردیو بخش سنگہ تعلقدار کٹیاری پرگنہ سانڈی ضلع بلانوان ـ تیسرے بنیا سنگہ تعلقدار راجپور پرگنہ ضلع مذکور کو گیا نرپت سنگہ نے دو روپیہ دعوت دس انعام اور عرضی سپاہی کو دیکر پروانہ لیا کہ پروانہ کرامت نشانہ حضور مشعر اجلاس فرمائی آیا سرفراز وممتاز کیا اللہ تعالے مبارک کرے اور اوج ارادت دلی برآویز کرے خانہ زاد کی گڑھی سے علاقہ انگریزی قریب ہے فقط دریا گنگ درمیان ہے اکثر ہرکارون سے خبر عبور انگریزونکی سنی جاتی ہے خانہ زاد کا آنا مصلحت وقت نہین ہے انشاء اللہ اگر کفار قصد عبور گنگ کرینگے اقبال سرکار سے مقابلہ کرکے قتل کرونگا ـ واجب تھا عرض کیا ـ

ہردیو بخش نے ۱۲ روپے دیے تین دن تک سپاہی کو رکھکر رخصت کیا ماکھن سنگہ زمیندار بانگرمئو میر غلام جعفر زمیندار عثمان پور میر عالم علی زمیندار باتون علاقہ سانڈی بھیکن خان زمیندار بھی علاقہ سلون وغیرہ حاضر ہوے وجہ اونکی غیر حاضری کی معلوم نہوئی اور بعض راجہ ہنسلال ہنونت سنگہ کالاکانکر بابو گلاب سنگہ تعلقدار ترول علاقہ سلطان پور وغیرہ ہمراہ چکلہ دارون کے ہوکر

فوج انگریزی سے خوب لڑے اور بعض راجہ اپنی فوج کو لیکر لکھنؤ آئے اپنے پاس سے خوراک دیتے تھے بعض کو سرکار سے بھی ملتی تھی اور یہ سب فوج ممالک محروسہ زمیندار تعلقدار راجہ کی ایک لاکھ پچاس ہزار یا پہنچنے تھی اگر درحقیقت اپنی لڑائی سے لڑتے بہت تھے بشرطیکہ سپاہ باغیہ موافق ہوتی اور وہاں رعایا ہوتا۔

بھیجنا فرمان بہادر شاہ دلّی اور انتظام کورٹ فوج باغی وغیرہ

۶ تاریخ شہر ذیحجہ چہارشنبہ کو فرمان بہادر شاہ دلی درجواب عرضداشت سپاہ باغی یہ آیا کہ تمنے مرزا برجیس قدر کو مسند وزارت پر بٹھایا اچھا کیا مادولت بہت خوش ہوے حسب دستور انگریز سپاہی جلی اوسی دن سپاہ کو اپنے افسرونکو کچھ مظنہ سازش جانب مخالف پیدا ہوا اس جہت سے بعد قیل و قال صلاح یہ ہوئی کہ دو سپاہی پیدل سوار و توپخانہ کے بھی داخل کورٹ ہوا کرین اور ان سب جماعت سے ہم اشخاص مشخصہ کو اختیار کلی دیا جاے کہ جس باتکو یہ چاریار باتفاق کہین وہ حکم جاری ہو چنانچہ اس اجلاس مین ایک صف مین افسر دوسری مین سپاہی وسط مین جرنل اور نوابصاحب بیٹھے تھے ایک دن صاحبان پارلیمنٹ نے یہ حکم دیا کہ جس وقت حکم جنرل بیلی گارد کے خالی کرنیکا ملے ہمین ہزار پانسو ملیدا بیلے اوسکی صبحکو ہم خالی کروا لینگے۔ دوسرے یہ کہ جو سپاہی سرکار کے کام پر مارا جاے بیٹے اوسکا وارث اوسکے بدلے نوکر ہو اور اگر نہو اوسکے عیال کی کفالت ذمہ سرکار ہو اور اگر کوئی شہر مین لوٹے حکم کورٹ سے مارا جاے یا اگر رعایا مار ڈالے کورٹ سے اسکا مواخذہ نہو نوابصاحب اور جرنل نے ان سبکو بطیب خاطر قبول کیا۔

ہر روز گوئندے بیلی گارد کے طریق مختلف سے پکڑے جاتے تھے اگرچہ تبدیل لباس وضع صورت سے ہوتے تھے اور انگریزی چٹھی نئے ڈھنگ سے چھپا کر اپنے پاس رکھتے تھے اور بہت سے اشتباہ سے بھی گرفتار ہو جاتے تھے اور طمع زر سے اپنی جان پر کھیلتے تھے۔

۹ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ عیال مرزا علی رضا بیگ کوتوال شہر اور مجاہد الدولہ میاں احمد علی مستقیم حسین آباد کے قریب پچاس ہنس میانہ ڈولی کے باغ علی گنج سے روانہ ہوئے کچھ لوگ گمراہ

تلنگہ حسین آباد کو توالی سپاہی ساتھ تھے کسی گوئندے نے خبر مفصل فوج سے جاکر کمیدی سپاہ سوار کو حکم ہوا اسکو گرفتار کرکے در دولت پر لے آ و جب سوار پہونچے سپاہی جتنے ساتھ تھے صورت دیکھتے ہی بھاگ گئے زنانی سواری کو در دولت پر لائے احمد علی اور کوتوال قید ہوے جب کورٹ مین روبکاری ہوتی سبب عیال کے باہر بھیجنے کا پوچھا کہ اگر بخوف انگریز کیا تو ہر گاہ انہوہ سے کون سی صورت نجات عافیت کی نکالی تھی یا درحقیقت تھین اونسے باطن مین سازش ہے اپنے بچاو کو حاضر رہتے ہو کچھ جواب شافی نہ دیا اور جب تلاشی اسباب کی ہوئی کچھ سرقہ سرکار نپایا بلکہ جو اسباب ذاتی تھا وہ سب نصیب غازیان فوج ہوگیا دو تین دن کے بعد جناب عالیہ اور نواب کی سفارش سے دونون پھر کام پر بدستور مامور رہے مگر فوج کو انسے کھٹکا ہوگیا۔

روانگی سفیر سرکار سمت دلی اور وہانسے لکھنو پھر آنا

جب فوج باغی مسند نشینی مرزا برجیس قدر سے مطمین ہوئی اور قربان شاہ دلی در جواب عرضداشت فوج اس باب خاص مین آچکا افسران فوج اور ارکان دولت مین صلاح ہوئی کہ دلی قدیم سے دار الخلافت ہے لازم ہے کہ کوئی شخص سفیر معقول سرکار سے تجویز ہوکر مع عرضداشت اور کچھ ہدیہ بھی لیکر باعزت روانہ ہو چنانچہ جناب عالیہ نے شرف الدولہ سے تجویز شخص معقول فرمایا۔ اونھون نے اس فقیر حقیر مولف کتاب سے کہا مین نے کہا مجھے کچھ تماشا دکھانا منظور ہے آپ چاہتے ہین نہ دیکھون حالانکہ اس سب کا مآل کار آپ بھی خوب سمجھتے ہونگے مگر بنظر رفاہ و فلاح میرے یہ امر دوسرا ہے آپکو معلوم نہین عباس مرزا بیٹے میر احمد کے داماد میرزائی بیگم تقرر جناب عالیہ تجویز ہوے ہین وہی جائینگے چنانچہ یہی صورت ہوئی بسفارش مرزائی بیگم عباس مرزا کو طلب کیا دوشالہ رومال خلعت ہوا اور کہا تمھین معتمد واپنی سمجھکر بعہدہ سفارت شاہ دلی بھیجتے ہین پہلے اونھون نے نظر باسباب ظاہر عذر کیا مگر پھر مرگ انبوہ سمجھکر قبول کیا نواب شرف الدولہ نے بابو پورنچند سے عرضداشت لکھوائی۔

حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

اس خاکسار عقیدت نہاد نے کافران فرنگ کو تیغ بیدریغ کیا چند کفار بد نہاد بیلی گارد مین باقی

ہین وہ بھی مارے جاتے ہین مگر امیدوار عنایت خسروانہ کا ہون کہ جو مہربانی سرکار حضور سے
میرے بزرگون کے ساتھ رہی تھی وہی پرورش حضور کو میرے حق مین بھی چاہیے اور کچھ تحفہ
واسطے خدام ذوی الاحترام کے گو کہ لائق حضور نہین ہے مع عرضداشت گذرانتا ہون ؎
گر قبول افتد زہے عز و شرف

تحویل مفتاح الدولہ سے ایک کیسۂ زرین سربمہر مین ایک تاج مرصع عہد حضرت خلد منزل
قیمتی ۔۔۔ ۱ مالہ مروارید گلو ۔۔۔ جوڑی نورتن ۔۔۔ دھکدکی ۔۔۔ دستبند مروارید
۔۔۔ ۱ کنٹھہ مروارید گلو ۔۔۔ جمع مد ۔۔۔

اکیسو ایک اشرفی یہ سب سپرد سفیر ہوا اور کہا جب خطاب مرزا برجیس قدر کا لاؤ گے خلعت
۲۱ پارچہ اور انعام بہت سا پاؤ گے دو ہزار روپیہ خرچ راہ ملے ۱۲۵ سپاہی پلٹن حیدری خان
ملیدان ۲۵ سوار دو چپراسی دو چوبدار آٹھ ہرکارہ اخبار دو شتر سوار ۱۶ کہار ۴ فراش
مع خیمہ وغیرہ یہ سب عملہ سفیر ہوا قدرت اللہ خان بیٹے بنیڈو خان رسالدار جنہین پروانہ
شاہ دلی اخبار نویسی لکھنو کا آچکا تھا وہ بھی بسفارش نواب ساتھ ہوئے۔

۲۳ تاریخ شہر ذیحجہ ۱۲۷۳ھ خیر آباد کی راہ سے روانہ ہوئے ۲۷ محرم ۱۲۷۴ھ دلی
پہونچے راہ مین ہر منزل و مقام پر خوف لٹنے مار جانے کا تھا زمیندار ہر گانون کا خود غلط
ہو گیا تھا راہین سب طرف سے بند قریب مرادآباد و بریلی ولسن صاحب کے چھاپے کا بڑا
خوف تھا چنانچہ ڈپٹی ولایت حسینخان نے مرادآباد مین اپنے رسوخ و خیرخواہی سرکار کی واسطے
سفیر کو دوستانہ صلاح دی کہ تم ولسن صاحب سے ملاقات کر لو واشتہ آید بکار سمجھا و اسکا نتیجہ
بھلا ہوگا کیا عجب ہے کہ کوئی صورت اصلاح تمہاری سرکار کی واسطے بھی نکلے سفیر نے جواب
دیا کہ یہ خیانت مجھ سے نہو گی مگر وقت مراجعت البتہ مضایقہ نہین کہ اپنی موکل سے جا کر عرض کرون
غرض ان دونون صاحبان عالیشان سے لڑائی بہاری پر ہو رہی تھی فوج باغی کو بڑا ہراس
ہو چکا تھا مستعد بھاگنے پر ہو رہی تھی اہل شہر کو یقین قتل و بربادی کا ہو چکا تھا یہ قافلہ لکھنو کا
پہلے شاہدرے مین آترا ایک شخص کو دلی بھیجا جب بادشاہ کو خبر ہوئی کچھ فوج و جلوس کو استقبال
سفیر کی واسطے حکم ہوا سفیر بڑی دھوم دھام و تجمل سے راہ مین گولے گولی سے بچکر داخل شہر ہوئے

اور بہ سبب تعارف لکھنؤ نواب مظفر الدولہ اجل گرفتہ کے گھر اترے یہی بہانہ قتل نواب کا ہوا شہر مین
شہرت ہوگئی کہ صوبہ اودھ نے خزانہ بھیجا ہے دربار شاہی آراستہ ہوا ارکان دولت حاضر ہوے
سفیر نے عذر خستگی راہ عرض کروا بھیجا بادشاہ دوپہر تک منتظر رہے خلاصہ ہر شخص اپنی طمع نفسانی
سے چاہتا تھا کہ دربار شاہی مین تین واسطے سفیر ہون آخر نواب زینت محل کے وسیلے سے
تخلیے مین ملازمت سفیر ٹھہری اوسدن دربار عام برخاست ہوا تخلیے مین سفیر حاضر حضور ہوا
بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے ڈورئیے کا کرتہ پہنے دلائی اوڑھے سفیر آداب تسلیم
بجالایا نذر دی عرضداشت اشرفیان نذر کی گذرانین بادشاہ نے پنسل سے عرضداشت مین
بدستخط خاص فرمائی کہ فرزند ارجمند مرزا برجیس قدر بہادر شاہ اودھ آفرین ہو کہ چھوٹے سن مین
تمنے بڑا کام نام کیا آئندہ پیچھے سے تمھارے واسطے مہر خطاب بھیجی جائیگی خاطر جمع رکھو جو ملک قدیم تمھارا تھا
اس سے زیادہ عطا ہوگا بعد اسکے وہ عرضداشت دستخطی عنایت ہوئی رخصت کیا دوسرے ملازمت مین
اسباب باقیماندہ تاج وغیرہ سب گذرانا اپنی خوش نصیبی سے رسید بھی اوسکی مل گئی ورنہ بڑی خرابی ہوتی
شب سہ شنبہ رات بھر فوج انگریزی سے اس کثرت سے مینہ کے گولون کا برسا کہ
اہل شہر کو یاس کلی ہوگئی دو گھڑی دن چڑھے منگل کو گورون نے کشمیری دروازے سے دھاوا کیا
داخل شہر ہوگئے بیگم شمرو کے باغ مین مورچہ کیا چاندنی چوک بھی لے لیا پھر آہستہ آہستہ ہر مقام مین
جا پہونچے جب یہ صورت ہوئی فوج باغی نوک دم سی بھاگی اہل شہر نکلے اونکے ساتھ سفیر بھی اپنی جان
بچا کر بھاگے ۲۸ محرم ۱۲۷۴ھ بادشاہ قلعہ سے مقبرہ ہمایون مین آئے اسکا ذکر تفصیلی معرکہ دلی مین آئیگا
غرض سفیر لکھنؤ ہزار خرابی بعد طے منازل خوف و بیم بہ سلامت لکھنؤ آئے جنابعالیہ
کی حضور مین رسید اسباب مرسلہ دی اور جو کچھ بچا لائے تھے وہ داخل جواہر خانہ ہوا
غرض کیا دلی کا خاتمہ ہوچکا ممو خان نے کہا اسکا ذکر نہ کرو فوج بیدل ہوکر بھاگ جائیگی

قید ہونا نواب منور الدولہ کا اور اونکی رہائی

نواب منور الدولہ کے گھر کا اسباب ظاہری جب تھوڑا بدمعاش لوٹ چکے اور نواب اپنی جان

بچاکے نیلے کے محلے مکان در مکان چھپتے پھرے بظاہر بدمعاشون سے جان بچنے کے لالے پڑے
منشی میر قمر علی نے مفتاح الدولہ سے جاکر کہا کوئی صورت نواب کے جان و مال بچنے کی ان تلنگون
کے ہاتھ سے نکالیے ورنہ ہر طرح سے برباد و تباہ ہوے جاتے ہین کب تک اتنے چھپتے پھرینگے
اور کہان جاسکتے ہین اونھون نے اپنی رحمدلی نیک نہادی نیک نامی سمجھکر سید برکات احمد رسالدار
کو سب طرح سے سمجھا کر کچھ دیکر رضامند کیا سب خاطر جمع ہو چکی منشی جی سے کہا نواب سے کہیے اپنے
گھر چلے آئیے دوسرے دن مجھکو رسالہ دار کو اپنے ساتھ نواب کے پاس لے آئے پھر نواب
کو دردولت پر لائے جناب عالیہ کو نذر دلوائی خلعت و دوشالہ رومالی مالا بہت سی تشفی فرماکر رخصت
کیا دربار مین مثل دیگر امرا جانے لگے فی الجملہ بظاہر باغیون کی زیادتی شہر سے صورت عافیت
معلوم ہوتی مگر خائف و ترسان انجام سے رہے افسر بھی اپنی گھات مین لگے ہوے تھے
جب رسالدار گولی سے مارا گیا نواب مایوس ہوے کہ جو کچھ دیکر رسالہ دار سے صورت عافیت
کی پیدا ہوتی تھی گئی ۱۲- ذیحجہ روز سہ شنبہ نواب تالیف قلوب سمجھکر بہ سبب سوم رسالہ دار مین
مع رفقا با اسلحہ جاکر شریک فاتحہ خوانی ہوے افسران فوج اپنے تعصب مذہب اور خلش باطن سے
وقت پاکر پہلے ڈھاڑی سے چھیڑ شروع کی تقریر بڑھی آخر افسر کہنے لگے ہمین خوب معلوم ہے
کہ تمھارے مورچہ اسمعیل گنج سے سب کچھ بلکہ ڈالی قلمی آم کی بھی پہلی گارد مین جاتی ہے تمنے اپنے
مورچہ اسیواسطے وہان کیا ہے بظاہر ہمین دھوکا دیتے ہو اسی قیل و قال سے نواب کو گرفتار کر
بذلت پیادہ پا اپنی پلٹن مین لیچلے اوسیوقت اونکی خوش نصیبی سے جناب عالیہ کو خبر پہونچی چوبدار
نے آکر کہا انھین اور کہین نہ لیجاؤ دردولت پر لے آؤ جب تک وہان پہونچین راہ مین بہت صورت
خلاف پیدا ہوئی منشی جی نے اونکا ساتھ چھوڑا وہ بالا فتح مین آگئے جناب عالیہ نے فرمایا
انھین ہمارے مکان مین رکھو غرض جہان نما کے نیچے مکان مین رہے پہرے تلنگون کے تھے ہر روز
افسران سے گفتگو لاطائل ہوا کرتی تھی لاکھون مانگتے تھے رفقا سے جان نثار جو ساتھ تھے سب
بھاگ گئے فقط منشی جی اصحاب تمارہ رہ گئے مگر یہ بھی جانتے تھے اگر نواب سے جدا ہو جاؤنگا جان بھی نہ بچیگی
افسر سے کچھ ساز کر لیا تھا ورنہ لال باغ مین انکا گھر بھی خوب لٹا نواب افسرونکو جواب باضطرار و بیکسی
ندہوی سے دیتے تھے منشی اپنی چال سے بناکر جواب دیتے تھے اگرچہ وہ مصلحت آمیز ہوتا تھا

اگر نواب پر شاق گذرتا تھا یہ بھی سمجھتے تھے کہ میری بھلائی کو کہتے ہیں نواب شرف الدولہ بھی بظاہر خوف اور باطن مین لبے کینہ دیرینہ سے طرح دیتے تھے ارکان دولت بھی اونکو ایک رقم سمجھے ہوے تھے فی الحال اگر یہ سب رفقا جیسے اوپچی ظاہری بنے گئے تھے اگر مرنے پر کمر باندھتے خوب تلوار چلتی بڑا گھمسان پڑتا۔

ایک دن تلنگون نے بہت سخت سست کہکر روپیہ طلب کیا نواب کی چھاتی پر پلنگ کا پایہ رکھکر تلنگہ چڑھ بیٹھا۔ کہتے تھے ہم تجھے اسی سختی سے مار ڈالین گے سیطرح سے عافیت تنگ کی تھی حالت یاس ہوگئی تھی کہ اونسے جان نہ بچیگی ہر چند تلنگون کو ہر روز بہت کچھ دیا کرتی تھی آخر شرف الدولہ جرنل ممو خان اور چھوٹی امت کو بجواب رسدی دیکر مستعد سفارش خبالغ سے نجات دلوائی۔ نواب نے بود و باش مرزا ابو تراب خان کے گھر مین اختیار کی دوسرے تیسرے دن جناب عالیہ کے سلام کو جاتے تھے۔

جب سپاہ باغی نے مردم آزاری ظلم و تعدی سے ہاتھ اوٹھایا سبکو یقین ہوا کہ کبھی لیسے خالی نہوگا یہ اپنے واسطے فتوحات غیبی سمجھکر لوٹ لیتے ہین ورنہ یہ فوج جنگی تلنگہ اسوار تو پنجانہ پچاس ہزار گورہا ممالک محروسہ ایک لاکھ پچاس ہزار یا فسوکئی مہینے سے اکبھی ہوتی ہین ہر منگل کو منگل منگل داخلہ چھینٹ دھاوا کرکے رہ جاتے ہین اور ہر جمعہ کو بعد نماز شاہ جی کمر جہاد پر باندھکر رہجاتے تھے اور بدھ کے دن بیلی گارد سے دھاوا ہوا کرتا تھا ہزارہا مظلوم بیگناہ کا خون ناحق ہوتا تھا اور ہر روز دھاوے پر ایک نیا عذر مد پیش ہوتا تھا کہتے تھے کہ ہم کیا کرین سب انگریز سے ملے ہین اور ہر طرح کی لوٹ سے ہر شخص مالا مال ہو چکا تھا مگر ایک کو نصیب نہ ہوا۔ جب ایک سپاہی مارا جاتا تھا دوسرا اوسکا مال لے لیتا تھا اگر کوئی اپنے گانون چلا راہ مین مارا گیا اگر گانون مین پہونچا زمیندار نے چھین لیا فوج نے چار لاکھ روپیہ نذرانہ مسند نشینی ٹھہرایا تھا اگرچہ یک مشت نہ ملا مگر کوٹھے شاہی جو چتر منزل مین تھے جمین اسباب چاندی سونے کا فقط بھرا ہوا تھا مثل حوضہ نالکی پالکی پلنگ مسہری پنجبافہ وغیرہ ہر قسم کا تقریباً ڈیڑھ کروڑ کا ہوا اوسے کئی مہینے تک لوٹا کیے سرکاری پہرے کو وقت لوٹ باہر نکالدیتے تھے وہ سب لاکر آپسمین تقسیم کرتے تھے خزانہ سرکار رہو ہر فلیع کو

لائے تھے اوسے پہلے آپس مین تقسیم کرلیا اسکے سوا فی تلنگہ ۱۲ روپے سوار ۳۰ روپے کپتان
بجائے کرنل پانسو اور افسران رسالدار ہزار روپے ماہواری لیا کرتے تھے اسکا اسباب کچھ نہین ان
وجوہات سے محاصرہ بیلی گارد کا طول محض اپنا فتوحات سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ بعد
خالی ہوجانے کے سرکار کی غرض ہے کچھ نہ ہیگی تلنگون کے پاس فقط بندوق توسدان
افسرون کے پاس فقط کرچ کمر مین رہ گئی تھی ان بلاؤن کے سوا شہر پر ایک اور آفت سماوی نازل
تھی کہ ابتدائے ماہ شوال سے وبائے ہیضہ اس شدت سے ہو رہی تھی کہ کبھی بیشتر اسکے نہوئی
تھی اور اس ہنگامہ مین کئی سبب بڑھ گئے تھے ایک کثافت شہر کوچہ و بازار تنگ کے متصل ہونے
شہر کی بیلی گارد سے شہر پر چلی آتی تھی نعش مقتولین چوپایہ مردہ تمازت آفتاب برج اسد اور
بارود کی بو اور بے احتیاطی عوام با کولات مین مکھیون کی کثرت یہ سب اسباب ترقی و قیام
وبا کے ہوگئے تھے مگر قدرت خدا کو دیکھا چاہیے اور تصور کرنا لازم ہے کہ اگر بالفرض سلطنت
مین یہ فوج باغیہ داخل ہوتی غالب ہے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑتی پس جب ایسا خون ناحق کا دریا
بہتا اور خدا کی قدرت سے تسلط صاحبان عالیشان ہوجاتا توقع تھی کہ رعایا جیتی بچتی یہ غبار
تھا اور نہ بنیا شہر کی رکھتے یا برابر زمین کرکے ایسی صورت کرکے کہ کبھی گھاس تک نہ جمتی یہی مصلحت
جناب باری تھی کہ محصورین بسلامت نکل گئے خدا نے غربا ہی رعایا اور بے گناہون پر رحم کھا کر یہ صورت
دکھائی اور حکمت و فعل باطنی کو وہی خوب جانتا ہے اب صاحب بصیرت اس امر خاص مین بغور
و تامل دیکھین کہ کیا ہوتا ہے۔

گرفتاری مرزا محمد تقی خان نبیرہ نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان مغفور

فوج بد معاش نے پہلے لوٹ اہل وثایق و متوسلین سرکار سے شروع کی چنانچہ ۲۵
ذیحجہ روز دوشنبہ ۱۲۷۳ھ جوزف سارٹش بھائی سلطان مریم بیگم صاحبہ اور جوزف جو ہانس
داماد چودہ سب زن و مرد کو مرزا علی رضا کوتوال محمد قاسم نے قید سے چھوڑ دیا وہ دولت گنج
حسن علی تھانہ دار کے مکان مین جا کر رہے راٹن صاحب بھی اوسی مکان مین تھے
بخش چیلے کے مکان مین تھے تلنگے خوب لوٹ چکے تھے مگر جان سے بچ رہے تھے نبیرہ یا مرزا محمد تقی خان

کچھ سمجھکر اپنے گھر مین لے آئے تھے منصور نگر مین اور لطیف دینا قریب اپنے مکان رہنے کو دیا
تھا مگر وہ مفلس ہو چکے تھے کچھ اسباب زیور بیچکر بسر اوقات کرتے تھے محمد تقی خان کو بھی کچھ دیتے تھے
محمد عسکری انکے بڑے بیٹے نے جوزف سارٹ سے کچھ مانگا جب ملا میر یوسف علی سے جاکر سارا
احوال مخفی کہدیا کہ ہمارے محلے مین انگریز آکر چھپے ہین انھون نے ممو خان سے کہا تلنگے بول کی
پلٹن کے اوسکے ساتھ ہوے اتفاقاً محمد تقی خان بھی اوسی مکان مین اگر بیٹھے تھے سبکی مشکین باندھ
سر چوک ہجوم عام سے در دولت پر لائے انکا بیٹا جانتا تھا کہ میرا باپ بچ جائیگا مگر چاہ کندرا چاہ
در پیش ہونا ہی اسواسطے وہ علیحدہ ہوکر اپنے گھر مین چھپ رہا۔
غرض جب یہ اسیر صف بستہ روبروے جناب عالیہ جاکر کھڑے ہوے تلنگون نے چاہا کہ سبکو گولی
سے اوڑا دین مفتاح الدولہ نے عرض کیا کہ جوزف سارٹ جسکے بھائی سلطان مریم بیگم محل حضرت
خلد مکان کے ہین حاکم وقت کسی رئیس و عالی خاندان کو قتل نہین کرتا بلکہ حفظ آبرو و ناموس
کرتا ہی سارا شہر جانتا ہے کہ یہ مسلمان ہین ہمیشہ سے انکا طریق ظاہری لباس وغیرہ موافق اہل
اسلام رہا ہے پھر انکی بی بی کا ہاتھ پکڑ کر روبروے جناب عالیہ لے گئے کہ ملاحظہ فرمایئے انکا لباس مثل
ہندوستانیون کے ہے یا نہین بعد اسکے ہاتھ دستگیری کو جناب عالیہ کے ہاتھ مین دیدیا
دیا انکی مشکین کھولدو قید کر میر واجد علی کے سپرد کر دو اونھون نے ایک مکان مین بیٹھا کر
رکھا یہ بھی غنیمت سمجھے کہ اب حمایت سرکار مین رہنا بہتر ہے ورنہ شہر مین پھر خراب ہون گے مرزا
محمد تقی خان کو مرزائی بیگم نے اپنا عزیز بتا کر چھوڑوا دیا مفتاح الدولہ کے پاس رکن رکین جاکر آیا
کرتے تھے ممو خان کے پاس بھی جاتے تھے بلکہ امیدوار کسی عہدے کے بھی رہے مرزا برجیس قدر
کو ایک تعویذ مثل حرز جواد خاندانی انکے پاس تھا اور محقق فتح و فیروزی کا۔ خوشامد سے نذر دیکر
گلے مین ڈالدیا کہ آپ کی فتح ہوگی ایکدن چھوٹی تلوار نذر دی شاعر تھے قصیدہ بھی اونکی شان
مین گذرانا تھا ایکدن عرض کیا میرے پاس کوئی بندوق نہین ورنہ مین بھی کسی مورچہ پر جا کر انتقام الدولہ
کو کم ہوا مگر نہ ملی۔
میر واجد علی نے ان اسیرون کی جان بخشی کا ایک حیلہ مشہور کیا کہ جوزف جو ہانس بندوق کی
ٹوپی بنانا جانتے ہین اوسکی صورت یہ تھی کہ اپنے پاس سے کئی سو ٹوپیان سرکار مین دیا کرتے تھے

کہ یہ انکی بنائی ہین اور مکان کرایہ مین اپنی حفاظت مین رکھا ان سب کے اپنی داڑھیان بڑھا دی یقین کرتی مشائخی
پیش گریبان پہنتے تھے سر پر عمامہ بادامی ہاتھ مین تسبیح زیتون بڑے دانون کی بہر صورت جان بچی

احوال دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر

فوج باغی چاہا کہ مثل نواب منور الدولہ دلیر الدولہ کے بھی گھر کو لوٹے یہ پہلے باخبر ہو کر مع
اپنے رفقا اور ملازمین تن بہ برگ دیکر مسلح گھر مین بیٹھے رہتے تھے ایک مہینے تک خاموش بیٹھے رہے یہ
سامان دیکھکر پھر کسیکی جرأت نہ پڑی کاش کہ منور الدولہ بھی یہی صورت کرتے وہ تو انسے زیادہ شکاری
تھے مگر مرنا بہت مشکل ہے ہر شخص سے نہین ہو سکتا بعد اسکے حسب الطلب سرکار مین گئے چنانچہ ہر روز دکیا
کچہ مسلح مع رفقا جایا کرتے تھے جہان اور امرا اہل وثیقہ صاحبان نشین بیٹھے تھے چنانچہ ایسے لڑنے کے واسطے نظامت
صوبہ الہ آباد تجویز فرمائی کہ تم فوج لیکر جاؤ وہان کا بندوبست کرو اونھون نے عدم واقفیت مالی و
ضعف پیری کا عذر پیش کیا موقوف رہا بعد اسکے جب جنرل اوٹرم صاحب دھاوے کو آتے
اسکے سات دن پیشتر انھین خلعت جرنیلی پلٹن نجیب ملچکا تھا جب بھی اونھون نے عذر کیا تھا کچھ بیشتر
سوا خود بھی کسی مورچے پر نہ گئے اور نہ کوئی افسر بند دینے کو آیا بہت غنیمت سمجھے خدا نے بہر حال بچایا

احوال نواب ممتاز الدولہ بہادر

جب فوج باغی لکھنؤ مین آئی نواب ممتاز الدولہ مصلحت وقت سمجھکر عنایت باغ جو گولہ گنج
مین قریب بیلی گارد تھا وہانسے اپنے قدیم مکان گنگنی سے نکل کے تالاب مع اسباب جاکر رہے چند روز
روپوش رہے بلنگون سے شہر سے بچے مگر یہ کب ایسا گھر چھوڑتے عنایت باغ سے کچھ اسباب لوٹ کر
لیگئے بعد اسکے نواب نے کچھ خرچ کرکے افسران فوج سے ایک گارد سوار اپنی حفاظت کو متعین کر دیا
خرچ یومیہ اونھین ملتا تھا دروازے پر سبیل شربت قند کی رکھوا دی تھی مجاہدین مردان خدا
خوبی سیر ہو جاتے تھے مرزا قاسم بیگ داروغہ عنایت باغ صبح نقرہ لاکھ روپیے کی توڑ کرکے آتے

آخر تلنگون نے ایک خط جعلی اسمی آغا محمد حسین شیرازی جو انکے مکان جرنیل صاحب مین رہتے تھے یعنی نتھے
نواب نے کانپور سے بھیجا ہے کہ تم مفصل احوال نواب منور الدولہ و ممتاز الدولہ کا لکھو کیونکہ ہم اس علت جعل سے
نواب ممتاز الدولہ کو الزام دیکر گرفتار بلا کیا اور مرزا محمد حسین کو لوٹ لیا میر واجد علی نواب کے بڑے ساعی ہوئے
جناب عالیہ نے کپتانون سے سفارش کرکے بڑی جد و جہد سے چھوڑوایا جب نواب حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر
ہوے دو اشرفی نذر دی نواب سعید الدولہ نے اپنے بیٹے سے بھی نذر دلوائی دو کمرون چھوٹی ولائتی نبوقین
اور ایک تلوار مرزا برجیس قدر کو دی چند روز مین فضل خدا سے جناب عالیہ سے ایسی موافقت ہوگئی کہ ہم پیالہ
ہم نوالہ ہوگئے ممو خان کو بڑا ناگوار گذرا جناب عالیہ نے انکی بیٹی سے نسبت مرزا برجیس قدر کی تجویز کی مگر کوئی
رسم عرفی مقرر ہوا زبانی جمع خرچ رہا اور سارے شہر مین حال موافقت و نسبت کھلگیا ایکدن کئی انگرکھے
کئی رومال تحفہ لائی اور ہر روز ایک تحفہ لیکر آتے تھے خالی ہاتھ نہ آتے تھے ممو خان نے انتہا کی موافقت
ناگوار بلکہ خار سمجھکر آنے جانے مین فرق کیا بلکہ تجویز کیا انکے ساتھ فوج کرکے کہین بھیجدیا چاہیے مگر
جناب عالیہ نے نجانے دیا بدستور اپنے پاس رکھا کہ جب ممو خان کو خلش زیادہ بڑھی اور بہت خار جگر
کھٹکنے لگا جناب عالیہ کو سمجھایا یہ بڑے دغا دینے والے ہین انسے بھی کچھ لیجیے وگرنہ مجھسے اب کام چلتا نہین معلوم
ہوتا جب نواب کو یہ کھٹکا ہوا انسے بھی راہ رسم دنیا سازی بڑھایا چنانچہ ممو خان جب کچھ علیل ہوئے
نواب نے جاکر اونکے بازو پر اشرفی باندھی جب اچھے ہوے اپنے گھر بلایا ایک ولائتی بہت عمدہ ایک جوڑی تفنگ
میر واجد علی کو دی اور بہت دنیاداری سے کہا ہمین تم اپنا جانو تلنگے ہمارے دشمن جانی ہین انکا کہنا
نہ سننا کچھ سوار ہمارے ساتھ کردو ممو خان نے دس سوار تعینات کردیے بہر صورت بنبھے۔

فوج انگریزی کا الہ آباد سے پہونچنا شکست رانا راؤ کا ہونا

رانا راؤ پیشوا کانپور اپنی عیش و عشرت ناچ و رنگ مین مشغول تھی اور دس پندرہ ہزار سوار
و پیادہ مثل سہ بندی خوگیر کی بھرتی جنگ نا دیدہ فاقہ مست ٹوٹی ماری کچھ لکھنو کچھ اطراف و جوانب کے
رکھ لیے تھی فوج جنگی سوار و پیدل و توپخانہ بھی تھا انکی غفلت و حرکات خلاف دیکھکر پیدل و سوار کا تشتہ خاطر ہو چکی
تھی بلکہ منظور تھا اگر کہنے نواب یا کوئی اور صاحب حوصلہ اولوالعزم ہاتھ لگجاوے تو اوسے اپنا حاکم

منتظار کرین مگر کوئی نہ ٹھہرا ناگاہ خبر آئی کہ فوج گورہ الہ آباد سے آن پہونچی ہے اسکا سبب
ہوا تھا کہ قبل از داخلہ کئی سو میم بچے وغیرہ اسکے دام بلا مین گرفتار تھے اور جبتک کسیکو قتل
نہ کیا تھا فقط بند زندان مین رکھا تھا اگر اپنی حفاظت مین رکھتے کیا عجب ہے روز بد نہ دیکھتے
بلکہ ایکدن ان سب کے لباس کثیف دیکھکر حکم کیا دھوبیون سے انکا لباس سفید دھلوا دو
لیکن میم گوہند دن کے باہر طرف سے یا خفا چھٹیان اپنے احوال گذران کی لکھکر بھیجتی تھین چنانچہ
ایک دن دو گوندے مع چٹھی پکڑے گئے بس یہی ان سب کی قضا کا باعث ہوا بالا راؤ مع
فوج جنگی و توپ ملازم مقابلہ فوج گورہ واسطے ہو یہان رانا راؤ نے جھنجھلا کر ان سب اسیران بیگناہ
کو بہ ہزار ذلت زیر تیغ لیا اس جرم پر کہ تمنے اپنی فوج کو ہمارے قتل کو بلایا ورنہ ہم تمھین قتل
نکرتے قید مین رکھتے میم نے حالت یاس مین بہتسا عذر کیا جب کیا کسنے نہ سنا اور نہ
کوئی انجام کار کو سمجھا کہ قتل عورات و اطفال کس ملت مذہب مین جائز ہے اور بالفرض اگر
قتل بھی ہوئے تو لندن خالی ہوگا اپنی موت یا بلا سے اس سے زیادہ تر مرجاتے ہین یہ بھی نہ سمجھے
کہ امیر دوست محمد خان کابل نے کسطرح اپنی حفاظت مین عورات کو رکھا مرد بیرحما قتل کر دیے تھے
اسیطرح اگر یہان بھی صورت شفاکی ہوتی کیسی نیکنامی ہوتی اور صورت ترفا بھی حسب خواہ
ہوتی پس جب صورت ہوئی مگر سبکے حق بجانب ہوئی جتنا غصہ اسکی یاد اس مین سبکے واسطے کربیٹھا
غرض مابین فتحپور و سرسول مندراجی گورہ سے مقابلہ ہوا ایکساعت تک لڑی اسکے بعد فوج
جدید جنگ نادیدہ پسپا ہوئی اور مرہٹے کبھی میدان کی لڑائی کی قابلیت نہین رکھتے خلاصہ
فتحپور سے ۱۲ کوس تک فوج ٹھہرتی مقابلہ کرتی بھاگتی چلی آئی اس عرصہ مین بالا راؤ کے پانون
مین گولی لگی توپین چھٹ گئین کانپور مین پہونچکر قدم نہ ٹھہر سکا بٹھور کو بھاگے اس بھاگنے کر دہا
سے اپنی مقوم لشکر آتے ہین یہان فوج مین تلاطم پڑ گیا جانا کہ رانا راؤ بھاگ گیا سبھون نے سیدھی
طرف ملکہ بٹھور تک چلے گئے اونھون نے رانا راؤ کا گھر لوٹا اور جب یہ صورت فوج
دیکھی کچھ نہ بن پڑا گنگا سے اوتر کر فتحپور چوراسی مین اکر ٹھہرا چودھری کے یہان جو رئیس
فتحپور چوراسی کے تھے ـــ

جب فوج سفر در باغی گھر لوٹ چکی ہر گھاٹ سے عبور کرنا شروع کیا اوسوقت گھاٹ پر

ہر شخص پانچ پانچ روپیہ ملاح کو دیتا تھا کہ مجھے پہلے اوتار دے کسواسطے کہ یہ سب تاجر وغیرہ
لکھنؤ کی لوٹ سے مالا مال ہوچکے تھے جانتے تھے اپنے بچون مین پہونچکر چین سے آرام سے
دولت کھائین مبادا راہ مین لٹ جائین ۔

فوج انگریزی کانپور تک پیچھا کرتی چلی آئی جب میدان خالی پایا صوبہ دار کے تالاب پر
مقام کیا احمد علیخان وکیل عدالت کانپور اور کئی مہاجن شہر خبر سنکر ہولاک صاحب کے استقبال کو
گئے سر سڑک پر کھڑے ہوئے سلام کیا صاحبون سے استفسار حال کرکے حکم رسد رسانی کا دیا
اوسکی صبح فوج بٹھور گئی نانا راؤ اور بعض گھرونکو لوٹ کر آگ لگا دی ازبسکہ گورے خستگی راہ
سے بہت بھوکے تھے اشیاء ماکولات بازار پر گرے اوسکی قیمت بھی دی شکست نانا راؤ
۱۵ جولائی ۱۸۵۷ء کو ہوئی ۱۶ کو صاحبان عالیشان نے بندوبست شہر کا منظور کیا بس ہنگامہ
یہان سے گرم ہوا جسے پایا بے تحقیق روبکاری بے تکلف پھانسی دیدیا اسواسطے کہ قتلعام
مقتولین بیگمات نے جگر جلا دیا تھا کئی ہزار کی نوبت پھانسی کی پہونچی اکثر اپنے تئین بے قصور
جانکر رہ گئے بھاگے نہین وہ گرفتار ہوکر پھانسی دیے گئے ازانجملہ اعظم علیخان جو لوگ انکو
کہتے ہین بے قصور تھے شریک باغیون کے نہوے تھے اور اپنے بے قصور سمجھکر بھاگے نہ تھے پہلی
بانسی جو کچھ لینا تھا لیا نقد وجنس سب بعد اوسکے پھانسی دی ہرچند داد و بیداد اپنی بے حرمتی کی
کی نہ سنا اب سرکار نے ازراہ عدالت کواغذ لوٹ جو اونکے عیال کے نام تھے دیے کہ
اپنی بسر اوقات کرین ۔

فتحپور مین پھانسی شروع ہوئی کسواسطے کہ وہانکی رعایا اور ناعاقبت اندیشون نے اپنی اجل آپ بلائی
تھی اور چودھری جیا سنگھ کے بھی لڑکے مارے گئے ۔

بنارس مین پلٹن والنٹیر اور فوج سے کچھ فساد ہوا چھاؤنی سکرور مین لیکن راجہ کی حقیقت
سے صورت امان ملی مگر استیصال باغیونکا نہوا اسکے بعد پلٹن لکھنؤ آئی ایک گروہ باغی ہوگئی
الہ آباد مین سب سے زیادہ پھانسی ملی کہ ایک مولوی نے محمدی جھنڈا اوٹھا کر تمام رعایا کو باغی بنا دیا جب
حکام فوج قلیل سے قلعہ بند ہوئے فوج باغی نے خزانہ سرکاری لوٹکر سیدھی راہ دلی کی لی دریاباد کی چھاؤنی رعایا
وغیرہ نے بلکہ کچھ خزانہ لوٹا اور پھر جہاد پر کمر باندھ مقابلہ کیا مثل مشہور کہ زور بازو کی نشانی سمجھ ہم کس شعر کی مقابلہ

سرکار سے کرتے ہیں آخر فوج نے قلعے سے نکلکر ان سب کا ستیاناس کردیا گرد شہر کے آگ
لگا دی بعد تسلط کے ہزار کو پھانسی دی بعض اولوالعزم اپنی حماقت سے لکھنؤ ملک لینے کو آئے
مگر قضا نے اونھیں وہانسے نہ پھرنے دیا کہ مین خود تمھارے پاس حاضر ہون اتنی دور کا ہیکو تکلیف راہ اوٹھا کر
آئے بعض لکھنؤ کے صاحب بھی آمادہ الہ آباد گئے ہوئے بشرطیکہ خزانہ اور فوج سرکار سے ملتی۔

نقل عجیب

جسوقت کانپور مین ۳ ہزار آدمی نے پھانسی پائی ہزارون بھاگے ہزارون بچ رہے ہر ایک
کی صورت نجات مختلف ہوئی ازانجملہ بر سبیل مذکور ایک سقہ رہنے والا لکھنؤ کا وہ بھی میگزین بھا
سب کے ساتھ جا کر نوکر ہوا جب شکست ہوئی ایک شخص کے گھر مین چھپ رہا بعد کئی دن کے صاحبخانہ
نے کہا تم میرے گھر سے چلے جاؤ ایسا نہو کوئی گوئندہ سرکار مین خبر کردے مجھے تمھاری جہت مین پھانسی
ملیگی یہ سقہ مضطر ہو کر نواب گنج کی سڑک پر چلا جاتا تھا اتفاقاً ایک صاحب اکیلا سوار نواب گنج
سے آتا تھا اوس سے پوچھا کون ہے کہان جاتا ہے اوسنے کہا لکھنؤ مین میان احمد علی کی سبیل کربلا
پر نوکر تھا فتح آباد مین میرا بھائی ہے اوسکے دیکھنے کو جاتا ہون کہا تو جھوٹ کہتا ہے تو نانا کا
نوکر تھا ہرچند اوسنے عذر کیا اوسنے اپنے ساتھ لاکر گورون کے پہرے مین دیا کہا ہم آج کے
تیسرے دن تجھے پھانسی دینگے اوسنے کہا میرا قصور کیا ہے کہا تیری قوم مسلمان نے ہماری قوم
کو بیگناہ مار ڈالا ہے اوسنے کہا مین نے تو نہین مارا کہا ہم تمھاری سب قوم کو پھانسی دینگے
ایک کو بھی نہ چھوڑینگے اگر تیرے خدا مین کچھ طاقت ہوگی ہماری قید سے چھوڑا لیگا اوسنے کہا بس ہے
یہ میرا آسرا اور بھروسا یہی ہے غرض اوسکی مشکین باندھ کر بگھی کے نیچے درخت کے بٹھا دیا کھانا
پانی کچھ نہ دیا تیسرے دن مینہ شدت سے برسنے لگا اوسیوقت بیوگل کوچ ہو جتنے گورے
تھے متوجہ تیاری سفر ہوئے اوسوقت سقہ نے منہ اپنا آسمان کیطرف اوٹھایا اوسکے ہاتھ کی رسی
ڈھیلی ہوکر گر پڑی یہ بیچارا شیشم کے درخت پر چڑھکر ایک ٹہنے سے لپٹ کر بیٹھ گیا جب گورے
آکر ڈھونڈھنے لگے نہ ملا مایوس ہوکر چلے گئے تھوڑی دیر مین ایک سائیس کسی صاحب
کا اوسی درخت کے تلے پھرا رہا تھا اوسے دیکھکر کہنے لگا یہ کوئی سڑی سودائی ہے

یہ کہکر چلا گیا سقہ نے جانا ایسا نہو یہ لشکر مین جا کر خبر کردے اسنے تینین بھلا کر دز رسالت سے کر ٹیڑا اور نواب گنج کو سیدھا بھاگا جھور کے گھاٹ سے اُترکر اسبار آیا خدا نے بچا یا جیبا ادس صاحب نے کہا تھا

اسیطرح ایک چپراسی ڈاک انگریزی نقل کرتا ہے کہ جسدن فوج انگریزی داخل کانپور ہوئی تھی مین گوشہ سڑک پر رسوئی تیار کرکے چاہتا تھا کھاؤن کہ دفعتہً ایک صاحب گھوڑا پھینکے میرے پاس آکر کہنے لگا ہم بہت بھوکا ہے ہمین اپنا کھانا دو مین نے دال روٹی سب اوٹھا دی پانی پیکر مجھسے کہا بتاؤ میم کہان ماری گئین ہمسے کچھ خوف نہ کرو یہ کہکر رونے لگا کہا ہماری میم بھی ماری گئی ہے مین نے کہا اوسطرف جہان وہ کنوان ہے یہ سنکر صاحب اوسیطرف چلا گیا۔

اولاد نواب معتمد الدولہ

نواب محمد علی خان عرف منجھے نواب کا گھر پہلے فوج باغی نے خوب لوٹا گرفتار کیا چاہتی تھی مار ڈالین بعلت سازش چھپانے میم و صاحب کے مگر رانا راؤ نے سردار امیر تھے کہکر فوج سے بچایا جب انتظام کانپور ہوا بہزار خرابی بہت سی روبکاری کے بعد چھوٹے اپنی بیجرمی سب طرح سے ثابت کی وثیقہ بدستور جاری ہوا روانہ عتبات عالیات ہوکر مجاورت اختیار کی بعد کئی برس کے وہین انتقال کیا گھوڑدور کا بڑا شوق تھا ہر سال بمبئی مین آیا کرتے تھے پھر چلے جاتے تھے

نواب دولھ خویش اور بھانجے نواب معتمد الدولہ اس جرم پر دھرے گئے کہ انکے دروازہ پر ایک میم ماری گئی تھی مگر بروقت روبکاری سب اہل بازار نے باتفاق گواہی دی کہ یہ اوسوقت کانپور مین نتھے اور کسیطرح شریک فوج باغی نہین ہوئے غرض جان بچی وثیقہ جاری ہوا

نواب نظام الدولہ سید علیخان اس ہنگامہ مین لکھنؤ چلے آئے تھے جب کانپور گئے بہزار خرابی بعد کئی برس کے وثیقہ جاری ہوا ایک وجہ اور بھی تھی کہ یہ فریمشن بھی تھے اس جہت سے اس فرقہ خاص مین طریق حق برادری ایک دوسرے پر بشرط اختیار لازم ہوتا ہے۔

نواب باقر علیخان یہ بھی لکھنؤ چلے آئے تھے اور سب کے ساتھ جان بچا کر بھاگے تھے بروقت امان لکھنؤ سے گرفتار ہو سواری اونٹ بہزار ذلت کانپور گئے حاکم عدالت نے بعد روبکاری کے مقید کیا گھر کا اسباب ضبط ہوکر نیلام ہوگیا کئی مہینے تک قید رہے بہت سی تکلیف اوٹھائی اسی قید مین

انکا بیٹا بھی مرگیا نجھے نواب نے چاہا کچھہ مین مدد کرون اپنی غیرت سے قبول نہ کیا پھیر دیا اور کسی
عزیز کے شرمندۂ احسان نہوے ایک مہاجن انکا بقدر کفاف یومیہ دیا کرتا تھا بہ امید انشاء اللہ
اسی مین اپنی گذران کیا کرتے تھی اور بظاہر صاحب عدالت کے خلاف ہونے سے صورت نجات مشکل
معلوم ہوتی تھی آخر احمد علی خان وکیل عدالت اور سنجر صاحب نے ایک صورت نکالی اس عرصہ مین
نواب حزم محل نے کربلا سے جوشش محبت مادری سے ۶ ہزار خرچ کو باب رہائی مین بھیجے بعد
کئی مہینے کے ردبکاری کی بحکم صدر کچھہ تخفیف زندان ہوئی آخر بے جرمی ثابت ہوئی صاحب عدالت
کو بسبب نافہمی مقدمہ الزام ہوا مستحق پانے اپنے وثیقے کے ہوے ایک لاکھ کئی ہزار سب ملے
پھر سامان امارت درست ہوگیا خلاصہ پھر مشرف بعتبات عالیات ہوے پھر لکھنؤ آئے اپنے
دونون بیٹون کی شادی مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کے دونون بیٹیون سے کرکے چلے گئے
مزاج مین تمکنت و غرور امارت بہت تھا اور اپنی قابلیت علمی کو سب سے بہتر سمجھتے تھے آخر انتقال
کیا دو بیٹے ہین آپسمین بہت اتفاق رکھتے ہین ایک صاحب کربلا بھی مشرف ہو آئے صحبت
بہت معقول ہے لوگ انکے چلن کی ہر طرح سے تعریف کرتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ اس ہنگامہ فساد
مین سب برخود غلط ہوگئے تھے تسلط صاحبان عالیشان کا یقین نہ تھا اب جسطرح سے چاہین بیان کرین

خبر شکست نانا راؤ وغیرہ

آخر ماہ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ مطابق ۳۰ - جولائی ۱۸۵۷ء خبر آئی کہ رسالے اور پلٹن کانپور
سے بھاگے چلے آتے ہین نانا راؤ نے شکست پائی فوج انگریزی عقب فوج مفرور چلی آتی ہے
غالب ہی کہ داخل نواب گنج ہوئی ہو اسکے پیشتر ایک سوار بلیفار کانپور سے چلا آیا سیدھا نواب کے
پاس حاضر ہوکر چپکے سے خبر شکست کہی کسیکو یقین نہوا احتمال کذب رہا جب پرچۂ اخبار آیا یقین ہوا
راجہ جیلال سنگہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا غضب ہوا جو فوج تلنگہ وغیرہ نا کجات شہر پر متعین تھی وہ
گورون کی آمد سے مارے ڈر کے بھاگی چلی آتی ہی لیکن جتنی میرے ہمراہی تھی وہ ٹھہر گئی ہین اس
صورت مین کیا عجب ہے شام یا صبح کو گورے داخل شہر ہوجائین پس یہ خبر سنتے ہی ایک

تلاطم پڑ گیا سبکے دل کانپنے لگے جنرل حسام الدولہ شرف الدولہ کو بلایا مشورہ ہوا لیکن اوسوقت بدحواسی سے یہ حال تھا کہ کہنا کچھ چاہتے تھے منہ سے نکلتا کچھ تھا پھر افسر طلب ہوئے انکو سب سے زیادہ حواس باختہ تھے مگر بظاہر دلجوئی کو کہنے لگے رانا راؤ اور اوسکی فوج نامردی تھی شہر میں نہ آنے پائے ہیں کچھ خوف نہیں ہم اسی دن کی خوشی مناتے تھے کہ گورے میدان میں ہمارے مقابلے میں آئیں جیسا چھپٹ پر مارا ہے اوسیطرح ایک روز میں مارلینگے تورے تھبت ہورہے ہیں لعنت خدا کی فوج جنگی کا یہ سے بھاگ آئی نواب اور جناب عالیہ نے فرمایا یہ توسب باتیں ہیں اب گورے قریب شہر آپہونچے اسکی کیا تدبیر ہے کسیکو اونکے روکنے کو بھیجو جنگیون نے جان چورا کر کہا ہم تو تنخواہ جاینگے مگر یہ نظامت کے لوگ مثل پلٹن تاوری اختری بارلو وغیرہ خیرخواہ سرکار ہیں انکو بھیجو کہ یہ اپنا کام تو ہمین دکھائیں ہماری ہر بات میں برابری کرتے ہیں اور مقابلا اور ۱۲ روپے تنخواہ مانگتے ہیں نظامت والون نے کہا کہ تم چپکے رہو تمہارا پہلا نمبر ہے لڑنا تمہارا کام ہے ہمارا کیا جب ہم جواب دے دیگے اوسوقت ہم جائینگے ہم اس گھر کے قدیم نمک خوار ہیں جان نثار سر فروش ہیں غرض اسیطرح کی تکرار کرکے باتیں بناتے رہے جاتا کون تھا آخر نصرت جنگ راجہ جیلال مجبوری اپنی پلٹن لیکر ناکہ شہر پر گئے اور جابجا باغ حوالی شہر میں لوگ بٹھا دیے رات دن رند پھرنے لگی۔ مگر فوج بہادر ایسی غیرت دار تھی اون میں سے ایک بھی نہ گیا کوئی کہتا تھا جنگی جائیں کوئی نظامت۔

ہرکارہ مفصل خبر لایا کہ پلٹن لمیوزن زفل ڈفل کاسٹر گلس فدا حسین رسالدار دومٹر کسو روپکار توپخانہ یہ سب قریب شادہ کانپور سے اکر ٹھہرے ہیں اور گورے ابھی دریائے گنگ اسپار نہیں آئے ہیں اسپر یہ نامرد کہنے لگے بھائیو اگر کل دھاوا کرکے پلیگارد لیلیا انگریزونکو مارلیا جان انجان سب بچیگا وگرنہ جب اونکی کمک کانپور سے آجائیگی پھر کسی سے کچھ نہو سکیگا افسرون نے جواب دیا حاضر ہیں ہمکو کیسیطرح اپنی جان عزیز نہیں پھر سب نے باتفاق قسم لی۔ مسلمان نے قرآن ہندو نے گنگا۔ برہمن گنگا جل لے آیا مسلمانون نے قرآن اوٹھایا ہندو نے گنگا۔

الغرض اوسکی صبحکو دھاوا ہوا ابھی افسر تارے والی کوٹھی میں سب جمع تھے کہ دفعتاً باگی ایک بم کا گولہ آیا کوٹھی کی چھت پہ لوٹا افسر کھڑے ہو گئے سر پہ پانون رکھکر بھاگے

اوسوقت تماشائی طعنہ زن ہوتے کیسی قسم تھی کہ ہم نہ بھاگینگے معلوم ہوا کل کے دھاوے
پر بھی اسیطرح بھاگوگے دوسرے دن ہر پلٹن و رسالہ اپنی جگہ پر تیار رہا سید برکات احمد جنرل فتح
باغی مع اپنے رسالے و فوج بیلی گارد پر تلے ہوئے چلے یہ کل سچا ہوا تلنگوں نے جاکے
بیلی گارد کو گھیرا ہر طرف سے شاہ جی بھی برائے سیر سوار ہوکر آئے کہنے لگے یہ دھاوا ناحق
ہوتا ہے جب تک میں نہ کہونگا فتح نہ ہوگا یہ کہکر چلے گئے تلنگے ہم مہادیو کہتے ہوئے بیلی گارد
پر چلے مگر سوار و توپخانہ خدا کے فضل سے خاص بازار سے آگے نہ بڑھا کہ دفعۃً توپ دغا دے
گئی چلی اور سبھون نے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب توپ چلے سب دفعۃً دھاوا کریں اور سرنگ میں آگ دیں
مگر نہ اوڑی اور تلنگے قریب دیوار بیلی گارد جا پہونچے دیوار کھودنے لگے کچھ تلنگے گرد کیطرف
سے کچھ خزانے کیطرف سے آگئے ممو خان کے پاس ہرکارہ خبر لایا دھاوا فتح ہو گیا گوروں
سے سنگینیں چل رہی ہیں خزانے و میگزین پر تلنگوں کا قبضہ ہو گیا سب گورے سمٹ کر اسیر
مرزا ولایتی محل کے بھائی کے مکان میں چھپے ہیں مدد جلد بھیجے ایک کمپنی نول کی پلٹن کی
اندر سے اور سب تلنگے بم کے گولوں سے بھاگے چلے آتے ہیں ایک جمعدار اسی پلٹن
کا ممو خان اور شرف الدولہ کو گالیاں دیتا ہوا آیا کہ یہ سب ملے ہوئے ہیں ہم کے جاتے
ہیں وہاں کوئی نہیں جاتا یہاں مسند پر بیٹھے تکیہ لگائے پڑے رہتے ہیں ہماری کمپنی کے
تلنگے اندر پھنسے ہوئے ہیں یہ کہکر روتا تھا معلوم ہوا وہ بھی بھاگ کر آیا تھا اسکا منشا یہ تھا
کہ کچھ روپیے اس فریب سے لیجیے اوسوقت میر واجد علی نے بیس روپیے اوسے دیے
اور کہا کہ علی محمد خان اور نواب صاحب بھی دھاوے کو جاوینگے اور مدد بھی جاتی ہے اب تم
بہت لڑ چکے آرام کرو لکھا دیا کریں سنکر وہ چلا گیا اتنے میں خبر آئی کہ گوروں سے تلوار چل رہی
ہے اور صوبیسنگ کپتان کے تلنگے اندر ہیں مدد نہیں جاتی بھوکے پیاسے تلنگے لڑتے ہیں
نہ باہر نکل سکتے ہیں اور نہ ٹھہر سکتے ہیں اور کہہ رہے ہیں میگزین اور خزانہ ہم مرکر بھی نچھوڑینگے
کسیکو اسمیں سے حصہ نہ دینگے ہمنے جان دیکر یہ خزانہ لیا ہے بعض کہتے تھے چلو پہلے خزانہ و میگزین لیلو حصہ ملیگا
بعض گالیاں دیتے تھے ہم کیوں دیں ہم لڑنے کیواسطے ہیں اور ہرکارے دمبدم خبر لاتے تھے
سب گورے مارے گئے تھوڑے سے رہ گئے ہیں وہ اودھر سے گولیاں مارتے ہیں

خوشی خوشی سے حضرت محل کو خبر دے رہی تھے کہ آج شام تک بیلی گارد خالی ہوا جاتا ہی وگرنہ
سپہر راستہ تک تو کچھ فرق نہین جناب عالیہ کو تمام رات نیند نہ آئی اور رنج بھی رہا کہ ہمارے تلنگے اندر
پھنسے ہوے ہین دیکھیے کیونکر نکلتے ہین صبحکو میر واجد علی نے اپنے معتبر مخبر کو بھیجکر مفصل خبر منگوائی کہ
کوئی تلنگا اندر ہے اور نہ کوئی خزانہ تک گیا ہے فقط دیوار خزانہ تک جا پہونچے ہین میر صاحب نے
یہ خبر جناب عالیہ سے کہی اونھین بہت تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے سب جھوٹ و فریب ہے بعد اس
تحقیقات کے تلنگون کا اندر جانا بالکل غلط ٹھہرا زخمیون کا پرچہ آیا ۲۲۰ مارے گئے۔ لاشین
چھنگئین ۱۰۵ سسک رہے ہین بس اس دھاوے سے تلنگے ایسے بدحواس ہوے کہ سب کے چھوٹ
گئے اور کہتے پھرتے تھے جب تک جنرل صاحب ممو خان نہ جائینگے ہم اکیلے دھاوا نہ کرینگے ہمین
کٹوائے دیتے ہین آپ گھر مین چین کر رہے ہین۔

ایک شخص یہ خبر لایا کہ پلٹن لمبون ڈفل ہوٹ وغیرہ آمد کانپور کہتی ہے کہ اگر سرکار ہمین
طلب فرمائے اور دھاوے پر بھیجے دیکھیے ہم کیا کام کرتے ہین جسقدر شرمندگی سے دھبہ کا
کانپور مین اوٹھایا ہے وہ سب مٹ جائیگا ایک دم مین انگریزونکو قتل کرینگے بیلی گارد لیلینگے
اوسوقت سرکار ہمکو تنخواہ دے یہ بات سنکر جو فوج بیلی گارد سے بھاگی آتی تھی اوسکے کان
کھڑے ہوے جناب عالیہ سے آکر عرض کیا ہم سنتے ہین جتنی فوج کانپور سے بھاگ آئی ہے آپ نے
بلوایا ہے اوسمین دغا ہے کسواسطے ہمنے سنا ہے کہ انگریز نے اونھین اپنی فوج ملا دی ہے کہ
تم پہلے بھاگنا فوج از خود بھاگ جائیگی جب وقت پانا ریاست پر قبضہ کرلینا ایسا نہو وہ پلٹنین
انگریز شریک ہون ہم اونھین شہر مین نہ آنے دینگے ہم سبکو مار ڈالینگے اور اگر وہ صاف ہین پہلے ہمسے
قسم اقسام کرین ہمارے پاس آوین یہ بات سنکر سب کے کان کھڑے ہوی جناب عالیہ کو اسقدر اندیشہ
و خلجان ہوا کہ مرزا برجیسقدر کا باہر کا نکلنا موقوف کردیا غرض قاسم خان رسالدار ۵ آدمی رسالے کا
اونکے پاس گیا کہا اگر تم صاف ہو پہلے افسرون کے پاس چلو بعد قسم کے شریک حال ہو چنانچہ وہ سب راضی
ہو کر تارے والی کوٹھی مین آئے قرآن گنگا اوٹھی کہ ہم بدل وجان تمھارے شریک ہین انگریز
سے ہرگز ساز نہین رکھتے پھر وہان سے حضرت باغ مین چاندی والی بارہ دری مین آکر تنخواہ کا گفتگو
ہوا کہ ہم ۷ روپے تنخواہ تمھین دینگے افسران آمد کانپور نے کہا ہم ۱۲ لینگے افسران لکھنؤ نے کہا ہمنے

مسند نشین کیا ہی اسوجہ سے ۱۲ لیتی ہین تمنے ابھی کچھ کام نہین کیا اُنھون نے کہا ابھی ہم کچھ نہ لینگے بعد فتح کے ۱۲ لینگے اور اگر ہمین نوکر نہ رکھوگے ہم دفعۃً شہر لوٹ لینگے بعد اوسکے اونکا ڈیرا حسین آباد شیش محل و لتھانی کی کوٹھی کلان مین ہوا

نانا راؤ کے وکیل کا مع خط آنا

نانا راؤ کا وکیل آیا ایک خط اس مضمون کا لایا اگر اجازت ہو ہم تمھارے شہر مین آوین جناب عالیہ نے اجازت دی راجہ جے لال سنگہ کلکٹر کو حکم ہوا کہ ۱۲ اونٹ ۲۹ چھکڑے ۱۰ اگاڑیان بیس پچیس ہاتھی لیکر فتحپور چوراسی کو جاؤ نانا راؤ جیا سنگہ چودہری کی گڑھی سے عین شدت بارش مین معہ عیال شہر کو چلے نصرت جنگ دوسو سوار دو ہاتھی ہودہ نقرہ دو شتر سوار سے پیشوائی کو گئی اور بحکم جناب عالیہ دولتخانہ شیش محل مین اوتارا اوسے آراستہ کردیا تھا اور اشطرنجی دس چاندنی دس پلنگ کئی کرسیان شیشہ آلات وغیرہ بقدر ضرورت مع تصویرات بھیج یا ۵ تاریخ شہر ذیحجہ ۱۲۷۴ھ نانا راؤ داخل شہر ہوے ۱۱ ضرب توپ سلامی ہوئی حسب الحکم میر واجد علی خیر و عافیت مزاج کو گئے دوشالہ رومال خلعت پایا اور کہا ہماری ۱۲ ضرب کی سلامی ہوتی مضایقہ نہ تھا وگرنہ کچھ احتیاج سلامی کی نہ تھی اونھون نے کہا ۱۲ ضرب کی سلامی فقط بادشاہ کیواسطے معمول ہی یہ کیونکر ہو سکتا خلاصہ اسیوجہ سے سلامی موقوف رہی جناب عالیہ نے پھر خلعت تجویز کیا خلعت خانے سے نکلا۔ ۲۵ ہزار روپے دعوت کے اور خلعت اس تفصیل سے قباے زرین شمشیر و سپر بالائے مروارید دھکدھگی مرصع الماس کنٹھہ مروارید نورتن مرصع دستبند مروارید دوشالہ رومال پرتمن زرین کار لبادہ کمربند شال اسپ مع ساز و زین نقرہ ہاتھی ہودج نقرہ اس سب کو پہلے جناب عالیہ نے دیکھ لیا۔

خبر آمد فوج انگریزی کانپور سے

اس عرصہ مین ہرکارہ متعینہ گھاٹ کانپور خبر لایا کہ گورے اگنبوٹ مین سوار اس پار دریا کے آئے گھاٹ اپنی فوج کے اترنیکا دیکھکر چلے گئے تدبیر فوج کے اوتارنے مین ہین یہ خبر

سنتے ہی محلات اور فوج باغی مین ایک تہلکہ عظیم پڑ گیا جرنل حسام الدولہ کو حکم ہوا کہ تم فوج لیکر گھاٹ پر سد راہ کو جاؤ جرنل بہادر ہر افسر فوج سے کہتے تھے ایک دوسرے پر ٹالتا تھا غرض اسی حیلہ و غفلت سے کئی دن گذر گئے آخر ہزار خرابی دو توپ خانہ چار پلٹن چلنے پر مستعد ہوئی وہ بھی چلنے مین آج کل کرتی تھی اس عرصہ مین محمد مرزا کمیدان کا تھانہ بشیر گنج مین تھا خبر آئی کہ فوج انگریزی چہ کنارہ دریا درست کرکے پل باندھکر اس پار اترا چاہتی ہے اوسکی روک تھامنے کو جلد فوج جاے تو بہتر ہے چنانچہ جنرل بہادر خود تشریف فرما نہ ہوے مگر نواب جرار الدولہ اسسٹنٹ و کمنڈنگ فوج تھے بجاے اپنے روانہ کیا ہر چند وہ کچھ علیل بھی تھے اور اس سفر مین خیمہ سے باہر نہین نکلے فقط اپنے بھائی کے کہنے سننے سے گئے۔ میر فدا حسین کپتان اور اونکے بھائی میر محمد حسین کلکٹر عبد الہادی خان قندھاری رفیق خاص نواب اپنے جوش جہاد ایمانی سے سب سے تیز و تند وحیت ہوکر گئے اتفاقاً ایک دن گھاٹ پر بارش شدت سے ہوئی۔ سپاہ بیرو سامان خوب ابتر ہوئی ادھر فوج انگریزی نے فرصت پاکر پل بخوبی باندھ لی ادھر سے پہلے ایک بڑی توپ لگائی تھی اوسکے گولے سے چہ نہ بند ہو سکتی تھی اور شرف الدولہ اور غلام رضا خان کو حکم رسد رسانی کا ہوا پھر بموجب حکم ممو خان امراؤ مرزا مقرر ہوے

پھر پرچہ اخبار لڑائی کا آیا کہ گھاٹ پر ایک ساعت تک خوب لڑائی ہوئی جب مینھ شدت کی برسنے لگا فوج پسپا ہوئی مگر اسپر بھی گرتی پڑتی لڑتی ہوئی دہی کی چوکی پر دو کوس گھاٹ سے ہٹتی چلی آئی ایک باغ مین آڑ پکڑکر خوب لڑی پھر مینھ اس شدت سے برسنے لگا کہ فوج مین کچھ حال نرہا جابجا متفرق ہوگئی اسمین گورے بہت بارے گئے دھاوا کرکے نگرواڑہ گانون مین پہونچے پھر اولٹے گھاٹ کو چلے گئے۔

فوج باغی کے جب پانون نہ ٹھہر سکے فوج سب طرف بھاگی جسقدر رہ گئی مع افسر بشیر گنج مین ٹھہری اور جابجا باغات مین اپنا پڑاؤ کیا جرار الدولہ اپنے خیمے مین آتر رہے جانتے تھے کہ مین نام اونکے ساتھ آیا ہون اب لڑائی کا انکا کام ہے جائین جاہین نجاہین دوسرے دن ایک گوئیندے نے فوج سے کہا کہ فوج انگریزی ابھی بڑی دور پڑی ہوئی ہے تم جبتک یہ فراغت اپنی روٹی کیون نہین کر لیتے یہ سب اوسکے فریب مین آکر اوسے غنیمت سمجھکر نہانے روٹی پکانے لگے اور باطمینان

روانی کر رہے تھے کہ دفعۃً سامنے سے فوج انگریزی نمود ہوئی ۔ آگے پیشتر دکنی سو مویشی رستے
آن پہونچی زیر چھرہ توپ سبکو رکھ لیا افسران جنگ نادیدہ وغیرہ منتظم نے سامنا سڑک کا
چھوڑ کر توپونکو سڑک کے دہنے بائین کھینچا ۔ اس خیال سے کہ ہم دونون طرف سے اونپر باڑ ماریں گے
وہان دونون طرف سے پانی سے دلدل ہوگئی تھی پہیے توپون کے جاکر پھنس گئے اور رجمنٹیں اس
عرصہ مین گورے سر پر آپہونچے یہ سب سر پہ پانون رکھکر بھاگے اونسے پہلے جو سوارون کے
پانون اوٹھ گئے اور جو پڑے اصطبل مین اگر دم لیا تھوڑی سی فوج اونسے ہٹکر کچھ فاصلہ پر آمادہ
کارزار ہوئی جب آگے گئے اونکا یہ حال دیکھا یہ بھی سب ملکر بھاگ گئے نواب جرات الدولہ نے جب یہ حال
دیکھا تھا مین سوار ہو داخل دولتسرا ہوے تھوڑی سی فوج جنگی اپنی چال سے دم لیتی ہوئی لکھنؤ
پہونچی عبد الہادی خان کے ساتھی جو زیادہ کامل الایمان تھے اپنی حرارت جہاد ایمانی سے
سیدھے دلی کو گئے اور یہ خود حاضر حضور نواب ہوے فرمایا خانصاحب تم بھی بھاگے
جہاد راہ خدا سے منہ پھیرا چودھری میر منصب علی مع اپنے جان نثارون کے پھر آئے ۔
زمینداروں کی گنوار سب سے پہلے پہونچی لشکر مجاہدین مین آنا جونہی انتظام دستہ کسیکو چار
لگے سیر بھی میسر نہوا مگر محمد حسین کلکٹر خان علی دس ہزار سپاہ سے نواب گنج مین رہ گئے ۔
فوج انگریزی نے ادنام اجگین مکروانہ اور گانون جو قریب سڑک تھے خوب لوٹا اور قتل و
قمع کیا ہر چند غریب رعیت بی جرم سمجھکر ہر گانون مین کچھ رہگئی تھی باقی سب طرف بھاگ گئی تھی
جب یہ صورت ہوئی افسرون نے کہا جلد تدبیر اسکی کیا چاہیے ورنہ شہر ایکدم مین آ کر
لے لینگے پھر سب منہ دیکھتے رہجائینگے اسکے سننے سے سب بدحواس ہوے دم بخود رہ گئے
مرزا اصغر علی نے اونسے کہا تم عجیب بات کہتے ہو جسکا جواب دینا ضرور ہوتا ہے ہم کیا خاک تدبیر
کرینگے کسواسطے تم سب جنگی ہو لڑنا بھڑنا تمھارا کام ہے اسکی تدبیر تم کر سکتے ہو ہمنے مدت عمر
کبھی ہتھیار نہین باندھا نہ لڑائی دیکھی اب تم خواہ بھاگو یا لڑو یہ سب عزت تمھارے ساتھ ہے
داروغہ نے کہا تم کپتان ہو یا نو پاتے ہو اپنے جنرل فوج کو ساتھ لو یا خود جاؤ لڑو
کہ ہم جاوین تمکو کسواسطے نوکر رکھا ہے جسکا جو کام ہے وہی خوب کرتا ہے اسے سنکر
افسر بہت بگڑے کلمات بیہودہ اہلکارون کو سنانے لگے ۔

بعد اسکے خبر آئی کہ گورے نواب گنج تک آکر پھر کانپور کیطرف چلے گئے مگر وہ آکر جہان ٹھہرے ہین وہان دمدمہ بناتے ہین جب وہ بن چکیگا پھر کچھ نہو سکیگا کسواسطے کہ پہلے سے سخت تھا اب اور بھی سخت و دشوار ہوجاویگا حکم ہوا فوج جاوے وہ دمدمہ بنانے نپاوین۔ الغرض پلٹن اختری نادری صوبہ سنگہ خان علیخان نواب جرار الدولہ توپخانہ بیگمی اور سب پلٹن نجیب لیکر روانہ ہوئے شہر سے عالم باغ تک ایک میلہ فوج کا ہوگیا تھا کہ ناگاہ ادہر سے تلنگے ہزارون شتر قطار اور نجیب شتر بے مہار بھاگے چلے آتے ہین جب عالم باغ مین آکر ٹھہرے ممو خان نے ایک شتر سوار گورون کی خبر کو بھیجا کہ دیکھو کہان تک آئے اور یہ فوج کہان تک جا پہونچی اگر راہ مین ہو کہنا جلد بشیر گنج پہونچو اونسے عالم باغ مین افسرونکو حکم پہونچایا کہ ابھی یہانسے روانہ ہوجاؤ جواب دیا ہم سب بھوکے ہین جب تک ہمارے پیٹ کی خبر نہ لیجاویگی ہم مرنے نجاوینگے ممو خان یا بیگمصاحبہ خود جائین۔

بعد اسکے ممو خان کو معلوم ہوا کہ احمد اللہ شاہ فقیر نے فوج سے کہلا بھیجا ہے تم ہمارے نوکر ہو اور بیگم کے حکم سے لڑنے جاتے ہو اگر بیگم حکم لڑنے کا دیتی ہین تنخواہ بھی وہی دینگی ادہر ممو خان نے لاچار ہو کر ۲۰ ہزار روپے عالم باغ مین بھیجے میر محمد حسین کلکٹر نے علی الحساب سبکو حصہ تقسیم کر دیا دوسرے دن حکم بھیجا کہ فوج جلد بشیر گنج سے روانہ ہو یہان سے بھی فوج تازہ دم ہو کر جاویگی۔ چنانچہ بعد ۸ دن کے روز چارشنبہ پھر لڑائی ہوئی توپین چھٹ گئین گورے مکرر دارلیکو پھر گئے الغرض اسی طرح لڑائی ہوتی رہی کہ بھاگتے تھے کبھی کچھ لڑتے بھی تھے مگر صوبہ سنگہ کی پلٹن البتہ خوب لڑی اور اس معرکے مین ہزار سے زیادہ مارے گئے۔

یہ خبر آئی کہ فوج بہادر ادہر بھاگی ادہر گورے کانپور چلے گئے اس جہت سے کہ ایک رسالہ کسیطرف سے اتفاقاً آپڑا گورے تھوڑے تھے بھاگ کر چلے گئے یہ خبر سنتے ہی فوج بہادر لڑنیوالون کے پیچھے بھاگنے والون کے آگے مکرر وارے کو گئی اسباب جو گورے چھوڑ کر چلے گئے تھے لوٹا دمدمہ کی لکڑی توڑ کر دہی کی چوکی کی طرف یہ کہتے چلے کہ یہ اقبال شاہ ولی اور یہ جسیقدر ہے کہ گورے از خود کانپور بھاگ گئے بعض کہتے تھے ہمارا اقبال ہی ہے جسنے اونکو ہٹادیا بعض کہتے تھے بھیا چلو جلد گورونکو مار کر کانپور سے نکالدو بعض کہتی تھی بھاگے کا پیچھا نہ کرو ایسا نہو کہین وہ چھپے ہون اوٹھکر مار لین غرض وہانسے پھر آگئے

کسی کی جرأت نہ پڑی باجے بجاتے مع اون چھ توپ کے جنکو گورے توڑ کر چھوڑ گئے
تھے شہر مین لاف وگزاف بکتے ہوے لائے یہ معرکہ آخر جولائی سنہ ۵۷ء مین ہوا
جب بدمعاش پھر زعم باطل مین بشیر گنج کی لڑائی فتح کرکے آئے پہلے بیلی گارد کے دھاوے
کا ارادہ کیا وہی صورت اول پیش آئی چنانچہ مورچہ اسمعیل گنج پر کچھ توپ بہت بڑی قریب
مسجد پہلوان خان حجام واقع ملاہی ٹولہ تلنگون نے دمس جھانکی باندھکر لگائی اوسکا لقمہ
وگولہ بڑا تھا اور مشہور تھا کہ اسی توپ سے بیلی گارد مین بہت حیران وپریشان ہوکے مارے گئے
مین اوسکا مورچہ بسبب ہونے سپاہ راجہ وزمیندار وغیرہ نجیبون کی کثرت سے بہت سخت
ہوگیا تھا امجد علی خان بلوچ نے اپنا پڑاؤ میر حسو کے مکان مین کیا تھا اور خبرگیری تمام اپنے
مورچہ ہای قریب کی ہردم لیتا تھا نواب علیخان کی گمار کا پڑاؤ لطف علی داروغہ کے مکان
مین تھا اوسنے تاکید مستعدی وغیرہ بہت پیدا کرتے تھے اور اسی مورچے پر ہمیشہ سپاہی قریب
پانسو کے ہر وقت صبح وشام حاضر رہتے تھے اور سبکو یقین تھا کہ یہ مورچہ گورون کے آنے پر [illegible]
ایک دن دس گورے دو صاحب بیلی گارد سے نکلے توپ پر چلے آتے یہ سب سنکے سب بھاگے
کچھ بدحواس ہوکر دریا مین ڈوبے کچھ قریب کے مکانون مین ہتھیار چھوڑ کر چھپ رہے چنانچہ
دس آدمی داروغہ مذکور کے مکان مین چھپے تھے کام آئے پھر کسینے ہتھیار نہ پکڑا گورون نے
توپ کو توڑ ڈالا تیس گولہ انداز مارے گئے امجد علیخان ساکن سندیلہ نے بالو پور نخیہ کے مکان
سے آڑ مین گولیان مارین گورے زخمی ہوکر گر پڑے باقی گورے چلے گئے ایک گورے کی
لاش مع ٹوپی لہو رنگی تھی اوسکا سر امجد علی خان نے کاٹ کر فوراً آکر نواب سے کہا کہ سب فوج
بھاگ گئی مگر غلام نے چار رفیقون سے جاکر مقابلہ کیا تلوار چلی حضور کے اقبال سے وہ سب بھاگے
یہ سر انگریز کا ہے نواب نے انکی مستعدی وبہادری پر تعریف کی بعد اسکے امجد علیخان نے سرکار سے
اپنے نوکرون کو ہتھیار دلوائے اوسی دن شہر مین غل ہوگیا کہ سب گورے بیلی گارد سے نکل
کے کچھ توپ کو توڑ ڈالا ایک گروہ توپ کا اوٹھا کرلے گئے اب ارادہ قیصر باغ مین آنے کا ہے
بس یہ سنتے ہی قیصر باغ مین ایک گڑبڑی غول کے غول تلنگون کے اپنا اسباب باندھ بھاگے چنانچہ لوگون نے
دیا پھاٹک قیصر باغ کے سب بند کرچکے اہل ہنود ہولین صاحبات محل سر کھولکر دعا مانگتی تھین غرض کی

بھاگتا تھا کوئی روتا کوئی دعا مانگ رہا تھا کوئی نامرد دل تلوار تول کر بکتا تھا کہ اگر یہان گورے
آئینگے ہم بھی دل کھول کر تلوار کرینگے یہ سب زبانی جمع خرچ کر رہے تھے امجد علی خان کو تین پلٹن
نجیب ملین خلاصہ اسیطرح کی لڑائی ہوا کرتی تھی سرنگ بھی اوڑائی جاتی تھی کبھی اودھر سے بھی کئی
مہینہ تک یہی سوانگ رہا سچ ہے لڑنے سے لڑانا مشکل ہے جہان یہ فوج منتظم برسون تعلیم پا
یون غیر منتظم ہوجاے پھر وہانکی حالت کیا کہی جاے اسی فوج سے تو صاحبان عالیشان نے
تسلط تمام ہندوستان مین کیا بلکہ یہی فوج سواے ہندوستان کے لڑائی مصر وغیرہ پر بھی گئی
تھی دوسرے سب نے ایمان سے ہاتھ اوٹھایا تھا ظلم شدید پر کمر باندھی تھی سب نے ست چھوڑ دی تھی لگی
وہ صورت اول باقی نہ رہی تھی۔

ایکدن تلنگون نے ممو خان سے کہا ہمسے اور انگریزے سے سرنگ مین خوب باتین ہوئین اسطرف سے ہم سرنگ
مین جاتی تھی اوسطرف سے وہ سرنگ لاتے تھے یہانتک کہ ہماری اونکی سرنگ برابر ٹوٹی اودمین ایک [illegible]
تھا ہمنے کئی بندوقین ماریں اوسکے نہ لگین اوسنے کہا اے نمک حرامون ہمنے تمکو مثل فرزندون
کے پرورش کیا بہت سا روپیہ صرف کیا برسون قواعد سکھائی عزت دی آدمی بنایا تم قاتل
ہماری میم اور بچے سکے ہوے ہمنے تمہاری کیا خطا کی تھی ہمنے جواب دیا فی الحقیقت تم سچ کہتے ہو مگر
راہ انصاف غور کرو کہ ہمنے سرکار کمپنی کے ساتھ جان دی تمام ہندوستان مین جس سے مقابلہ ہوا تمنے
کہا ویسا ہی کیا اسدرہ ملک فتح کیے کبھی کچھ غدر نہین کیا اب تم اپنے قول سے پھرے ایمان لینے کے درپے
ہوے چربی کے کارتوس کاہی خرابی ایمان کی منگوائی ہمپر جبر کیا جب ہمنے یہ صورت دیکھی تو سوا مجبوری ایمان کے
واسطے لڑگئے پس خطا ہماری یا تمہاری ہے اسطرح گفتگو رہی آخر پانچ چار سے اسنے سرنگ کھودنیکی وہ ضا لیکر چلا گیا۔

ایکدن ایک شتر سوار پروانہ شاہ دہلی درجواب عرضی مخدوم بخش کپتان لایا اس مضمون سے عرضی تھی
مشتمل قتل کفار فرنگ بملاحظہ اقدس مین گذری ما بدولت واقبال بہت شاد ہوے لکھنو کو صاف کرکے
کرکے فوراً الہ آباد کو روانہ ہونا توقف نہ کرنا کافرون کے فریب مین نہ آنا یہ سنکر سب توپخانون
مین حکم ہوا کہ آج شقہ شاہی آیا ہے ۲۱-۲۱ ضرب توپ سلامی کی چلی یہان تک کہ توپخانہ پر جسے
بھی سلامی چلی فوج مین جشن ہر خیمے مین ہو رہا تھا باجے انگریزی بجاتے تھے آپسمین گلے ملتے تھے کہتے
تھے فیصلہ بیلی گارد کرکے سیدھے الہ آباد چلے چلو واہ تو کارزین را انکو ساختی +

یہ باتین تھین کہ پھر خبر آئی گورون نے دوبارہ گنگا کا پل باندھا اگنبوٹ پر سوار اسپار آتے جاتے ہین اور اسپار گورون کا ہٹ کھڑا ہوا ہے راہ گیرون سے مزاحمت کرتے ہین کوئی آنے جانے نہین پاتا توپ اس پار ہماری بھاگی مین لگی ہے اوسکا گولہ اوسپار نہین جاسکتا اور ہو حکمنامہ بنام کاشی پرشاد عامل ہنڈیہ کے گیا کہ تم جلد جلد وہان پہونچو اور پل باندھنے ندو فوج مقابلہ مین رکھو وہ ابھی تک نہین آئے لیٹا ہر حیلہ کرتے ہین اس پار فوج کم ہے گورے جب آوینگے مقابلہ نہ کرسکینگے جلد اور فوج روانہ ہو وگرنہ جب گورے تر آئینگے پھر کچھ نہ ہوسکے گا۔

اسباب کا کئی دن کورٹ رہا کوئی لیتا تھا وہ پلٹن حاکو کوئی یہ کہہ رہا تھا اتنے مین پھر خبر آئی کہ نبد حسن نامی ساکن موضع عبور علاقہ دہرہرہ کا وکیل پکڑ گئی انگریز اور میم اور ایک منشی لیکر بطریق تحفہ پکڑلایا ہے اس تفصیل سے ۱۶۔ نومبر ۱۸۵۸ء کپتان پاٹرک آر اور اونکی میم اور بیٹی مس میری جکسن صاحب مرسونٹ اشارٹ جکسن صوفیہ بیٹی کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد۔ لفٹنٹ جی جی مرجنٹ میجر ای مارٹن وغیرہ ۸۔ آدمی تھے کوئی کہتا تھا راجہ نے خود نہین پکڑا۔ تلنگے پکڑلائی ہین اور راجہ ہر پرشاد ناظم نے پکڑکر بھیجدیا ہے اور اپنے بھائی کو ساتھ کردیا ہے بعد اسکے دریافت ہوا کہ یہ سچ امر ہے جانچی پرشاد اونکا بھائی پکڑلایا ہے اور وکیل راجہ بھی بھوری اونکے ساتھ ہے۔

جب محرم ۱۲۷۴ھ مین کئی ڈولیان بہل سپاہیون مین ۸۔ انگریز ندکور دردولت پر آئے تلنگون نے ہجوم کیا کوئی کہتا تھا ابھی مارڈالو کوئی کہتا تھا یہان کیون لائے وہین مارڈالا ہوتا معلوم ہوا یہ راجہ دھوریرہ انگریز سے ملا ہے غرض معلوم ہوا کہ ایک صاحب ڈپی کار رہنے والا کوٹھی شکر لی رکھتا تھا ایک گورہ چار کرستان ایک میم ایک مس جکسن چیف کمشنر لکھنؤ کی سگی بھتیجی ہے ان سبکو میر واجد علی داروغہ نے ایک مکان مین اوتارا پہرہ جنگی مقرر کیا پھر کورٹ ہوا میر امداد حسین کپتان میر فدا حسین کا بھائی رکھتا تھہ سنگھ امراؤ سنگھ کپتان بارلو صاحب نواب ممو خان میر واجد علی ایک جنب تھے۔ نواب شہنشاہ محل نواب خرد محل نے براہ فراست و عاقبت اندیشی فرمایا عجیب بات ہے واجد علیشاہ مع اہل و عیال کلکتہ مین قید اور صاحبان عالیشان اونھین عزت و توقیر سے رکھتی ہین تم ان اسیرون کے مارڈالنے کا ارادہ رکھتے ہو اور بذلت قید رکھا ہے بس تم خود قتل واجد علیشاہ باعث ہوتے ہو نواب نے کہا بہتر ہے بالفعل قتل نہ کرو باعزت و آرام سے رکھو سب افسرون نے بھی قبول کیا اور

حکم دیا مکان عمدہ مین لیجاؤ اور پانوؤن کی بیڑیان کٹوا دو۔

غرض داروغہ میر واجد علی نے نگینہ والی کوٹھی تجویز کی مرزا حسین علی داروغہ چاہی خانہ کو بلوایا سامان چاے پانی وغیرہ منگوایا اور سب اسباب ضروری انگریزی رکھوا دیا تلنگون نے اپنا پہرہ نہ اوٹھایا ہرچند داروغہ اس تدبیر وفکر مین رہا کہ انکا پہرہ اوٹھ جاے یا قایم رہے اسکی بلی نہوا وانھین کچھ دیکر موافق کرلیا جایگا مگر یہ تدبیر نہ بن پڑی تلنگون نے نہ مانا ۔

پھر غل ہوا کہ فوج انگریزی نے پل باندھ لیا اترا چاہتی ہے فوج جلد روانہ ہو چنانچہ پلٹن اختری نادری ڈفل گا ہٹر وغیرہ جو کانپور سے بھاگ آئی تھی اور گھاٹ بنیدار پلٹن پھر مار وغیرہ میر محمد حسین خان علی خان کے ساتھ روانہ ہوئی قریب کنار گنگ ایک لڑائی بھی ہوئی آخر ساری فوج وہان سے بھاگ کر بنی مین آکر ٹھہری تھوڑی سی عالم باغ مین چلی آئی اس خبر سے شہر مین تہلکہ پڑا منادی کی گئی کہ سب رعایا عیسائی کیجائیگی چاہیے کہ سب ملکر عالم باغ مین جمع ہون کافرون کو مارین کسواسطے کہ یہ معرکہ دینی ہے مگر شکر خدا کا کہ اہل شہر سے کوئی نہ گیا مگر افسوس مقام تحیر ہے کہ بعد تسلط سرکار ظالم ومظلوم ایک گھاٹ اترے ۔

ایک اور اشتہار دیا گیا کہ سب خاص وعام بگوش ہوش سنین کہ ان کافرون نے جب دلی کو فتح کیا وہان کسکو جیتا چھوڑا میرٹھ ۔ دلی ۔ کانپور وغیرہ مین انکے بچے ہم مارے گئے اسیطرح تمھارے بھی بال بچے مار ڈالے جائینگے پس یہ مقام غیرت ہے کہ اپنی آنکھون کے سامنے عورات بچے مارے جائین ذلیل ہون ابھی اودھ مین گورے پانسو سے زیادہ نہین اگر انھین مارلو پھر تمام عمر چین سے رہو ۱۲۴ اشتہار جابجا شہر مین لگا دی گئی اور پلٹن لوبل ڈلن پھر مع توپخانہ روانہ ہوئی ۔

جب گورے قریب نواب گنج آپہونچے شدت بارش مین اور ۲ ٹپان جنگی کی سمجھونکی ۱۲ ۔ ۱۳ ۔ ۴ ۔ رسالہ روانہ ہوا اور اوسی شدت بارش مین ممو خان جرنل حسام الدولہ یوسف خان ایک گاڑی میر سوار مع پانسو سوار اردلی فوج کی دیکھنے کو مسجد عالم باغ مین جاکر ٹھہرے ممو خان نے میر واجد علی سے کہا تم بھی چلو اونھون نے کہا مجھے تلنگون کی گالیان سننا منظور نہین اگر لڑنیکو چلتے ہو چلو مین بھی چلتا ہون اور اگر بھاگنے کو جاتے ہو مین نہین جاتا ممو خان نے کہا مین فوج کا جایزہ لینے کو جاتا ہون آخر وہی ہوا کہ تلنگے جنرل ممو خان کو ہزارون گالیان دیتے چلے جاتے تھے یہ اونسے چھپکر مسجد مین جا بیٹھے تھے ۔

اتنے مین قریب بنی کے توپ انگریزی چلی تلنگے جو ادھر سے گالیان دیتے جاتے تھے وہ بھاگے
ممو خان اونھین گالیان دیکر غیرت دلاتے تھے اوسوقت تلنگے چپکے سر جھکائے چلے جاتے تھے
سبب یہ صورت ہوئی ممو خان اور جرنل صاحب اپنے گھر آئے فوج انگریزی نے قریب بنی مقام کیا
اور اس فوج نے بھاگ کر عالم باغ مین پڑاو کیا۔

اس خبر سے شہر مین قیامت برپا ہو گئی رعایا مایوس ہو کر بھاگنے لگی تلنگے سب سے پہلے بھاگنے پر مستعد ہوئے جب نانا
نے ایلوا فقیر کو بلایا پھر کورٹ ہوا سپاہیونکا شاہ فقیر ۱۲ رسالے نجیب زمیندار وغیرہ سد راہ فوج انگریزی
ہوئے پہلے جب پہونچے لڑائی ہونے لگی طرفین سے توپ چلتی تھی صبح سے پہر دن چڑھے تک برابر کا جنگ
رہا۔ جب شاہ جی اور ۱۲ رسالے نے دھاوا کیا کئی کرانچیان ایک جا کھڑی تھین اونپر سوار جا پڑے
گرد کرانچیون کے جو لوگ تھے بھاگے سوارون نے لوٹ شروع کی۔ کرانچیان کھولنے لگے کئی
گورے آڑ مین کھڑے تھے گولیان مارنے لگے دو تین سوار گرے سب کے پانون اوکھڑ گئے
شاہ جی ایک نالہ پر کھڑے تھے اوسمین گر پڑے سوار بھاگ کر عالم باغ مین آئے گورون نے پیچھا کیا مگر
زمیندار اور تلنگون نے ردکا بولن کے تلنگے خوب لڑے تقریبا پانچسو تلنگ سوار مارے گئے مگر مورچہ قایم رہا۔

قتل اسیران عیسائی و محمود خان کوتوال وغیرہ

قبل از روانگی فوج باغی جب عالم باغ کو جانے لگی اوسی دن در دولت پر قربانی ۲۵ یا
۲۷ اسیرون کی ہوئی جنمین کئی میم اور صاحب اور محمود خان کوتوال وغیرہ تھے ان سب کو
رسی سے باندھ کر جلو خانے مین لاتے تھے ایک باڑھ ماری اوسکے بعد تیغ بے دریغ کیا
ایک شخص کہتا ہے اونمین ایک میم ولایتی عجب صاحب حیا تھی کہ جب اوسکے سامنے کا دامن
ہوا سے اوڑتا تھا جھک کر اپنی ساق پا کو ڈھانک لیتی تھی ازانجملہ اس گلہ قربانی مین ایک
سیدہ بھی اسیر دام بلا ہو کر آئی تھی اوسکی گولیان ماریں ایک نہ لگی سب اوچٹ گئیں ہر چند اوسنے
داد بیداد کی کہ مین سیدہ ہون او بیگناہ قتل نہ کرو ایک نے نہ سنا تلوارین مار کر گرا دیا درجہ شہادت پر پہونچی
بانی متمردین دربار افسوس اودھر تھی فوج مین وہان بھی سید تھے جو گولیان اتر نکرتی اور سبکو قتل کرتے

محمود خان کوتوال کو ۲۵ محرم ۱۲۷۴ھ مطابق ۴ ستمبر کنول ہار سے مع اونکے ہمراہی میر نادر حسین صاحب رونددجا کر پکڑ لائی ہاتھی پر سوار سر چوک تشہیر کرتے ور دولت پر لائی وہ بھی شریک انھین اسیرون کے تھی اور یہ ایک تیلی کے گہر جا کر چھپے تھے وہ بھائی تھی ایک ذی لطبع رردنیا سرکار مین خبر کی محمود خان کو تعصب مذہب تھا شہر کے شیعون کا دشمن جانی تھا اور اپنی حکومت مستعار مین بہت سی ذلتین دی تھین اور بے تحاشا منھ سی کوئی بات نہ کرتا تھا اپنی حکومت پر نازان تھا اور بہت سا مال دنیا شہر سے طرح لوٹا تھا مگر اس روز بد کی خبر نہ تھی انکا حال بہت چھپ چکا ہی ظالم کا انتقام اسی دنیا مین ہو جاتا ہی۔

محاربہ عالم باغ و داخلہ فوج انگریزی شہر مین و مکانات شاہی وغیرہ مین

غرض ۲ تاریخ شہر صفر روز چار شنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۸۵۷ء بعد دو ساعت زوال تھمسی سی جنرل اوٹرم صاحب جنرل ہوے لاک صاحب جنرل نیل صاحب بہادر سے یاربہ کے میدان مین فوج باغی سے مقابلہ ہوا ادھر کثرت سپاہ مجموع جنگی دنوں لازم گنہ بعض زمیندار راجہ تعلقدار وغیرہ سوار پیدل توپخانہ ناکہ چار باغ سے عالم باغ اور میدان خلک تک تقریبا دہ ہزار سب تھے طرفین سے پہلے بڑے زور شور سے توپ چلنے لگی جب جنرل اوٹرم قریب پہونچی دھاوا کیا توپ اودھر سے ادھر سے سست ہو کر چلنے لگی ۵ بجے عالم باغ تک پہونچے کہ دفعتہً ابر سیاہ نی سارے آسمان کو گھیر لیا اندھیرا ہو گیا بڑے زور شور سے مینھ برسنے لگا کہ جل تھل سب بھر گئے توپ طرفین سے چلتی رہی پس بہانے تلنگے اور سوار دوتکے پانون اوٹھے سب بھاگے اور نواب اور ممو خان اور جتنے افسر تھے سب میدان سی ہٹکر ناکہ چار باغ لیا اور ان ہو کر راجہ مان سنگھ بہادر کو بلوایا وہ جمعیت دیا ۹ ہزار سے آکے مقابلہ کیا نوبت تلوار پہونچی گورے بھی مارے گئے ادھر بھی قریب دو ہزار کے جان سے گئے جب قریب غروب آفتاب ہوا اور ظلمت ابر سے ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور مینھ بھی نہ تھا فوج انگریزی مین ہوگل قیام فوج ہوا میدان وسیع مقابل عالم باغ کنوسی چلا پیور کربلا الماس علیخان تک احاطہ فوج کیا اور پلٹنیان ہر طرف کٹ کھڑے ہو گئے خیمے برپا ہوے رات بھر شبخون سے محفوظ رہے۔

شام تک ہزارون نجیب سوار جنگی نوملازم جنگ نادیدہ کربلای میر خدا بخش سے کنارہ نہر ہوکر
سیدھے اپنے گھر کو چلے کسواسطے تاکہ چار باغ پر توپ لگی تھی اور حکم قطعی تھا جو ادھر سے بھاگ
آئے اوڑادو جناب عالیہ نے راجہ مان سنگھ بہادر کو اس جانفشانی و جان نثاری پر خطاب
فرزندی دیا خلعت دوشالہ رومال اور ملبوس خاص اپنا دوپٹہ عنایت کیا اونکی بہادری کی
بہت تعریف کی اور فرمایا بعد فتح بہت روپیہ جاگیر دیکر خوش کرونگی اونھون نے عرض کی کہ مین قدیم
نمک خوار اس سرکار کا ہون مین بھی چاہتا ہون کہ روبرو حضور تصدق ہوجاؤن اور
حق نمک سے ادا ہون اوسی دن شام کو گورون نے دھاوا کرکے عالم باغ لیلیا آنکو فوج
بھی وہان رہی یہان کی فوج جتنی وہان تھی سب بھاگ کر باہر نکل آئی اور یہ وہی عالم باغ
ہے جسے فوج پھر نہ لے سکی بہت دنون تک ہاتھ پاؤن مارے ۔

۵ - صفر جمعہ ۱۰ بجے جب حاضر کھاکے فوج تیار ہوئی دو ٹیرن ایک لیت چار باغ ساکھو
کے جنگل کیطرف گیا جسکے ساتھ جنرل اوٹرم صاحب تھے دوسرا سیدھا تاکہ چار باغ کو کئی سو
جوشی بے خبر ویسکے یہان جنرل حسام الدولہ صراط مستقیم چار باغ پر مع رفقائے خاص و افسران
جنگی سوار و پیدل لیے بیٹھے تھے اور سپاہی کئی دن کے فاقے سے مورچے باندھے ہو
ئے تھے جتنے پونڈون کے کھیت دونون طرف نہر کے تھے سب صاف کرڈالے تھے ہر سپاہی کا
پیٹ پھول مشک ہوگیا تھا جب کھیت والون نے بہت سی داد بیداد کی جرنل بہادر نے بڑی ہمت
پاکر تین سو روپے اونھین عنایت فرمائے غرض یہ سب اجماع کثیر اوس ناکہ کو ناکہ سوزن
سمجھکر بیٹھے تھے او سجانتے تھے کہ ہم ہزارون سے اور اس تنگ کوچے سے کیونکر بسلامت گورے بچکر نکل جائینگے
بیطرح امین آباد تک دونو طرف کے کوٹھے مکان پر سرراہ سپاہ اور افسران نامرد سے بھرے ہوئے تھے
رفقائے امن سمجھکر بیٹھ رہے تھی کہ جب فوج ادھر سے آئیگی دونون طرف سے مار پڑیگی اور دو بڑی
توپین ناکہ پر پل کیطرف لگائی تھین ایک پر میر نجف علی داروغہ توپخانہ دوسری پر مرزا امام علی بیگ
داروغہ توپخانہ اپنے اسلحہ حرب سے مستعد کھڑے تھے کہ دفعۃً سامنے سے تین گورون کا نمود ہوا
دھڑسے دونون توپین چلین گورے موافق اپنے قواعد کے رنجک کے ساتھ زمین پر لیٹ گئے
گولے اوپر سے گذر گئے اور بعد فیر کے گورے مثل عقاب جھپٹے پھر تو پھر دوسرے حملے مین مثل باد صرصر

توپون پر آپہونچے گولا انداز سب بھاگ گئے مگر یہ دونون افسر اپنی تہوری سے نہ ہٹے داد مردانگی
دیکر مارے گئے گورون نے توپونکو کھینچکر نہر مین گرادیا - جنرل بہادر نے جب یہ حال دیکھا نامحان بر
سوار ہوکے سید دولتسرا کو تشریف لے گئے افسرون نے بھی اپنی راہ لی باقی سب فوج ہر طرف منتشر ہوگئی
گورے میلے عدم بلدیت راہ سے عیش باغ کی سڑک پہ چلے غلام حسین کی مسجد پر
نبی بخش خان سگے بھائی ہادی حسنخان زمیندار بھٹوامئو اپنے جان نثار ہمرہیون
سے وہان تھے مقابلہ ہوا خوب تلوار چلی طرفین سے خون ناحق خدا کے گھر مین بہا آخر وہین
لڑ بھڑ کر سب مارے گئے ایک نام کر دیا تجمل حسین خان اونکے بھائی زخمی ہوکر بچے اس
معرکے مین پانسو اودھ کے مارے گئے اور سوا اودھ کے بس شہر مین تلاطم ہوگیا بازار
مین دوکانین بند ہوگئین رعایا نے اپنے گھر کے دروازے بند کرلیے پھر گورے گھبرا کر عیش باغ
سے سڑک آئین آباد پر آئے تیلیون کو مارا تلنگون نے دونون طرف سے گولیان مارین
مگر وہ چلکے ٹوپی باندھے چلے جاتے تھے اتفاقاً اودھر سے ممو خان گھوڑے پر سوار ننگی
تلوار ہاتھ مین کھینچے کئی سوار کمک کو آتے تھے ہرچند فوج گورونکا سامنے توپ بھی لگائی بہت سا
دھمکایا گالیان بھی دین ایک نہ سنا سب کے پانون اوکھڑ گئے گورون نے جب پھر سوارون کی
دیکھی گھبرا کر توپخانے کیطرف چلے ممو خان نے اونکا پیچھا کیا اکثر گورے ہاتھیون پر تھے گولیان مارتے
جاتے تھے جب گورے برف خانے کے پل کے قریب دوڑے حسین گنج پر پہونچے جنرل اوٹرم
صاحب دوسری برن سی برہبری پورن داروغہ ساکھو کے جنگل سی چلے آتے تھے وہان دونون برن
نے ملکر قندہاری بازار کی راہ لی برف خانیکو آگ لگادی راہ مین جو سامنے آیا شکار کیا رعایا نے
پھکڑ ڈھیلے پھر مارے گورون نے مسجد واجد حسین کپتان مین پہونچکر کھانا کھایا تھوڑے سے توپخانہ سلطانی
مین گئے جتنے شیر جانور وغیرہ تھے سب کو مار ڈالا نبی بخش داروغہ کو گولی ماری ایک مادہ شیر نے گورے کو
زخمی کیا بھاگی چلی گئی فوج باغی کے سوارون نے اپنے گھوڑے چھوڑ دیے میگزین خزانہ سب ڈہین
رہگیا گورون نے آگ لگائی پھر چوپڑ کے اصطبل مین آئے جتنی چھاؤنی تھی سبکو جلا دیا بہت سے سوار
تلنگے گھبرا کر دریا مین ڈوبے ایک کشتی عبو بیرا اس کثرت سے چڑھے کہ اپنے ساتھ سبکو لے ڈوبی
راجہ مانسنگھ بہادر نے ہرکاری سے شنکر ساکھو کے جنگل کی راہ لی تھی اس خیال سے کہ اکیلے لڑ نہین

بڑا نام و نمود ہوتی ہی جب راہ مین مقابلہ ہوا خوب لڑے پچاس گورے حضرت گنج کے پورب کے
پھاٹک سے آئے نواب ملکہ عہد کے خاص بردارون نے داراب علیخان نواب ناظر کے حکم
سے دونون طرف کوٹھون پر چڑھکر خوب مینھ گولیون کا برسایا پچھم کا پھاٹک بہت استحکام سے
بند کر دیا تھا گورے وہان سے اولٹے پھرے خوب مار پڑی پھر حضرت مکان کے امام بارے
مین آئے سمجھے کہ بڑا پھاٹک یہی در شاہی ہے ایک توپ بھی پھاٹک پر تھی لوله انداز بھاگ گئے
تھے مفتاح الدولہ نے اپنے اردلیون کو حکم کیا توپ پر کیل لگا دو پہیّے کو گھسیٹ لاؤ جب گورے
مقبرے مین آئے ایک شخص نے کہا کہ یہ قبرستان ہے مردے گڑے ہین قصر سلطانی آگے ہے
گورے وہان سے باہر نکلے کچھ اس توپ کا خیال نہ کیا اوٹرم صاحب نے فرمایا کہ ہم آج ہی کاٹھ
مین جا کر کھانا کھائینگے۔ کئی ساعت تک موتی محل مین ٹھہرے پھر دھاوا کیا کچھ گوری چتر منزل
مین آئی ایک پلٹن نجیب وہان بھی تھی بھاگی کچھ سپاہی دریا مین ڈوبے کچھ ہر جگہ چھپ رہے یہان بھی
قریب دو سو کے مارے گئے

بارگاہ سلطانی سے گولے پڑ رہے تھے جنگی سب بھاگ گئے مگر بشیر الدولہ کے دروازے پر ایک
گھاڑی کا لڑکا خدا بخش نام اور ایک سپاہی تو ملازم توپ کو کھینچکر اور ایک خلاصی نے ملکر توپ
مارنی شروع کی جب چینی بازار سے آتے تھے اوسی طرف مارتے تھے جو چوپڑ کے اصطبل سے آتا تھا
وسے نشانہ کرتے تھے یہان تک گراب مارے کہ گورونکو آنے نہ دیا پھر گورون نے پشت سے آکر توپ کو
پھیلیا دردولت پر دو توپین تھین اونکے پیاون مین کیلین ٹھونک دین اور وہ لڑکا بھاگ کر بچگیا یا نسو
نجیبون نے بڑی جرأت سے مقابلہ کیا وہ بھی مارے گئے ایک صاحب قریب دردولت مارا گیا غرض
ہر طرف ہر مکان شاہی مین ہنگامہ کارزار گرم تھا سب گورے رمنہ شاہی سے مکانات
شاہی مین پھیل گئے یہ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۸۵۷ء تھی کہ جنرل اوٹرم اور جنرل ہونلاک صاحب
بہادر داخل بیلی گارد ہوئے محصورین کو رات کو گو نیدے سے آمد داخلہ معلوم ہو چکی تھی اوس وقت
سب کا مارے خوشی کا عجب حال تھا کوئی شکر خدا بجالاتا کوئی آپس مین مصافحہ گورے جا بجا
ناچتے تھے باجے بجاتے تھے۔

مفتاح الدولہ کہتے ہین کہ مین بروقت داخلہ فوج انگریزی مقبرۂ جنت آرامگاہ کے کوٹھے پر

چھپکر تماشاے قدرت خدا کر رہا تھا تقریباً تین سو گورے دو توپین آگے تین افسر گھوڑون پر دو کالی کرتی ایک سرخ کرتی پہنے سب سے آگے سکسن باندھے دونون طرف بگاری شاگرد پیشہ وغیرہ رسن بستہ ایک دوسرے سے ملے ہوے قدم بقدم کس اطمینان سے چلے آتے ہین پیچھے کرانچیان میگزین ڈولیان مجروحین کے واسطے تھین اور جلوخانے کے کوٹھے سے دونون طرف سے مینھ گولیونکا برس رہا تھا مگر گورے صاحب سر جھکائے بندوق ہاتھ مین لیے چلے جاتے تھے جب مقابل دردولت پر پہونچے ۲ گولے مارے دیوار جلوخانہ پھٹ گئی اوسوقت سبکو یقین داخلہ قیصر باغ ہوگیا ارکان دولت جناب عالیہ کو سمجھاکر محلسرا سے جو لکھی ہین لیگئے کہ مقام امن ہے خلاصہ احوال روز جمعہ تا زوال روز سہ شنبہ جو گذرا قابل بیان نہین اگر جنرل اوٹرم جس طرح بیلی گارد کو جاتے تھے بعد ان تین گولون کے قیصر باغ مین چلے آتے اوسی دن میدان خالی اور فتح کر چکے تھے مگر معلوم نہین کیا وجہ تھی اور کس جہت سے یہ خیال نہ گذرا خلاصہ قیصر باغ مین سوا ۲۰۔ آدمی اور سپاہی کے دوسرا نتھا صاحب محل سر و پا برہنہ باہر نکل پڑے ہرچند جناب عالیہ نے منع کیا کسیکے نماتا اور نہ سنا پردہ کہان رہا تھا پھر جناب عالیہ نے صاحب علی خزانچی سے فرمایا کہ پر جسیقدر ہو سوار کرکے ہوے کپڑے پہنا کر اپنے گانون اودھ مین لیجاؤ نواب نے منع کیا کہ ابھی مناسب نہین ہے سب بیدل ہوجائینگے جناب عالیہ سر کھولے دعا مانگ رہی تھین کہ خداوندا ہم بیگناہ ہین تو خوب جانتا ہے تو ہی ہمین اس آفت سے بچائیگا صاحبات محل کوئی اپنے داروغہ سے سواری منگا رہی تھی کہ ہم بھاگ کر کہین چلے جائین اوسنے کہا سواری کا کسے ہوش ہے اور کہار کہان ہین کوئی کہتا تھا سر و پا برہنہ شہر کے باہر نکل چلو کوئی غش مین پڑی تھی کوئی سکتے سے حیران تھی اہنین سے بعض پہلے ہی نکلکر پانچ کوس گانو مین رہی تھین غرض ہر طرف سے آہ و فریاد و بکا کی دھوم مچی تھی ممو خان کو گالیان کوسنے دیتی تھین کہ خدا اسے غارت کرے اسنے ہم سبکو تباہ اور غارت کروایا کوئی دل کھول کر جناب عالیہ کو طعن و تشنیع کر رہی تھی کوئی آپس مین گلے ملکر رو رہی تھی جناب عالیہ نے مضطر ہوکر محبوب خواجہ سرا کو حکم دیا کہ سب بیگمات بھاگی جاتی ہین انکو تلاش کرو اور باقی جو رہگئی ہون ڈھر گز باہر نجانے پاوین جب ہم بھاگینگے ہمارے ساتھ

چلیں اور اس امر میں سب حیران تھے کہ اسدن گورے قیصر باغ میں نہ آئیں جہان میدان سب طرح سے خالی ہوا اور دوسرےدن چلے آویں جہان ہزاروں ہوں چنانچہ اوس دن خان علی خان وغیرہ سے تلوار چلی ہے چنانچہ مقتاح الدولہ کہتے ہیں جب ہم نے دیکھا کہ قیصر باغ بالکل خالی ہے اوسوقت ملا پور کے راؤ کو بلوا بھیجا اوسکی سپاہ کے جا بجا پہرے کر دیے۔

دوسری سمت کو تین توپیں جو چینی بازار کے پھاٹک پر تھیں گولہ انداز سب بھاگ گئے تھے مگر ایک لڑکا جوان سید زادہ فقط اپنی ہتوڑی سے توپ کے تخت کے نیچے چھپکر رہگیا تھا اور توپ میں چھرہ دیا ہوا تھا جب گورے سامنے آگئے نواب بھی کمال دلیری سے مع اپنے جان نثاران خاص کوٹھے سے اوترکر اون توپوں پر آکر کھڑے ہوئے تھے اوس لڑکے نے تینوں کو داغا برابر سے چلیں دفعتہً چھرے سے کئی گورے گر پڑے سکس ٹوٹا اور لٹے موتی محل کو پھر گئے اوسوقت ایک ہلکی سی گولی نواب کی بازو پر لگی نواب نے دو شالہ رومال اوس سید کو دیا اور آپ ہنس ہنس رہے ہو دولتسرا پہونچے ہر گاہ باشد کہ کو دکے نادان میں حساب کیا جاتا ہے

جنرل اوٹرم صاحب نے گوبندے سے فرمایا کہ ہمیں نیا رستہ بیلی گارد کا بتا دو وہ نا واقف تھا پھر دروازے سے ہوکر لیچلا اور زخمیوں کو منشی امدیال کے مکان میں چھوڑا جنرل آگے آگے گھوڑے سوار پیچھے گورے سکس باندھی چینی بازار سے منگل سین کی کوٹھی کے نیچے ہوکر چلے عجب کام دلیرانہ مردانہ کیا کہ باوجود راہ تنگ دونوں طرف سے گولی برس رہی تھی کسی جگہ نہ رکے سیدھے بخط مستقیم لے گئے۔ فی الحقیقت بہادری و جوانمردی میر میدانوں کی یہی ہوتی ہے۔ جب قریب مکان عظیم اللہ خان پہنچے کپتان بارلو کی پلٹن کا مقابلہ ہوا اوسکا وہاں مورچہ تھا خوب لڑائی ہوئی دوسو تلنگے اور تین گورے مارے گئے جب جنرل بہادر بیلی گارد کے پھاٹک پر پہونچا تو آواز بلند پکارے خبردار بان نہ مارنا ہم اوٹرم ہے آپہونچا یہ سنکر گوروں نے جھٹ پٹ کس سرعت سے مٹی ہٹا کر ایک کھڑکی کھولا جنرل بہادر داخل بیلی گارد کس شان و شوکت سے ہوا اوسوقت محصورین کی خوشی بیان ہو تازہ جان سب میں آئی باجے بجنے لگے شادیانوں کے سبھوں نے باتفاق لکھایا اور حیرت یہ ہے کہ کسی صاحب کے گولی نہ لگی چنانچہ محصورین کہتے تھے کہ جسدن جنرل نیل صاحب مارے گئے عجب طرح کا سناٹا تھا گویا سارا احاطہ ماتم سرا ہو گیا تھا اور سبکو یاس

اور افسردگی ہوگئی تھی اوسکے عوض روز داخلہ جنرل بہادر گویا صبح نوروز اور روز عید ہر سب کے لوگون مین طاقت اور ایک ولولہ پیدا ہوگیا تھا۔

اوسیدن مورچہ جو ظفر الدولہ کے مکان کیطرف اور کوٹھی کارنیگی صاحب مین تھا بیلی گارد سے ڈھاؤ ہوا اوٹھ گیا چتر منزل مین عمل ہوگیا صبح کو جونرن اوٹرم صاحب کے ساتھ سے موتی محل مین ہوگیا تھا اوس سے گولی چلنے لگی۔ ۹ بجے نواب شرف الدولہ در دولت پر ایک جانب اوتر کر کھڑے ہوے توپ منگوائی اودھر گورون نے توپ لگائی طرفین سے گولے چلنے لگے ایک بم کا گولہ توپ پر گرا گولانداز زخمی ہوے باقی بھاگ گئے نواب از راہ بہادری آگے بڑھے گورے دوپہر کے ہونے سے ٹھہر گئے نواب کے زخمی ہونے سے فوج کو بہت ہراس ہوا قیصر باغ کے لوگ مارے دہشت کے بن مارے مرگئے دن بھر یہ لڑائی رہی اودھر مرزا وی کوٹھی سے گورے مارتے تھے دروازہ کی توپ سے ایک ہوٹ انگریزی ٹوٹ گیا قریب اصطبل شاہی میدان مین رہگیا ایک توپ قریب قریب موتی محل کے ٹوٹ گئی ہوٹ کو تلنگے صوبہ سنگہ کے اوٹھالائے نجیب دوسری توپ کے لانے کی فکر مین تھے جب جھپٹ کر قریب توپ کے جاتے تھے گورے گولی مارتے تھے کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تھی عجب تماشا ہورہا تھا اسیطرح رات بھی گذری جسدن جنرل اوٹرم صاحب دولاکھ فوج جنگی لٹا بنت تعلقدار راجہ کے بیچ مین سے داخل بیلی گارد ہوے تقریبًا دس ہزار بدمعاش دریا مین ڈوبکر مرگیا بیس ہزار سوار و پیدل رعایا شہر سے بھاگ کر دس کوس جاکر دم لیا اور سب کو یہی خوف تھا کہ فوج انگریزی ہمارا پیچھا کرتی چلی آتی ہے۔

فوج انگریزی مجموع مکانات شاہی مین مثل سیل پھیل گئی مثل مرزا والی کوٹھی موتی محل نصرت باغ چتر منزل فرح بخش بارہ امام امام باڑہ نواب قدسیہ محل کمرہ سرراہ جناب عالیہ کوٹھی منگل سین۔ امام بارہ مظفر الدولہ حسن علیخان کوٹھی عظیم اللہ خان اصطبل سنجہ آہنی اور مکانات جو ملے ہوے تھے جب گورے جینی بازار سے پھرے ایک سپاہی نجیب نوملازم نے جرأت کرکے ایک صاحب کو برابر سے تلوار لگائی گھوڑے گر پڑا سر اوسکا کاٹ کر علی محمد خان کے پاس ہدیۃً لایا دو ۲ اشرفی انعام دیا کمیدان صاحب نے اپنا حق سمجھکر لیلیا جب رد بکاری ہوئی سپاہی نے داد بیداد کی انصاف یہ ہوا کہ کمیدان کی تنخواہ سے کاٹ کر اسے دیدیا۔

گرفتاری صاحبزادہ ہاے جنرل مرزا اسکندر حشمت

گورے جب جنرل مرزا اسکندر حشمت کی دیوڑھی پر آئے سپاہیون نے پہلے پھاٹک بند کر لیا تھا جب جلو خانے مین آئے طرفین سے گولی چلنے لگی صاحب میر دار وغہ خواجہ سرا حبشی محمد مرتضیٰ خان حکمت الدولہ کا بیٹا میر صفدر علی میر نواب مخدوم بخش جمعدار وغیرہ یہ سپاہ مع رفیق جنرل صاحب مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوئے مگر تین آدمی دریا کے کنارہ کی کوٹھری مین چھپ رہے تھے جان سے بچے تین دن تک بے آب و طعام رہے جب باہر نکلے دریا مین کود پڑے گولیان ہر طرف سے پڑنے لگین یہ تیر کر اوس پار ہو ئے ایک گولی بھی نہ لگی سپاہیون کے مرنے پر دھر سے گئے در دولت پر آئے بعد تحقیقات چھوٹ گئے باقی سپاہ بچا کر دریا مین گرے گورے داخل محلسرا ہوئے دونون شاہزادے اور صاحبزادی اور سیدہ حبشن لاڈو خانم داروغہ محل اور خواص یہ سب ہم تینگ کیوجان سے نوابا جنرل اوٹرم صاحب کے سامنے لیگئے انھون نے شاہزادونکی بہت تشفی و دلجوئی فرما کر گوبر صاحب کے سپرد کیا انھون نے کار نیگی صاحب کے حوالے کیا انھون نے پیجر گنبس صاحب کے خانسامان کے گھر مین بغیر پہرہ رکھا اب سرکار عالی کی ہمت مردانہ اور رحم رعایا پروری کو دیکھا چاہیے اور حفظ خاندان رئیس عدل و انصاف کو بخلاف سلوک فوج باغی اور اہلکاران جدید سرکار یہ جلیسی ۔

غرض یاقوب علیخان نواب ناظر روتے ہوے جناب عالیہ کے پاس آئے عرض حال کیا جناب عالیہ نے میر واجد علی سے ارشاد کیا کہ راجہ مانسنگہ سے جا کر کہو اسکی کچھ تدبیر کرین داروغہ نے کہا کہ ابھی راجہ نے شیر دروازہ پر سے دھاوا کیا تھا اونکے سو آدمی مارے گئے بڑی جرات و بہادری کر چکے ہین اب بہت خستہ و پریشان ہو رہے ہین اسوقت کیونکر جا لینگے اور کیا کر سکتے ہین فرمایا تم حکم پہونچا دو جب راجہ سے کہا جواب دیا مجھسے کیا ہو سکتا ہے نہین معلوم دشمن قید کیا یا مار ڈالا اب کس کی مجال ہے جو وہان سے لاوے ۔

جب عورات کے سمجھانے سے شہزادون نے کھانا نہ کھایا آخر لاڈو خانم اور دو مہری باجازت با کھانا لینے کو نکلین مع رجون سے بچکر جناب عالیہ کے پاس آئین مفصل سرگذشت بیان کی کسی نے سنا

لاڈو خانم سیاہی اپنے گھر جا کر بیٹھ رہی ایک مہری کمر ہمت مردانہ باندھکر کھانا لیگئی دوسری خوف سے
نہ گئی حسینہ حبشن کو حکم ہوا تم بھی اپنے گھر جاؤ جواب دیا مین نے ان شاہزادون کو پالا ہے انکے پاس رہونگی
یہ تصور جنرل بہادر کے خاص محل کا تھا اگر وہ اپنے پاس شاہزادون کو رکھتین کاہیکو یہ آفت
آتی مگر سگی مان نہ تھین آپ سوار ہو کر چلی گئین اپنے ساتھ انکو کیون نہ لیگئین ۔

جب دوسری رات ہوتی محل مین ہوئی جنرل اوٹرم نے حکم دیا تھوڑے آدمی ہین مع رسد و
میگزین و اسباب سب بیلی گارد مین چلے جائین حسب الحکم جتنے گورے تھے بیلی گارد مین چلے گئے
سپاہ بہادر نے جب یہ حال دیکھا اور سنا کہ فضل الہی سے رات بخوبی کٹ گئی اور ابھی تک سب
قیصر باغ مین بیچے ہوئے ہین باوجود اس اقل قلیل سپاہ خاص بردار اور کچھ لوگ راجہ مان سنگھ
اور راجہ گور بخش سنگھ کے بھرتل نڈی کے آگے رہے اور جہالت سے اور جہالت سے عذرات بارد
پیش کیے جنابعالیہ اور ارکان دولت نے مصلحتاً طرح دی اس خیال سے کہ موجب شکستہ دلی کا ہوگا
اس معرکہ مین ۱۱ افسر ادھر کے مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوے باقی مجروحین اور مقتولین
کا حساب نہین اور بعض امرا سے کے معزول خانہ نشین بھی بعد دریافت خیر و عافیت وقت صبح اپنے اپنے گھر چلے
گئے حاضر حضور جنابعالیہ ہوے اور سپاہ بہادر پھر بدستور اپنے مورچون پر قائم ہوئی اور مقابلہ عالم باغ
کا کبھی خیال نہ کیا کہ وہی ناکہ کانپور رہی بلکہ اکثر یہ کہتے ہین کہ وہ میدان مین ہے اوسے کدھر سے کھڑے
سے لینگے البتہ بیلی گارد کا مشکل ہے کہ وہ شہر مین ہے مگر تعجب اس امر کا ہے کہ سب مورچون سے بھاگ
گئی تھی قیصر باغ مین سوا ۶۰ آدمی کے دوسرا نہ تھا ۔ صاحبان عالیشان نے کیون ایسے وقت مین
غفلت کی کچھ مفصل معلوم نہین یا جنابعالیہ کو توفیق ہوئی اوسوقت خود بیلی گارد مین چلی جاتین
یا خود اوٹرم صاحب کو بلوا بھیجتین کیا خوب بات ہوتی مگر بشرطیکہ ممو خان انپر تسلط نہوتا تو کیا
عجب ہے کوئی صورت نکلتی ۔

۶ ۔ تاریخ ماہ صفر سنہ الیہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۵۷ء شاہ جی کو خبر ہوئی کہ گورے بیلی گارد مین چلے گئے
خود دیکھو تنہا اٹھا نام تم سب یہان شہر مین اکیلا دھاوا کرونگا اپنی کرامات آج دکھا کر انکو بھگا دونگا
یہ کہکر موتی محل مین گیا مکان خالی ملا ایک گورہ زندہ نہ تھا مگر ایک مردہ گورے کا ملا اوسکا سر کاٹ لیا
جب فوج نے سنا کہ شاہ صاحب نے اکیلے دھاوا کیا پیچھے سے پہونچی شاہ جی کے ہاتھ مین وہ سر تھا

لاف زنی بڑھ بڑھ کے کرنے لگا کہ دیکھو جب اپنا ارادہ ہوگا اسیطرح بیلی گارد کو بھی خالی کرا دونگا فوج مین چرچا
شاہ جی کی کرامات کا ہونے لگا اعتقاد ضعفا سست ایمان کا دو چند ہوگیا تلنگے مثل مہادیو ڈنڈوت کرنے
لگے سوار اپنا خلیفہ ایمانی جاننے لگے باہم یہ چرچا ہوتا تھا کہ اگر شاہ جی نہوتا گوروں نے شہر لیلیا تھا اب کچھ نہو سکیگا
بس تین سو گوری باقی تھی اور یہی دلی کا بنو نخچیور وغیرہ مین پہلے پھرتے تھے وہ بھی چتر منزل مین بند ہیں شاہ جی
اقرار کیا ہے کہ کل کے دہاوے مین سب گوروں کو مارلونگا بس گور رہی اور انگریز اسی رات کے مہمان ہین کل سب مارے جاینگے
دوسرا بولا شاہ جی مین کوئی اوتار پیدا ہوا ہے اسپر کوئی گولہ گولی اثر نہین کرتی ہے غرض اسیطرح کی تعریف مین
وہ دن گذرا اونکا دماغ عرش پر پہونچا لاف زنی زیادہ یہ بھی جاہل مذاہب ڈنڈوت سجدے پر جھکے
کپتان رسالدار نے روحی قدم پہ سر رکھا شاہ جی نے اپنی دلولہ جوش و خروش مین یہ شعر پڑھا ؎

چون شود در عہد ایشان جور و بدعت را رواج — شاہ غربی بہر قتلش خوش عنان پیدا شود
درمیان این و آن گردد بسے جنگ عظیم — قوم عیسی را شکست بیگمان پیدا شود

یعنی وہ شاہ غربی مین ہون انکے قتل کو پیدا ہوا ہون میرا کوئی ہمسر نہین ہے جسقدر کیا اصل ہے شاہ
ولی میرے رتبہ سے کم ہے مجھکو حکم اسمہی میری باتھ یہ فرقہ نصاری تباہ مین انکی بیخ و بنیاد و مٹادونگا مین
ظل اللہ خلیفۃ اللہ فی ارض السنہ ہون کہ لندن مین جاکر لڑونگا شاہ دہلی نے نمانا اوسکی سلطنت بھی
گوروں کے حوالے کردی اب پھر اپنی عرضی میر حضور بھیجی ہے پھر کچھ قسمت اوسکی اچھی ہے پھر جو بدر انکو
حکم دیا ممو خان کے پاس جاؤ ابلاغ حکم پہونچاؤ کہ اب آنکھین کھول کر ہوش مین آؤ اسقدر بیہوش نہو جاؤ
آج تمھاری فوج اور زمینداروں سے کچھ نہوسکا مین نے چار آدمیون سے موتی محل
چھین لیا اگر تم چاہتے ہو سر گوروں کے لوٹ سے بچے اور بیلی گارد ہاتھ آجاوے
ہم تو بین اسپی بلنچ ہزار روپیہ نقد دعوت فقرا بھیجدو ـ یہ جیس قدر میری اطاعت
کرے ـ آج رات کو بیگم میری بیعت کرے اور درصورت عذر کل گوروں کو قیصر باغ مین
بلالونگا اور اس لونڈے کو ریاست سے اوٹھادونگا چوبدار نے ممو خان سے جاکر
کہا سنا وشدہ یہ خبر جناب عالیہ تک پہونچی اونھون نے مفتاح الدولہ ـ شرف الدولہ
ممو خان ـ میر واجد علی کو بلایا سب نے کہا شاہ جی کوئی امام نہین یہ سب باتین
کفر و الحاد کی ہین اپنا رعب جمانے فقط دھمکا کر بٹھاتا ہے کسیلئے کما خیر فقیر ہے جبر سے بدہ

درولیش را میر واجد علی نے کہا ایسی باتون سے یہ اور سر چڑھیگا بکتا ہے کہنے دو پھر مہارا
جان سنگھ اور ہر پلٹن کے کپتان سے مشورہ کیا بعض نے کہا جو وہ کہے کرو ولی سے بعض نے
کہا اوسکی اصل کیا ہے اوسے جھوٹ بنایا ہے رام نے چاہا تو کل ہم دھاوا کرینگے چھتر منزل کی
بیلی گارد کو خالی کروا لینگے ایسی باتون سے نہ ڈرو غرض ایلا تیع حکم دھاوے کا جاری ہوا کہ ایک
طرف گوہار دوسری جانب سوار تیسری جانب تلنگے چوتھی طرف شہدے ہون چنانچہ اوسوقت حکمنامہ
اس مضمون کے جاری ہوے کہ صبح کو تیار رہی دھاوے کی ہوا افسر اپنے بستر پر چلے گئے

دو گھڑی رات رہی افسر مع اپنے ہمراہی مورچون پر گئے چارون طرف سے یورش دھاوے کا
عمل کردیا کہ چھتر منزل بیلی گارد کو گھیر لیا ہے مگر جب ادھر سے مار پڑنے لگی منہ پھر گیا کچھ گورے
جناب عالیہ کے گھر کے ہمراہ سے خاص بازار کی جانب گولیان مارتے تھے اور سفر مینا کے سپاہیون
نے رات بھر کے عرصہ مین اوسکے نیچے سرنگ تیار کی تھی بارود اوسمین رکھ چکے تھے دفعۃً سرنگ کو
آگ دی مع گھر کے گورے اڑ گئے ایک دھنی کہرے کی سید میر کمیدان کے لگی مر گئے افسرون مین
اپنا نام کر گئے محمد سعید خان ملازم برجیس قدر مارے گئے اور بہت سے آدمی کام آئے گورے بھاگ گئے
تلنگون نے پیچھا کیا دو گورون نے بندوقین ماری نامردی سپاہیون نے کی کہ اپنا حال ظاہر کیا مورچے
چھوڑ کر بھاگ گئے گورون نے اوسی راہ سرنگ بھرا اپنا مورچہ قائم کیا۔

جب لال بارہ دری کی طرف تلنگون نے دھاوا کیا لال جی محمد امین کمیدان خواجہ سرا نے افسرون
مین بڑا کام کیا کہ راہ کی مصیبت جھیل کر بارہ دری پیلی سے پہلے گورے بھاگے پھر دھاوا کیا لال جی
السا بہادر مارا گیا اوسکی نعش اوٹھانے پائے ہمراہی بھاگ گئے اونکے عزیز نے نعش اوٹھانیکا
ارادہ کیا وہ بھی کام آیا کمیدان کی جورو پانسو روپے نعش دفنانے پر دیتی رہی ایک کی جرأت
نہ پڑی گورون نے پہلے بارہ دری لیلی نجیب بھاگے دھاوا پیش نہ گیا کچھ سپاہی تہ خانے کی آڑ
پکڑ کر رہ گئے تھے بہت سے مارے گئے اوسدن بھی بڑا کھیت ہوا گورے لڑ پڑے ۵۰ تلنگے نجیب پانسو
مارے گئے افسر جلیل القدر بھی کام آئے دھاوا پھر آیا۔

الغرض اسی صورت سے ہر روز گویا گھر مین لڑائی ہوا کرتی تھی تیسرے دن بہت سے لوگ فوج انگریزی
سے بھاگ آئے تلنگے اور بعضون کو تنبیہ کہکر تلنگے اونکو پکڑ لائے جب انسی پوچھا کہنے لگے عالم باغ مین اب

رصد نہین رہی اسواسطے ہم بھاگ کر نکل آئے ایک ادمین گوئیندہ بھی پکڑا گیا ایک چٹھی انگریزی
جوف پر کے قلم مین لاکھ سے تیار اوسکے پاس تھی عالم باغ لیے جاتا تھا ایک شخص نے اوسے پڑھا
مضمون یہ تھا کہ ہمنے پہلے راستہ سامنے بیلی گارد کے پل پر ہوکر آنیکا لیا مگر بدمعاشون کا بہت
مجمع تھا دونون طرف سے مارتے تھے اوسوقت ہمنے دہنی طرف کی راہ گوئیندے کے ساتھ
لی حضرت گنج سے داخل موتی محل ہوے وہانسے جب بیلی گارد کو چلے راہ مین بڑی لڑائی ہوئی ایک بڑا
جنرل کئی صاحب بہت سے گورے مارے گئے سب مجموع پانسو کام آئے جنرل اوٹرم زخمی ہوے
اونکے بازو مین گولی لگی ہڈی بچی وہ چٹھی ممو خان نے میر واجد علی کو دی اور چوبدار کو حکم دیا کہ
اس گوئیندے کی ناک کٹوا کالا منہ کرکے گدھے پر سوار کر تشہیر کرو چوبدار نے قاسم خان کو ابلاغ
حکم کیا وہ افسر کوتوالی تھا عمل مین لایا ولایت حسین منشی جنرل اوٹرم کا عالم باغ سے رسد
لینے کو نکلا تھا پاسی پکڑ لائے انکی بھی ایک پلٹن بھرتی ہوچکی تھی ممو خان نے اوسنے احوال پوچھا
کہا ۳ ہزار گورے جنرل اوٹرم الہ آباد سے لائے ہین بھی واسطے بیٹھکے چلا آیا ممو خان نے
کہا یہ اصل گوئیندہ ہے کل پانسو گورہ تھا یہ فقط ہمارے ڈرانے کو زیادہ کہتا ہے اسکا کالا منہ کرکے
گدھے پر سوار تشہیر کرو میر واجد علی داروغہ نے کہا انکا اظہار مین لیلون پھر آپ کو اختیار رہے
ارو غہ اونکی شکل شرافت پہچانکر بڑی اوسنے کہا اتنے گورے نہ بتاؤ ورنہ حیرانی مین پڑوگے اونھون
نے کہا مجھے کیا معلوم تھا مین پانسو بھی کم بتاتا مگر سچ یہ ہے کہ فوج انگریزی پیچھے سے اور آتی ہے
درمیان مشہور یہ ہوا ہے کہ جنرل اوٹرم مارے گئے غلط ہے وہ مع فوج داخل بیلی گارد ہوے میر واجد علی
نے موافق مرضی ممو خان قلت گورون کی خبر بہادر کا مارا جانا لکھوا کر انھین تشہیر سے بچایا

جنرل حسام الدولہ طلب نواب معین الدولہ اور جرنیلی مظفر علی خان

جب جنرل حسام الدولہ معرکہ عالم باغ سے چلے آئے افسران فوج نے خبا بو الیہ سے اونکی
شکایت کی حضرت محل نے آزردہ ہوکر بہت کلمات سخت فرمائے وہ سنکر اپنے گھر بیٹھ رہے وہانپر
آکر خبا بو الیہ نے نواب معین الدولہ میر عنایت علی ماموے حضرت جنت مکان کو طلب فرمایا وہ کبھی

کبھی بخوف جان و مال دربار مین آیا کرتے تھے مموخان نے عہدہ جرنیلی کو اونسے کہا اونھون
نے انکار کیا جواب دیا معلوم ہوا تم بدخواہ سرکار ہو کیون دو مہینے تک اپنے گھر بیٹھے رہے
مرزا برجیسقدر کو نذر دینے بھی نہ آئے انھون نے کہا مین اقربای شاہی سے ہون بے طلب نہ آیا
جب طلب کیا حاضر ہوا مموخان نے کہا سرکار نے تمھارے واسطے پہلے داروغگی توپخانہ تجویز
کی تمنے انکار کیا کہ میرے لایق یہ عہدہ نہین ہی اب سرکار نے جرنیلی تجویز کی ہی اس سے زیادہ کونسا
عہدہ بالاتر ہے کیون انکار کرتے ہو خلعت لو اونھون نے کہا مجھے احتیاج خلعت نہین اور نہ تنخواہ
کی ضرورت ہی بہرحال اسیوقت مہر جرنیلی حسام الدولہ سے طلب ہوکر انکے سپرد ہوئی بمجبوری و
بخوف کام کرنے لگے کہ اسی حیلہ سے جان و مال بچے اور مثل فوج نجیب سنگہ شاگرد پیشہ جو آتی
تھی گنگا پرشاد متصدی حسام الدولہ دکھاتا تھا یہ دستخط سہل کر دیا کرتے تھے کبھی کبھی حاضر حضور
جناب عالیہ بھی ہوتے تھے مگر کچہری مین ہر روز جاتے تھے نواب شرف الدولہ سے انسے خلاف سلطنت
سابقہ چلا آتا تھا کبھی صفائی سی نباہ نہ ہوا صورت نفاق باطنی چلی گئی آخر شرف الدولہ نے تنگ ہوکر
جناب عالیہ سے عرض کی کہ کار جرنیلی بہت ابتر ہے اسکی تدبیر مناسب ہو تو بہتر ہے فرمایا جو مستعد
اور صاحب لیاقت لایق جرنیلی ہو اوسے مقرر کرو معین الدولہ اوسکی نیابت مین کام
کرینگے نواب نے مرزائی بیگم مقرب خاص کو محل مین گا نٹھہ کر مظفر علیخان اپنے بھانجے کو ۱۲ پارچہ
کا خلعت جرنیلی دلوایا وہ کاروبار کرنے لگے معین الدولہ کبھی اونکی کچہری نہ گئے ہر چند جناب عالیہ نے
سمجھایا تو عرض کیا مجکو تمنا اور احتیاج روزگار کی نہین ضعیف ہوگیا ہون کبھی کبھی فقط سلام
کو حاضر ہونے کا امیدوار ہون اسیوجہ سے وہ اپنے بیٹون اور کسی رفیق یا امیدوارون مین کسیکو
دربار مین نلیگئے اور نہ ایک کوڑی تنخواہ کی لی کسواسطے انجام سب کا خوب سمجھے ہوئے تھے فی الحقیقت
عجب حالت ضیق مین تھے کچھ نہین پڑتا تھا۔

ایک دن جنرل منصوب وقت صبح بود علی شاہ کے تکیے پر کنار شہر گئے اوس فوج کے
دیکھنے کو جو دلی سی بھاگ کر آئی تھی فوج مین سلامی توپ کی ہوئی کربلای میر خدا بخش اور
الماس علیخان مین جتنی مقابلہ عالم باغ پڑی ہوئی تھی سمجھی کہ گورا اس ناکے سی شہر مین داخل
ہوی سب کے سب بھاگنے پر مستعد ہوے جب مفصل ہرکارون سی سنا جان مین جان آئی۔

غرض جب اس سلامی کا پرچہ سرکار مین آیا پچاس روپیہ جرمانہ توپخانہ والون سے ۔ اشرفی جرنل سی تیلما لین پھر کورٹ مین چار جنرل تجویز ہوے کہ وہ کمانڈر انچیف کے اسسٹنٹ سوار پیدل کے مین رہین چنانچہ بنام نواب جرأت الدولہ دلیر الدولہ حسین اللہ دولہ وغیرہ مقرر ہوے مگر اجراے احکام ایک سی ہو بنام ہر معرکہ عالم باغ سے تمام شہر مین راجہ مانسنگہ بہادر کی لڑائی کی بڑی شہرت ہوگئی اکثر تعلقدار کہتے تھے ہمارے سپاہی بہت مارے گئے کسیکا نام ایسا ہم مین سے نہوا راجہ فقط ایک مورچہ عالم باغ پر گئے نام اونکا مشہور ہوا سرکار سے خطاب فرزندی بھی ملا پس ہر تعلقدار جویا اپنے نام و نمود ہوا کوئی تنہا ہو کر نہ لڑا جس سے نام ہوتا۔

پہونچنا کمانڈر انچیف کا کانپور سے عالم باغ مین وغیرہ سوانحات

۹۔ نومبر کو سر کالن جی سی بی کمانڈر انچیف کانپور سے گنگا کے اس پار اترے منزل بنی مین ۷ کوس لکھنؤ سے خیمہ کیا اونکے ساتھ فوج اس تفصیل سے تھی۔

۸ توپین کپتان پیل برگیڈ جہازی۔

۱۰۔ اسپی ۶ میدانی بھاری توپخانہ شاہی

۹۔ رسالہ گورون کا۔ ۸ ۵۳ ۷۵ ۹۳ رجمٹ پیدل

۲ رجمٹ تلنگہ پنجابی۔ سائی پر نہیرس تھوڑے یہ سب ۲۷۰۰ پیدل اور ۷۰۰ سوار پنجابی ہندوستانی۔

۱۴۔ نومبر روز شنبہ ۱۸۵۷ء مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ داخل عالم باغ ہوئی کئی ہزار اونٹ کرانچی چھکڑے کئی سو ہاتھی ساتھ تھے اونام بشیر گنج۔ نواب گنج بنی مین جابجا ماسلے بٹھاتے آتے اور تا بہ بھی جابجا درست کر دیا راہ مین جتنے گانون قریب سڑک کے تھے خوف سے وہان کی رعایا بھاگ گئی تھی

جب خبر آمد کمانڈر انچیف بہادر آئی کہ اس کثرت سے فوج ظفر موج اور سامان میگزین وغیرہ سے بیا لاکھ آدمی کی جمعیت سے چلے آتے ہین فوج کو حکم ہوا آگے بڑھکر روکے ادھر بڑھنے نہ پاوے

یہ سنتے ہی راجہ مادھو سنگھ بہادر تعلقدار گڑھ امیٹھی دو ہزار سپاہی اپنے لیکر بطور دھاوے کے
جا پہونچے اور فوج باغیہ ابھی کوچ نہ کرنے پائی تھی کہ بنی اور فیروز گنج کے میدان مین لال
مادھو سنگھ سے لڑائی شروع ہوئی سرکار مین خبر آئی کہ لال مادھو سنگھ نے دو پلٹن گورون کے
کاٹ ڈالے بڑی بہادری کی ایک پلٹن رہ گیا ہے وہ پیچھے ہٹ گیا ہے وہ بھی مار لیا جاتا ہے
کوئی امر ہراس کا نہین ہے۔

الغرض یہ خبر سنتے ہی بہت تحسین و آفرین کی اندر باہر دھوم مچی اور در اصل وہان یہ
حال گذرا کہ کسی گانون مین آڑ پکڑ کر راجہ کے لوگون نے لڑنا شروع کیا تھا گورون نے
چار طرف سے گھیر لیا راجہ مادھو سنگھ جماعت قلیل سے راہ مجبور سے بھاگ کر چلے گئے بعض
کہتے تھے یہ غلط ہے وہ لڑے ہین بعض کہتے تھے وہ غیرت مر گئے پھر خبر آئی کہ ۵۰ آدمیون
سے اپنے گھر گئے ہین اگر سرکار سے کمک نہ جائیگی کسیطرح زندہ نہ آسکین گے یہ خبر سنتے ہی راجہ مان سنگھ
بہادر نے ازراہ دوستی ہرکارے خبر کو بھیجے اثنای راہ مین دیکھا کہ راجہ دو تین آدمی سے چلا آتا ہے
وہ لوگ راجہ مانسنگھ کے مکان پر لے آئے مادھو سنگھ نے قسم کھائی کہ جب تک مین گورونکو نہ
مار لونگا نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا۔ آخر سبھون نے سمجھایا کہ اگر کھانا نہ کھاؤ دودھ پی لو جب طاقت
ہوگی تلوار کیکے زور و قوت سے لگاؤ گے غرض بجالت سے دو دن تک کچھ نہ کھایا دھبا اسکی یہ تھی
کہ ایسی مار پڑی تھی جسکے رعب او رخوف سے حواس درست نہ تھی اوپر دل سے کہتے تھے کہ پھر لڑنیکو جاؤنگا
سب گورونکو مار لونگا مگر بعد اسکے پھر جنبش بھی نہ کی سچ تو یہ ہے کہ جو زمیندار تعلقدار پہلے آیا خوب لڑا
دوبارہ لڑنے سے جی چورایا معلوم ہوا کہ گورے عالم باغ سے اور کمک کو پہونچی تو مین چھین لین پھر تلنگے
داخل شہر اور کمانڈر انچیف عالم باغ مین داخل ہوئے۔

تھوڑے سے گورون نے جا کر قلعہ جلال آباد مین دخل کیا وہان پلٹن نجیب مستعد تھی
اپنی جان بچا کر نکل گئی گورون نے کئی دن تک قلعہ مین دھس باندھنے کی تیاری کی پھر معلوم نہین
کس جہت سے موقوف رہی۔

پھر ممو خان کو خبر پہونچی کہ کمک کے گورے دو سو کل تین سو داخل عالم باغ ہوتے جاتے ہین
اس خبر پر نواب اور ممو خان نے اشتہار جاری کیا کہ جو سر انگریز کا لاوے سو روپیہ انعام پاوے

اور گوروں نے مہر کا پچاس اور حکم دیا کہ جتنے پل پختہ نہر پر ہین سب گرا دیے جائین اور نہر پر باندھ باندھ
اور پلٹن نجیب و تلنگہ کو حکم دیا کہ گرد باغات عالم باغ مین اپنا پڑاو کرکے مورچہ قایم کرو -

محاربہ ہونا عالم باغ فوج کا جانا فوج انگریزی کا محمد باغ و دلکشا سے آنا

۱۵- ربیع الثانی روز یکشنبہ سنہ الیہ کئی رسالے جنگی پلٹن تلنگہ و نجیب نظامت ملازم قدیم و جدید
کلکٹر راجہ جے لال سنگہ کے کرآئے کربلاے میر خدابخش الماس علیخان باغ داروغہ عاشق علی نواب
خاص محل مصلح السلطان اور جو باغ قریب تھے اور مرزا مہدی علیخان کے باغ مین جو بارہ
کے گانون مین ہے اور کنارے شہر شتہ باندھ کر رندکشی کی اور جابجا توپین لگائین -
۱۶- روز دوشنبہ صبحکو فوج باغی تیار ہوکر کنویں جلال پور کے میدان مین مقام عالم باغ
جاکر کھڑی ہوئی تھوڑے گورے ادھر سے دو توپ اسپی لیکر نکلے دو ساعت تک دونون سے
کچھ رد و بدل ہوا کی آخر ناکام پھر آتے ۱۷- سہ شنبہ کو اوسی طرح پھر سامنا کیا فی الجملہ نسبت کل
کے اچھے رہے اور گورے بھی حد زیادہ نہ بڑھے اب قرینے سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی کو
تاکہ کربلا سے داخلۂ شہر منظور نہین کسواسطے کہ بیلی گارد تک شہر سے گذرنا مشکل ہوجائیگا -
۲۵- ربیع الثانی سنہ الیہ مطابق ۹- نومبر عیسوی فوج انگریزی عالم باغ سے دلکشا ہوکر بیلی
گارد کو رمنہ شاہی سے یا شارع عام سے جاے ایک سوار خبر لایا کہ گورے بڑھتے آتے ہین فوج
باغی پیچھے ہٹی آتی ہے راجہ مانسنگہ نے تصدیق خبر کو اپنا ہرکارہ بھیجا وہ بھی خبر لایا سچ ہے فوج بہادر بھاگتی
چلی آتی ہے یہ سنکر راجہ نے بھی اپنا سامان چلے جانے کا کیا در دولت پر تلاطم ہوگیا ممو خان نے
ہر چند فوج کو مع افسر روانہ کیا مگر جو گیا خدا کے فضل سے اپنا بھاگ لیکر آیا ایک اور ہرکارہ خبر لایا کہ
محمد باغ گوروں نے لیا وہان کی فوج سب بھاگ آئی اور جہان انگریزی تلنگے ہین وہ سب کچھ ٹھہرے
توپین بھی لگائین جب گورے انکی طرف بڑھے اونکی صورت دیکھکر بھاگے کوئی سامنے نہ ٹھہرا شہر کا
یقین ہے دوپہر تک یہان اور شہر مین گورے داخل ہوجائین یہ سنکر ممو خان نے مجاہد الدولہ
احمد علی خان عرف چھوٹے میان کو بلواکر کہا کمپ نصیرآباد جو دلّی سے آیا تمھارے سپرد کیا
تم اوسکے افسر ہو پہلے وہ لوگ سات روپیہ کی تنخواہ پر راضی نہ تھے اب اونسے ۱۲ روپیہ کا

اقرار کیا ہے چار ہزار واسطے چھینے کے دیگر جلد روانہ کرو احمد اللہ شاہ سے بھی دھاوے کو کہلا بھیجا
اونہون نے بھی جواب دیا میرے سپاہی بھی بھوکے ہین دو ہزار اونھین بھی بھیجدو وہ بھی چلین
اس عرصہ مین گورے میدان دلکشا مین آپہونچے مقابلہ ہوا امجد علیخان نے پانچ آدمیون سے
دھاوا کیا بڑی بہادری کی جب نوبت تلوار و سنگین پہونچی یہ سب مارے گئے احمد اللہ شاہ اور
احمد علی نے بھی دھاوا کیا پیش نہ گیا اوسوقت تلنگون نے کہا یہانکے کارتوس مین بھوسی بھری
ہے اور بدلے گراب کے گرینج بھر رہے ہین یہ سبب ہے کہ سب اہلکار انگریز سے ملے ہین جو توپ ہم
مارتے ہین اونپر کچھ اثر نہین کرتی اونکی توپ سے ہمارے سب سپاہی مرے جاتے ہین۔ اوسیوقت
در دولت پر آکر داروغہ میر واجد علی کو گھیرا اونہون نے اپنی حکمت عملی سے ٹالا وہ سپاہی جو دلی
سے آئے تھے چپکے چلے گئے پھر ممو خان کو گھیرا بھوسی گرابون مین کتنے بھری ہے بتادو اونہون
نے میر محمد علی کارندہ کاظم علی داروغہ میگزین کو بتایا محمد علی جو گراب بناتا تھا اوسکا سامنا کر دیا او
کہا دستور گراب بنانے کا یہ ہے کہ اوس مین بھوسی پڑتی ہے تلنگون نے کہا یہ سب جھوٹ ہے
تم سب انگریز سے ملے ہو ہم تم سب اہلکارونکو مار ڈالین گے غرض پھر جناب عالیہ کے حضور کے
ممو خان کو اپنے ساتھ لیے گئے اور گالیان دیکر کہا یہ انگریز سے ملا ہے اور سب اسکے کارندے
اوسوقت روبرو جناب عالیہ نواب رو رہی ہوئی ممو خان کو بچایا اور کہا جسپر تمھارا شبہہ ہو
اوسے مار ڈالو تلنگون نے میر محمد علی اور ایک متصدی جو گراب بنواتا تھا مشکین باندھ سڑک پر
لیجاکر مار ڈالا اس امر مین تلنگون کا گمان غلط نہ تھا یہ کارروائی اپنی عاقبت اندیشی سمجھکر کرتے
تھے کہ اگر عمل انگریزی ہوجائیگا ہم اسی خیر خواہی کو پیش کرینگے۔
بعد اسکے احمد اللہ شاہ نے اسپر اور لون مرچین لگا تیز کیا کہ یہ گولے اور گراب آر صاحب
کے بنواتے ہین جسے مع دو صاحب تین میم ایک مس کے ساتھ متولی کے راجہ لونا سنگھ
نے بھیجا ہے مار ڈالو وہ چاہتا ہے ہماری شکست ہوجاے انگریز کی فتح اور اہلکار جسقدر ہین
معرفت اوسکے سازش کیا چاہتے ہین اسیواسطے آر صاحب وغیرہ کو جان سے نہین مارا بلکہ
راحت آرام سے رکھا ہے اپنے بچاؤ کے واسطے چنانچہ تلنگے بگڑکر صاحبان موصوف کے
متلاشی در دولت پر آئے۔

مشورہ بچانے اسیران فرنگ کا پھر انکا قتل ہونا

قبل از داخلہ فوج انگریزی ہمراہ کمانڈر انچیف بہادر دیوان انت رام وکیل راجہ مانسنگھ اور داروغہ میر واجد علی مین مشورہ ہوا کہ جب تلنگے بھاگینگے غصہ مین آکر بادہ ضعیف سمجھکر آر صاحب وغیرہ کو ضرور مار ڈالینگے پس کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ قیصر باغ سے انھین نکالدو وجہ اسکی یہ ہے کہ جب آر صاحب کی پلٹن متعین علاقہ راجہ بہادر تھی دیوانجی سے کمال خصوصیت سے دوستی ہوگئی تھی اس جہت سے از راہ حق دوستی اور اپنی شرافت سے ہمہ تن متوجہ اونکی رہائی کے ہوئے تھے مگر تدبیر تقدیر سے کبھی پیش نہین جاتی۔ غرض یہ دونون ممو خان کے پاس گئے اور کہا تمکو آر صاحب کا مار ڈالنا یا بچانا منظور ہے جواب دیا حتی الوسع بچانا میر واجد علی نے کہا کہ اس مکان سکونت مین تلنگون نے صاحب کو دیکھ لیا ہے ایسا نہو کہ زبردستی چھینکر لیجا کر مار ڈالین دوسری جگہ رکھنا چاہیے ممو خان نے کہا اسمین جو تم مناسب سمجھو اسوقت داروغہ نے جیب جو بہرے پہ تھے کہا کہ تمکو ہم سو سو روپے دینگے اونکو دوسرے مکان مین لیچلو وہ راضی ہو اور دیوان انت رام سے یہ صلاح ٹھہری کہ جب قیصر باغ سے یہ نکل آوین تم گڑھی شاہ گنج مین انھین بھجوا دو وہان سے الہ آباد کو۔ چنانچہ داروغہ نے آل اندیشی سے اپنے عیال کو پہلے نکالدیا اور پانسو آدمی راجہ کے قریب امام باڑہ نواب ملکہ زمانیہ آکر کھڑے ہوے اور میانے ڈولیان تیار رکھین اسباب بھی لد چکا فقط اسیرون کے سوار ہونے کی دیر تھی بیچے خان سپاہی ساکن خیرآباد نے کہا شاید راہ مین کوئی تلنگا ملے نہین تو سکے ہم ڈولیون کے ساتھ نہ جائینگے اور اسنے خفیہ جاکر ممو خان سے یہ ماجرا کہدیا کہ آر صاحب کی تدبیر نکالنے کی ہوچکی ہے آپ سے از راہ خیرخواہی عرض کیا ہے کہ اس بے حیا نے تلنگون سے جا کر یہ راز کہدیا ممو خان نے کہا کہ صاحب یار رہے ہو تلنگے سب برائے ہوتے ہین ایسا نہو اسی حیلے سے ہم تم سب کو زیر تیغ لے ڈالین انھون نے جواب دیا کہ ہمنے بموجب تمہارے اجازت کے انھین قیصر باغ سے علیحدہ رکھنا چاہا ہے ممو خان نے کہا آج ملتوی رکھو کل لیجانا بعد اسکے شاہ جی کو مفصل یہ خبر پہونچی اور سب نے تلنگے بول پلٹن کو بھجوا دیے انھون نے آکر نہد رقیت ممو خان اور شرف الدولہ پر رکھین اور کہا آر صاحب کہان ہے دانہ

میر واجد علی منصور نگر مین نواب خیر محل کے پاس اسی بندوبست کو گئے تھے وہ تو اوسوقت اپنی
قسمت سے بچگئے اور جناب عالیہ اور نواب نے بھی اس امر مین بڑی کد کی مگر شاہ جی نے نہ سنا
کہ ایسی رعایتون سے فتح مین دیر ہوتی چلی جاتی ہی غرض اوس دن تلنگے صبح سے آئے
تھے آخر ار صاحب وغیرہ کو شاہ جی کے پاس لیگئے صاحب موصوف نے جانا کہ تلنگے آپہونچے آپ اوس
مکان سے ازراہ تھوری باہر نکل آئے شاہ جی نے ار صاحب سے کہا تم تندرست اور بہت تیار ہو کچھ
قید مین تکلیف نہین ہوئی ورنہ دُبلے ہوجاتے اور مکان بھی سب طرح سے میز کرسی اسباب
سے آراستہ تھا تمھین کون اسطرح کے آرام سے رکھتا تھا اوسکا نام بتاؤ صاحب نے کہا مین نہین
جانتا لیکن ایک مشہو دار وغہ اور جمعدار تھا وہ اکثر میرے پاس آیا کرتا تھا تلنگون نے کہا بہتر یہی
ہے سچ بتاؤ ورنہ ہم تمکو مار ڈالینگے غرض جب قریب تارے والی کوٹھی پہونچے اور شاہ جی بھی
متواتر یہی کہتے گئے آخر ایک تلنگے نے صاحب کے بازو مین گولی ماری اور کہا اب بھی خیر ہے
تم نام اوسکا بتاؤ تمھین ہم چھوڑ دینگے ورنہ مار ڈالینگے صاحب نے کہا مین مطلق نہین جانتا
خلاصہ چارون صاحبون کو محاذی صحن کوٹھی قریب سڑک شارع عام واقع دروازہ سیاہ تیلی
قیصر باغ کے مار ڈالا کپتان ار صاحب اوسوقت بڑی بہادری سے کلمات سخت تلنگون کو کہتے
جاتے تھے وہ بیحیا ظالم ابدی ایک گولی مار کر ٹھہر جاتے تھے کہ انھین بہت سی تکلیف زخم ہو آخر
گولیان کھا کر گرے اوسکے بعد پانچ دن تک میر واجد علی کی تلاش رہی وہ روپوش ہوگئے تھے
دیوان اننت رام چھپکر جان بچا کر بھاگے شہر مین پھرتے پھرتے الکین ہینش باغ پہونچے جہان راجہ
بہادر کے لوگون کا پڑاؤ تھا راجہ صاحب بھی سیدھے چلے گئے تھے ورنہ تدبیر یہ ہو چکی تھی کہ ایک وقت
خاص مین یہ سب کہارون کی ڈاک مین شاہ گنج روانہ ہوجاتے اور غیر متعارف گومتی کے گھاٹ
سے اوترتے چنانچہ دو سو روپیہ کی کشتیان بھی عبور کو مول لے چکے تھے اور شاہ گنج تک برابر
ڈاک کہار اور سپاہ کی بٹھا دی تھی بلکہ اس سے زیادہ تدبیر کی تھی کہ باسیون نے عقب کوٹھی نواب روشن
سرنگ دلوا کر ان اسیرونکو بے تکلف نکال لیجائین مگر اجل نے راز نہانی کو کھولدیا مگر اوس نیکی وحسن خدمت کا
ثمرہ بقدر مقسوم قلیل یا کثیر سرکار سے نیکنامی اور باعزت اخت حاصل ہوا چنانچہ دیوانجی کو اس صلہ مین ۱۲ گاؤن ملے
ہین اور نام نیک خیر خواہی سرکار مین مندرج کتاب اور زبان زد حکام ہوا - میر واجد علی نے بانسوہ والی

اشرفی شاہ جی کے پاس اور ایک عرضی بھیجی کہ تمہارے تلنگے ناحق درپے میری جان کے ہوگئے ہین
چاہتے ہین کسی حیلہ سے مارڈالین محض مجھپر بہتان کرتے ہین بغیر آپ کی عنایت کے میرا بچنا دشوار ہے
امیدوار ہون ایک پروانہ امان عنایت ہو اوسکے وسیلے سے میری جان بچیگی شاہ جی نے پروانہ بھیجا
پھر اکرا اپنے کاروبار مین مشغول ہوے پھر تلنگے متعرض نہوے شاہ جی نے بہت اسباب روپیہ اشرفی ہرطرح
سے لیا مگر نہ اونکا خرچ معلوم ہوا اور نہ اوسکا قیام کسی کے پاس معلوم ہوا سب نکلے اپنی گردن لیگئے

محاربات مکانات شاہی

جب فوج انگریزی میدان دلکشا مین پہونچی راتکو پورن داروغہ کے مکان مین ٹھہر کر نشتہ
اور پل نہر کا باندھکر جلبکو نواب مبارز الدولہ کے مکان پہونچی جو کچھ وہان رہگیا تھا لوٹا اور نواب بلندپرواز
اس ہنگامہ کے شہر مین چلے گئے تھے گانون اور محلے جو قریب نہر تھے سب مین آگ لگادی سارا
شہر روشن ہوگیا تھا اور باغی ہر مورچے سے کچھ لعنت بھیج ربھڑ کا بھاگتی اور ہٹتی چلی آتی تھی اور
ہرجگہ غالب ہوتے جاتے تھے ۔

جب صبح ہوئی نئی شرک جو گورون نے قریب خورشید منزل بنائی تھی تلنگون سے لڑائی شروع
ہوگئی جب گورون نے سکندر باغ لینے کا ارادہ کیا خورشید منزل سے گولے اور گولی کی مار پڑنے
لگی سکندر باغ مین اور شاہ نجف مین دو ہزار تلنگے نجیب سکھ ٹھہرے تھے باڑھ بندوق کی اور
موتی محل سے گراب توپ کا پڑنے لگا مگر گورون نے بڑی بہادری سے سکندر باغ کو گھیر لیا اور
پھاٹک سے اندر باغ کے دھاوا کیا تلنگے جب گھر گئے راہ کسیطرف بھاگنے کی نپائی حوض مین
گر گر مر گئے اور جو دیوار سے پھاند کر نکلے مارے گئے مگر ٹھیک الکھیت پڑا ۱۴۲ افسر ہندوستانی جان سے
مارے گئے ۵۴۳ زخمی نیم جان بچے انمین سے تھوڑے زندہ رہی باقی مرگئے اور ۱۶ نومبر
۱۸ تک ۱۰ افسران سے اور ۳۲۳ زخمی ہوے اور کمانڈر انچیف بھی زخمی ہوے اور جنرل نیل صاحب
کے بھی گولی لگی ۔

پھر فوج انگریزی چوپڑ کے اصطبل پہونچی حضرت گنج نہ گئی اس جہت سے کہ دھاوے کے سپاہی ہر طرف

بہت ہوشیار تھے احمد اللہ شاہ بھی اپنی سپاہ سے دور دور لڑتا رہا حضرت گنج میں لگا اگولے کا
اوسکے وسہنے ہاتھ میں لگا زخمی ہوکر بھاگے پھر گورے لڑتے فوج باغی کو بھگاتے موتی محل میں آگئے
جنرل اوٹرم بہادر نے اپنی فوج سے بیلی گارد سے وہاں کیا موتی محل تک میدان صاف کردیا
جسطرح کوڑے کو جھاڑ کر ڈالتے ہیں مورچے باغیوں کے اوٹھ گئے جب چھتر منزل میں آئے ادھر
سے کمانڈر انچیف ہیولاک صاحب بہادر فوج سے گڑھ بڑھ کر پہونچے دونون جنرل سے ملاقات ہوئی
اوسدن بھی عجیب ہو کہ طرفین سے ہوا اور چھتر منزل سے دلکشا تک کمانڈر انچیف کے لشکر کا پڑاؤ
پڑا النصرت باغ کو کھود کر سڑک لب دریا نکالی کہ ایک درجہ باہم فرح بخش اور چھتر منزل دریا میں
رہتا تھا ہموار زمین دوسرا درجہ ہوگیا اور تختے واسطے بچاؤ گولہ قیصر باغ کے ہموار کردیے تین توپیں
چھاونی باندھکر موتی محل میں لگائیں اور گراب مارنا شروع کیا پھر میدان قیصر باغ تک کوئی نہ ٹھہر
سکا گولے بم کے موتی محل اور بیارکی کوٹھی سے قیصر باغ میں علی الاتصال آنے لگے فوج باغی جو
ہر طرف پھیلی ہوئی تھی جابجا متفرق ہوکر گوشہ امن ڈھونڈھنے لگی - صاحبان عالیشان کو منظور
یہ ہوا کہ بچون اور میم کو بیلی گارد سے نکال کر بھجا دیں گورے ایک دفعہ یورش کرکے در دولت پر
آئے پکار کے کہنے لگے پھاٹک کھولو ہم آ پہونچا ایک توپ دروازے پر لگی تھی اوسکے گولنداز بھاگ
گئے اتفاقاً بشیر الدولہ کی دوکانون میں ایک بھٹیار رہ گیا تھا ایک شخص اور بھی راہی پیدا ہوگیا
یہ حال دیکھکر وہ توپ جو پیشتر سے بھری ہوئی تھی اوسے دور کر مہتاب دی دفعۃً سامنے سے گورے
گر گئے ان دونون نے پھر دوبارہ توپ میں دیکر داغدیا اسفلک کا کچھ خیال نہ کیا ناواقف تھے
حرارت آگئے سے توپ چل گئی خود بچ گئے تیسرے چھرے میں گورون کے منہ پھر گئے اس
عرصے میں حضرت گنج سے ایک پلٹن جو سب کے پہلے دلی سے آئی تھی آ پہونچی اوسنے پیچھے
سے کمر ماری گورے سیدھے رستہ میں چلے گئے

دوشنبہ کو جب نواب نے یہ حال باغیوں کا دیکھا اپنے جان نثارون سے نشان محمدی قیصر باغ
سے اوٹھا کر بقصد جہاد ایمانی باہر نکلے ہندو مسلمان کو غیرت دلائی کہ جسنے حمیت غیرت مذہب ہو وہ
اسوقت میں اپنی جانکو عزیز نہ کرے جب باہر کے جلوخانے علم لیے آئے تو بجز از قلیل من عبادی
الشکور ایک بھی نہ تھا بلکہ جتنے تھے سب جنرل صاحب کے دولتخانہ کی کھڑکی سے سیدھے سر جھکائے

باہر چلے گئے کینے پیچھے پھر نہ دیکھا آخر ہزاروں گالیوں کے چھڑے پڑنے لگے وہ سب سنتے چلے گئے کسیکے کانون پر جون بھی نرینگی۔

جب صاحبات محل نے غازی مردوں کا یہ حال دیکھا پابرہنہ سراسیمہ پریشان حال دامن ٹرسے پائچون کے اپنی تیلی کمروں سے محکم باندھے ہوے بار خفیف مثل پاندان وغیرہ اشیا بیش قیمت بقدر تحمل دقت بدا دوٹھاتے ہر شخص سے پوچھتی تھین کیون بھائی جب گورے محل مین آئین ہم کس دروازے سے کسطرف کو جائین جناب عالیہ نے اوسوقت حالت یاس مین مرزا برجیسقدر کو تبرکا پوشاک سبز پہنائے اور اپنے حاضرین سے کلمات یاس فرماتی تھین کہ ہمین فوج جنگی چھوڑکر چلی گئی پھر ارکان دولت نے تجویز کیا کہ اگر جناب عالیہ یہان سے شہر مین جاکر کسی مکان مین رہین تو بہتر ہے مگر خود جناب عالیہ نے نمانا ثابت قدم رہین باہر کے پھاٹک مین قفل دلوادیا اوسکو یقین ہوا کہ جسوقت صاحبات محل قیصر باغ سے باہر نکلین بے شبہہ فوج باغی سب کے سب گھر والے گھر کو لوٹ لینگے ایک تنکا نہ چھوڑینگے۔

غرض صبح دوشنبہ سے شام چارشنبہ تک حالت سکرات رہی سہ شنبہ کو علی محمد خان نے پھر علم اوٹھایا اور قرآن شریف کو مثل جنگ صفین بانس مین باندھکر اوٹھایا ایکساعت تک کلمات یاس تمہارے کہتے رہے کوئی مسلمان تعظیم قرآن کو بھی اوٹھا آخر آبدیدہ ہوکر قرآن اور علم کو حجرے مین رکھدیا سب کے دماغ مین خلل آگیا تھا کہ اونمین سے کوئی انجام کار کو نہ سمجھا اگر یہ سب فوج مطیع حاکم وقت ہوتی اور عدل وانصاف سے پرورش رعایا سے ہاتھ نہ اوٹھاتی تو کیا عجب ہے کہ یہ روز بد دیکھتی ع دشمن نتوان حقیر وبیچارہ شمرد۔

یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ گورے جو موتی محل سے بم کا گولہ برسا رہے تھے جنرل صاحب نے حکم دیا تھا کہ اس تعداد پر گولے لگانا اگر قیصر باغ خالی ہو جائے بہتر والا دست بردار ہو جانا اسکا شاہد حال خود گورونکا کلام ہے کہ انھون نے پکارکر یہان کے سپاہیوں سے کہا کہ ہماری بات یاد رکھو ن ۱۰ بجے ہم قیصر باغ مین حاضری کھائینگے یا اپنی ولایت چلی جائینگے اسکے سننے سے صاحبات محل کو زیادہ اضطراب قدرت خدا کو دیکھا چاہیے کہ بم کے گولون سے دلوار دولتخانہ قدیم مثل غربال ہوگئی تھی اور قیصر باغ مین ہر مکان پر مینہ برس رہا تھا ہوا مین تھوڑا بلند زمین سے رہ کر پھٹ جاتا تھا اور

آدمیون کے مجمع مین گرتا تھا زمین مین دھس جاتا تھا یا کوٹھے کی چھت یا دیوار پر گرتا تھا مگر
اس کثرت بارش مین فقط ۷ آدمی مجروح اور دو جان سے گئے باقی کسیکو صدمہ نہ پہونچا اور گویندہ
انگریزی ہر روز ہر طریق سے پکڑے جاتے تھے قید ہوتے تھے زر نقد روپیہ اشرفی اونکے پاس ہوتا
تھا چھین لیتے تھے اور اکثر کو تلنگے جھنجھلا کر گولی مار دیتے تھے ایک گو نیدسے کو چتر منزل مین
بملاحظہ مشاہدہ صاحبان عالیشان جو دوربین سے دیکھ رہے تھے تکذیب خبر پر گولی سے مار ڈالا
اسے لوگ کرامات سمجھے تھے یعنی اوسنے خبر دی کہ قیصر باغ مین بہت شمردہ لوگ رہ گئے ہین اور سب بھاگ
جاتے ہین اور چتر منزل کی کوٹھی سے بہت سے لوگ سبز پوش ہر مقام پر دوربین سے نظر آتے ہین
یہ اسرار غیبی تھا کسواسطے کہ مفتاح الدولہ بھی کہتے تھے کہ فی الحقیقت مجموع ۶۰ آدمی سب
رہ گئے تھے واللہ اعلم۔
تلنگے سوار بھاگ کر عیش باغ آغا میر کی سرا ملیح آباد۔ گشائین گنج پہونچے۔ احمد اللہ شاہ بھاگ کر
نواب علی نقی خان کے مکان گاؤگھاٹ مین گئے باقی تلنگے شہر سے دس پندرہ کوس نکل گئے
شاہ جی نے اسباب بارہ دری نواب پر قبضہ کیا اور فقیری ٹر مار کر نواب سے کہنے لگا سب قتل سب
قتل۔ بعد اسکے انگریز قتل یمطلب یہ تھا کہ مین صاحب کرامات ہون فوج نے برجیسقدر کو بادشاہ
کیا مجھے نہ کیا پہلے سب فوج قتل بعد اسکے رہا یا کہ میرے شریک دین نہوئی۔ برجیسقدر نے
میری بیعت کی بعد اسکے مین اپنی کرامات سے سب گورے اور انگریز سے قتل کر دیتا جو میرے
شریک ہوتے وہ بچ جاتے اگر کوئی افسر یا تلنگہ شاہ جی سے کہتا تھا کہ آپ دعا و بکو چلین تماشا کہتا
تھا جب برجیسقدر اور اوسکی ماں میرے قدم پر سر رکھیگی بیعت کریگی اوسوقت جا کر سب کو ایک
دم مین قتل کر دونگا واہ۔ تو کارے زمین را نکو ساختی۔
جب فوج انگریزی نے تارہ والی کوٹھی لے لی قیصر باغ سے فوج بھاگی محلات مین
مین تلاطم پڑ گیا جناب عالیہ نے اوسوقت مرنے پر کمر باندھکر سید الشہدا کا ماتم حلقہ عورات مین
شروع کیا جب نواب نے یہ حال سنا علم لیکر باہر آئے اور کہا جسے مرنا ہو میرے ساتھ چلے
اوسوقت قیصر باغ مین تقریباً ۵ سو آدمی تھے اونمین دو سو مرنیکو تیار ہوئے میر صفدر علی نے نواب سے
عرض کی کہ علم سید کے ہاتھ مین ہونا چاہئے میر رضا علی اپنے وکیل کو آگے کیا کہ یہ سید ہے بہادر بھی ہے چنانچہ علم نواب سے

لیکر میر فدا علی کو؛ یا وہ پچیس تیس قدم آگے بڑھا جاتا تھا نواب مع اپنے جان نثار پیچھے چلے جاتے تھے بشیر الدولہ کے مکان کی طرف سے ارادہ دھاوے کا کیا اودھر سے گراب توپ چلی پھر کسیکا آگے قدم نہ بڑھا بھاگنا شروع کیا نواب بھی مع اپنے یار غار پھر کر چلے آئے

جنابعالیہ نے اپنی سواری و جسقدر کی منگوائی تیاری بھاگنے کی کی اوسوقت ممو خان اور افسرون نے سمجھایا کہ ہم تھوڑی دیر مین فتح کیے لیتے ہین آپ کیون گھبراتی ہین آپکے چلے جانے سے سبکو ہراس ہوجاویگا گھر سب لٹ جائیگا پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی -

صاحبان عالیشان نے ایک نشان جو قریب چینی بازار نصب کیا تھا اوسے فوج باغی نے لیلیا تھا کچھ بخیت مقبرہ جنت آرامگاہ مین رہگئے تھے اور گردے بم کے محل مین متصل چلے کرتے تھے چنانچہ بم کے گولے محل مین گولے باقی کا تمار ہتین اوسی رات کو ہرکارہ خبر لایا کہ مقبرہ کے نیچے سرنگ آتی ہے جتنے سپاہی مورچہ مقبرہ پر تھے وہ سب بھاگے آتے ہین بلکہ سب بھاگ گئے میری مہدی اوستاد اور محمد حسین اتالیق تصدیق خبر کو گئے زیر قدم کھٹ کھٹ کی آواز سنکر بھاگے محمد قاسم رسالدارہ ارسالہ کو حکم ہوا کہ وہ بھی گئی اب یقین سرنگ کے آنے کا ہوگیا پھر سائی برس بھر سکے سپاہیون نے اوس سرنگ کو کاٹ دیا گورے نے اودھر سے بندوق ماری ادھر سے تلنگون نے گولیان مارین دونون گر پڑے محل مین ہل چل پڑگئی رات بھر بم کے گولے بہتے رہے مورچہ کے سامنے جو انگریزی توپین لگی تھین اونسے فوج باغی کا ناک مین دم ہوگیا تھا ادھر قیدی وغیرہ مورچہ بناتی تھی وہ ایک دم مین گرجاتے تھے توپین ادھر سے بھی چھاتگی باندھکر لگائی تھین ایک توپ جھنکار دہر کا لاکھچو تیسرا بکالا ناگہ - چوتھی کو وہ ارزان - انکا گولہ بھی برابر سے چلا کیا مگر انگریزی گولہ انداز آواز پر گولہ مارتے تھے چنانچہ ایک گولہ انداز نے شست باندھکر ایسا گولہ لگایا کہ دردولت چھت پر سیاہ تصویر تھی اوسکا ہاتھ اوڑ گیا صبح کو ہرکارہ خبر لایا کہ گوروں نے تارے والی کوٹھی لے لی محمد قاسم یعقوب خان کو حکم ہوا کہ تم جاؤ کوٹھی کو چھڑاؤ اگر یہ کوٹھی نہ چھوٹی پھر کسی سے ہو سکے کا سب کارخانہ درہم برہم ہوجائیگا اگر اسمین کوشش کروگے بہت سا انعام پاوگے چنانچہ صبح سے خوب لڑائی رہی پھر خدا جانے کیا ہوا گورے از خود کوٹھی چھوڑکر چلے گئے جب باغیون نے بالکل قبضہ کرلیا اوسوقت گوروں نے دھاوا کرکے باغیونکو گھیر لیا ایک

تھا گھس گیا تھا وہین رہا اور دفعۃً قتل ہوگیا گوروں نے تلنگونکو گھیر لیا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ زیر زینہ
برآمدہ کوٹھی ایک گڑھا ایسی حکمت سے کھودا تھا کہ جو تلنگا اوپر سے نیچے اترا وہ مارا
گیا یہانتک کہ ۱۰ تلنگہ وہین ایکجا مارا گیا اور کوٹھے پر ۴۶ کام آئے اور جو بھاگ کر نیچے
دہ شاہ منزل پہونچے اب سبکو یقین ہوا کہ عنقریب قیصر باغ بھی لے لینگے اوسوقت سب فوج جنگی بھاگی
بہرحال ۲۷ ربیع الاول مطابق ۱۱ نومبر ۱۸۵۷ء صاحبان عالیشان کی فتح ہو چکی تھی کسواسطے
کہ ساری فوج بھاگ گئی قیصر باغ مین شتر دہ بگلے تھی راجہ بالکشن راجہ مادھو سنگھ حشمت باغ مین پہونچے - علاقہ
ادھر باغیون کا یہ حال تھا ادھر صاحبان عالیشان کا سہم اور بچوں کے لینے کا ارادہ تھا - شاید اسیوجہ سے
تامل کیا ہو ورنہ خوب یقین ہو چکا تھا دلان بہادرونکی ساری قلعی کھل چکی تھی کہ جب جا پہنچنگے انھین نکالدینگے

خالی ہونا بیلی گارد کا

خلاصہ صاحبان عالیشان نے قبل از خالی کرنے بیلی گارد ایک اشتہار چھتر منزل مین لگایا کہ ہم
مکانات شاہی بیلی گارد وغیرہ مقبوضہ و مفتوحہ کو نہ اس فوج باغی کے ڈر سے اور نہ اس حاکم وقت
کے خوف سے چھوڑتے ہین بلکہ محض اپنی خوشی خاطر سے مناسب وقت سمجھکر جاتے ہین جس
جوانمرد بہادر کا جی چاہے اپنی بہادری سے ہمارا سد راہ ہوا اور ہماری لڑائی کا تماشا دیکھے
اور اسی مضمون کا اشتہار کانپور مین بھی سبکے گوشزد کردیا تھا کہ ادھر جمعیت مخالف لاکھون
سے ہے اور اسکے پیشتر مجموع خزانہ اسباب تحفہ بیگمین وغیرہ ہاتھی اونٹ چھکڑے کرانچی پر بار کرکے
کنارہ دریا موتی محل کے رستہ سلطان گنج سے احاطہ کوٹھی جنرل مارٹن مین باطمینان تمام
چلا جاتا تھا بعض اہلکار ذوی الاقتدار نے مقابلہ اور سد راہ ہونیکو سرکار کو سمجھا کر منع کیا تھا کہ ان
کا پیچھا کرنا مناسب وقت نہین یہ تو از خود چلے جاتے ہین اور باطن مین اپنا رسوخ اور خیر خواہی سرکار
انگریزی ثابت کیا چاہتے تھے یا مستحق انعام اور بخشش قرار خور حال تھے مگر دنیا سے ناکام پہلے چلے گئے
اور میدان شاہ جی نے کچھ قرینہ سے دریافت کرکے جناب عالیہ سے عرض کیا کہ بیلی گارد عنقریب
خالی کرکے انگریز خود چلے جاینگے اسیطرح آپکو نقصان نہوگا چنانچہ بیلی گارد و موتی محل خالی کردیا

توپین مورچہ کو بہت خوب دیکھا جب آدھی رات گئی بان اور بم کے گولے متصل برسانے لگے
اور آپ بھی خوب چلا یہان تک کہ جتنے سپاہی پہرے پر تھے سب بھاگ گئے میر واجد علی اپنے بنگلہ
پر سوتے تھے اوٹھکر بچشم خود دیکھا یقین ہو گیا کہ گورے اندر چلے آتے وہان سے وہ
بھاگ جہان بیبیان قید تھین آکر کھڑے ہوئے کہ انکو بھی بچائیے اور آپ بھی اونکے بدولت
بچیے خاص مکان کے سب مکاندار بھاگ گئے خزانے کے پہرے والون نے روپیہ لوٹ
لیا بھاگ گئے جو فقیر باغ مین تھے وہ محل مین جاکر چھپے رنڈی مرد سب اکٹھا ہو گئے نہر لہر
باغ سے باہر بھاگ گئے علی محمد خان بدحواس ہو کر بیگم صاحبہ کے پاس بیٹھ رہے اس
عرصہ مین گولہ گولی از خود موقوف ہو گئی لڑائی تھم گئی سبکی جان مین جان آئی واہ ہی بہادری
تھی ربیع الثانی روز یکشنبہ مطابق ۲۲ نومبر ۱۸۵۷ء اوسی راہ کنارہ دریا سے بموجب
حکم جنرل صاحب وقتہ بیبیان اطفال صاحبان فوج پیدل و سوار توپخانہ بیلی گارد سے
۸ بجے صبح کو سنگر باندھے نکلے اور اپنا اپنا اسباب بقدر برداشت ہر صاحب کے
کندھے اور سر پر تھا اور جسے نہ اوٹھا سکے اوسے بموجب حکم وہین چھوڑ دیا تھا اور ادھر
جا بجا پچاس ہزار آدمی کا مورچہ تھا اور ہر طرف سے گولیان برستی تھین مگر سب کے سب محفوظ
رہے فقط ایک میم کے پانون مین گولی لگی تھی اور یہ سب منہ دیکھتے رہگئے ایک بہادر کی جرأت
روکنے کی نہ پڑی اگرچہ بظاہر حکم سرکار سے تامل کیا تھا اوسی حیلہ کو غنیمت سمجھے۔
غرض اوسدن قافلہ بیلی گارد احاطہ جنرل مارٹن کوٹھی دلکشا مین رہا بدھ کے دن عالم باغ
مین اور جب بیلی گارد سے نکلے تھے اوسکے پیشتر توپون کو خراب ناقص کرکے زمین پر ڈالدیا
تھا بارود کے پیپے صندوق جا بجا کنوؤن مین ڈالدیے تھے پنجشنبہ کو شارع عام
سیدھے کانپور کمپنی صاحب کے ساتھ گئے راہ مین شبخون سے بھی محفوظ رہے
شاہزادہ مصطفی علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ مرزا جہانقدر وغیرہ صاحبزادہ مرزا
سکندر حشمت جنرل صاحب عالم باغ تک لائے جتنی میم تھین سب کلکتہ ہوتی ہوئی ولایت پہونچین
اور ہندوستانی آیا وغیرہ چھٹی حسن خدمت مع انعام فراخور حال لیکر رخصت ہو کر چلی آئین
۲۵ نومبر ۱۸۵۷ء جنرل ہیولاک صاحب بہادر بسبب محنت و مشقت شاقہ عالم باغ مین مر

بعض کہتے ہین کہ ہیضہ وبائی ہوا بہرصورت اس صاحب عالیشان کے مرنے سے صاحبان عالیشان کو بڑا صدمہ ہوا بڑے بہادر خیرخواہ دلسوز سرکار تھے اور سرفروش جناب نواب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے انکی بی بی کیواسطے ہزار پونڈ سالانہ یعنی دس ہزار روپیہ مقرر فرمایا اور اونکے بیٹے کپتان ہنری مارٹن ہویلاک جو اپنے باپ سے خوبیون مین کم نہین پنشن سالانہ دو ہزار پونڈ مقرر ہوا فوج مین میجر اور مرتبہ امارت مین بارنٹ ہوے اودہ اخبار۔

روز دوشنبہ ۵ ربیع الثانی مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۵۷ء قبل از طلوع آفتاب سپاہی جو مقابل بیلی گارد مورچے پر تھے اونھون نے بموافق معمول گولیان مارین اودہر سے جواب نہ آیا بلکہ ایک سناٹا معلوم ہوا پہلے حیران تھے مگر کیسکی جرات آگے قدم بڑھانے کی نہ پڑی ایک دوپہر کا منہ دیکھنے لگا اسخیال سے شاید کہ بلنگ حفتہ باشد آخر ایک پاسی تیرہی نواز جرات کرکے جا کودا۔ وہان پہنچکر تیرہی بجائی بس یہ آواز صوامنزلی سنتے ہی جتنے نامرد تھے سب مورچون سے غل مچاتے مثل مورملخ بیلی گارد مین پہلے اور رعایا شہر محتاجین باسیدوستیابی قسمت آزمائی سمجھ کر کٹنے لوٹنے لگے ہرچند وہان سوائے لیس خوردہ اور فضلہ اسباب کے کچھ نرہا تھا مگر اونکے نزدیک یہ بھی داخل فتوحات غیبی تھا گوداموں مین غلہ نکمہ ناقص کپڑون جسے پڑا سڑا رہگیا تھا وہ سب مال مفت سمجھکر لوٹا توپین چھوٹی بڑی جابجا مورچون پر یا زمین مین گاڑکر ناقص کرکے چھوڑ گئے تھے ہر پلٹن کے سپاہی نے پہچان کر اوٹھالین اور کیسی خوشی سے لے گئے جیسے گویا آپ لڑکر میدان سے آپ تھے ہزارون گولے گولیان شیشہ کی اور پلین لین اور کئی آلات غیر متعارف داگ گھر مین تھی یہ سب داخل سرکار ہوے کیوون سے صندوق بارودت اور بم کے گولے نکلنے لگے اس احتمال سے کہ شاید روپیہ ہوگا لطیفہ یہ ہے کہ ایک تلنگہ بم کا گولا اپنے دونون پانون مین رکھکر رکھائی سے توڑنے لگا اتفاقاً چوٹ سے لوہا رگڑی آگ دی دفعتہً وہ پھٹا پہلے وہ تلنگا کرہ نارمین اوڑگیا اور کئی آدمی پاس کے زخمی ہوے۔ بڑے صندوق چوبی تہخانے مین سامنے پڑا ہے کئے اور بہت سے ٹاٹ کے بورے پیسون کے بہرے ہوے اونکو روپیہ سمجھکر آپسمین لڑنے لگے جب پیسے دیکھے بانٹ لیے بائین باغ مین اسباب چوبی وغیرہ نکمہ و فضول جان کر جلا گئے تھے اوسکا خاکستر دور تک دورہ مین دیکھا اور ہر کوٹھی مین متفرق اسباب چوبی میز کرسی کوچ تپائی الماری شیشہ آلات ظروف چینی مسی آہنی ٹین جو رہگیا

تھا وہ سب لٹا ہزاروں کتابیں انگریزی لین فی من ایک روپیہ آتشبار اور پنساریوں نے لیلین
دو تین لاشین جا بجا پڑی تھیں اور احاطہ گرجا میں مقتولین کی قبریں تھیں ایک بڑی سرنگ سمت
شمال جانب دریا پہلوے کوٹھی رزیڈنٹی سے اور آگے چلے گئے تھے وہ فقط ملکر رہگئی تھی بلکہ
پہلے بیچر سپاہی جو لوٹ کو دوڑکے جاتے تھے ۱۵ آدمی او سکے اوڑنے سے اوڑ گئے تھے اوسدن
کوٹھے سلطانی جو چتر منزل فرح بخش وغیرہ میں تھی سپاہ باغی نے شمول پلٹن گارد کرکے لوٹنا
شروع کیا ہرچند سرکاری لوگون نے منع کیا ایک نے نہ سنا مثل خیمہ پشمینہ و شیشہ آلات ظروف
پڑی بسی نقرہ طلا وغیرہ مفتاح الدولہ نے جاکر کہا کہ یہ مال سرکاری ہے کیون لوٹتے ہو گولی
مارنے کو مستعد ہوے۔

جب فوج باغی کوٹھون کا اسباب بھی لوٹ چکی رزیڈنٹی کی کوٹھیون کے کھودنے پر مستعد ہوئی
کئی مہینے تک وہانکی لکڑی کھودکر جلائی شہر کے تماشہ بین خیرخواہان سرکار وصاحبان وثیقہ ونیشن جوق
جوق کئی مہینے جتنی کوٹھیان اور مکان احاطہ رزیڈنٹی مین تھی سب گولے اور گولیون سے غربال ہوگئی تھین
لنگر کوٹھی گنبس صاحب جبکہ بائین اور ایک درجہ کوٹھی بخشعلی خان فی الجملہ لائق سکونت معلوم ہوتا تھا اور
کوٹھی کے جلوخانے مین وسعت اور گنجایش ہزار ہا آدمی کی تھی بشرطیکہ سامان رسد وغیرہ خراب نہوجاتا
اردگرد ہر کوٹھی کے خندق و سرنگ بھی دی تھی غرض صاحبان فہم کے نزدیک مقام عبرت ہے یہی
اسی احاطہ رزیڈنٹی میں ایک دن نواب منتظم الدولہ کے چھپاتے اور حقہ کی ممانعت میڈکس صاحب
نے کی تھی اور زمان سابق مین اسی احاطے سے مرزا وزیر علیخان نواب ناظم محمد تحسین علیخان کو
نلیجا سکے تھے آج اوسی احاطے کی یہ صورت مثل خرابہ دکھلائی معلوم نہین کل کونسی صورت دکھائیگا
۵ مہینے تک صاحبان عالیشان مع کثرت میم و اطفال وغیرہ اس بندیخان مین رہے
اور پھر کس عظمت وشان بہادری سے لاکھون مین سے بسلامت نکلے چلے گئے ۔ ص

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

رکن الدولہ نواب محمد حسنخان ۱۲ صفر ۱۲۷۵ھ مطابق نومبر ۱۸۵۸ء مرض اسہال سے بیلی
مین مرگئے اور زیر درخت برگد برابر قبر شہید مرد گرشٹ اونکی قبر بیاراون نے یورپ یکجھم تھری
تھی فوج باغی نے اوسے دفینہ خزانہ سمجھکر کھود ڈالا تھا لاش کفن مین نظر آتی تھی کئی دن کھلا

پھر کھلی رہی اہل شہر نے تر سے سے بچایا تھا اوسکے عوض اونکی اولاد لیے تنخواہ دی اونکا پنشن بھی سرکار
سے جاری ہوا مرزا حیدر شکوہ کہتے تھے کہ نواب کو ہیضہ ہوا تھا دو تین دن مین فی الجملہ طبیعت
ٹھہر گئی تھی صاحب بستم سے یخنی حلوان کو طلب کیا تھا اونھون نے ایک ران بیل کی بھیجدی مین نے
منع کیا کہ از برائے خدا اسکی یخنی نہ بنوانا نمانا اوسی گوشت کی یخنی پی بعد چند دقیقہ کے کہنے لگے مین
و آسمان مجھے زرد معلوم ہوتا ہے آخر ہلاک ہوئے۔

راجہ بلبھی پور بیمار تھے وہ اپنی قضا سے دلکشا مین مر گئے اوسی صبح کو گنگادین ہرکارہ جلیگارد
کے خالی ہونے کی خبر سرکار مین لایا تھا کہ جتنے مکانات شاہی ہین سب سے فوج انگریزی چلی گئی
ہے ممو خان نے اوسے روپیہ انعام دیے میر واجد علی مقبرۂ جنت آرامگاہ پر گئے دیکھا کہ
ہزاروں آدمی بیلی گارد کو لوٹ رہا ہے۔

نانا راؤ نے قبل از داخلہ فوج انگریزی ہرکارے مقرر کیے تھے کہ جب فوج بیلی گارد سے
اسطرف بڑھے مجھے خبر کرنا اور اپنا اسباب چھکڑون پر بار کرکے مستعد بھاگنے پر ہو رہے تھے۔

اوسی دن نا عاقبت اندیش نا فہمون نے اخبار مختلف مشہور کیے کوئی ممو خان کوئی جناب عالیہ
سے عرض کرتا تھا انگریز خوف سے بھاگ گئے اب کبھی لکھنؤ کا ارادہ نہ کرینگے جنرل لیک صاحب
نے اسیطرح قلعۂ بھرت پور کو چھوڑ دیا تھا کوئی کہتا تھا ایک چٹھی جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی
ولایت سے آئی کہ بمجرد دیکھنے حکم چٹھی کے لکھنؤ کو چھوڑ دو کوئی کہتا تھا نانا راؤ فوج لیکر کانپور
گیا تھا اسیواسطے یہان سے چلے گئے کوئی کہتا تھا معجزہ ہوا افواج سبز پوش غیبی کے دیکھنے
سے چلے گئے خوشامدی کہتے تھے سب جناب عالیہ پر تائید خدا انگریز پر قہر خدا ہے اب کبھی ادھر
کا رخ نہ کرینگے یہ اقبال حضور ہے اب چین سے سلطنت کیجیے۔

تیسرے دن یہ خبر آئی کہ جنرل نانڈش کی مینیون کے پاس لاکھون کا جواہرات بیش بہا ہے
اور اب وہان سے جمع کرکے لیے جاتے ہین اگر کوئی سد راہ ہووے سب مال چھین لاوے ممو خان
نے سب افسران فوج باغی سے کہا جو یہ اسباب اور مینو نکو پکڑ لاویگا وہ جو اہر اسباب اوسکا دی
ہو دیکے علاوہ جاگیر و انعام کے اوسوقت منشی گلاب رائے منشی ستیل سنگھ اجیٹن پلٹن نادری جو باشغل
سنگھ پال تھانہ دار کے ساتھ تھے اوسنے عرض کی کہ اگر ستیل سنگھ کو حکم ہو وہ فوراً تعمیل حکم سرکار

کریگا جب اوسے یہ حکم پہونچا وہ ہم کمپنی ایک کمپنی کچھ سوار ایک توپ لیکر چلے تین طرف گیا
دو اونٹ مادہ گاؤ پچاس بھیڑین پکڑ لائے اور ظاہر کیا کہ مین نے انگریزون کو مارا
گورے لاشین اوٹھا کر لے گئے باقی چلا لے آیا اب پھر جاتا ہون ایک دوشالا ایک [illegible]
پانسو روپیہ نقد اور جو اسباب لاتے تھے اونکو دیا گلاب راے اپنے تئین کی بہی بہادری
لیے رہا تھا حالانکہ وہ اسباب رعایا کا لوٹ لائے تھے یا خود مول لے لیا تھا۔

جب یہ خبر عام ہوئی کہ نانا راؤ نے کانپور پھر لے لیا اور یہان آیا چاہتے ہین عالم
باغ سے بہی تھوڑے سے گورے چلے گئے ہین ارکان دولت نے یہ صلاح کی
کہ اب عالم باغ کو خالی کر دیجیے کسواسطے کہ فوج انگریزی مع اسباب اور سپاہیون کے الہ آباد
گئی ہے چند گورے زخمی بیمار سکھ وغیرہ اکیسو کی شمار مین رہ گئے ہین پھر قصد کانپور کا
کرنا کہ وہ ملک قدیم سے ہے ہاتھ سے نجانے پاوے اطلاع حکم بنام تعلقدار زمیندار اطراف
اضلاع جونپور بریلی رسول آباد وغیرہ جاری ہوا کہ فضل خدا سے بیلی گارد فتح ہوچکا چند
چند انگریز گورے جان بچاتے مع جواہرات و زر خطیر لیکر کانپور کیطرف بھاگے ہین جو انکو
زندہ یا سر لائیگا جاگیر و خلعت و انعام بہت سا پائیگا اور ایک سال کا پیسا بہی معاف ہوگا

نانا راؤ دولتخانہ مین اوترے تھے اونھون نے نگاہداشت فوج شروع کی
چنانچہ فوج مفرور دہلی وغیرہ مراد کا کمپ نوکر رکھکر قریب دو ہزار یہان آئے تھے
اور صرف تنخواہ وغیرہ اس روپیہ پر تھا کہ قریب لاکھ کے جواہر رہن اور فروخت
لکھنؤ کے مہاجنون کے ہاتھ ہوا تھا اور دو بڑی توپین اور کچھ فوج اس سرکار
سے طلب کی جب نہ ملی ناخوش ہوے اور اکثر اونکی سپاہ نے شہر مین لوٹ شروع
کی اوسوقت سرکار سے حکم پہونچا کہ تمہاری فوج شہر کو لوٹتی ہے اسے شہر سے
باہر رکھو اونھون نے جواب دیا ہماری تمہاری دونون لوٹتی ہے یہ بات خلاف طبع
سرکار ہوئی اسکا کورٹ ہوا کہ آج اونھون نے یہ بات کہی ہے ایسا نہو کل کوئی فتور
ریاست مین ڈالین انکا رہنا مناسب نہین افسرون نے کہا اونکی کیا اصل ہے نکال
دیے جائینگے مگر جہان سرکار ہین یہ امر خلاف ریاست ہے اس جہت سے یہ امر ملتوی رہا۔

نقل عجیب سانحۂ خاص شہر

جب فوج انگریزی نہر ہی سے داخل مکانات شاہی ہوئی رعایا غربا جو وہان رہتی تھی سب بھاگ کر شہر مین جابجا جا رہی اتفاقاً ایک غریب اپنے مکان مین رہگیا تھا دن کو گورون کے ڈر سے باہر نہ نکلا قریب شام گھر سے باہر نکل کر گیا ہم گورے اوسکے گھر مین چلے آئے عورتین ایک دالان مین کھانا پکاتی تھین گورون نے دیگچی سے خشکا روٹی گوشت ساگ دال اپنی کرتیون کے دامن مین رکھا ایک کونڈے مین گرم گرم بیچ چاولون کی تھی اوسے ایک گورا اوٹھا کر پھیکنے لگا کہ دفعتہ فوج مین ہوگل ہوا گورے دوڑے چلے گئے اوس گورے کی پالٹین ہمیانی گر پڑی گھر کی بی بی نے اوسے اوٹھا لیا ۱۳ اشرفی اور کئی روپے تھے شکر خدا بجالائی جب گھر کے میان آئے اونکے ساتھ بات کو شہر مین آئی —

اسیطرح ایک شخص شام کو حضرت گنج سے چلا آتا تھا دو تلنگون نے اوسے گوئندہ کہکر پکڑ لیا ہرچند اوسنے واد و بیداد کی فنا مختصر یہ کہ دو روپے پر تصفیہ ہوا ایک روپیہ اوسکے پاس تھا دیا دوسرے دینے کو گولہ گنج لیچلا جب عظیم اللہ خان کی کوٹھی کے نیچے پہونچے ایک تلنگے کے گولی لگی گر پڑا دوسرا اوٹھانے کو جھکا اوسے دوسری لگی اوسنے دونون کی کمر سے ۱۳ اشرفی کئی روپے لیے اور بندوق دونون کی لیکر اپنے گھر آیا صبح کو نخاس مین ۴ روپے کو بندوق بیچا اور اپنے گھر آکر چین سے رہا - ایک دن گورے گھیر کر چلی گارد سے نکلے نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین آئے جو سامنے آیا نشانہ تفنگ کیا ایک نیل گاؤ کئی لیط لیکر باہر نکلے فیلخانہ زدہ بٹی سی کئی ڈکانداری مارے پھر شاہ پیر جلیل کے ٹیلے پر بیٹھکر راہ گیرونکو گولی مارنے لگے —

اکیدن گورے گولہ گنج مین چلے آتے دوکاندار بھاگے انکی دوکان سے جو چیزین کھانے کی تھین لیکر پدارین کی مسجد پر بیٹھکر نوشجان کین آپسمین ہنسنے لگے میان محترم کے گھر سے بہت مرغ مرغی پکڑ لائی محبوب علیخان نواب ناظر اپنے گھر مین رہگئے تھے مسلح رہتے تھے مارے گئے —

نجیبون کی پلٹن جسکا ڈیرا نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین تھا گورون کے آنے سے ونکو بھاگ جانے کی مہلت کم ملی اپنے ڈیرا ڈیرا کرتے تھے اکدن سپاہیون نے اسباب فراش خانہ وغیرہ ہم

باقی صاف کیا اسکی سرکار مین نالش ہوئی آخر نواب نے اسی الزام سے اون کے
کمیدان کو موقوف کروا دیا۔

اس عرصہ مین جناب عالیہ نے ارکان دولت کے سمجھانے سے رحم کھاکر نواب منور الدولہ
کو قید سے چھوڑ دیا دوسرے دن افسر پھر پکڑ لائے لیکن بسلامت گھر آئے دوسرے تیسرے دن
خائف و ترسان ہوکر دربار جناب عالیہ مین سلام کو آیا کرتے تھے اور مرزا ابوتراب خان
اپنے داماد کے گھر مین رہتے تھے۔

کواغذ نوٹ سرکار جنکے پاس تھے اکثرون کے کارندون کے بہکانے سے فی صدی دس بیس
روپے پر بیچے کلکتہ مین لکھنؤ اور جہان جہان فساد ہوا تھا وہانکے نوٹ لینے کی سرکار سے ممانعت ہو گئی
تھی اسپر بھی بہت سے مہاجن لکھنؤ کے اسکی خرید مین ساہوجی بنگئے اور بالک محتاج ہو گئے۔

جنرل اوٹرم صاحب کا سمت کانپور و الہ آباد بیبیون کے ساتھ جانا

جب جنرل اوٹرم صاحب قافلہ بیبی گارد لیکر کانپور پہونچے اوسوقت تانتیا راؤ نے گوالیار
سے مع فوج کمپ مرار کانپور پہونچکر دوسرا ہنگامہ برپا کیا تھا اور گولہ طرفین سے چل رہا تھا
شہر کو گھیر لیا تھا بیبیان یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوئین کہ عجیب ماجرا ہے ایک بلا سے
خدا نے نکالا دوسری بلا مین پڑے اوسوقت بیبیون کو اس پار دریا کے اوتار دیا یہ خبر
سنکر رانا راؤ فتحپور چوراسی پہونچے وہان لوگ جمع کرکے مع فوج شیو راج پور کے گھاٹ
رہے جو قریب کانپور ہے۔

کمانڈر انچیف نے اپنی فوج کے کئی ڈویژن کیے ایک پورب - دوسرا پچھم۔ تیسرا اتر مقابل
تیار رکھا جب مقابلہ دونون ڈویژن مین ہوا پہلو سے مارنا شروع کیا تانتیا راؤ تاب مقابلہ جنگ
نلاسکا مع فوج مرار بھاگا اوسکا ذکر کچھ تفصیل سے اپنے مقام پر آئیگا غرض جب ہر طرف فوج
لگی رانا راؤ قریب پانچہزار سپاہ کے یہ خبر سنتے ہی بھاگ کر صاحب سنگھ چودھری کی گڑھی مین
اور فتحپور مین پڑے رہے اور کمپ مرار مع بخت خان سپہ سالار تین توپین اور پلٹین جاننا

مع ایک توپ لکھنؤ آیا رانا راؤنی محبت نامہ مرزا جہاندار قدر کو لکھا کہ ہمارے تمہارے کچھ غیریت نہیں ہماری فوج بھاگ کر یہان آئی ہے اونسے توپین لیکر ہمین بھیجدو اس امر پر سرکار مین شورا ہوا کہ توپین کسیطرح دینا مناسب نہین ہے کسواسطے کہ اوسسے قوت ہوجائیگی اسکا جواب گیا کہ ہمارے تمہارے کچھ مغایرت نہین ہے آپ یہان آئیے متفق ہوکر عالم باغ پر دھاوا کرکے انگریزون کو مارلین بعد اسکے فوج کسنی کا نپور پر ہو تمہارا قبضہ وہان کردیا جائیگا اس جواب سے رانا راؤ منغص ہوا اوسکی ہمراہی مین ۲ ہزار فوج نوکر رکھی —

قاسم خان رسالدار ۵ رسالہ جو فوج مفرور مرار کے لینے کو فرخ آباد لیا تھا وہان کی رہا بھی فوج باغی کی بدولت خاک مین مل چکی تھی بروقت مراجعت رانا راؤ نے اپنی اسی ناخوشی خاطر ارادہ اونکے روکنے کا کیا کہ مقابلہ کرکے توپین چھین لین مگر خان مذکور نے سخت گفتگو کی اور مستعد مقابلہ ہوا رانا راؤ نے طرح دی خان مع فوج ہمراہی داخل لکھنؤ ہوا کمپ مرار مین ۱۲ ہزار تلنگے ۵۰ توپین چھین پارووالی کوٹھی مین پڑاؤ ہوا اور رہ سپرد عبدالہادی خان قندھاری رسالدار ہوا اوسکا مورچہ قلعہ جلال آباد مین مقرر ہوا

بعد اسکے جب شہر مین لوٹ ہونے لگی اور چودھری مہاجنون پر ممو خان نے تاکید کی کہ مہاجنون نے دس روپے سیکڑا نوٹ مول لیے ہین اور یہ لوگونکو دم دیتے ہین کہ کلکتہ مین بھی انگریز نہین ہین اور کلکتہ مین بدلنے پر اسی روپیے پر بیچ لیتے ہین انکو بہت فائدہ ہوتا ہے کرور روپیہ اونسے لینا چاہیے ورنہ سب کو لوٹ لیا جائیگا جب سب مہاجن جمع ہوے غدر کیا کہ روپیہ نہین ہے جب کسیطرح سے مفر نہ دیکھا قریب لاکھ روپیے کے سب نے ملکر دیا مگر اسپر بھی تاکید طلب زر چلی گئی اہل وثایق سے بھی روپیہ طلب ہوا ورجنبا بعالیہ کا حال یہ تھا کہ تمام کوٹھون مین گرد قنات لگاکے اور محلون مین بھی خود چلی جاتی تھین جو روپیہ چاندی سونا اسباب ہاتھ لگتا تھا محل مین بھیجا کرتی تھین اور باہر شہر کے بھی ممو خان یوسف خان وغیرہ نے لوٹ مچا رکھی تھی غرض رعایا سے شہر ہر طرح سے لوٹی گئی جنکی تفصیل جسقدر زبانی یاد تھی نہ مندرج ہے لکھتا ہے

۱ — آغا علی خان ناظم آغا حسن خان کے سگے بھائی —

۲ — قیام الدولہ بخشی راجہ شیر جنگ متوفی اشرفی مسمت زر نقد لک جواہر

۲۶- خاص محل	ھہ لک
۲۷- دلدار محل	صہ لک
۲۸- دلدار محل	دو لک
۲۹- خورد محل	سے
۳۰- سلطان محل	سے
۳۱- خورشید محل	دہے
۳۲- ملکہ جہان	دہے
۳۳- تاج محل	لک
۳۴- مونس سلطان	دہے
۳۵- اچھے صاحب مصاحب خاص محل	عہ
۳۶- منجھو صاحب مصاحب ملکہ کشور	ے
جمع	ساعہ لک ہے

جب یہ صورت ہوئی آخر تنگ ہوکر اکثر مہاجن و رعایاے شہر اس ظلم وستم سے احمد علی شاہ کے پاس فریاد کو گئے کہ ہمپر یہ جور و ظلم ہو رہا ہے اگر راہ صاف ہوتی کہین اور چلے جاتے اگر نواب سے نالش کرتے ہین جواب دیتے ہین کہ ممو خان کے کام مین مجھے کچھ دخل نہین ہے اگر اونکے پاس جاتے ہین کوئی شنوائی نہین کرتا بجز طلب زر کے اب کہان سے روپیہ لا دین پہلے تلنگون نے لوٹا اب خود سرکار لوٹتی ہے فقیر نے جواب دیا کہ اگر کوئی نوکر ممو خان - یوسف خان کا دوڑ لائے جسکے مکان پر وہ فوراً ہمین خبر دے یہان سے تلنگے جا کر گرفتار کر لائینگے اور میر ساہ جی نے پچاس ہرکارے مخبری کو نوکر رکھے کہ جب کسی رعایا کے مکان پر دوڑ جائے فوراً خبر کرد چنانچہ مین دن یا ایک مہینے تک یہی صورت رہی کہ جب کہین دوڑ جاتی تھی تلنگے پکڑ لاتے تھے اور یوسف خان خود تلنگون کو دیکھکر بھاگ جاتا تھا آخر ممو خان نے فوج سے صلاح کی کہ یہ دو عملہ اچھا نہین شاہ جی مقدمات ملکی مین دخل دیتے ہین تحصیلدار وغیرہ اپنے طور پر مقرر کرتے ہین انکے اخراج یا قتل کی تدبیر کیا چاہیے کسواسطے کہ الٰہی بخش اپنے منشی کو بہرام گھاٹ پر واسطے تحصیل زر محصول ٹھون کے

روانہ کیا ہے اسواسطے تم سے صلاح کیجاتی ہے کہ تم اپنی فوج لیجاکر زندہ یا شاہ جی کا سر لاو چنانچہ
احمد علی وارد وغیرہ حسین آباد مع اپنے کمپ اور کئی ضرب توپ لیکر گئے جہان شاہ جی اوترے
ہوے تھے اونسنے بھی توپین لگاوین اور حکم دیا کوئی آوے تم بھی مارو اندر نہ آنے دو جب افسرون
نے اندر جانے کا قصد کیا شاہ جی نے روکا اسمین ۵ گھنٹہ تک لڑائی توپ بندوق کی طرفین سے
رہی کسی افسر کو حوصلہ دھاوے کا نہ ہوا عرض گیارہ دن تک محاصرہ کرکے شاہ جی کا دانہ پانی بند کیا
رسد اندر پہنچانے پاتی تھی بعد اسکے تلنگے جو محاصرہ کیے ہوے تھے افسرون سے منحرف ہوکر رات
کو شاہ جی شیش محل و دولتخانہ قدیم مین لائے دو دن تک وہان ٹھہرے پھر سورہے متصل گڑھی کنور
اور کنوسی ہو گیا ممو خان نے فوج سے کہا ہم تمہاری تنخواہ نہ دینگے یہ کتنے بہت برا کیا اسپر بہوت
سے تلنگے اور سوارون نے نوکری چھوڑ دی اور شاہ جی کو وہان سے چکروالی کوٹھی مین لیگئے
شاہ جی کا ارادہ فیض آباد جانے کا ہوا

تقرر تحصیلدار و عمال ملک فرخ آباد پر

ایک دن سورہ خاص ہوا سب اہلکار جمع ہوکر کہنے لگے برجلیسقدر بادشاہ ہین اور
تفضل حسینخان نواب فرخ آباد مر دلڑہے رانا راؤ بھی واہی ہے کانپور فرخ آباد اس ملک
اودھ مین شامل تھا وہان کسی تحصیلدار کو بھیجنا چاہیے اگر وہ ازخود ندین قتل و قمع کرکے
لینا چاہیے چنانچہ خان علیخان تحصیلدار نظامت تجویز ہوے اور ایک کمپ کامل مع ۵ ضرب توپ
اونکے ساتھ ہوا ۔ ۴ پارچہ کا خلعت پاکے روانہ ہوے اونکے ساتھ ۱۰ ہاتھی ۱۳۰ اونٹ وس چھکڑا
ایک خیمہ دو چوبدار دس چپراسی مقرر ہوے جب وہ ساندی پہونچے ہردیو بخش تعلقدار کٹھاری کو
طلب کیا وہ ابتدا بلوے سے شریک رنج و راحت صاحبان عالیشان ہر امر مین رہے تھے اور
احوال لکھنو کا معرفت اپنے وکیل کے مفصل معلوم کرتے رہے تھے خان مذکور نے سرکار مین
عرض کیا یہ تعلقدار انگریزون سے ملا ہے اور بہت سی میم و انگریز فرخ آباد کو موضع کھسوہ اپنے
زمینداری مین چھپائے ہین اونکی حفاظت کو شیو سنگھ لالتا بخش اپنے چچا کو مقرر کیا ہے

اور ہر طرح سے اُنکا مددگار ہے اور تمام مال واسباب انگریزونکا اپنی حفاظت مین رکھا ہی اونکا
وکیل قدیم لکھنؤ سے سارا احوال مشرح ظاہر دیوبخش کو لکھتا رہتا ہی فدویکو ایسے آدمیون کے
نزدیک رہنا خالی از نقصان نہین لہذا اوسکا وکیل گرفتار کیا جاوے اور اوسکا تدارک واجب اور
لازم ہی اور بقصد خانہ زاد کا پہلے اوسکے قتل و قمع کا ہی بعد اسکے قدم آگے رکھونگا یہان سے
حکم ہوا بہتر چنانچہ جب فوج تعلقدار مذکور پر گئی اونھون نے لڑنا مناسب نہ جانا کچھ روپیہ
خان علی خان اور محمد مرزا چکلہ دار سانڈی کو نذرانہ دیکر رفع شر کیا

تسلط مستعار میر محمد حسن خان ناظم غصبی گورکھپور اور اونکی شکست

میر محمد حسین خان ناظم گونڈہ وبہرایچ زمان شاہی کو تسلط مستعار گورکھپور پر محض یاوری اقبال سے ہوا
مگر افسوس یہ ہی کہ وہ اپنی قدر ومنزلت نہ سمجھے اور نہ انجام کار کا خیال کیا اونکی خودپسندی اونھین خراب
کیا اصل صورت یہ ہوئی کہ جب لکھنؤ مین ہنگامۂ فساد پھانسی در اہتمام و انتظام مفسدین اور تحقیقات
ہر باقی بانی مبدء فساد اور صاحب ارادے اولوالعزم کے شروع ہوے میر مذکور خائف و ترسان ہوکر
لکھنؤ سے باہر نکلے کہ مبادا کوئی مجھے بھی جاسوس سرکار مین کسی حیلے سے گرفتار کروا دے لہذا بسبب اسناد
وقت ہجرت بہتر ہے چنانچہ جب مانڈے پہونچے وہان اپنی اولوالعزمی اور چالاکی سے مہاجنون سے از راہ
معاملہ پانچ دھ ہکا روپیہ لیکر کئی سو سپاہی نوکر رکھکر گورکھپور کا میدان خالی دیکھکر چلے اور وہان کی
رعایا ہمیشہ سے غریب اور کمزور رہی ہی اور جب سے عملداری سرکار ہوئی ہی کئی پشت سے ہتھیار حرب
کے نام بھی بھول گئے ہین بلکہ یہانکا دستور یہ ہی کہ جتنے آلات قلبہ رانی کشتکاری کے ہین دن
کو کام کرکے شام کو شمار کرکے سپرد تھانہ کر دیتے ہین غرض پہلے ناظم ڈک ڈدی اپنی گانون
مین کنار دریا جا کر رہے اتفاقاً جب بول کی پلٹن نے فیض آباد مین بلوا کیا تھا کرنل لنیمیدھا صاحب
مع میم اپنی میم او تین بچون خردسال مع ایک خدمتگار کسی حکمت سے بدمعاشون سے
بسلامت پار دریا کے اوتر کے ادہر کے کھیت مین چھپ کر بیٹھے تھے سبحان خان نامی یکہ
سرتبدی ملازم ناظم ادہر سے گذرا چاہتا تھا صاحب کو تنہا پا کے اسواسطے کہ سرکار سے

موافق اشتہار کے انعام پائیگا ناگاہ میر علی حسین داروغہ اور میر احمد علی ماموے میر مہدی حسین خان نے
یہ ماجرا دیکھکر ناظم سے بیان کیا وہ ایک باغ مین بیٹھے ہوے تھے حکم کیا اوس یکہ کو جلد میرے پاس لیکر آ
اور صاحب کو اپنے ساتھ لے آؤ اون دونون نے سبحان خان کو بہت سخت سست کہکر وہان
سے ہٹایا صاحب سے کہا آپ کو ناظم بلاتے ہین ہمارے ساتھ چلیے صاحب سمجھے کہ کوئی
نواب ہے جسنے ہمین بلایا ہے غالب ہے کہ وہ اپنی ناموری سمجھکر ہمین قتل کریگا غرض صاحب
ناظم کے پاس آئے میم اور بچونکو علیحدہ چھوڑا اتفاقاً صاحب نے دیکھا کہ ناظم اور میر مہدی حسین خان
دونون بیٹھے ہوے ایک تلوار کو تھوڑا میان سے کھینچکر دیکھ رہے ہین اوسوقت زیادہ یقین قتل
ہوگیا جب قریب آئے اپنے ہاتھ باندھ بہت خوف سے کہا ہمارے واسطے کیا آپ نے حکم دیا
ہے ناظم نے کرسی منگوائی کہا آپ بیٹھیے اور اوس تلوار کو صاحب کے ہاتھ مین دیکر کہا ہم چاہتے
ہین کہ اس تلوار ولایتی کو تھوڑا اوتروا ڈالین آپ کے نزدیک کیا مناسب ہے صاحب نے کہا
کاری ولایت اسکی قیمت سات سو روپیے سے کم نہین ہے اگر اوتاری جائیگی بالکل خراب جائیگی
ناظم نے تلوار کو اپنے گھر بھیجدیا صاحب کی جان مین جان آئی بعد اسکے ناظم نے ایک پیالہ مین
میوہ جات اور دودھ جو اوسوقت تیار تھا منگواکر صاحب کو دیا اور میم کو بھی بھیجا صاحب نے
کہا کہ یہ ہم بڈھون کے کھانے کی چیز ہے بعد اسکے ناظم نے صاحب سے کہا آپ ہمارے پاس
باطمینان تمام رہیے کسیطرح کا اندیشہ نکیجیے ایک مکان خاص رہنے کو دیا اور کپڑے بہت سے
زنانے مردانے بھجوا دیے اور جتنا سامان مہمانی ممکن ہوسکا مہیا کردیا فی الجملہ تسکین خاطر
صاحب ہوئی مگر باطن مین خایف و ترسان بھی رہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے بعد سات
دن کے زمیندار و تعلقدار گرد و پیش نے ایک ہنگامہ برپا کیا کہ ناظم نے انگریزونکو چھپایا ہے
اور اونسے موافقت رکھتا ہے ناظم نے از راہ عاقبت اندیشی لوگون کے رفع الزام کے واسطے
دو ایک شخص کو میم صاحب کے کپڑے پہنا کے دوسرے کو صاحب کے کپڑے پہناکر اپنے گھر سے نکالدیا اور پکار کر کہا جسپر سب کو شبہہ
الزام تھا مین نے سب کی سامنے صاحب و میم کو اپنے گھر سے نکالدیا جہان چاہین چلے جائین اب کوئی شبہہ [illegible]
کہی دور جاکر وہ دونون شخص انگریزی لباس اوتار کر چلے آئی اوسکے بعد ناظم نے صاحب سے کہا کہ اب
جہان فرمایئن ہم آپکو سلامت پہونچا دین صاحب نے کہا ہماری ایک چٹھی اعظم گڈھ دوسری گورکھپور بھیجو [illegible]

جواب آئیگا ہم بھیجے ہمین گے چنانچہ جب جواب باصواب آیا ناظم نے پالکیون مین سوار کرا اپنے سپاہیون کی حفاظت مین قریب اعظم گڈھہ پہونچا دیا وہان سے بسلامت اعظم گڈھہ پہونچکے چٹھی شکریہ ناظم کو بھیجی اور پانچہزار روپیہ انعام۔ ناظم نے وہ پانچہزار روپیہ پھیر دیا اور کہلا بھیجا کہ ہمین اس روپیہ کی کچھہ احتیاج نہین۔

جب اس کیفیت خاص اور ناظم کی جانفشانی سے برڈ صاحب ڈپٹی کمشنر گورکھپور مطلع ہوے انسے کہلا بھیجا کہ سات لاکھہ روپیہ ہمارے خزانے مین موجود ہے تم یہان چلے آؤ اسے لیکر سارے علاقے مین اپنا بندوبست کرو۔

بہرحال سرکار سے مطمین ہے اونکو اس ثروت ناپائدار بے ثبات دنیا کا ایک نشہ بے فروغ ہوگیا تھا اوسکا جواب کچھہ بے اعتنائی سے لکھہ بھیجا اوسوقت صاحب کو اور ایک خدشہ پیدا ہوا کہ شاید یہ ہمسے صاف نہین جب ناظم نے پانچہزار سپاہ کی جمعیت سے گورکھپور کو کوچ کیا خلیل آباد دس کوس وہان سے پہونچے برڈ صاحب مضطر ہو کر ۶ ہزار فوج اور کرانچی خزانہ لیکر راہی اعظم گڈھہ ہوے راہ مین مقابلہ ہوا فوج ناظم غالب آئی برڈ صاحب خزانہ چھوڑ کر ۳ کوس لشکر سے ہٹکر جا پڑے سپاہ کم حوصلہ ناظم خزانہ کی کرانچیو نپر گری کہ پہلے اس روپئے کو غازی مردونپر تقسیم کرلین کہ یہ حق غازیان ہے اور دشمن کمین سے مطمین ہوگئے صاحب انکی خبر غفلت سن ایک آن واحد مین آپڑے بڑا کشت وخون ہوا۔ ۶ سو سپاہی ناظم مارے گئے صاحب مع خزانہ اور نعش مقتولین لیکر چلے گئے۔ ناظم یکسوار فوج انگریزی مین گھر گئے کسی طرف راہ گریز گاہ نپائی فوج انگریزی نے انھین مطلق نہ پہچانا ورنہ اوسیوقت انکا کام تمام تھا غرض جب فوج انگریزی خزانہ لیکر اپنے لشکر مین آئی تا ناظم بہزار خرابی اپنی فوج کذائی سے آکر ملے۔

جب وہان سے گورکھپور مین آئے یہان میدان خالی ہوگیا تھا رعایا غریب بھی انھون نے اپنا بندوبست کیا جیلخانے کے بندھوونکو چھوڑ دیا اونکے پاؤن کی بیڑیان کٹوا دین انھون نے کہا ہم سب آپکے پسینے پر اپنا لہو گرائینگے اونمین سے اکثر کبھی تھے سیکڑون قالین غالیچے سوتی اونی بنتے تھے جو شخص جس کام کو جانتا تھا اوسی پر مامور ہوا جیلخانے مین میگزین رکھا مجموعۂ ۸ یا ۱۰ ہزار ہوگئی تھین اور ۲۵ ہزار بندوقچی نوکر رکھے اور کئی سو سوار ۲۶ ہزار روپیہ یومیہ

پٹھہ سیاہ و خیرات وغیرہ پر تقسیم کیا جاتا تھا۔ شیشہ آلات۔ ظروف چینی۔ چامی پانی اور کھانے کی
فرش قالین اسباب چوبی ہزارہا کتب انگریزی جو ہر صاحب کی کوٹھی مین تھا چھکڑا دون پہ بار کرکے
فیض آباد بھیجا اوسمین سے کچھ ناظم کے گھر پار راجہ مانسنگھ لوٹ کرا پنے گھر لے لیگئے باقی جتنا اسباب تھا
سب لٹا اگر بعد رفع فساد بھی استقدر اسباب کا کہین نشان بھی نہ ملا معلوم نہین کہان گیا کسکے پاس
گیا رعیت کچھی تھی سب نے روپیہ تحصیل بے منت دیا جب ناظم نے عرضی سرکار پر جیسی یہان بھیجی خلعت
سرفرازی مع خطاب مقرب الدولہ عنایت ہوا سیکڑون شرفا محتاجین لکھنو فاقہ مست جا پہنچے
ہر ایک کو خدمت دی حضرات مغلیہ مفلوک کالی لبنی ٹوپی سر پر رکھے لاتھی کمر مین باندھ دھکے
یہ فرقہ خاص خدا سے ایسا دن چاہتا تھا موافق دستور ولایت ہر ایک شمشیر سکہ تباشش تھو ناظم
ناظم نے انکی بہت عزت سے نسبت ہندوستانیون کے رکھا حالانکہ مقدمہ سورگی کبسر نواب شجاع الدولہ کی
بھی مشہور معروف تھا اور تیار ہی بیگمین وقائع دودھس کی ہونے لگی ہزار فرد ورگی روئی ہوئی
اب ناظم کا نشہ اقبال حد سے زیادہ خلل دماغ سے بڑھا اور اپنی صحبت مین اکثر کہتے تھے
صاحب شمشیر اپنی قوت بازو سے صاحب تخت تاج ہوگئے ہین خدا نے حالت یاس تنہا
میرے واسطے ایسی صورت نکالی ہے اس عرصہ مین متواتر چاہا کہ وکیل مہاراجہ سر جنگ
بہادر وزیر اعظم و سپہ سالار ملک نیپال سے کوئی صورت موافقت نکلے مگر نہوئی
اب اوسی یاوری اقبال نے صورت ادبار پیدا کی کہ فوج باغی اور جتنے فرزند و ملازم
تھے سب نے باتفاق رعایا سے غریب و مظلوم پر دست تعدی دراز کیا آخر رعایا نے حاکمیت
پاس یہان رجوع حاکم منتظم تحقیقی سے کی ہر چند ناظم نے اسکا تدارک و بست خانا ممکن تھا کیا
انکا نے نہ سنا۔

جب ونگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر بہرایچ نے یہ حال دیکھا اور راجہ درگبجے سنگھ بلرامپور کی
سے فوج باغی کے ہاتھ سے مع چند صاحب نجات پاکر بانسی گئے ۳۲ کوس گورکھپور سے اور
مہینے بھر تک مہمان راجہ رہے بہت احسان مند ہوے ازانجملہ ایک خیر خواہی و نمک حلالی راجہ
کی یہ تھی کہ مدت بلوے مین کاغذ نوٹ خرید کرکے بابت زر اقساط سرکار الہ آباد بھیجے اس جہت سے
زیادہ تر وثوق اور مقبولی اور معززین سرکار نمبر اول مین ہوا اور بظاہر شراکت فوج باغی کو

بلطایف الحیل ٹال دیا اور جب کوئی راجہ طعنہ زن ہوتا تھا کہ تم رعایاے شاہی تھے مثل اور ونکے شریک حال نہوے جواب شافی دیا کہ بادشاہ جسکے ہم ماتحت تھے اوسنے ابتداے عملداری انگریزی مین ہمین سپرد سرکار گورنمنٹ کرکے حکم قطعی دیا کہ زنہار سرکار غیر سمجھکر کسی طرح کی بغاوت نکرنا پس ہمنے سرکارین کی فرمانبرداری کی اسکا حال گنیس صاحب نے اپنی کتاب مین مفصل لکھا ہے مگر وکیل راجہ بھی دربار برجیس مین دریافت حال کو حاضر رہتا تھا۔

خلاصہ جب گورکھپور مین یہ ظلم رعایاے غریب پر ہوا اور اسکی داد بیداد اور راجہ نیپال تک پہونچی مہاراجہ جنگ بہادر مختار کار سپہ سالار سے صورت استعانت قرار پائی وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ مہاراج جنگ بہادر کئی برس اسکے پیشتر لندن جاکر وہان دستور سلطنت سے خوب واقف ہوے تھے اور وہان منفرد جانکر سرکار سے بہت عزت و توقیر ہوئی تھی اسنکے جانے کی کیفیت اکثر اخبار کلکتہ مین چھپی ہے غرض دو کمپ تلنگہ مع توپخانہ لے کر شریک حال سرکار دولتمدار ہوے اور عہد و پیمان حدود دانڈہ ملک اودھ مع نقد و جنس لوٹ وغیرہ سرکار سے اونکا مقرر ہوچکا تھا چنانچہ دنیگفیلڈ صاحب کمشنر بہرایچ اور برڈ صاحب کلکٹر گورکھپور کہ پیشتر سے پانچ افسران نثار مہاراجہ بلرام پور مع دو سو جوانمردان دلسوز نہایت جری و سرفروش اونکی محافظت کو اور ہر طرح مدد دہی کو ہر وقت و ہر حال اونکے شریک کوشش و ہمراہ تھے مع کمپ مہاراجہ جنگ بہادر گورکھپور سے مقابلہ و استیصال فوج باغی شروع کیا بہرکیف جب ناظم کی فوج کہ ذائی سے مقابلہ ہوا کئی جگہ تھوڑا سست حرکت مذبوحی سے لڑے پھر بھاگے ناظم قلعے مین آئے وہان بھی نہ ٹھہر سکے ہر چند اوسے کچھ درست کیا تھا بس ایک تلاطم حشر برپا ہوا جتنے ملازم تھے سب لوٹ پر جھکے ناظم ہاتھی پر سوار دریا کے پار اترے کنارہ دریا تک فوج جنگ بہادر پیچھا کرتی چلی آئی اور شہر کی رعایا جو ظالمون کے ہاتھ سے جلی ہوئی تھی اپنے کوٹھون سے پتھر مارتی تھی ان سب کے حواس کھو دیے تھے بھاگنا مشکل پڑا تھا ہزارون دریا مین ڈوب کر مرگئے سیکڑون اس کثرت سے کشتیون پر سوار ہوے کہ سکو لے ڈوبے ہزارون روپے کا مال ذاتی ہر شخص کا جو لکھنو سے لیگئے تھے چھکڑے اونٹ پر بار رہگیا تھا جہان تھا وہین رہا دونون طرف دریا کے لاشون کا پشتہ اونچا ہوگیا تھا تیسرے چوتھے دن جان بچاکر فیض آباد

ودگوش و نکہ بنی سے پہونچا راہ مین زمینداروں نے تنکار کیا ناظم ڈک دوے مین آئے
وہان بھی نہ ٹھہر سکے ٹانڈے آئے۔

جب خبر شکست سرکار مین پہونچی نادر مرزا وثیقہ دار سرکار دولتمدار بسبب میر دوست علی
سگے بھائی ناظم چار رسالہ تلنگہ جنگی ایک رسالہ توپخانہ مع راجہ مان سنگہ بہادر ہاتھی کمک کو بیکہ
روانہ ہوے کہ فیض آباد سے سامان جنگ درست کر کے استیصال فوج انگریزی و نیپالی
کرینگے وہان راجہ کے ورغلانے سے فوج نے تنخواہ مانگی گھیر لیا کئی دن تک ناظم گرفتار و مقید
رہے آخر ہزار خرابی کچھ دیکر صورت معاملہ ٹھہری اور تیاری امروز فردا مین رہے جبتک
کہ کام تمام ہوگیا بھگیلون نے سید ہاراشہ اپنے گھر کا لیا کئی دن تک ناظم مع نادر مرزا شریک حال
جناب عالیہ بونڈی مین جاکر ہوے جب یہان بھی شکست ہوئی سب کے ساتھ پہاڑ کیطرف
بھاگے جب کوئی صورت نہ بن پڑی اور سرکار سے مطلق امان بخشی ہوئی اوسوقت مفرور نا
مایوس ہوکر دخیل امان سرکار ہوے اوسوقت میر مہدی حسن خان ناظم۔ میر دوست علی بھی
حاضر ہوے اپنی خیرخواہی کرنل صاحب مذکور سے بیان کی۔ کلکتہ سے اونکی چٹھی بھی آئی بعد
تحقیقات کے کئی مہینے روبکاری بعد لکھنو سے نجات پاکر روانہ ہوے ہرچند حکام اودھ سے
انکی رہائی بہت دشوار تھی مگر اوسیقدر نیکی انکے کام آئی ورنہ پھانسی سے ہرگز نہ بچتے یا
کوئی جلاے وطن کی ہوتی کرنل صاحب سینہ سپر ہوے اور نواب گورنر جنرل کو اونکے باب
مین بہت کچھ لکھا۔

میر مہدی حسن خان کے واسطے اوس جلدوے وحسن سلوک کے دو سو روپیہ ماہواری
کا پنشن مقرر ہوا مگر حکم محکم یہ بھی ہوا کہ مع میر محمد حسن خان جاکر اپنے وطن مین رہو کہین اور نجانا۔
نادر مرزا کیواسطے حکمنامہ طلبی کیا جب نہ گئے وثیقہ دائمی ضبط سرکار ہوا پھر انہوں نے درخواست
وثیقہ کی روبکاری کلکتہ مین ہوئی۔ استحقاق ثابت مگر انکی بے جرمی نہین ثابت۔ نادر مرزا
کی تقریر یہ تھی کہ انگریزون کی جان بخشی تو شاید بخش بھی دون مگر اون ہندوستانیون کی جان
بخشی ہرگز نہ کرونگا جو کسیطرح انگریزون کی سازش مین مشتبہ بھی ہونگے لہذا پھر نہ ملا آخر نوبت
ولایت پہونچی وہان بھی وہی صورت خاص ہوئی مایوس ہوکر رامپور گئے نواب ذی کمی برس تک

انکی خدمت کی بہت عزت سے رہے جب رخصت لیکر لکھنؤ آکے انتقال کیا انکی بہنین نا کتخدا
جوان ہوگئی تھیں اونھون نے دعوی کیا انگریزی سرکار نے التفات بھی کیا مگر نادر مرزا نے لکھدیا
کہ یہ ہمسے باقی تھیں انکا حصہ بھی اجرا نہوا۔ منضبط رہا۔

دھاوا عالم باغ

ارکان دولت اور افسران فوج باغی نے کورٹ کیا کہ کل دھاوا کرکے عالم باغ کو لیلو ہندو
مسلمان نے قرآن شریف اور گنگا اوٹھائی صبحکو نواب میان احمد علی بڑی تجمل سے مع اپنے جان نثار لشکر
تاکہ کربلا سے ہاتھی پر سوار جلالپور زیر دیوار کربلا پہونچی جہان سے تامجان پر سوار ہوگئے گرد حلقہ جان نثاران
تھا توپ کے مورچے پر پہونچی خوشامد کرنیوالون نے تعریف بہادری کی شروع کی اور ہر قدم پر زیادہ الفاظ
خوشامد کہتے جاتے تھے اور پیشقدمی کو روکتے تھے کہ ہم آگے نہ جانے دینگے ہم جان نثار دنکا حضور
تماشا سرفروشی کا دیکھین اور باطنین اپنا بچاؤ منظور تھا کہ ہم نشانہ گلہ ہوجائین۔
غرض جب ادھر سے صف سپاہ آراستہ ہوکر مقابل عالم باغ کھڑی ہوئی ادھر سے ایک
کمپنی و توپ چند سوار باہر نکلے طرفین سے کئی دقیقہ تک گولی گولہ چلتا رہا جب ادھر سے سوارون
نے دھاوا کیا کئی سوار گرپڑے ادھر کے سوار بڑھے ادھر کے بھاگے توپ بھی بند ہوگئی انجے
نواب خص کی نبیس پر سوار کربلا کے دروازے تک آئے پھر وہان سے ہاتھی پر سوار ہوکر دولتسرا
پہونچ ستلنگے۔ سوار۔ جو میدان سے پھرا اہلکارون کو تمام گالیان دیتے ہوئے اپنے ڈیرا
پر پہونچے نواب معین الدولہ بھی مع جماعت مومنین احاطہ کربلائین سبیل پر بیٹھے رہے جب
نمازیان نہر دیکھی نواب کو اپنی حاضری دیکر گھر گئے ہزارون خوانچہ والے مالولات شربت خشک لیے ملک
برف والے بھی ہانڈی برف کی لیے مورچے پر پکارتے پھرتے تھے یہ حال دیکھکر تلنگے تعجب کرتے تھے کہ
دلی سے تیسری فاقہ سے نکلے چھٹانک بھر آٹا میسر نہوا یہان ہر مورچے پر بازار لگا رہتا ہے
بہادر یار خان خیرخواہ سرکار انگریزی میر واجد علی کے پاس نوکر تھا اونھون نے بیم اور صاحبون
کی خدمت کو مقرر کردیا تھا اوسنے فوج باغی کے ۳ سو جوڑے جوتے تولایا جب بھاگی تھی

اور اونکا نیلام کیا پھر اونھین نے مول لے لیا۔

دوسرے دھاوے مین جب فوج باغی پسپا ہوکر علی رضا یار خان نے نالہ کربلا پر پیش سر کی رکھی تھی جو بھاگ کر پہونچا خوب شربت پی کر اپنے ڈیرا اوپر گیا اوسکی ہمت پر بہت متعجب ہوتا تھا اور تعریف کرتا تھا یہ جواب دیتا تھا یہ تمھاری جوتیوں کا صدقہ ہے یعنی جنکا مین نے نیلام کیا ہے۔

جب صاحبان عالیشان کا قیام مستقل عالم باغ مین دیکھا اوسکا دھاوا ابھی کئی مرتبہ پیش کر سکی اہالیان سرکار کو یہ خیال ہوا کہ مبادا صاحبان عالیشان اسطرف کے آنے کا قصد کرین لہذا مناسب ہے کہ قیصر باغ سے کوٹھی جنرل مارٹن اور کربلا ہی تال کٹورے کے پل تک دمس خندق اور کوچہ بندی ہوجا تو بہتر ہی اور دروازون پر پیچ نہین اور جو مکان سرراہ ہون اونین رند بنین میر عابد متوسل موخان اوستاد اونکی لڑکون اونکو کلہ داغ سنہری منڈی حضور تحصیل بھی ہوئی تھی وہ میر عمارت اس کے ہوئی چنانچہ ایک خندق جنرل کی کوٹھی سی لطو بخش کی کوٹھی تک دوسری چوکھی ہی روشن محلے خان کی مکان تک تیسری بیگم کی کوٹھی سے لطو بخش تک جانب شرق قیصر باغ سے سڑک خاص بازار تک چوتھی دروازہ کوٹھی قیصر پسند جانب مغرب ایک واسطے سرنگ کاٹنے کو کوٹھی منگل سین کے نیچے بصلاح پلٹن سائیرس مینرس یعنی تنہیر کہ اگر سرنگ بھی آئے تو آنے نپاوے اور رنگا سنگہ کپتان اس پلٹن نے اپنی سرنگ مخفی نکالی تھین کہ جب کوئی انگریز مع فوج آوے اوڑا دیا جاوے اپنے نزدیک یہ گویا سد سکندری ہوائی تھین حالانکہ ہزارہا روپیہ اسمین صرف ہوا ور لڑنے کچھ نہو سکا۔

تفصیل سرنگ

۱۔ سرنگ جانب دروازہ چینی بازار

۲۔ زیر دروازہ کوٹھی تارے والی

۳۔ طرف مکان بشیر الدولہ

۴۔ جانب دروازہ لال بارہ دری

۔ جانب دروازہ تاج بیگم۔

۶ - جانب مکان انجم الدولہ۔
۷ - جانب مکان روشن علی خان۔
۸ - طرف دروازہ رکاب گنج۔
۹ - طرف پل آہنی۔
۱۰ - طرف پل پختہ۔
۱۱ - عقب بیلی گارد سرنگ کھودی پھر اوسے پاٹ دیا۔

غرض یہ سرنگین مع بارود تیار ہوچکین حکم ہوا جہان جسکا پہرہ ہے وہان خندق و مورچہ تیار ہون اونکا روپیہ سرکار سے ملیگا چنانچہ ہر پلٹن کے کپتان ذی تمیل حکم کے افسر اور تلنگے یہ لاف زنی کرنے لگے کہ اب فقط پانسو گورہ عالم باغ مین ہے ہمارا کیا کر سکتا ہے اگر پانچ لاکھ آوے اوس سے بھی کچھ نہو سکیگا زینے دھس وغیرہ تیار ہوگئے ہین اور اس تیاری مین معرفت میر عابد علی ایک لاکھ ستر ہزار اور چالیس ہزار معرفت رسالدار اور کپتان کو ملازم خرچ ہوا اسمین بھی خوب خرد برد ہوئی۔

لطیفہ یہ ہے کہ ایک سپاہی پلٹن بول نے اظہار کیا کہ مین ہنومان ہون عالم باغ کو فتح کرونگا اوسنے اپنا نام بجرنگ بلی مشہور کیا کہنے لگا مہابیر نے مجھے خواب مین کہا ہے کہ تو ہی سب گورون کو مار یگا اور جس قدر جہان ہے وہان درخت پر ایک جھنڈی لگا دے گورے کبھی وہان نہ آئینگے غرض اوسنے دوارکا داس کے باغ مین مقام کیا اوسکی سواری بڑی دھوم سے نکلنے لگی ایک دن اوسنے ہر پلٹن سے ایک ایک کمپنی لے کر دھاوا کیا اتفاقاً عالم باغ کے دروازے پر پہونچ کر زخمی ہوا تلنگے سرکار مین روتے آئے کہ ہنومان جی عالم باغ پہونچ گئے گورون نے مار لیا اوسکی ٹوپی اوس جھنڈی پر رکھدی آخر معلوم ہوا وہ گوئندہ تھا اس فریب سے جھنڈی نشانہ بم کے گولے کے واسطے لگا دی تھی فی الحقیقت اوس مقام پر گولے برستے تھے۔

اسیطرح ارکان دولت نے کئی پنڈت بنارس کے نوکر رکھے اونھین قیصر باغ کے مقام وزارت کے پیچھے ایک مکان رہنے کو دیا جہان وہ حساب کیا کرتے تھے انھون نے بھی ایک

چھنڈہی ایک تعویذ باندھکر لٹکائی تھی اوسی نشانے پر گولے آتے تھے آخر اوس چھنڈیکو وہان
سے اوتار لیا وہ بھی درحقیقت گولیون سے کال تھے مگر یہان اسپر بھی کسینے کچھ خیال نہ کیا
ایکدن ہرکارہ خبر لایا کہ فوج فرخ آباد کی بھاگ گئی اور فیروز شاہ بخت خان رسالدار بھی
مع فوج کمپ بھاگا فتح علی کے تالاب پر پہونچا ہے ممو خان اور جناب عالیہ نے میر مہدی داروغہ
اخبار ملکی کو بلاکر کہا کہ کمپ بخت خان الیا قریب پہونچا تمنے خبر نہ کی ہم کیا جانین کہ یہ فوج
غنیم سے یا ہمارے شریک ہونیکو آیا ہے ایسی غفلت اچھی نہین ہزارہا روپیہ اخبار پر کیون خرچ ہوتا
ہے پھر افسرونکو بلوا کر کورٹ کیا بموجب تجویز و مشورہ بخت خان کو حکم ہوا کہ تم شہر مین نہ آؤ وہین
ٹھہرو تمہارے حق مین بہتر ہے مگر وہ کب سنتا تھا اپنا کمپ لیے چلا آیا نشہ غرور مین مست
ہو رہا تھا اوسکے کمپ مین ۵ ہزار تلنگے ۵ ضرب توپ ایک ہوٹ۔ چوبیس نئی میگزین دو
ہاتھی ۳ سو عورات اشراف رعایاے دلی و فرخ آباد اسیر تھین جنمین سے بہت سی
اوسنے پیدا کی تھین بعد تین دن کے جناب عالیہ نے بخت خان کو بلوایا متل اور افسرونسے
کے اوس سے قسم لی فرمایا یہ روپیہ مہیا یا فتح عالم باغ تمھین ملے اور بعد فتح ۱۲ او
قبول نہ کیا جواب دیا کہ ہم موافق دلی کے تنخواہ لینگے اور اگر نوکر نہ رکھینگے شہر کو لوٹ لینگے
کئی دن تک اسکا جھگڑا رہا آخر جناب عالیہ نے فرمایا تمنے دلی مین کیا کیا جو یہان کروگے
بلکہ یہان بھی تمہاری جہت سے فوج بددل ہو کر تمھارے پیچھے بھاگے گی۔ اسکا پھر کورٹ
ہوا افسرون نے بھی وہی تجویز کیا مگر جب شہر کی لوٹ کو سنا سب دم کھا رہے غرض مع دوشالہ
رومال کا خلعت ۵ ہزار دعوت کے ملے انکا مورچہ قلعہ جلال آباد پر ہوا اس عرصے مین دو
سوار انگر بخت خان سے خفا ہو کر مع دو ضرب توپ علیحدہ ہو کر چکروالی کوٹھی مین جا کر اوترے
اور کہا ہم اسکی اطاعت نہ کرینگے اور نہ سرکار کی نوکری بلکہ چلے جاوینگے۔

دھاوا جنرل اوٹرم صاحب عالم باغ سی

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب نے عالم باغ سے دھاوا کیا کپتان امراؤ سنگھ اور افسر لوگ
پلٹن کے مورچے جو متصل گانون بھدرک زیر قلعہ جلال آباد تھی اونکی توپ لیگئے فوج مین تلاطم

پڑا بہت سے بھاگ کر شہر مین آئے اونکی برطرفی کا حکم ہوا اونکے عوض اور بھرتی ہوے اسی
مین اور پلٹنون کے تلنگے اور مظفر علی خان ہاتھی پر سوار ہوکر گئے جب یہ پہونچین گورے
توپین چھین کر عالم باغ لیجا چکے تھے۔

پھر گورے قریب مسجد و بیہ پرک نظر آئے اور قریب ۵ ہزار کے فوج ادھر کی سب جمع تھی
اونکے دیکھتے ہی ان سب کی روح قبض ہوئی بھاگے جنرل بہادر نے محمد باغ مین آکر دم لیا
وہان سے گھر چلے آئے اوسکے چوتھے دن پھر کورٹ ہوا قسم ہوئی ممو خان بھی فوج کے
ساتھ دھاوے کو چلے پہلے محمد حسین کمیدان پلٹن جعفری کے سر کا بھیجا اوڑ گیا خون ناحق ممو خان
پر ہوا بس یہ دیکھتے تلنگے بندوقین چھوڑ کر بھاگے یہی صورت تینون طرف کے دھاوے
کی ہوئی کہ گراب اور بم کے گولے سے کوئی نہ ٹھہر سکا دو سو تلنگے مارے گئے اس سے
زیادہ زخمی ہوے۔

جنرل اوٹرم صاحب نے پھر دھاوا کیا طرفین سے بندوق چلی ۵۰ آدمی مارے گئے
فوج بہادر بھاگی بخت خان جا کر ایک غار مین چھپ رہا ایک ہوش جو بیس تھی ایک توپ
ایک چھوٹا گردہ گورے چھین کر لے گئے یہان تلاطم ہو گیا کہ گورے آتے ہین جس طرح بچے نکو عورتین
ہوے کے نام سے ڈراتی ہین۔ جناب عالیہ نے جنرل بہادر سے کہا تم بیان کیا کرتے ہو گورے
آ پہونچے ابھی تم جاؤ عرض کیا بہت خوب مگر اپنی جان بچا کر بیٹھ رہے یہ سب احوال اگرچہ سلسلہ سے
بے لوچ ہے مگر فقط سلسلۂ کتاب کی جہت سے لکھا گیا بطور روزنامچہ کے یہ کیسی لڑائی اور لڑنیوالے
کیسے اور کیسے حاکم وقت جمع ہوے ہین کچھ خیال مین نہین آتا کئی مہینے تک روز نئے غدر
پیش ہوے اور امتحان لڑنیوالونکا منتو اثر ہوا اور کچھ نہ سمجھے۔

پھر خبر آئی بخت خان مارا گیا دوبارہ پھر خبر آئی زندہ ہے مگر توپون کے چھن جانے سے
اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہے ممو خان نے وزیر خان اپنے سالے اور امداد حسین خان داماد کو بھیجا
جب اوس کمبخت کو لے آئے جناب عالیہ نے فرمایا تم خوب لڑے اپنی توپ تو ہمکار نج نہ کرو مین تمکو اور دونگی
اوس نے کہا دل کی حسرت دلمین رہی اگر مجھے توپین ملجائین ابھی عالم باغ خالی کروا لون۔ اوس وقت
حمقا اور خوشامد خورون نے کہا کہ غفلت سے توپین گئین پھر ممو خان نے پلٹن والون

تو پھر دینے کو کہا کسی نے نہ دین۔

ایکدن پرچہ اخبار لکھی آیا کہ تمام زمیندار گرد و پیش عالم باغ یا قریب کانپور کے سب انگریزون سے مل گئے ہین اونکے پاس حاضر رہتے ہین اوسوقت سبکو تردد ہوا پھر یہ صلاح ٹھہری کہ کوئی ایسی تدبیر کرے کہ سب زمیندار گرد و پیش کے اونسے ناموافق ہوجائین پس تدبیر یہ ہے کہ جو قیدی بہ علت گوئندہ گری ساکنان نواح عالم باغ گرفتار ہین اونھین چھوڑ دو کہ اگر انگریز دیکھینگے وہ زمیندارون سے کھٹک جائینگے اور اگر زمیندار دیکھینگے وہ باطن مین ناخوش ہوکر وقت اپنا پاکر بھاگ جائینگے۔

ابلاغ حکم واسطے زمیندار اطراف عالم باغ نبی گنج رسول آباد وغیرہ

عرضیان تمھاری ملاحظہ مین گذرین جو تمنے اطاعت و فرمانبرداری اور شراکت کفاران فرنگ کی واسطے جانبری کی مصلحتاً کی ہی اور وقت مقابلہ سرکار کے بہت خیرخواہی کروگے جب حضور سے لڑنا شروع کرینگے پیچھا کرکے سبکو قتل کرکے حاضر حضور ہونگے اسبات کو دریافت کرکے حضور کو بہت خوشی ہوگی شاباش طریقہ زمینداری اور رعایاگیری کا یہ ہی کہ جس حیلے سے ہوسکے گا کافرون کو قمع کرنا بہرصورت خاطر جمع رکھو کہ جب عملداری سرکار بخوبی ہوجائیگی تمھین جاگیر اور بہت سا روپیہ ملیگا لیکن اپنے کام سے غافل نہونا اور ہر وقت اپنے تئین مورد عنایات و مراحم خسروانی سمجھنا یہ کہ لکھنؤ پچاس قیدی بعلت گوئندہ گری جو محبس مین تھے پچاس قطعہ دیکر چھوڑ دیا اور مطلب اہلکار سرکار اوداس چھوڑ دینے اور ابلاغ حکم سے یہ تھا کہ انگریز بہادر دیکر لینگے زمیندارونکو پھانسی دینگے اور زمیندار دیکھ لینگے خیال ایمان آجائیگا تو شاید بروقت لڑائی ایسا کرینگے اور پاس لحاظ ادھر کا رہیگا اور کسیکو پھانسی ہوتی باقی زمیندارونکو یہ خیال ہوگا کہ ہمنے سازش کیا انھون نے یہ کیا پھر اوسوقت پھر جائینگے ہمارا مطلب حاصل ہوگا

پہونچنا شاہزادہ فیروز شاہ

فیروز شاہ شاہزادہ مع دوسو سوار پانسو تلنگہ ہمراہی بخت خان سے شہر مین آئے سلطان بہو قصبہ

محل حضرت خلد منزل مین بسبب قرابت کے فروکش ہوے سلطان بہو صاحبہ نے مارے خوف کے جناب عالیہ سے کہلا بھیجا کہ مین محتاج ہون مجھسے انکی خدمت کیا ہو سکے کی سرکار سے دوسرا مکان انکے رہنے کو ملے تو بہتر ہے اس جہت سے ایک اور مکان علیحدہ انکے قریب تجویز ہوا ۔ ۵ ہزار دعوت کے آئے کئی دن کے بعد مرزا بلاقی داماد شاہ دہلی اور مرزا کوچک سلطان بیٹے بہادر شاہ کے گنج مین آئے اونکے استقبال کو مولوی میر مہدی اتالیق نواب جرار الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر گئے ۵۱ اشرفیان نذر دین مولوی نے دو دین اونکو قیصر باغ مین لاتے پانسو روپے دعوت کے اور کئی کشتی پوشاک پارچہ سفید کی جناب عالیہ نے دی چتر منزل رہنے کو ملا پھر مشہور ہوا کہ انکا رہنا متصل دردولت اچھا نہین یہ صاحب حوصلہ اولو العزم ہین ایسا نہو تخت شاہی پر بیٹھ جائین اس خیال سے ہم کمپنی تلنگہ بہیلہ حفاظت بطور نظربند مقرر کین اور تلنگے سوا جو اونکے ساتھ آتے تھے اونھین نوکر رکھا ۔

احوال متفرق اہلکار اور امیران دربار برجیس قدر وغیرہ

جب فوج باغی داخل لکھنو ہوئی پہلے لوٹ نظامت کی پلٹنون سلطانی نمک حرامون نے شروع کی اسواسطے کہ یہ گھر کے بھیدی تھی شہر کے ہر وضیع و شریف و کوچہ محلہ سے واقف تھے جب بڑے آدمی اور روپے والون کے گھر لٹنے لگے ہر ایک نے مضطر ہو کر ایک صورت اپنے بچاؤ اور حفظ آبرو کی نکالی از انجملہ شرف الدولہ غلام رضا خان عزت رائے جاننا تھا اپنے گھر واقع مال [illegible] مین دروازہ بند کر کے بیٹھے اور خان علیخان کو بلا کر ۵ سو روپے لیے دو سو اپنی حفاظت کو متعین کروائے مگر فوج باغی کب مانتی تھی اونکا گھر لوٹنے کو آئی اونھون نے پھاٹک نہ کھولا تلنگون نے کہا محمود خان کوتوال اور انگریز انکے گھر مین چھپے ہین بے تکلف گولیان مارنی شروع کین انکے سپاہی بھی رندون سے گولیان مارنے لگے کئی تلنگے مارے گئے جب یہ خبر پلٹن اختری اور نادری مین پہونچی اوسی وقت دونون پلٹن تیار ہو کر گھر کھودنے کو آئین ۔ غلام رضا نے معرفت اپنے وکیل کے ہزار روپیہ سید برکات احمد رسالہ دار کو بھیجے اور کہلا بھیجا کہ آپ میری جان اور آبرو بچائیے اور احمد اللہ شاہ کے پاس نذر اور ایک تاج بھیجا رسالدار نے

روپیہ لیکر تلنگوں کو منع کر دیا رفع شر ہوگیا —

بعد ایک مہینے کے غلام رضا خان کسی چال سے ممو خان تک اور میر واجد علی سے ملے ۵ ہزار ممو خان ہزار روپے میر واجد علی کو دیے ممو خان نے خلعت گنجیات دیا کہ سبب بے انتظامی کے شہر میں رسد غلہ کی کم آتی تھی غلہ گران ہوگیا تھا پھر چند روز میں ممو خان اور غلام رضا خان ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو گئے ہر روز اچھا کھانا پکوا کر لاتا تھا اور نواب کے ساتھ دسترخوان پر نوشجان ہوتا تھا جب گورے بیٹری گنج میں آئے غلام رضا نے امراؤ مرزا کو اپنا کارندہ کر کے رسد رسانی فوج کو بھیجا اونھوں نے تقسیم رسد تلنگوں کے بہت سے کھانے غلام رضا نے از راہ خیر خواہی سرکار پندرہ ہزار روپیہ کا غلہ اپنے پاس سے خرید کر بھروا دیا —

جب جنرل اوٹرم نے اخیر دھاوا کیا کسیطرح سے رسد نہ پہونچ سکتی تھی سبھوں نے انکار کیا مگر غلام رضا خان نے اقرار کر کے بخوبی رسد پہونچائی فی الحقیقت یہ بڑا کام جان جوکھم کا تھا مسلمانوں کو نان جمیری ہندوں کو پوری مٹھائی پہونچائی اور دس ہزار کا غلہ قیصر باغ میں ملکہ والی بارہ دری کے نیچے بھروا دیا جسکو کھانا نصیب نہوا اوسے گورے سکھ وغیرہ نے نوشجان کیا —

خلاصہ باوجود مجتمع ہونے اسقدر فوج جنگی زمیندار تعلقدار ممالک محروسہ کے بیلی گارد کسیطرح خالی نہ کر سکے آخر مہاراج بالکرشن نے نظر بہ خیر خواہی سرکار انگریزی تعلقداروں کو لشکر سے رخصت کروا دیا اس حیلے سے کہ اگر یہ لوگ اپنے علاقے پر نجائینگے رعایا سے وصول زر تحصیل کیونکر ہوگا بظاہر تعلقدار شمردہ لوگ اپنے گھر چھوڑ کر چلے گئے مگر اسکا جواب صاف یہ تھا ان کی ہستی کے مقابلے سے کیا ہو سکتا تھا کہ اب اونکے رہجانے سے توقع ہوتی سبب قدرت خدا ہے کہ گویا زمیندار اور مقابلہ جنگ انگریزی واہ —

غرض جب اہالیان سرکار تھکے اور مضطر ہوئے آخر صلاح یہ ہوئی کوئی تدبیر ایسی ہجائے کہ سب انگریز بیلیگارد میں بن مارے مرجائیں کوئی شخص ایسا ہو جو وہان جا کر سب کنوؤں میں زہر ڈالدے کسی نے اقرار جانے کا نہ کیا مگر شہدوں کے افسر نے کہا یہ کام ہمارا ہے لکھا ہین عنایت ہو ممو خان نے پانچ سیر سنکھیا شہر سے تلاش کر کے اور غلام رضا خان سے بچہ سنکھیا لیکر

انکو دی انھون نے اگر کہا ہمارے شہدے جاکر اپنا کام کر آئے مموخان سید ھم خبر منگواتے تھے کہ انگریز بچنے ہین یا مر گئے - مگر متواتر خبر آئی تھی کہ ابھی زندہ ہین ایسے مدبران ریاست ہوسکتے تھے واہ -

جنرل اوٹرم صاحب کو اسیران فرنگ کا احوال معلوم ہونا

خلاصہ جب اسیران فرنگ مرسلۂ راجہ لونا سنگہ محمدی سے آئے میر واجد علی نائب وہمختار مدار المہام دیوان عام علی محمد خان کے سپرد ہوے جسطرح سے قتل آر صاحب مین بیان کیا گیا اور بقیہ کا بچنا فقط قدرت خدا سے ہوا ورنہ جب آر صاحب کو لے گئے اونکو کیونکر چھوڑ جاتے بہرحال اسکی صورت زبانی اننت رام یہ ہوئی کہ پہلے میر واجد علی کو بھی نسبت کی خبر نہ تھی کسواسطے کہ انجام کار کا یہ حال معلوم نہ تھا فی الحقیقت سکو نشہ اس ثروت وحکومت یا دنیای دون کا ہوگیا تھا ایکدن میرے ایک دوستنے ازراہ عاقبت اندیشی سمجھایا کہ تم کس فکر واندیشہ نشۂ غفلت مین سو رہے ہو اگر کسی صورت سے ان اسیرونکو بچاؤگے صورت عافیت نجات ورفاہ فلاح نیک نامی خیرخواہی سرکار انگریزی ہمیشہ حاصل ہوگی وگرنہ تمپر سب سے زیادہ آفت آئیگی ہمنے تمکو خبر کردی ہے خبردار رہو اگرچہ اسوقت بظاہر بہت مشکل اور جان جوکھم معلوم ہوتا ہے میر نے کورنگ دربار دیکھکر علی محمد خان اور جناب عالیہ کو سبطرح کے نشیب وفراز سے اور گرم وسرد سے سمجھایا کہ اگر یہ اسیر بچ جائینگے کیا عجب ہے کہ بادشاہ کی بھی اسی بہانے سے قلعہ کلکتہ سے رہائی ہوجاوے اور یہ امر کچھ جدید نہین ہے نواب شجاع الدولہ دو صاحب اسیر کو بڑی عزت سے رکھکر قید سے رخصت کردیا تھا یہی مراجعت وثوق شفاعت ونیکنامی کا ہوا امیر دوست محمد خان کابل نے جو اسیران فرنگ سے سلوک کیا ظاہر ہے بس یہی کہ نواب شہنشاہ محل جناب عالیہ سے لڑکر شہر مین کسی مکان مین اوٹھ جائین یہ بیبیان انکے ساتھ چلی جائین اس پردے مین اپنا افشاء راز ہونے پائے گا وگرنہ کسیصورت سے انکی جان ورنہ حمایت کرنیوالون کی بچیگی چنانچہ ایکدن جناب عالیہ وشہنشاہ محل سے خوب لڑائی ہوئی کہ خاص وعام کوچہ و بازار تک مشہور ہوگئی اور انکا خفا ہوکر قیصر باغ سے اوٹھنا بیچ کھلگیا اونکی ہمچشمی شاہنشاہ محل

سلطان محل خورد محل دلدار محل دریا محل وغیرہ مع اسباب باغ سے اٹھکر قریب اکبری دروازہ
تمام مرزا عابل کے مکان میں بہ کرایہ جاکر رہیں یہ محبوسین بھی انھیں کے پردے میں بسلامت
رہ گئیں جب بیبیون سے میر واجد علی نے بحضور قلب رجوع کی کہ آیا ہمارے واسطے صورت
سفینۃ النجات آپ کی بدولت متصور ہے یا نہیں ہم امیدوار جلد ہیں جزاء الاحسان
ہے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم تمہارے اور ان صاحبات محل کے بہت احسانمند ہیں
بنا ہے ممکن ہوگا ہم تمہارے واسطے اور ان صاحبات کے واسطے قصور نہ کرینگے لیکن
یہ مناسب ہے یہاں سے کسی اور مکان میں لیجاکر رکھو ایسا ہو یہ عین شہر ہے بدمعاشوں
ہنگامہ فساد زیادہ ہو جاوے پھر وہان سے منصور نگر میں اکبر علیخان کے مکان میں اکر
رہیں اوسوقت بیبیون نے چٹھی اپنی سرگذشت کی او کرم صاحب کو ایک گوئندے کے ہاتھ
بھیجی کہ تو اس لشکر کے بتلانے سے فوج انگریزی سے بسلامت گذر جائیگا چنانچہ جب وہ چٹھی جرنل
صاحب کے پاس پہونچی اوس گوئندہ کو رخصت کیا بات کو ایک گوئندہ فقیر بنا ہوا اوسکا جواب لایا اوسکی
رسل رسائل لوسیہ اخبار جیسی وشہر میر واجد علی کی محنت سے جاری ہوا اور دربار کی حاضری
نے عذرات بارد و علالت مزاج سے کم کردیے ادہر سے مایوسی ہوتی ادہر سے امید
غرض جب جرنل او کرم کو قید ہونا اور زندہ رہنا میم صاحبات کا مفصل معلوم ہوا معرفت
دیوان انت رام وکیل راجہ مان سنگہ کہلا بھیجا کہ اگر یہ اسیر بچ جاینگے تمھیں سرکار سے انعام لاکھ
روپے کا ملیگا اور جاگیر تمھاری اور متعلقان کی ہوگی انت رام نے عرض کیا کہ اگر آپکے
ان ارشاد کا اونکو یقین نہ ہو فرمایا اونکی عرضی لاؤ ہم پروانہ دینگے غرض میر صاحب
نے عرضی لکھی کہ محلات واجد علیشاہ مجھسے تعلق ہیں امیدوار ہوں جو ہمارے ساتھ ہو سب کی
جان بخشی ہو اور خدا چاہے تو آپ کی امانت بسلامت آپ تک پہونچے جب یہ عرضی گذری
حسب المعروضہ پروانہ آیا اور یہ بھی فرمایا کہ اس جان بخشی کے سوا لاکھ روپیہ انعام
ملیگا اور اسکے دینے میں ہرگز تساہل نہو گا بشرطیکہ میم صاحبات کی جان بچاؤ گے ۔
جب انت رام نے یہ پروانہ دیا ہوش جاتے رہے اور ڈرے بھی مبادا تلنگے دیکھ لیں
پھر سن لیں کہ ہم اسے چھپاؤ کل میرے مکان پہ مجھے دینا ۔

ایکدن مصاحبات نے کہا اس مکان سے کسی اور مکان وسیع مین لیجا کر رکھو ہم سہانی نہین
ہین چنانچہ آر صاحب مقتول کی بی بی بیٹی اور مس جاکسن صاحبہ قیصر باغ کے گوشۂ عافیت مین
بند رہی تھین محمد بیگ کمیدان کے سپاہی کچھ اذیت دیتے تھے اونکے بدلے پہرہ پر تیلنگے والونکا
مقرر کیا تھا بعد قتل آر صاحب تین دن تک اوسی کنج قفس مین بے آب و دانہ رہی تھین کسیکے
خبر نہ لی کسواسطے ہر شخص تنگ تھے اونکو اپنی جان کی پڑی تھی جب ایک سپاہی نے اوپر رحم کھاکر
عیش باغ مین اننت رام سے جاکر یہ اسرار زبانی بیگمصاحبہ بیان لیا اونھون نے کچھ سیدہ سمری
روپیہ بھیجا اور بہت سی تشفی کہلا بھیجی کہ ہم کبھی ایسی غفلت نہ کرینگے اور اوس سپاہی کو بھی
کچھ دیا اور پھر کمر ہمت باندھ کر مستعد اونکی رہائی کے ہوے دربار مین میر واجد علی کو
ہمراز سمجھکر یہ تدبیر لگائی یعنی مس آر کو بیمار خود ساز بنایا اور صحت الدولہ سید علیخان کو
بھی موافق کر لیا اوسکا نام عباسی رکھا اور میر واجد علی نے اوس لڑکی کو سمجھا دیا کہ جب ممو خان
یا کوئی اور آوے تم اوسوقت اپنی شکل اور حالت بیمارون کی بنالینا چنانچہ حکیم صاحب نے
بموجب مشورہ مجوزہ ممو خان سے جاکر کہا کہ عباسی ایسی بیمار ہے کہ کل تک بچتی نظر نہین
آتی ممو خان نے علاج کو کہا میر واجد علی نے اننت رام سے وعدہ کیا کہ اسے کسی حکمت سے نکال کر
عالم باغ بھیجدینا مناسب ہے دوسرے دن میر واجد علی نے معرفت حکیم صاحب
ممو خان سے کہلا بھیجا کہ وہ لڑکی جو کل بیمار تھی آج مرگئی ہمنے اوسے دفن کروادیا
کہا بہتر کیا جب اننت رام اوس لڑکی جنازہ اپنی حکمت عملی سے بناکر قیصر باغ سے نکلے اور
اسپ ہاتھی پر چڑھا کر خوشی خوشی مع اپنے ہمراہیون کے لے چلے جب جھنڈے پر پہونچے دفعۃً
پچاس سوارون نے آکر گھیر لیا پوچھا کون ہو کہان جاتے ہو اوسوقت دیوانجی کے حواس
باختہ ہوے ہوش اوڑ گئے مگر اوسیوقت اوس لڑکی کو ہوشیاری سے اپنے لحاف
مین لپیٹ مثل گاؤ تکیہ بناکر اپنے کہار معتمد کو چپکے کر دیا فی الحقیقت وہ بڑا نمک حلال
تھا بجیوسنے کے ساتھ اپنی بغل مین دباکر کنارہ راہ سے لے گیا پھر یہ ہاتھی سے اوترے
قصہ مختصر بعد بہت سی گفتگو کے پچاس اشرفی اون سوارونکو دیکر نجات پائی وہان سے حیدرگڑھ کو چلے کہ اپنے
علاقہ مین پہونچ جاوین اثناء راہ مین اوس لڑکی کیطرف سے غافل ہوکر افسوس ہے ساری محنت و مشقت برباد ہوئی معلوم

اوسپر کیا گذری زندہ ہی یا راہ مین گرفتار ہو گئی عجب حالت سکرات مین رہی دوسرے دن وہ کمہار یاد فقیر
نظر آیا پہلے اپنی امانت کو پوچھا اوسنے کہا کوس بھر کسی گانون مین اوسے بسلامت چھوڑ آیا ہون
اور خدا نے راہ مین ہر آفت سے بچایا یہ اوسیوقت جاکر لالئے کھانا کھلایا پھر خیرلی اوشرم کو اس
احوال کی عرضی لکھی اوسکا جواب نیکنامی وکمال عنایت سی بھیجا بعد فتح وہ لڑکی اپنی مان سی ملی
فی الحقیقت دیوانجی نے بڑا کام جان جوکھم کا بڑی بہادری وخیرخواہی سے کیا صوفیہ بیٹی بہرحال
کی کرپٹن صاحب کمشنر خیرآباد قید قیصر باغ مین ہیضہ وبائی سے مرگئی تھی اوسی کہین دفن کر دیا تھا

سالگرہ مرزا برجیس قدر

ہر روز تازہ بتازہ ایک پھول پھولتا تھا عجیب ماجرا ہے کہ عالم باغ مین لڑائی بیلی گارد
مین سر رو دنیا دھاوا کیا جاتا ہے ہر طرف مورچہ بندی ہو رہی ہی یہان سرکار مین مرزا برجیس قدر
کی سالگرہ کی تیاری ہو رہی جناب عالیہ پولکھی سے اپنے قدیم مکان سے متصل مکان
بشیر الدولہ تشریف لائین آراستگی مکان کو حکم ہوا کہ سب محلات اور شاہزادونکو بلاؤ سب بھان
ہوئی بڑی روشنی ہوتی نواب ممتاز الدولہ ممو خان میر واجد علی فوج کے سب کپتان رسالدار کرنیل
والے حاضر تھی جناب عالیہ نے فرمایا مین نے منت مانی تھی کہ مع فوج درگاہ حضرت عباس مین جاؤن ارکان
دولت ومشیران خاص نے کہا ہرگز یہ صلاح وقت نہین کہ آپ یہان سے قدم باہر نکالین ایسا نہو کہ
پھر انگریز سنکر دھاوا کرکے داخل قیصر باغ ہو جائین پھر فوج بہادر ادھین کیونکر روکے گی اس جہت
سے جانا درگاہ کا موقوف بر وقت رہا۔
پھر رات گئے گیارہوین برس کی سالگرہ دیکھی جناب عالیہ نے فرمایا مین جناب پہلے سے اب
صاحبات محل مجھے نذر دین سمجھون اسیر بیگم تھے آڑے آئے اور کہا کہ اگر تم بادشاہ کی ماں ہو
تو کیا مضائقہ ہمین نذر دینے مین کچھ تامل نہین یہ بات دو معنی بڑی گرما گرمی سے کی بعد
نے برجیس قدر کو بطریق رونمائی اپنا بچہ سمجھکر دو دو تین تین اشرفیان دیکر گلے لگایا تاج پہنے انکا
اسی جلسے مین نواب خود محل کے ساتھ یہ بیبیان اسیر بھی لباس ہندوستانی پہنے ہاتھون مین

مہندی لگائے شریک محفل ہوئین ـ

مرزا برجیس قدر باہر برآمد ہوئے پہلے نواب شرف الدولہ نے نذر دی اوسکے بعد
عزیز و اقربا اہلکار افسران فوج نے نذر دی خلعت ہونے لگے عبدالرحیم قوم قصاب داروغہ جواہر خانہ
جو بعد معزولی مفتاح الدولہ ہوا تھا صاحب علی خزانچی قوم جولاہہ کو بھی جو دہری باغبان جس نے
پھولون کا سہرا بنایا تھا میر کاظم علی داروغہ میگزین جو آتشبازی لایا تھا اور اوسکے وکیل کو
یوسف خان داروغہ توپخانہ جسنے ۲۱ فیر سلامی کی چھڑوائی تھی محمد نیاز آتشباز کو وہ آتشبازی
لایا تھا ہر ایک کو دو شالہ رومال ملا اوسوقت لوگون نے عرض کیا کہ عجیب ماجرا ہے کہ پہلے
خلعت بڑے اہلکارونکو دینا مناسب تھا اوسکے بعد چھوٹی امت کو غرض رات بھر خوب جلسہ رہا
محلات کو کھانا تک نہ ملا سبھون نے اپنے گھر سے منگوا کر کھایا یا بازار سے یہ خوبی انتظام تھی کشمیریون
نے یہ غزل گائی ــ غیرت مہتاب ہے برجیس قدر + گوہر نایاب ہے برجیس قدر + ادہر تقدیر نے یہ
حسب حال پڑھا ـ چھوٹتا ہے تمسے اب یہ لکھنؤ + جشن شادی خواب ہے برجیس قدر + دوپہر دن
تک یہ صحبت رہی سہ پہر کو سب رخصت ہوئے جناب عالیہ بھی چوکھی مین تشریف لائین ـ

خبر شکست میر مہدی حسن خان وغیرہ

غرہ رجب ۱۲۷۴ھ کو خبر آئی کہ جنگ بہادر کمانڈر انچیف گورکھا اور فوج گورہ نے سنگرامپور
آکر میر مہدی حسن خان ناظم سلطانپور سے لڑائی کی وہ تھوڑے پسپا ہوئے فوج انگریزی پاس شہر
کے جونپور بدھو کے تک چلی آئی راجہ حسین علی خان خوب لڑا زخمی بھی ہوا تاب نہ لا سکا راہ گریز
اختیار کی ممو خان نے حکمنامجات بنام راجہ مادھو سنگھ تعلقدار گڑھ امیٹھی کو اس مضمون کے
بھیجے کہ تم از راہ نمک حلالی سد راہ فوج نصاریٰ ہو معلوم ہوا تم سا در رکھتے ہو اور حکمنامے سب حاضرین
کو اجرا ہوے سبکو بیان کا حال اول مرحلے مین بخوبی کھل چکا تھا باتفاق ہمزبان ہوکر یہ جواب دیا کہ ہم
اپنی اپنی حدود سرحد حتی الوسع روکنے مین ہرگز قصور نہ کرینگے چنانچہ گوربخش سنگھ تعلقدار رامنگر دھمیڑی
حشمت علی عامل سندیلہ وغیرہ انمین سے کوئی حاضر نہوا اور فوج انگریزی کاندو کے نالے تک ترقی
چلی آئی اس بیچ مین ہر جگہ انکا تو یہ لڑائی بھی ہوئی پھر امیٹھی اور گوشائین گنج مین پہونچے

اور موضع دھر ہرہ مین مصاحب علی زمیندار سے لڑائی ہوئی دوسرے دن اوس سے ممو خان نے آکر اپنی توپ
...اور کیا چودہری صمصام علی سلیم پور میر صفدر علی عامل حیدر گڑھ قمر الدین حسین عامل گشائین گنج وغیرہ
...توپ پر حیدر گڑھ مین بڑی بہادری سے مارے گئے اور تین یا چودہ سو نے توپ کے ایسا معرکہ
کیا اگر میرے پاس بھی تین ہوتین ایک کو نہ چھوڑتا ممو خان نے دو توپین سیکڑون دو پلٹن نجیب خلعت اور پانچ
چکلہ داری گوشائین گنج حیدر گڑھ وغیرہ دیکے حکم دیا کہ ان ثلاثہ کو جاتے ہی زندہ لانا یا سر بھیجدینا اور جو فوج
...اوسکے سد راہ ہونا کہتے ہین کہ امانی صاحب نے میر مہدی حسنخان ناظم سلطانپور کو باخفا پیام بھیجا کہ
فوج سرکار کی آنے کی راہ مین تم مانع نہو گے اور جدا نہو جاؤ گے تمہین سرکار سے پچیس ہزار روپیہ کا در...
...لا ابد نسل سے ملے جائیگا انہون نے اوس وقت کے نشہ نخوت سے تعارض اوسپر کچھ اعتنا نہ کی بلکہ احتمال عجب...
اور بعض کہتے ہین فی الحقیقت پہلوتی کی اسپر انکا دس سو ماہواری کا پنشن سرکار سے
ہوا واللہ اعلم۔

خبر شکست فرخ آباد و بریلی

فرخ آباد مین یہ صورت ہوئی کہ جب فوج انگریزی کانپور سے پہونچی فوج جنگی نے سامنا کیا جب
...ی دن رد و بدل سے بھاگے گودام سرکار جس مین طاقہ ہر قسم بانات مخمل کاشانی وغیرہ اسباب تھا سب لوٹا
...مین لیکر اوس پار اوترے اور لکھنؤ پہونچکر عیش باغ مین ڈیرا کیا جتنی بانات مخمل وغیرہ لائے تھے
...عایا کے ہاتھ کوڑیون پر بیچی۔ نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد وہ بھی گرفتار دام فوج باغی ہو
...تھے آخر کچھ نہ بن پڑا مایوس ہو کر انکو مع عیال و اسباب ضروری اپار دریا کے اترے سیدھے بریلی کو گئے
...لگو نیدی تھے اوسیوقت اونکی کوٹھی مین جاکر آگ لگادی لکھا روپیہ کا اسباب جلکر خاک سیاہ ہو گیا
...جنکو فوج سرکار نے جاکر شہر کا بندوبست کیا رعایا سے پہلے ہر قسم کے ہتھیار لے لیے تھے پھر کئی لاکھ لیکر بکی
...ان بخشی کی نواب تفضل حسینخان بریلی گئے وہان سے خفا ہو کر کونڈی مین جاکر شریک حال قافلہ منفردان لکھنو ہوئے
...ب سرکار سے امان مطلق ملی سیکے ساتھ یہ بھی آئے نواب کے عیال فرخ آباد گئے اور دو بکاری تحقیقات کی نواب...
...لم ہوا قلمرو سرکار کے ملک سے نکلجائین چنانچہ بخیالت سرکار مقیم مکہ معظمہ ہوئے جنرل بیرو صاحب کی
...دولت نیچے اسی حبت سے وہ درجہ اعلیٰ سے اپنے کچھ دنون کم ہو گئے پھر اوسی درجے پر ہو گئے

چیف کمشنر اودھ ہوکر بسبب علالت مزاج ولایت گئے —

انتظام بریلی کی صورت ہوئی کہ نواب خان بہادر خان مدت تک عہدۂ جلیلہ صدر پرڈیٹی یاصدر اعلی رہے سررشتہ انتظام سے واقف تھے تحصیل ملک بخوبی جاری رہی فوج جنگی خزانہ بیگر لوٹ وقتل کرکے دلّی چلی گئی تھی اونھین نمک حرام سرکار سمجھکر رہنے دیا اونکے بدلے ہمقوم اپنے پٹھان رسیلے بھی بھرتی کر رکھے جو ہمیشہ سے نامی بھاگنے کے تھے اپنے نزدیک سپاہی سمجھکر رکھا فوج انگریزی جو نینی تال پہاڑ سے اتری مقابلہ ہوا کئی مرتبہ شکست بھی دی فی الجملہ میدان اونھین کے رہا جب مرادآباد اور ملک اودھ سے فوج پہونچی دس ہزار کی جمعیت سے بھاگ کر مع عیال ملک اودھ مین آئے ہزار کا خون ناحق ہوا اور اپنی بربادی اپنی نافہمی سے کی اگر صاحبان عالیشان سے موافقت باطنی کرتے غالب ہے کہ یہ صورت خرابی کی نہوتی ہرچند نواب یوسف علیخان رامپور نے ازراہ بہادری دوستانہ سمجھایا لیکن نشہ بنگ دماغ سے نہ اترا

نواب محبت خان کی اولاد نشیبدار سرکار ردولتمدار لکھنو کس عزت وآرام سی تھی فوج باغی کے ہاتھ سے تنگ ہوکر اور ازراہ حق برادری فی الجملہ روٹی کا بھی سہارا سمجھکر بریلی گئی وہاں کا رنگ حکومت دیکھکر ان سب کے نشے ہرن ہوگئے اگرچہ پہلے خان بہادر خان نے اپنا تمکِ ریاست سمجھکر بلفریت استقبال کرکے داخل شہر کیا اپنا مہمان ناخواندہ سمجھا اور باطن مین متوسل سرکار رہا نگر کھٹکا رہا اپنے شوریٰ خاص مین نہ داخل کیا اور نہ بخوبی صاف ہوتا بہت قیام صورت نان خشک بھی پیدا نہوئی بلکہ ازین سوماندہ وازان سوراندہ ہوے جب سب کے ساتھ شہر سے بھاگے حکیم محمد حسنخان طبیب معقول بہت نیک بخت تھا گرد رشید حکیم مرزا محمد علی اپنی شامت اعمال قضا سے گوروں سے مارے گئے — باقی قافلہ بہزار خرابی لکھنو پھر آیا بعد تحقیقات ورد نیکاری کے سرکار سے کچھ پنشن مادام حیات ہوگیا دادو فریاد سرکار نے بہت کی کاملہ مین بھی بعض نے جاکر عرضحال کیا صورت اول پیدا نہوئی

حکایت کپتان ہیرڈنگ صاحب

ایک سوار صاحب فہم رسالۂ کپتان ہیرڈنگ صاحب نقل کرتا ہے کہ قبل از داخل فوج باغی ایکدن

صاحب نے مجھپر بڑی عنایات کی اور خیر فوج کانپور وغیرہ آباد پوچھنے لگے مین نے کہا جو کچھ ہے
آپ بھی سنتے ہین مین بھی سن رہا ہون کہا ہم تمسے ایک بات پوچھتے ہین بشرطیکہ سچ کہو اب
ہم اس معرکہ درپیش مین کیا صورت کرین مین نے کہا یہ امور سلطنت ہین جیسا حکام اپنی مصلحت
وقت سمجھین لیکن مین گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ بظاہر سارا ہندوستان دشمن جان و مال
سرکار ہوگیا ہے اسصورت مین جو سرکار کا خیر خواہ معتمد و وارث ریاست ہو تمام اودھ کا
ملک اسے دیدیجیے اور آپ مع عیال و اطفال سیدھے کلکتے چلے جائیے جب تک
ولایت سے کمک پہونچے یا ہندوستان مین کسی معتمد کی فوج جرار آپکے شریک ہوجا
ایسی قوم نوکر رکھیے جس سے انتظام بسہولت ہوسکے پھر اپنے دشمنونکی سرکوبی کیجیے
اس صورت مین غالب ہے کہین خونریزی نہو اور یہ ہنگامہ از خود موقوف ہوجا اور اگر
غصہ و غضب سے کام فرمائیے گا و مظلوم کے مساوی کرنے سے اعتبار سرکار جاتا رہیگا
پھر اصلاح و آبادی ممالک محروسہ بے تالیف مشکل پڑیگی اور اگر یہان کے حکام پر چھوڑ دیجیے
تو ایسا انتظام کبھی نہوسکیگا بلکہ میدان خالی دیکھکر ہر سردار و حاکم آپسمین نفاق و جنگ
کی راہ سے کٹ مرینگے اور بہتیرے تنگ و کمزور ہوکر آپ سے ملتجی حمایت و اعانت کے ہونگے کہا
تمہاری یہ رائے مناسب ہے اور اکثر ہمارے صاحبون کے نزدیک بھی طرح دینا مناسب ہے لیکن کپتان صاحب
ہنانشل کمشنر کی رائے اسکے خلاف ہے کہتا ہے جب ولایت سے ہماری فوج آئیگی ہم دفعۃً سارے ہندوستان
زیر و زبر کر دینگے اسیواسطے بیلی گارد مین سامان آذوقہ کئی مہینے کا جمع کیا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے —

حکایت جنرل لارنس صاحب

اسیطرح ایک مرد جہاندیدہ جو تانتیا شاہی کے ساتھ لندن بھی ہو آئے تھے مدت سے بیمار ہوکر
آئے اونسے ایکدن جنرل لارنس صاحب کو عرضی اس مضمون کی دی کہ میری عمر اسی برس
سے زیادہ کی ہوچکی ہے نظر بیش آمد فساد ہندوستان جو کچھ میری عقل ناقص مین آیا ہے عرض
کرتا ہون بشرطیکہ حکام عالیشان بغور تامل انصاف سے شنین کہ ایسے ہنگامہ فساد مین اگر
عالیشان سرکار بمصلحت وقت سمجھکر واجد علیشاہ کو بدستور بحال فرمائین جتنی رعایا اودھ ہے

کبھی ہم نہ اوٹھا سکینگی کسواسطے کہ بنگال احاطہ فوج جو ہین انکی تعداد سے کہ زیادہ بڑھ گیا اور دشمن بر تعلقداران
کی سرکوبی کو کافی ہونگے فقط مقابلہ شاہ دہلی رہجائیگا یہ اسے بھی ممکن ہی اور آپکی فوج بھی ساتھ
ہوگی دو سبب ایک تو یہ کہ یہ ساختہ پرداختہ آپکے ہین دوسرے مخالف مذہب ہی کہ انجام کار بسہولت
ہوجاویگا ورنہ بجا ہر طرح کی خرابیان اور نقصان سرکار اور رعایا کی متصور ہے کسواسطے کہ مقابلہ بعض جاہل
لوریا طمع ناعاقبت اندیش نافہمون سے ہوگا عرضی کو پڑھکر فرمایا کہ کوئی ملک کسنے بہایا ہو عرض کی کہ قسم ہے اوس
خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا فقط جو کچھ میری عقل ناقص مین گذرا اسے گستاخانہ عرض کیا کہ آپ خود وقت
دیکھیگا تو کہ مستوجب ہون فقط خوشباش شہر ہون فرمایا بعد تین ہفتے کہ اسکے جواب سے میرے
پاس آنا چاہیئے صاحب کی اوس عرضی کو رواز کونسل کلکتہ کیا بعد ہفتہ عشرہ کی یہ ہنگامہ فساد برپا ہوا

معرکہ عالم باغ

۲۳ - رجب کو دوپہری فوج نے عالم باغ سے نکلکر قبل از داخلہ فوج سلطان پور جو لڑتی
چلی آتی تھی قریب کوٹھی دلکشا و محمد باغ مورچے قائم کیے اس طرف سے بھی فوج
جمع ہوگئی لڑائی ہونے لگی گورون نے محمد باغ کو ہر چار طرف سے گھیر لیا نجیب تلنگون
کے مورچے پر گورون نے ایسا مارا کہ کشتون کے پشتے کردیے اکثر باغ کے کنوؤن مین گر کر مر گئے -
ایکدن فوج انگریزی قلعہ جلال آباد سے نکلکر بجنور پہونچی جو قلعے سے ایک کوس ہے
فوج باغی جو وہان تھی پہلے مقابلہ کیا بعد اسکے بھاگی گورون نے قصبہ مین جاکر صرف انڈا بکری
بھیڑ اور سامان کھانے کا لیکر چلے آئے وہان کے رئیس عورات اطفال کو لیکر پیادہ
پا ساکھیپ کے جنگل سے ہوکر گرتے پڑتے امین آباد کی دوکانون مین آکر پڑے جنکو اہل
شہر سے کچھ تعارف تھا اونکے گھر جاکر مہمان ہوے -
ایک دن گورے قلعے سے ۵ کوس بھوانی سے مین جاکر رسد غلہ وغیرہ قیمت دیکر لائے
وہان کے عامل اور زمیندار کو بھی پکڑ کر عالم باغ مین چیف کمشنر کے سامنے لے گئے مقید ہوے
دو چہر دن اقرار نامہ رسد رسانی دیکر نجات پائی -

نمے چھپ کر جو قریب قریب قریات عالم باغ تھے راکو رسد پہونچاتے تھے ۶ سیر روپیہ
کا آٹا بیچکر چلے آتے تھے اسیطرح اور نفر یا جان جوکھم کر کے باکولات وغیرہ کانپور سے لاکر بیچتے
تھے بعض جھوٹ سچ پرچہ اخبار بھی دیتے تھے اسی رسوخ سے اکثر فتکا بھلا بھی ہوگیا سرکار سے
کام بھی ملا ۔

ایک دن کچھ مجروح گورے کرانچی چھکڑے پر سوار بنی کے ٹوٹے پل پر چہ باندھکر
بسلامت کانپور چلے گئے میسر اتر چہار رسالہ جسکا پڑاؤ کربلا سے میر خدا بخش مین تھا ایک دن
ی سے سوار تیار ہوکر بنی گئے وہان کے تھانہ دار اور کئی برقنداز کو مارا گودام سرکار مین
دکھانے کی چیز مٹھائی وغیرہ لا لوٹا تار برقیہ کو جابجا سے توڑا ایک صاحب کچھ سوارون سے
سڑک پر ملا سوار بھاگ گئے اوس صاحب کو مار کر اوسکا سر سرکار مین بڑی بہادری سے
لے گئے ۔ اوسکی کچھ کدر نہ افسرون نے کی اوسنے کہا میرے قتل کرنے سے کیا لندن
خالی ہوجائیگا میرے پاس اشرفیان ہین لیلو تما نا کہا بعد تمہارے قتل کے سوا ہمارے کون
لے لیگا تمہارے ہاتھ سے لینا کیا ضرور ہے ۔

روز شنبہ ۱۹ ۔ رجب مطابق ۶ مارچ فوج انگریزی دلکشا سے پل باندھکر اوسپار
نسٹ کے اوتری جانب جنوب گورون نے مورچہ باندھا فوج باغی نے قریب کوٹھی
جنرل بارٹن مورچہ قایم کیا توپ چلنے لگی اور ایک مورچہ بخت خان نے چکر والی کوٹھی کی طرف لگایا
ورانے نصف کمپ سے اجریا مین مورچہ کیا یوسف خان ممو خان کے بھائی کو حکم ہوا تم اپنی فوج
لیکر کمک کو جاؤ شرف الدولہ غلام رضا کو حکم رسد رسانی کا ہوا اوسیوقت خوانچے والے باکولات
تر و خشک لیکر جا پہونچے طرفین سے خوب لڑائی ہونے لگی ۔ اس عرصہ مین فوج انگریزی جو سلطانپور
سے آئی تھی وہ بھی شریک معرکہ ہوئی نواب شرف الدولہ ہاتھی پر سوار ہو مع فوج دھاوے
چلے کوکرال پر مقابلہ ہوا ایک بم کا گولہ نواب کے ہاتھی سے ہوا ایک رسالدار ہمراہ رکاب بیہ
ارام گیا نواب یہ سانحہ دیکھہ گھبرا کو پھرے فوج نے بھی اپنی راہ لی مگر ایک صاحب کا سر فوج
کے ہاتھ آگیا اوسے بہ تفاخر زیب دروازہ اکبری کیا احمد اللہ شاہ فقیر جو چکر والی کوٹھی مین
اتر رہا تھا اوسنے بھی نکل کر مقابلہ کیا اپنا مورچہ ککرال پر قایم کیا فوج باغی سے

کہنے لگا نواب سے ملا ہوا ہے اسواسطے چلا گیا پھر ساری فوج کے پانون اوکھڑ گئے اب تمھین
لازم ہے کہ آج اپنا مورچہ یہان رہنے دو کل ہم دھاوا کرینگے اور جسے ہمارا ساتھ دینا منظور
ہوا اچھا اچھا کر انڈیل جوان الگ ہو جاوے چنانچہ ایسی دو پلٹنین جنگی جدا کین اونھین اپنی کوٹھی کے
قریب رکھا اور سب سے قسم نہ بھاگنے کی لی۔

جب یہ خبر سرکار مین پہونچی اہلکارون سے مشورہ ہوا کہ یہ لڑائی فتح کریگا تلنگون کی سرکشی
سے بڑی قوت پکڑ جائیگا ریاست مین فساد ڈالیگا پس جتنی فوج اوسکے پاس ہے طلب کرنا
چاہیے یہ بھی اقبال صاحبان عالیشان کا تھا کہ آپسمین ہر روز بلکہ ہر وقت ایسے فساد چلے جاتے
تھے اگر احیانا ایک بناتا تھا دوسرا اپنی بدنفسی سے بگاڑ دیتا تھا غرض نصف شب کو چوبدار طلب
فوج کو گیا کہا تم برجیس قدر کے نوکر ہو یا شاہ جی کے فوج نے کہا کہ ہم برجیس قدر کے نوکر ہین
چوبدار نے کہا حکم سرکار زبانی ممو خان یہ ہے کہ اسیوقت ہمارے پاس چلے آؤ سب اوسکے
ساتھ چلے آتے اونکا مورچہ گرد قیصر باغ کے ہوا۔

شاہ جی یہ حال دیکھکر مضطر ہوئے جتنے تلنگے اونکے ساتھ رہگئے تھے اونکا پہرہ گرد کوٹھی کر دیا
صبحکو فوج انگریزی نے دھاوا کیا کوٹھی پر بم کے گولے مارے شاہ جی مع اصحاب بھاگ کر شہر
مین سرائے معتمد الدولہ مین اترے کچھ زخمی بھی ساتھ تھے اوسے بمنزلہ قلعہ سمجھے گلیون مین چھپی
توپ لگادی پہرے کھڑے کر دیے۔

گورون نے دریائے گومتی پر پل باندھکر ایک پلٹن اوسپار اوتارا اجریاؤن کا مورچہ لیلیا
دوسرے پلٹن نے موضع بھٹولی علی گنج چاندگنج مین عمل کیا اور اوسیدن بادشاہ باغ واقع رمنہ
سلطانی لیلیا پلٹن دہنے بائین مع بہادر علی مخدوم بخش کپتان جنکا پڑاؤ وہان تھا یہ سب اپنا
اسباب چھوڑکر بھاگے گورون نے وہ لوٹ کر توپین بم کی لگادین اوسیدن تقریباً آٹھ سو
آدمی جان سے گئے زخمیون کا شمار نہین ممو خان اوسوقت بدحواس ہوکے تھوڑے والنٹیر
لیکر دھس پر آکر کھڑے ہوے دیکھا گورونکا اسباب چکروالی کوٹھی سے بادشاہ باغ کو چلا آتا
ہے سوارون کو بلا کر برا بھلا کہا حمید اللہ خان جو بریلی سے آیا تھا بڑا بہادر مشہور تھا اوسے حکم دیا کہ
تم سوار اپنے ساتھ لیکر جاؤ پھر پکار کر کہا کون کون اونکے ساتھ جاتا ہے جو بہادر ہو جاوے

کسینے کچھ جواب نہ دیا شیخ احسان اللہ بیگ شریک ہمراہی شیخ فضل علی ڈاکو نے کہا ہم اونکے ساتھ جاوینگے مگر جداگانہ ممو خان نے کہا بسم اللہ انکے ساتھ اور سوار جاوینگے پھر ۱۲ رسالہ کے سوار حیدر قصر خان کے ساتھ ہوسے گھوڑون کی باگین لین کوئی نہ پہونچا سب گرد ہوکر رہگئے فقط اوستے جاکر گورونمین پہونچکر ۴ تمنچے خالی کیے کئی آدمیون کو مارکر پھر آیا زخمی بھی تھا افواج باغیہ مین واہ واہ کی دھوم مچی اور جو کام اوسنے کیا وہی شیخ احسان اللہ بیگ نے بھی کیا۔ ممو خان نے دونونکو دوشالہ رومال دیا

گورون نے ۸ توپین بم وسیل کی بادشاہ باغ سے قیصر باغ اور درشن گنج کیطرف سے لگاکر شام سے مارنا شروع کی جب قیصر باغ مین گولے برسنے لگے فوج بہادرنے بھاگنا شروع کیا پھر فوج انگریزی نے دھاوا کرکے اسطرف پل آہنی کے مورچہ لگایا بعد اسکے کربلا نصیر الدین حیدر سے امام باغ تک اپنا عمل کرلیا بہت سی رعایا اور سپاہ کی بیگناہ ماری گئی مگر توپین نواب علی خان کے امام باغ مین لگی تھین اونکی فوج کا پڑاؤ بھی اسطرف تھا ٹھہرنے نہ دیا۔

سانحہ حیرت افزاے فوج باغی

۵ - رجب روز شنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۰ فروری پلٹن گرائی کے تلنگے کی چھاونی سے سو روپے مین ۱۶ روپے کم ہوسے ایک لڑکے کو چوری کی علت سے پکڑ کر ممو خان کے پاس روبکاری گئی نے حکم ہوا اس لڑکے کے وارث سے جاکر یہ روپیہ لیلو اوسنے کہا میرا باپ مرزا بنیاد علی بیگ محلہ اشرف آباد مین رہتا ہے میرے ساتھ چلو دلوا دون یہ تلنگے مسلح اوسکے ساتھ آئے میرن صاحب کے میدان کے بیٹے سے گھر کا پتا پوچھا بنیاد علی بیگ کا کون سا گھر ہے پتا پایا جب باہر آئے ماجرا بیان کیا انھونے کہا جانتا مین اس سے واقف نہیں گفتگو بڑھی آخر مرزا کو گرفتار کرکے لیچلے مرزا علی حسن جوان رعنا یہ مجرد سنتے اسکے شیر بچہ تلوار لیکر چلا جب تھانہ پل اشرف آباد پہ پہونچا بخشش جرأت اجل گرفتگی او محبت پدری سے پکارا مجھے میرے باپ کے بدلے لیچلو یہی ڈر سے ایسا نہو پیچھے سے شیر بچہ داغدے دفعۃً کئی تلنگے پھر پڑے باقی اونکو لیکے لگے بڑھے اس جوانمرگ نے شیر بچہ کو آگ دی نہ چلا گھبرا کر تالے کیطرف چلا تلنگون نے جھپٹ کر

وہین اوسکا کام تمام کیا بعد ایکساعت کے چارپائی پر نعش گھر مین آئی حشر ماتم برپا ہوا اسے کس
زبان سے بیان کیا جائے شام کو پہلوی مرزا عباس قلی بیگ مرحوم کے دفن ہوئے باپ بھی چھوٹ کر آئے
شریک دفن ہوئے ایسے خون ناحق شہر مین بہت سے ہوئے انصاف کون کرتا جہان لینے ظالم بیدین
سفاک جمع ہوئے ہون شرفا و نجبای شہر نے اپنے گھر سے باہر نکلنا موقوف کر دیا تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ

مہاراجہ بالکرشن دیوان کا مرنا راجہ بہاری لال کو خلعت ہونا

۱۰ شہر رجب سنہ ۱۲۴۷ھ مطابق ۲۵ فروری مہاراجہ بالکرشن مرض اسہال سے مرگئے یہ
اپنی وضع اور استقلال مزاج اور فہم سے اس زمانے مین بہت غنیمت تھے اور خیرات و مبرات سے
ہندو بیراگی فقیر دور دور سے آکر عیش باغ مین برسات تک انکے مہمان رہتے تھے پچاس ہزار
سے زیادہ اونکی مہمانی مین صرف ہوتا تھا بعد دسہرے کے سب چلے جاتے تھے اور اپنے سپاہی
پیشہ متصدی گری مین بہت ہوشیار رہتے سارا ملک محروسہ نوک زبان یاد تھا اور ہر سلطنت مین ذریعہ
انکا محتاج اثر رسوخ و ثقیت و قدامت رہا اور بحیثیت دنیا بھی ایک ضبط اوقات سے کیا اس انقلاب
سلطنت کے ہوجانے سے زیادہ تر آلام روحانی اوٹھایا اور اپنی سرکار سے کھٹکا بھی بازپرس
کا جاتا رہا اور اپنی آبرو کی حبت سے باغیون سے روپیہ بھی عزیز نہ کیا اور سلطنت پر جیسی مین اس
عہد کو باکراہ بمجبوری قبول کیا اور گو ہا زمینداران ممالک محروسہ انھین کی صلاح سے اپنے اپنے
علاقے پر چلی گئی نیام کچھ رہ گئی تھی در پردہ سرکار انگریزی کیواسطے کی تھی اگر جیتے رہتے کیا
عجب تھا اسکا ثمرہ بھی اوٹھاتے غرض جب سرکار مین خبر ہوئی پہرے بجلیہ حفاظت گھر پر آئے
راجہ بہاری لال کو قدامت و اصلیت باقی تھی سراسیمہ ہوکر نواب سے عرض حال کیا انھون نے
بنظر قدامت و سررشتہ موروثی و خیرخواہی و نمک حلالی بہت تاسف کرکے پہرے برخاست
کردیے اگرچہ مہاراج جہان گذشتہ کے دشمن دانا مگر منصف تھے جب نو دولت اہلکارنی سلطنت
دنیا و افضل ذریعہ سمجھا یا دو خاص بردار چپراسی دیوان عام بجلیہ حفاظت رہنے دیے جب رسومات
مذہب سے فراغت ہوئی ۱۷ رجب پنجشنبہ کو راجہ بہاری لال کو خلعت دیوانی ۲۲ پارچہ ملا

اور خلعت و اصل باقی راجہ تیز کرشن مہاراج کے بیٹے کو دیا سوم خدمت جمعیت خان معتمد الدولہ کی راہی دولت
کی بید و پیشکش سرکار مقرر تھا وہ بھی بیا صرف کار و با استعمار کی ہو جیان بھی بچی گھر بھی لٹنے سے بچا
بعد فتح و تسلط سرکار مہاراجہ اور راجہ تیز کرشن سے بگڑی دونون علیحدہ ہو گئی جب حکام سے مہاراجہ
بہاری لال کو صفائی زبان ناصیہ حاصل ہوتی سرکار سے ۱۱ ہزار روپے خرچ کو ملی آئندہ کو امیدوار پرور
کیا عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹی تجویز ہوا انہون نے قبول نہ کیا مگر حکام کو بدل اونپر رعایت منظور ہوئی
اور نادر کو انصاف محرک حق دیوانی زبان گذشتہ راجہ تیز کرشن سے ہوئے پہلے چاہا کہ آپس مین تصفیہ
ہو جائے نہوا آخر نوبت بعدالت پہونچی بعد خرچ اخراجات و حقوق وکلای عدالت دو سو ماہواری
تصفیہ ہوا ڈگری ملی تا مدت حین حیات راجہ تیز کرشن پاوین چندروز تک اوسکے بعد تیز کرشن کا احوال
بسبب آوارگی مزاج اور خرچ لغویات نوبت بہ گدائی پہونچی مضطر ہو کر جے نگر بھی ہو آئے مکان خاص
بازار کا نشان نہ رہا چھوڑا نی گنج اور گاؤ خانے مین مکان وسیع ہوا تھا بک گیا ۱۸ لاکھ روپے کے نوٹ
سرکاری میراجیان گذشتہ کے پاس تھے سوای مالیت خانہ وغیرہ اونکا بھی نشان نہ پا کہان گئے اور
کیونکر خرچ ہوئے اب شاید راجہ دیبی سنگھ کچھ کفالت قوت لایموت کرتے ہین انکے گھر کی دولت کا سبکو تعجب ہے
کسی کی فہم مین نہین آتا —

فوج انگریزی کا دریا کے پار جانا اور ہنگامہ قتل ہر طرف ہونا

۲۰ - رجب کو گورے ہاتھیون پر سوار مع توپ اور گارد سوارون سے دریا کے پار
اوترے سپاہ باغی ہر طرف سے دوڑی اور ہر جگہ پر لڑ کر بھاگی - رعایا بھاگ کر شہر مین اسیار آئی —

تفصیل فوج انگریزی ہمراہی کمانڈر انچیف

۵ فصل نمبر ۱۳ لائٹ انفنٹری - ۱۹ - ۲۰ - ۲۳ - فصل نمبر - ۲۵ - ۳۷ - ۸ - ۴۲ - ہائی
لنڈرس یعنی کوہی ملک اسکاٹلنڈ کے رہنے والے یعنی گھنگرے والی - ۵۴ - ۶۰ - رائفل

۶۰-۴۴-۸۰-۷ ہائی لنڈرس-۸۲-۹۳-ہائی لنڈرس ۹۷ رائل ہارنس ملٹری ٹرین ۲۶ ہزار نیپالی ہمراہی جنگ بہادر میگزین وغلۂ لشکریان-۳۰ ہزار اونٹ ۵۰۰ ہاتھی ۸ ہزار کرانچی چھکڑا ۸ ہزار کہار ڈولی وغیرہ یہ سب فوج قاہرہ جابجا ملک مین متفرق ہوگئی تھی اور پنجابی پلٹن اور رسالون کا حساب نہین معلوم اور جب سے داخل ملک اودھ ہوئے اور جتنے ہر جگہ راہ مین مورچون پر یا میدان مین مارے گئے یا زخمی ہوئے اونکا حساب نہین - ۲۲ رجب روز شنبہ کوکب مریخ جلاد فلک قتال عالم برج عقرب مین طالع تھا بحساب نجوم قبل از طلوع آفتاب ساعت مریخ مین ہنگامہ کارزار طرفین سے جوش وخروش مین آیا پہلے گورون نے چاہا کہ بادشاہی رمنہ سے نکل کر مثل سابق دردولت پر چلے آوین لوہے کے پل سے مگر جب حیدرآباد ماہ نگر مین پہونچے آگ لگانا شروع کیا سپاہ باغی جو پکے پل اور لوہے کے پل پر تھی رعایا اوس پار کی شہر مین جانے کی مانع ہوتی کہ باعث ہراس رعایا شہر کا ہوگا بادشاہ باغ سے جب گورے نکلے راجہ منوا کے لوگ سدراہ ہوئے طرفین سے مارے گئے تین توپین گورے بادشاہ باغ مین نہ لیجا سکے آخر گورے مردانگی سے باہر نکلے دو تلنگون کی گولی سے گر پڑے باقی چار دونون نعش کو توپ پر باندھ مثل برق جہندہ باغ مین کھینچکر لے گئے اسطرف دریا کی جتنی توپین مورچون پر تھین چلنے لگین سپاہ جنگی اور افسران فوج کا دردولت پر ہجوم ہوا چودہری حشمت علی بحکم سرکار ۵ یا ۶ ہزار گوہار سے سمت منڈیاؤن گئے تھے راہ مین لڑائی ہوئی گورے پسپا ہوے کچھ میگزین ہاتھ لگا پھر سب بھاگے بہت سے سوار دریا مین ڈوبے پیدل اسقدر کشتیون پر سوار ہوئے کہ سبکو لیے ڈوبے -

ککرال کے میدان مین پانسو سوار مسلح صف بستہ کھڑے ہوئے تھے دفعۃً ۱۶ انگریز نے اون پر گھوڑے اوٹھائی جتنے نامرد بصورت سپاہی نیکر دھوکی کی ٹٹی کھڑے ہوے تھے سب لوگ دم بھاگے کئی تلنگے بھی وہان سے نکل آئے اونمین سے تین گولی سے گرے اونکے سر کاٹ لائے -

اسیطرح ایک صاحب نے جنرل مارٹن کی کوٹھی کے مورچے پر دلکتا سے گھوڑا دوڑایا ایک توپ پر پہونچا ہاتھ مین چابک تھا کئی توپ پر مارے گولہ انداز بھاگ گئے ایک بڈھا کھڑا رہگیا صاحب نے کہا صد آفرین تو بڑا بہادر ہے اب یہ توپ ہماری ہے اتفاقاً ایک تلنگے نے کمین سے گولی

گولی ماری کر پڑا اسکا سر کاٹ لیا شام کو طرفین سے لڑائی مورچون کی بند ہوئی -
۲۴ - رجب پنجشنبہ پہر رات رہے سے طرفین سے پھر لڑائی ہونے کے پل پر مورچہ جعفری
پلٹن نجیب کا تھا خوب لڑا گورون کو پل سے ادھر آنے نہ دیا اوسوقت فوج انگریزی موسیٰ باغ
کو چلی کھیلے گانون سے پار اتری ایک پانی کے تھالے کو گڑھا سمجھکر بھرے ایک تعلقدار کی گولا
نالے مین تھی وہان سے نکلکر ایک باڑھ ماری دوسری طرف چودھری کی گھار نے گورے پسپا
ہوکر پکے پل پر آئے سپاہی سب بھاگے ایک تلنگہ توپ پر رہگیا اپنے ساتھیون کو پکارا
اے نمک حرامون کہان بھاگ کر جاؤگے یہ کہکر اوسنے آپ توپ کو مہتاب دی اتفاقاً وہ گولہ
انگریزی پلٹنی پر گرا آگ لگ گئی اس عرصے مین تلنگے جو بھاگ گئے تھے سمٹ کر پھر آئے گورے
پیچھے ہٹکر بافسمنڈی کے گھرون مین گئے لوٹا جو سامنے آیا پرغضب ہوکر گولی ماری غریب
اپنے گھرون سے کچھار دریا مین چھپکر بیٹھے تھے اونھین پکڑکر اپنے پیشرو کیا جب توپ چلی
پہلے نشانے مین اوڑے بعد اسکے گورے شاہ جی کے باغ کربلاے مریم مکانی جبالال کے
باغ مین چلے گئے بعض مرد سپاہی اپنی جہالت سپاہگری سے نکلکر لڑے مارے گئے گھر لٹ گیا
کنار دریا دھوبی کپڑے دھو رہے تھی جب گورے گاؤگھاٹ سے پھرے ۷۲ کو گولیون سے مارا
اونکے بیل جو فربہ تھی اونکا شکار کرکے لے گئے ۲۵ - رجب روز جمعہ قبل طلوع آفتاب پھر لڑائی
شروع ہوئی وقت عصر ایک صاحب یکہ سوار اوسپار دریا کے زیر درخت کے دوربین سے دولتخانہ
قدم کے سیش محل کو دیکھ رہا تھا اسطرف نہرا یا تماشبین شہر جمع تھا کنار دریا ایک رسالہ
تیار کھڑا تھا اونمین سے ایک شہسوار نے پرے سے نکل سوارون سے کہا تم مین سے کون ایسا ہی جو اوسپار
جاکر اس صاحب کا سر لاوے سب چپ ہو رہے اوسنے پکار کر کلمہ شہادت پڑھ کر زیر بند گھوڑیکا کاٹ
دریا سے مثل عقاب صاحب کے سر پر پہونچکر پہلے گولی گھوڑیکو ماری صاحب نے دونالی بندوق سر کی
سوار نے گھوڑیکا وہی پر لگا یا جب دونون نال خالی ہو چکے اوسنے تمنچہ مارا صاحب گر پڑا اس
عرصے مین کئی سوار انگریزی صاحب کی کمک کو پہونچے پھر اوسنے طمع صاحب کے سر کی اپنے سر کی بچاؤ
سے نکی اوسیطرح اوسپار چلا آیا واہ واہ کی بڑی دھوم مچی اون سوارون نے بھی پکار کر اسکی
بہادری کی تعریف کی اور کہا اگر ایسی بہادری ہمارے لشکر مین کرتا افسر کلان ہوجاتا -

۱۸۵۸ء

قیصر باغ مین فوج کا داخل ہونا جناب عالیہ کا نکلنا

۲۶- رجب روز شنبہ پھر طرفین سے لڑائی شروع ہوئی دوپہر کو گوردن نے ناکہ چار باغ سے چاہا کہ امین آباد سے چلے آئین ہر طرف سے فوج جمع ہو گئی نہ آنے پائے

۲۷- رجب روز یکشنبہ دوپہر کو گورے پہلے اما مبارہ جنت مکان مین آئے کچھ باغی مقام امن سمجھکر وہان چھپ رہے تھے بعض مکان کی چھت کو بارود سے اڑا دیا اوسکے گرنے سے کئی آدمی دبکر مر گئے پھر وہان سے بشیر الدولہ کے امام باڑہ اور اصطبل سے ہوکر سیدھے قیصر باغ کے دروازے پر آئے اس پھاٹک کے سامنے بڑا ادھس دیکر خندق کھودی تھی بیچ بنا کر اوسمین توپین لگائی تھین پہلے گولہ انداز بھاگے توپین بھری تھین کاٹ کے اونھین داغ کر اڑ جاتے مموخان نے جب یہ خبر سنی مستعد بمرگ ہوکر اپنے جان نثارون سے اوٹھ کھڑے ہو لیکن معشوق محل کے مکان سے کسی نے آگے قدم نہ بڑھایا آخر مایوس ہوکر پھر آئے۔

وقت صبح شرف الدولہ حاضر حضور جناب عالیہ ہوے سبکی صلاح یہ ہوئی کہ اب جناب عالیہ کا یہان سے نکلنا مناسب ہے نواب تامجان پر سوار ہوے سید اپنے گھر پہونچے قیصر باغ مین سب نے پیچھے کے پھاٹک پر باغ کے جو نواب روشن الدولہ کی کوٹھی کیطرف ہے ہجوم کیا پھاٹک مقفل تھا تلنگون نے گولیان مار کر اوسے کھولا مثل کبوتر دفعتہً سب کے سب پھر پھرا کر باہر نکلے ہر طرف اوڑ گئے میر واجد علی کو داخلہ فوج انگریزی کا معلوم ہو چکا تھا صبحکو جناب عالیہ سے کہنا یہ واشارہ بہت سا سمجھایا اوسکا جواب بڑے استقلال سے دیا مموخان کو اپنی خوبی فہم سے نشہ اوسیطرح کا تھا یہ کہکر سوار ہو اپنے گھر چپکے چلے آئے۔

جنرل اوٹرم صاحب مع صاحبان کوٹھی جنرل مارٹن مین جلسہ کمیٹی مین تھے کہ دفعتہً خبر ہوئی کہ میجر صاحب دو کمپنی گورون کی لیکر دلکشا سے پہلے دیوار رمنہ توڑ کر حیات بخش کی کوٹھی مین آئے وہان سے میر فدا حسین کپتان کے مکان مین ہو قیصر باغ تک جا پہونچے اور اونکے آگے سے کچی دیوارین مکانون کی بناقی پرس سیڑس گراتے چلے جاتے تھے جب گورے باغ کے پھاٹک پر پہونچے کلہاڑون سے پھاٹک توڑ داخل باغ ہوے ہر روش پر پھیلے چاندی کی

بارہ دری کے صحن مین نشان فتح گاڑ دیا افسر بارہ دری مین کرسی پر بیٹھے بڑی دھوم مچاتی فوج
تلنگہ وغیرہ رسالہ اور مقبرۂ جنت آرامگاہ سے داخل ہوئی ہر طرف عمل اور شور و غارت ہونا شروع
ہوا اس لوٹ مین ہزارہا ملازم نمک حرام ہوکر ملگئے صاحبات محل مین قیامت برپا ہوئی لیکن یہ عجیب
بات خدا داد ہے کہ اگر گورے اوسیوقت سیدھے مکان فرحت افزا مین قریب چولکھی چلے آتے کیا
عجب ہے اوسیوقت جناب عالیہ برجیس قدر مع صاحبات محل سب کو گرفتار کر لیتے قصہ مختصر تھا مگر
اتفاقاً خان علی خان اوسیوقت کئی ہزار سپاہ سے داخل باغ ہو گئے تاکہ پور دلی شاہ پر کسی کے
بہکانے سے تھوڑی دیر رک رہے تھے بہرحال گوروں سے باغ مین خوب گھمسان ہوا ہر
تن پر نہر خون جاری تھی ہر طرف لاش کا انبار تھا گورے سمٹ کر سنگین بارہ دری مین ہوئے
تھے پیچھے سے جنگ بہادر کی فوج نے آکر باڑھ ماری سیکڑون گر پڑے آخر سب بھاگ
خان بھی زخمی ہوئے ۔

جناب عالیہ سراسیمہ پریشان حال پیادہ پا مع صاحبات محل اور شاگرد پیشہ نوکر عورات
ملازمین باغ کے کوٹھونیر سے گھسیاری منڈی کے پھاٹک سے باہر نکلین حلقۂ عورات
عفت لبستہ اونکے پیچھے برجیس قدر ایک سید کی گود مین کندھے سے چمٹے ہوئے اور عالیجاہ اور
انقلاب زمانہ بدنصیبی کو دیکھا بے اختیار
پیٹنے اور رونے لگا یہ انقلاب زمانہ تھا بہرحال گلیون مین گرتی پڑتی ٹھوکرین کھاتی ہر قدم
پر اولجھتی ہوئی ٹیلہ شاہ پیر جلیل سے گذر کے پل مولوی گنج پر پہونچین جواہر علی خان نے
پینس کہار آگے سے وہان بھیج دیے تھے قریب زوال شمسی جناب عالیہ مع برجیس قدر
اسی پینس مین سوار ہوئین باقی اور صاحبات محل وہان سے متفرق ہو گئے اس عرصہ مین
سوار تلنگے شاگرد پیشہ تلاشی سواری ہر طرف سے جمع ہو کر ساتھ ہوئے یحییٰ گنج نخاس
تک ہوکر بغل دروازے مین غلام رضا خان کے گھر مین اوترین یہ مرد عاقبت بین
تھا کچھ انجام کار سمجھکر عرض کیا یہان سے گورے بہت قریب ہین خدانخواستہ کوئی صورت خلاف
پیش آنے باعث رسوائی غلام ہو پھر وہان سے نواب شرف الدولہ کے گھر گئین وہان بھی یہی سوچ
ہوا کہ شاید نواب بچار سوچ سمجھکر صاحبان عالیشان کو بلوا کر گرفتار کروا دین جہالاکہ یہ سب خیال خام تھا

مگر اضطرار نواب سے ایسی نمک حرامی کبھی نہوتی چنانچہ اُنھون نے تین مرتبہ اپنی حکومت استعفا مین
عرضی اپنے حال کی لکھی اور پھاڑ ڈالی جناب عالیہ وہان سے محلسرا حسین آباد مین گئین وہان
سے پھر غلام رضا کے مکان مین مگر رات کو شاہ جی کے مکان مگر رات کو شاہ جی کے مکان
قدیم مین رہتی تھین شام تک جتنا عملہ شاگرد پیشہ تھا سب جمع ہوگیا ممو خان محلسرا حسین آباد
مین رہے اور یہان چوک تک پہرہ حفاظت کے کھڑے ہوے تھے۔

پیام جنرل اوٹرم صاحب جناب عالیہ کو

زبانی اہلکاران دربار جیسی یہ ہے کہ پہلے قیصر باغ مین جنرل اوٹرم صاحب نے پیام معرفت
مرزا علی رضا کوتوال بواسطہ شرف الدولہ جناب عالیہ کو بھیجا کہ ممالک محروسہ سرکار سے موافق
عہد دولت نواب شجاع الدولہ ملیگا بشرطیکہ لڑائی موقوف کرو ہم ان باغیون کے نکالنے کی تدبیر
کرینگے اور سپاہیان لشکر و کلکتہ کو بھی بلوا دینگے یہان خود غلط ایسی بات کب سنتے تھے
بعض اسے فریب و خدع سمجھے بعض نے جانا کہ اب یہ مغلوب ہو چکے ہین جب ایسی باتین
کرتے ہین خدا نے چاہا تو ہم اونھین نکالے دیتے ہین اسکا جواب معقول نہ گیا اسی کشمکش و پیچ
مین رہے یہ وہی صورت ہوتی ہوتی جسطرح قبل از معرکہ بکسر صاحبان عالیشان نواب
شجاع الدولہ سے کہتے تھے کہ آپ ہمیں صوبہ عظیم آباد دیجیے مگر قاسم علیخان کے شریک نہوجیے
وہان مشیر کار اور معتمدین خاص نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ نواب مدار الدولہ تھے وہ
سنتے تھے اسے بھی عجز سمجھے تھے بعد اسکے دوسرا محبت نامہ غلام رضا کے مکان مین اس مضمون سے
آیا کہ خیر اب ہم نواب واجد علیشاہ بدستور سابق تمھین تمھارا ملک دینگے نہ لڑو جہان ہو اوسی مکان
مین رہو جب ہم فوج باغی کو بھگا دینگے تم نہ بھاگنا اوسی مکان مین رہجانا تیسرا پیام آخری اوسوقت
آیا جب جناب عالیہ مہمان خانہ نواب تھین کہ اب سرکار سے تمھین صرف ۶ ہزار روپیہ ماہ بماہ ملیگا
اور پھر اسی جو علمنامہ لایا تھا اوس نے زبانی کلمات تشفی حسب الحکم صاحب کہے اور کبھی تہدید بھی
لکھکر آتے تھے کہ اپنی مہر کرکے بھیجدو اوسوقت ممو خان اور ارکان دولت نے سمجھکر اسکا
جواب دیا کہ بوقت مقابلہ و مقاتلہ ہمیشہ سے خدع و جھوٹ طرفین سے جائز ہے لیکن اس عہد

عہد و میثاق کے ہمین بے فوج سمجھکر مثل شاہجان گرفتار کرکے لیجائین اگر صاحبان عالیشان کو
یہی منظور ہے تو حسب سررشتہ اپنے اس اقرار کو تحریر فرمائین انجیل خدا پر مہر کردین اور بادشاہون
کی اوسپر گواہی بھی مثل بادشاہ مصر وغیرہ جو ہمارے واسطے سند کامل ہو اسکا جواب مرزا علی رضانے
دیا سبحان اللہ کل دھاوا ہوگا یہ امر تا تریاق از عراق آج آپ چاہتے ہین فیصل ہوجاوے مصر اور
ولایت کے بادشاہ کیا آپ سے قریب ہین گویا نواح لکھنؤ مین ہین ممو خان نے کہا اگر گواہ
لیہ المشرقین پر ہین جنگ بہادر تو شہر یک حال ہے وہ اپنی گواہی اور ذمہ اور اپنے قسم کردے
کیا مضایقہ یہ سند بھی ہمارے واسطے کافی ہوگی بعد اسکے سوال و جواب طرفین سے قطعی موقوف ہوا
مرزا علی رضا بھی مایوس ہوکر اپنے گھر چلے آئے سمجھے کہ ظاہر اب ہم سبکی اجل دامنگیر ہے دیکھیے
اس آفت سے خدا کیونکر بچاتا ہے ۔

اوسکی صبحکو شہر مین منادی ہوئی کہ رعایا بد حواس و پریشان نہو سب گورے مارے گئے
تھوڑے قیصر باغ مین ہین وہ بھی تمام ہوے جاتے ہین مگر اس منادی پر کسیکے کان
پر جون بھی نہ رینگی ۔

شب سہ شنبہ حسین آباد مین مفتاح الدولہ اور حکیم حسن رضا نے اپنے ایک دوست
کو بلاکر مہر طغرا جنگ بہادر کی دکھائی اور کہا ممو خان نے کئی افسر معتمد اسکی تصدیق کو بھیجے
ہین خدا چاہے تو یہ صورت نجات اچھی نکلی ہے مگر پھر جو اوسی روز سہ شنبہ تک دریافت کیا بالکل
غلط بلکہ سراسر جعل و فریب تھا ۔

غرض صبحکو فوج باغی نے ہر طرف سے جمع ہوکر گنگا و گھاٹ سے دھاوا کیا اور للکارتے
چلے کہ ہم آج گوروں کو مارے لیتے ہین قیصر باغ بھی خالی کروائے لیتے ہین دیگر کسیکو
منہ نہ دکھائینگے جب یہ خبر جناب عالیہ نے سنی کہ فوج نے دھاوا کرکے بادشاہ باغ لیلیا جاتا ہے توپین
بھی چھین لین اب کوئی دم مین قیصر باغ بھی خالی ہوا جاتا ہے اسپر بڑی خوشی ہوئی پھر خلاف
اسکے خبر آئی کہ گوروں نے دھاوا کیا ساری فوج ہر طرف بھاگی مورچے سب چھوٹ گئے بڑا
امام باڑہ بھی لیلیا جامع مسجد کے گلدستے اور امام باڑے کے کوٹھے سے گورے قصاب کے
ن تک گولیان لگاتے تھے اب قریب ہے کہ داخل حسین آباد ہوجائین ۔

احمد اللہ شاہ نے تلنگے سوار جمع کرکے فیروز شاہ سے کہا تم پکّے پل سے دھاوا کرو مین عیش باغ
سے کرونگا وہان بھی جنگ بہادر کی پلٹن سے خوب تلوار چلی جب ادہکی اور کمک آئی شاہ جی بھاگ کر
نخاس مین آئے گورے چوک مچھلی والی بارہ دری - اکبری دروازہ تک پھیل گئے پھر شام سے رات بھر
بم کے گولون کا مینھ برستا رہا مگر قدرت خدا سے شہر مین دو تین آدمی ضائع ہوئے - آگ بھی کسیکے
گھر مین نہ لگی اور اگر کہین لگی بھی جلد بجھ گئی خلاصہ رعایاے شہر بیگناہ پر ہر طرح آفت ہے باوجودیکہ امین
سے کسی نے مقابلہ نہ کیا بنسبت دلی کے کہ وہان سب رعایا نے جہاد ایمانی پر کمر باندھی تھی آخر سب
کے سب بحال تباہ بے حواس و مضطر ہوکر بے اسباب مال و زر مثل مور و ملخ بجانب مغرب تا کہ
شہر کاکوری کا مکا آباد - کسمنڈی کی راہ لی وہ دن وہ رات کچھ قیامت سے کم نہ تھی - شاہ جی
گھبراکر پہر ناکے سے فوج کو لاتے تھے کیسکے پانون نہ ٹھہرتے تھے اور گورے کے نام سے بھاگتے
تھے حالانکہ سب صاحب ہتھیار اور کارزار ہندوستان دیکھے ہوئے تھے اسکے سوا گلیون میں گئے
شہر کے معلوم نہین کہان چھپ رہے تھے کوئی پرندہ آسمان پر نظر نہ آتا تھا ہر کوچے سے وحشت
برستی تھی اور خون ناحق کی بو آتی تھی اور عورات پردہ نشین کو پردے کا کب ہوش رہا تھا وارث
مسلح آگے عورات چادر اوڑھے پیچھے چلی جاتی تھین -

جناب عالیہ کا شہر سے نکلنا

روز سہ شنبہ ۲۹ - رجب ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۶ - مارچ ۱۸۵۸ء قریب شام جناب عالیہ بہ
حلیۂ قدر حالت یاس کلی مین پنس مین سوار ہوئین چار توڑے اشرفی کچھ جواہر بیش بہا زبانی
زبانی مفتاح الدولہ اور کئی دن پیشتر نکلنے قیصر باغ سے ممو خان کے کہنے سے زنانہ کروا کے اپنے
جواہر خانے مین آکر کنجیان مفتاح الدولہ سے لیکر جتنے صندوقچے باقیماندہ تھے سب لیگئی تھین اونمین
کچھ ملا یا تھا معلوم نہین کیا ہوا اور ممو خان نے کسے دیا جسکی قسمت کا تھا لیگیا اور آج تک کسی کے
پاس اوسکا نشان بھی نہ رہا اگر کسی کے پاس ہوتا غالب ہے کہ ہر طرح سے کھلتا تا یا گوئندے کب
اس سے غافل رہتے - غرض تا کہ عالم باغ سے سواری نکلی حلقۂ عورات گرد و پیش تھا ممو خان گھوڑے
پر میر مہدی مع اپنی عیال احمد حسین حکیم حسن رضا صاحب عدالت یہ سب پیادہ پا کچھ سوار تلنگے

بھی ساتھ تھے صبحکو پھر اون پہونچین اب اسوقت بھی اگرچہ سوار انگریزی پہونچے تب بے تکلف گرفتار کر لیتے اسکا سبب نہین معلوم حکام نے کیون اسکا خیال نہ کیا اور ایسی خبر عظیم سے کسوجہ سے غفلت کی راجہ ہردت سنگہ زمیندار نے بہت تمردی سے ایک چوپال رہنے کو دیا اور خود حاضر نہوا جناب عالیہ بہت بھوکی تھین کھلانے کو کہلا بھیجا جب یک ٹکے کا بھیجا جائیگا اور پھر گستاخانہ کہلا بھیجا ہم تمکو کھونگر جگہ دین اور شریک ہون تم ہر جگہ شکل ہینڈک اچھلتی پھر وگے اوپیچھے انگریز شکل سیا لہراتے پھر ینگے خلاصہ یہ بارے ہو کر خیرآباد پہونچین ہرپرشاد ناظم قسمت اول خیرآباد مولوی عماد اللہ عرف مولوی محمد ناظم بسوان بائیسی جو سندیلہ مین لڑتا رہا اور بڑی مشقت سے مارا گیا بمجرد سننے خبر آمد جناب عالیہ تین کوس سے استقبال کیا بڑی دھوم نقارہ و نشان جلوس سواری سے مرزا بندہ علی بیگ کے امام باڑے مین اوتارا راہ مین فقرا کو دو ہزار خیرات کیے جب داخل شہر ہوتین توپین سلامی کی چلین ۔

وہان صلاح یہ ٹھہری کہ بریلی کو چلین اکثرون کا رجحان یہ ہوا کہ ابھی اپنے ممالک محروسہ مین توقف مناسب ہی کسواسطے کہ سالے کہ نکوست از بہارش پیداست + جب اور گریزگاہ نہوگی اور کہین پناہ نہ ملیگی ملک غیر مین بمجبوری سے چلے جائینگے بعد اسکے محمود آباد راجہ نواب علیخان کے گھر مین مہمان ہوتین پھر بھونی راجہ منوا کی گڑھی مین رہین وہان وکیل راجہ ہردت سنگہ بونڈی والے حاضر ہوا عرض کی ہم آپ کے ہر حال شریک و فرمانبرداری مین رہین احتمال راجہ منوا کا انگریزون سے سازکا ہی پھر وہان سے وہان سے وکیل کے ساتھ داخل بونڈی ہوئین اور متوجہ انتظام ممالک محروسہ اور حکمرانی چند روز مین جتنے لکھنو سے بھاگے تھے اندرونی و بیرونی مع سپاہ جنگی سب جمع ہوگئے اور ملازمین قدیم و جدید مع بیگمات محلات اور امرا اور رعایا وغیرہ آ پہونچے اور جتنے اہل حرفہ تھے اور اہل بازار مع اجناس از خود جمع ہوئے مثل لکھنو کے آباد ہوگیا اسکے سوا زمیندار اور تعلقدارون سے طلب زر تحصیل بھیجنا شروع کیا ایسی صورت بے منت کسی تسلط سلطنت مین نہوتی تھی اس زر تحصیل کی عدم رسی پر کبھی لڑائی اکثر ضلع مین رہا کرتی تھی اس امر مین سب کو تعجب تھا کہ ایسے وقت اضطرار و مایوسی و قطع امید مین سطر آمدنی ملک کا بے منت پہونچنا غرض اس مدت قیام مین جتنا سامان امارت شاہی تھا

اور اسباب لوازمۂ ریاست سب طرح کا موجود ہوگیا تھا بلکہ اکثرون کے پاس جو اسباب سلطانی
کسی طریق سے ہاتھ آگیا تھا اونھون نے بے طلب سرکار مین دیدیا اور بظاہر ہر شخص اپنے واسطے
اس مرکے انکو بصورت عافیت متصور سمجھا تھا اور پچھلی مصیبتین جو لکھنؤ یا میان راہ ہر طرح
سے پائی تھین دل سے بھلادی تھین اور بانداز شکل چوک لکھنؤ ہوگیا —

حکام عالیشان بندوبست و انتظام شہر اور لوگون کی روبکاری و داد وگیر قصاص مین مصروف
تھے اور معرکہ سندیلہ اور نواب گنج بریلی تساہلاً ملتوی پیش تھا اور ایام برسات سے ندی نالے
مانع راہ تھے اور خاطر جمع تھی کہ ان سب کی منتہائی گریزگاہ کوہ شمالی ہے وہان کا عالم جنگ بہادر
ہمسے موافق ہے یہان ان سب کو یہ اندیشون کا اوسیطرح کا نشہ پر غرور و پر غلط ہوگیا تھا کبھی
اصلاح آشتی صاحبان عالیشان کا خیال بھی نہ آیا فوج جنگی اور آپس کا نفاق خود رائی و خود پسندی پر تھی

انتظام ممالک محروسہ و مہم ریاست اکثر مقام

راجہ بینی مادھو بخش نظامت بیسواڑہ سے مین مستعد و سرگرم قتال و جدال رہے سلون مین
شیخ فضل عظیم خان بدستور بحال رہے میر مہدی حسن خان نظامت سلطانپور مین مقرب الدولہ
منتظم الملک میر محمد حسن خان بہادر شمشیر جنگ نظامت گورکھپور مین اور انتظام الدولہ ممتاز الملک
خان علی خان بہادر ذوالفقار جنگ جلدو ہی معرکہ قیصر باغ مین اعلا قسمت اول خیرآباد
محمدی سانڈی پالی شاہ آباد مین مولوی محمد سندیلہ خاص مین اس شرط پر گئے تھے کہ یا فتح
کرونگا یا اپنا سر کٹا دونگا اس معرکے سے منہ پھیرا پانچ ہزار مرنے والے سرفروش ساتھ
تھے اور ہمراہ انکی دیگر خوب لڑ بھڑ کر نام کر گئے کو مولانا صاحب اسی معرکے مین زخمی ہوے اور
جب تک معرکہ سندیلہ رہا تہر سکے تا کہ حیدر گنج جدید پر توپ خانہ اور فوج سرکار ہوشیار
و تیار رہی —

یوسف خان بھائی محمود خان کے سپہ سالار فوج ہو کر گئے کئی راجہ انکے ساتھ تھے لوا نگنج
مین فوج انگریزی سے مقابلہ ہوا راجہ بلبھدر سنگھ چہلاری بعد قتل و قمع بڑے نام و نمود سے
اسی لڑائی مین مارا گیا جب اس راجہ کے گھر مین بیٹا پیدا ہوا تھا خوشی کی توپین چلین فوج

توپ کی آواز سنکے بھاگی ممو خان نے رانی سے اسکا جرمانہ لیا جب مفصل حال ہوا - لوگون نے خیال لیا
کو سمجھایا اوسکے عوض رانی کو ضمانت تپچے کے واسطے جو زری کرنسے وغیرہ کی بھیجی یوسف خان کو صاحبان
ہو کر لینے چٹھی امان دی اس جہت سے بسلامت سب چلا آئے اسکے بعد ہر دت سنگھ سوائی کے پھر پانون
اکھڑ گئے بھاگ گئے -

نظامت بہرائچ مین کاظم حسین خان تجمل حسین خان زمیندار بھٹو راسو راجہ دیبی بخش گونڈہ
مین گلاب سنگھ راجہ بیروا - درگبجے سنگھ راجہ بھونا - نرپت سنگھ راجہ رہیہ - رانا مادھو بخش بہادر
چودھری مصاحب علی - اکندی کوری - جوت سنگھ راجہ چہروا - یہ سب ہر جگہ لڑتے رہے جب تاب
مقابلہ نلاسکے بھاگکر بونڈی مین جمع ہوئے - پس اگر انصاف سے دیکھو زمیندارون کی کہا رکھان انکا نقصان
لشکر فوج سے ہوا -

مرزا اور اہلکار ہمراہی جناب عالیہ - مقرب الدولہ - مفتاح الدولہ - رانا بینی مادھو بخش ہنومنت سنگھ
کالے کانکر - راجہ دیبی بخش - راجہ ہردت سنگھ سوائی - راجہ جوت سنگھ چہروا - گلاب سنگھ نرپت سنگھ درگبجے
بھیاجی چپلاری - کلن خان مختار رانی نانپارہ - رانی تلسی پور وغیرہ حاضر تھے -

اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ واسطے خاص و عام کے

حکام عالیشان نے از راہ مصلحت وقت اشتہار امان مطلق غیر مفید واسطے خاص و عام کے
جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے جاری کیا جتنے بھگیلے بیدل و مایوس حالت یاس کلی مین ہو گئے
تھے اور خدا سے ایسا دن امان کا چاہتے تھے بواسطہ بدفعات حاضر حضور کمانڈنگ فوج ہوئے
بعد اسکے لکھنؤ مین چیف کمشنر بہادر کی ملازمت حاصل کی اور اکثر اپنی بیکاری کی داد بھی شہر کو روانہ
ہوئی یعنی تصفیہ زمین بمعہ زمین -

نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد - شیخ فضل عظیم - میر مہدی حسن خان - میر غلام حسین مقرب
مقرب الدولہ کے عباد علی خان بھائی نواب علیخان - کاظم حسین خان - جرنیل اسمٰعیل خان - قاضی
عنایت علی خان برگیڈیر بعد انکے گروہ متوسطین مستعفین جو داخل لالائی ہولائے ولالائی امید لائے

تھے یعنی شمار مین نہ ادھر نہ اودھر تھے اور نہ سرکار کو اونکا کچھ خیال تھا پھر و رفتہ رفتہ ظاہر ہونے لگے -
نواب نورالدولہ عرف نادر مرزا صاحب وثیقہ بہو بیگم صاحبہ خلد منزل سرکار پر بھی حاضر نہوے معلوم
نہین کس خواب و خیال مین تھے بعد از خرابی لکھنؤ آئے طالب وثیقہ ہوئے وکیل ہائیکورٹ
مین گیا آخر نوبت بولایت پہونچی سیکڑون بلکہ ہزارہا مبلغ خطیر صرف ہوا مگر ہاتھ پانون
مارنے سے خاک اوڑائی کچھ نہوا آخر انتقال کیا اسکے وثیقہ کی عدم بحالی میں یہی حجت ہے کہ نسبت عدالت سرکار
رئیسان بیرونی جو اپنا بچاؤ سمجھکر رفاقت وہمراہی جناب عالیہ مین ہوگئی تھی مرزا کوچک سلطان بھائی
بہادر شاہ دہلی نانا راؤ - بالا راؤ پیشوا نواب محمود خان نجیب آبادی - احمد اللہ خان شفیع
خان نجیب آبادی - مظہر علیخان رئیس کاموند - ولی داد خان رئیس بالاگڑھ سمدھی
بہادر شاہ - غلام قادر خان رئیس شاہجہان پور - عنایت اللہ خان رئیس بیلی بھیت وغیرہ

پہونچنا کمانڈر انچیف کا بھاگنا جناب عالیہ کا کوٹ مین

غرض جب کمانڈر انچیف جنرل کلائیڈ بہادر فوج قاہرہ لیکر بہرائچ سے لڑتے بھڑتے نانپارہ
بونڈی پہونچے فوج جنگی مع زمیندار متعاقد دو ساعت تک خوب لڑی جب فوج انگریزی
نے دھاوا کیا تو ٹھہر سکی حدود نیپال جنگل مین ہر طرف متفرق ہوگئی ہر طرف جنگ بہادر نے اپنی حدود دیہ
اور جابجا گھاٹیون پر پہرے بٹھا دیے تھے مگر اس قافلہ مور و ملخ کو نہ روک سکے طرح دیگئی اوسوقت
جناب عالیہ بھاگ کے تلسی پور کی گڑھی اچوا مین دو تین دن تک رہین وہان سے سناری پہاڑ سے ہوکر کوٹ
مین پہونچین جو کوہ ٹبول میں ہے جہان نواب آصف الدولہ کی اتبک بارہ دری بنی ہوتی ہے -
جب جناب عالیہ سناری سے آگے چلین جنگ بہادر کا خط کپتان نرنجن مانجھی کی معرفت اسمضمون کا آیا
کہ آپ انگریزون سے صلح کیجیے یا یہان کا رہنا اختیار کیجیے ہمسے توقع اپنے سرکار کیساتھ ہونے کی یا
کسیطرح کی اعانت و امداد کی نرکھیے گا کسواسطے کہ ہم انگریزون سے کسیطرح کا مقابلہ نہین کر سکتے
یا کسی اور طرف چلی جاییے آپ کو اختیار ہے ممو خان نے اسکا جواب دیا کہ ہمیں صلح منظور ہے
اور نہ تمھارے ملک مین قیام منظور ہے اور نہ کسی طرف جائینگے یہین ہم انگریزون سے

اڑینگے اور نہ کچھ تمہارے بھروسے پر اونسے بگاڑا ہے یہ بات کپتان کو بہت ناگوار گذری کہا
ہم اسیطرح اپنی سرکار مین کہلا بھیجتے ہین بعد اسکے جواب یہ آیا کہ اودھر سے انگریز ادھر سے
ہم تمہین مار نکالینگے تم ہمارے ملک سے نکلجاؤ اور رسد کی بھی ممانعت کردی بعد اسکے جب بہت
سختی ہوئی اجازت رسد رسانی مگر شراکت سے از روے خواہش انکار کیا ۔

پہلے جناب عالیہ پینس مین سوار تنہا سنئے کوٹ روانہ ہوئین اور کسیکو جانے کی اجازت نہ ملی
بلکہ جنے سینہ زوری سے جانے کا قصد کیا تھا سپاہیون نے نجانے دیا آخر سب منہ دیکھکر
وہین رہ گئے دوسرے دن جناب عالیہ کی سفارش سے جتنی عورات لڑکے ہر امیر راجہ کے
ساتھ سے فقط اونہین اجازت ہوئی ۔

مرزا برجیس قدر کے ساتھ کپتان نرنجن مانجھی اور ایک سردار بہت پیر سپاہی و مفتاح الدولہ
ساتھ تھے پہلے پالکھن پر سوار ہو کر چلے پہاڑ پر نہ چل سکے کپتان کے کہنے سے ہاتھی پر سوار ہوے پیچھے
کپتان اور مفتاح الدولہ اوسی ہاتھی پر بیٹھے کسواسطے کہ ہاتھی پہاڑ پر بہ نسبت اور سواری کے
چلنے کا مشتاق ہوتا ہے راہ مین مرزا برجیس قدر کو پیاس کی شدت ہوئی کپتان کی نارنگیان
تھین کھائین فی الجملہ تسکین ہوئی پھر وسوسہ یہ گذرا کہ مبادا کپتان دغا سے کہین اولیجائے
کسواسطے سواری بے اختیار ہے مگر مفتاح الدولہ نے زرگری مین کہا اگر خدانخواستہ ایسا
امر ہوگا میرے پاس تنچہ ہے کافی ہوگا آپ مطمئن رہین پھر وہان سے مفتاح الدولہ کے واسطے
مقام صدرۃ المنتہی تھا کپتان نے کہا تمہین آگے جانے کی اجازت ہماری سرکار سے
نہین ہے ہم نہین لیجا سکتے مگر ایک صورت سے کہ جناب عالیہ اور برجیس قدر سے علیحدہ ہو کر
یہان رہو تمہاری صورت معاش بھی ہماری سرکار سے ہو جائیگی یہ اونھون نے گوارا نکیا چار
و ناچار حالت یاس مین وہین سے رخصت ہوے ۔

ممو خان نے کپتانون سے اپنی نخوت و غرور سے گفتگو بہت نامناسب کی تھی وگرنہ کیا
عجب تھا اونکے واسطے بھی اجازت ساتھ جانے کی ہو جاتی یہ فوج جنگی کے ساتھ رہی جب
فوج شکست کھا کر گھبرا کر پہاڑ پر چڑھنے لگی تو سو گھوڑے سواروں کے گر کر مر گئے سیکڑون اونٹ
مع بار عظیم گر کر مر گئے پہلے جب مقابلہ دامن کوہ مین ہوا فوج خوب لڑی جب فوج نے بھاگ کر پہاڑ پر

قصر پڑھنے کا کیا عذر ملک نیپال سمجھ کر فوج انگریزی آگئے نہ بڑھی دگرنہ اوسیدن بدمعاشونکا
کام تمام ہوجاتا بلکہ بھاگنا مشکل پڑتا —

اجمالی منشی میر قربان علی اور میجر کا رنیگی صاحب سٹی مجسٹریٹ

منشی میر قربان علی ساکن وحاکم پور نگینہ کا احوال من الشمس ہے اور میجر کارنیگی صاحب سٹی
مجسٹریٹ ان دونون نے خوب لکھنؤ مین چھاڑو دیدی صاحبان اخبار نے کچھ کچھ احوال
چھاپا مگر حرفی بیار و حرہ بخور۔ خلاصہ جب منشی مذکور اور میجر صاحب بعلت جعل خرید نوٹ
روبکاری ڈپٹی کمشنر مین دھرے گئے میجر صاحب باطمینان تمام تشریف فرماے ولایت
ہوے جہمین سکے رہنے والے تھے یہان کے رہنے والون کو احوال ولایت کشمیر وغیرہ
ظاہری دھر کلکتے مین بامید ترقی عہدہ جلیلہ آئے اور اضلاع لکھنؤ مین بھی مامور ہوے منشی جی بعد
روانگی میجر صاحب اپنے وطن مالوف مین بادشاہت کررہے تھے طاؤس بیگم منجملات شاہی
اونکے ساتھ لکھنؤ سے چلی گئی تھی خلاصہ بعد ثبوت جرم ۷ برس کی قید منشی کے واسطے تجویز ہوئی
جیلخانہ الہ آباد مین گئے جب اونھون نے اپیل کیا ۲ برس اور بڑھے دس برس ہوے
میجر صاحب کی تحقیقات کو کوئی صاحب امین لکھنؤ آئے انکا قصاص منحصر بولایت رہا نوکری
سرکار سے ترک ہوئی اگر ایسا صاحب متمول نوکری سے برطرف ہوجاے اوسے نوکری
کی کیا پرواہے —

اب سنتے ہین کہ کسی صاحب کی رعایت وپرورش سے منشی جی کیواسطے بہت سی تخفیف
ہوگئی ہی کپڑے بدلتے ہین پلنگ پر سوتے ہین فی الجملہ موافق جیلخانہ قیدیون پر حکومت
بھی ہی طاؤس بیگم بھی کئی مرتبہ اونکی خدمت مین مستفید ہوئی کئی لاکھ کے گانون زمینداری نگینے
مین مول لیے ہین جب سرکار سے قرقی اونکے گھر کی نقد وجنس کی ہوئی ۱۲ لاکھ کا تخمینہ ہوا تھا
بس اسی حساب سے اونکے غبن کا بھی ہوسکتا ہے —عیان راچہ بیان — لکھنؤ کی بربادی کر
ہزارون بن گئے مگر دیکھا چاہیے — بیت المال کیونکر سرسبزی کرتا ہے —

مراجعت کمانڈر انچیف لکھنؤ مین

کمانڈر انچیف سپہ سالار فوج بونڈی سے لکھنؤ داخل ہوے رمنۂ سلطانی اس پار دریا کے مقیم خیام ہوے باقی فوج کو سرحد ملک پر جا بجا چھوڑ آئے جنرل ہرو صاحب بہادر اس معرکے مین نسبت اور حکام کے بہ سبب ایمان دہی رئیسون کے اور اونکے حفظ مراتب سے پیش آنے کے بہت نیک نام رہے خصوصاً تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد کی جان و عزت فقط صاحب ممدوح کی امان سے بچی ورنہ دائرہ حلقۂ پھانسی سے کبھی باہر نہوتے حکام صدر کو اسی باب خاص مین بہت مناظرہ رہا بعد تنقیح تمام صاحب بہادر کا ایک درجہ پایۂ منزلت سے ترقی کا گھٹ گیا بعد چند روز کے پھر اپنی منزلت پر آرہے چیف کمشنر لکھنؤ ہوکر بہ سبب عارضۂ لاحقہ ولایت کا جانا بہت ناگوار ہوا کس واسطے کہ وہ قدرشناس شہر و اہل شہر تھے اور ولایت پہونچکر مستوفی ہوے یہ بھی تاثیر زمین لکھنؤ ہے کہ جو اچھا حاکم ہوا وسے قیام نہوسکے جسطرح اکثر ایسے صاحب آئے پھر بہت جلد چلے گئے۔

داخلہ فوج انگریزی شہر مین بہ تسلط رعایا کا شہر سے بھاگنا شاہ جی کا نکلنا

۳۰۔ سلخ رجب روز چارشنبہ فوج انگریزی نے پہلے چاہا کہ عالم باغ سے گڈھی کنورا یا لاحیدر گنج سے داخل شہر ہو جاے پلٹن جنگ بہادر عیش باغ سے احمد اللہ شاہ سے جو افسر معتمد الدولہ سے فوج لیکر عیش باغ مین جا پہونچا خوب تلوار چلی کئی سو بھوٹیہ مارا گیا آخر باغ سے اونکو ہٹا دیا وہ سب سمٹ کر کنارہ شہر آئے اودھر سے فوج انگریزی آتی تھی وہاں بھی شاہ جی نے دل کھول کر لڑے فوج انگریزی کو نہر سے اسپار اوترنے نہ دیا شاہ جی کی طرف سے تین چار توپ بھی چلی جب فوج انگریزی نے دھاوا کیا پہلے حملہ یورش مین سوار بھاگ گئے وجہ اسکی یہ بھی تھی کہ تین دن رات سے حقیقت مین سوار ہر طرف دوڑتے رہے اور خود شاہ جی بھی فوج کو گھیر کر لائے تھے سب سے بیعت تازہ لی تھی بہت سخت سست کہکر غیرت دلائی تھی قتل و قمع کو ڈرایا تھا مگر اون نامردون کے واسطے گو زیر گوز تھا پہلے مقابل ہوے اور سکے بھاگ گئے

اسی طرح اس معرکے سے پندرہ سو سوار شہر کی طرف سے بھاگے تھے حیدر گنج نوبستہ ہوکر سعادت گنج پہونچے بعد اسکے شاہ جی پھر کر درگاہ حضرت عباس مین آئے ایک مورچہ قایم کیا دوسرا سعادت گنج کی لال کوٹھی پر اور توپ بڑھکر تراہے پر لگائی۔

بھوٹیون نے میدان خالی پاکر حدسے بستی کے باغ مین اپنا پڑاؤ کیا جب رات کو بہت بھوکے ہوئے ایک ہندو فقیر اوس باغ مین رہتا تھا اوس سے جنس کھانے کی مانگی اوسنے ایک ہندو رستوگی مہاجن جو اوسکے پاس آکر چھپا تھا وہ اشرف آباد اپنے گھر سے آیا اور جو جنس گھر مین تھی اوسکو دی یہ اپنی جان بچاکر گھر آنا غنیمت سمجھا پھر پھر عیش باغ سے حیدر گنج۔ نوبستہ۔ سعادت گنج تک مینہ گولیون کا رعایا پر برستا رہا ہر گھر پر سنگ چاندماری ہوگیا اگرچہ بہت کم رعایا اپنے گھر مین رہ گئی تھی۔

نہم شعبان پنجشنبہ کو گورے۔ چوک۔ فرنگی محل۔ نخاس۔ کاظمین۔ منصور نگر تک پھیل گئے اور مورچہ کاظمین کربلا سے دیانت الدولہ والی دروازہ مین قایم کیا ایک مورچہ سڑک سے گھنٹہ بیگ کی گڑھیا پر قایم کیا مقابل درگاہ حضرت عباس چنانچہ جب کونیا صاحب مورچون پر آئے شاہ جی نے ہٹکر سعادت گنج لال کوٹھی پر مورچہ قایم کیا دونون طرف سے گولیان برس رہی تھین اس عرصے مین گورے رعایا کے کوٹھون پر سے ہوکر ہر گھر مین اوترکر لوٹنے لگے میر آغا میر باقر علی رسالدار ملازم شاہی کا گھر سر دیوار کربلا تھا کونیا صاحب مع دو افسر کوٹھے پر سے اترے پوچھا تم باغی ہو عرض کی ہم رعایا سرکار ہین ایک گھوڑا میر باقر علی کا پسند کرکے لے لیا اوسکی قیمت دینے لگے اوںھون نے نہ لی اس عرصے میر آغا کے ایک گولی زیر ناف لگی جان بچی اتفاقاً قدرت خدا سے اوسیوقت جراح بھی مل گیا بعد ازان صحت ہوئی کونیا صاحب پر انکی بیکسی وغربت ثابت ہوئی پہرہ گورے کا انکے گھر پر کر دیا کہ لوٹنے نپاتے مگر بعد فتح سرکار ہیجر کانیگی صاحب مع ناظر کوتوالی انکے گھر مین چلے آئے سارا اسباب گھر کا لوٹ کرلے گئے بہت سی داد بیداد کی کون سنتا تھا انکا ایک گھر مینا بازار مین تھا وہ مسمار ہوکر داخل دمدمہ قلعہ مچھی بھون ہوا دوسرا گھر اشرف آباد مین تھا نصف سے زیادہ داخل سڑک شارع عام ہوا فقط بارہ دری باقی رہ گئی ہے۔

دوسری شعبان روز جمعہ دوپہر تک یہ ماجرا رہا آخر گوروں سے کوٹھون سے داخل درگاہ حضرت
عباس ہو سب بھاگے قریب عصر شاہ جی کو زبردستی دو مرید بغلوں مین ہاتھ دیکر مجبوراً
تک پیادہ لے آئے وہان سے گھوڑے پر چڑھے کچھ سوار تلنگے مرید خاص جو اصحاب غار تھے
ہاتھیوں پر سوار نالہ موسی باغ سے لڑتے ہوئے نکلے پیچھے فوج انگریزی تعاقب مین قریب شام
شاہ جی کسمنڈی کے نالے کے اوس پار ہوئے وہان سے فوج انگریزی پھر آئی سر گئی

رعایائے غریب جو شہر سے جان بچا کر نکلی تھی مابین فوج انگریزی اور شاہ جی آگئی کچھ مر گئی
کسی طرف بھاگ نہ سکی وہین جل بھن کر رہ گئی اتفاقاً جو کسی طرح بھاگ کر بچا اوسنے پیچھے پھر کر
اپنے ساتھی کو نہ دیکھا ماں سے بچے خاوند سے جورو چھٹ کر رہ گئی جب جان بچی ہر ایک کا
نام لے کر پکارتے پھرتے تھے اسمین شب تاریک ہو گئی صحرا مین ٹھوکرین کھا کر رہ گئے
العیاذ باللہ۔

رعایائے شہر کا یہ حال ہوا کہ جب سب کو اپنے قتل و بے عزتی کا یقین ہو گیا کسیکو کچھ نہ
بن پڑا سوائے اسکے کہ شہر سے بھاگین ہر محلہ و کوچہ بکوچہ قیامت برپا تھی عورات پردہ نشین
میان ہجوم بلوائے عام آگے آگے اونکے وارث پیچھے قافلہ عورات اطفال خردسال گود مین
لیکر نکلین فوج انگریزی نے شہر کو تین طرف سے گھیر لیا تھا سوا سمت مغرب کے وہ ناکہ تھے حیدر گنج
اور موسی باغ کا تھا اور ہر طرف سے بم کا گولہ برس رہا تھا مگر فضل خدا یہ تھا کہ ایک گھر نہ جلا اور نہ
کوئی آدمی جان سے گیا اور قتل رعایا قتل عام مین خلاف رائے صاحبان عالیشان ہوا افسران
فوج چاہتے تھے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑین مگر جنرل اوٹرم اور نواب گورنر جنرل بہادر کے نزدیک
درگذر کرنا بہتر تھا اور جنگ بہادر بھی قتل عام پر راضی نہ تھا گرچہ مقابلہ کرے اسی جہت سے بچا یا عام
بے گناہ کی جان بچی اور بروقت تحقیقات مجرمین پایۂ قصاص مین آئے مگر گوروں نے اسپر بھی نمانا
جو سامنے آیا یا جسے گھر مین پایا مار بعض نے گھر لوٹا جان بچائی عورات صاحب غیرت اور
لڑکیاں بن بیاہی گوروں کی صورت دیکھتے ہی کنوؤن مین گر کر مر گیئن بعض جیتی نکلین
بعض تمام ہو گئین۔ نہرے مین بم کے گولے سے سلطان دولھا داماد نواب منورالدولہ
مرگئے میر محمد زکی نوجوان اجل گرفتہ پوتا حکیم بندہ حسین خان مرحوم باورچی ٹولے مین کرائی کی

حویلی مین تھا جب بھوسے گھر مین آئے - اپنی جہالت وحماقت سے اونھون تمنچہ مارا بیٹھا انھون نے اوسکا قیمہ کردیا نعش کو بہزار خرابی اوس ہنگامے مین نواب ملکہ جہان کے باغ مین معلوم نہین کسطرح سے دفن کردیا اب نشان قبر بھی شرک کی جہت سے معلوم نہین ہوتا -

فتح و فیروزی صاحبان عالیشان با اقبال

۳ - شعبان روز شنبہ جب صاحبان عالیشان آشوب شہر سے مطمین ہوا اور جیش خاطر بدمعاش سے شہر پاک ہوا فتح و فیروزی نصیب اولیای دولت ہوئی منادی عمل سرکار کمپنی انگریز بہادر ہوئی ۱۵ دن تک شہر برابر لٹا سوائے نال دروازے کے جہان مہاجن رہتے تھے اور سعادت گنج بھی لوٹ سے بچا شاید کوئی صورت عافیت مہاجنون نے نکالی ہو یا خود سرکار کو اونسے درگذر منظور ہوئی ہو اور بہت کم محلے شہر کے لوٹ سے بچے مگر سکھ نیپالی گورون سے کوئی جگہ محفوظ نہ رہی تھی پاسونا صاحب کی بدولت امیر اور شرفا کے گھر بچ گئے - اور اس مدت غارتگری مین صاحبان فوج بھی کمربستہ رہے اور جب کوئی شخص صاحب کے پاس داد و بیداد لوٹ کی کرتا تھا خود سوار ہو کر چلے جاتے تھے منع کرتے تھے چنانچہ درگاہ حضرت عباس مین کئی سو عورات پردہ نشین جا کر چھپی تھین گورون کے ہاتھ سے بہت آبروریزی ہوئی بعد اسکے صاحب نے ہر ایک کو سوار کرکے ہمراہ اسکے گھر بھیجا اور ایک ایک روپیہ کرایہ بھی ہر ایک کو دیا کئی سو دھوبی شہر کے سع پارچہ شست و شو درگاہ مین آکر چھپے تھے وہ سب کپڑے سے لٹے اسباب درگاہ کا سب لٹا علم سونے کے ایک مہاجن نے گورون کے ہاتھ سے روپیہ تولہ خرید لیے اور اسباب بھی اسیطرح سے بکا الا علم خاص درگاہ جو وزن مین تیرہ سیر تھا دھات کا اوسے سب نے درگاہ سے نکلتے دیکھا کہ صحن مین زیر درخت توت تک آیا پھر کسینے اوسکا نشان نہ دیکھا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اوسکی بہی کوشش کی کہتا تھا کہ مین ہزار روپیہ دونگا جسنے پایا ہو لاوے مفتاح الدولہ بھی دینے کو راضی تھے مگر مطلق اوسکا احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا کون لیگیا کسکے پاس رہا اگر کسیکے پاس ہندوستان مین ہوتا البتہ مشہور ہو جاتا - واللہ اعلم -

احمد اللہ شاہ جب باڑی پہونچا پھر جمعیت مجاہدین جا بجا سے خوب جمع کرکے مستعد جنگ و جدال کے ہوا۔ نواب ممتاز الدولہ نواب معین الدولہ سے خاطر خواہ زر خرچ جہاد لیکر چھوڑ دیا بعض امرائے بخوف غارتگری شاہ جی کا پیالہ بھی پیا بیعت بھی کی جب محمدی پہونچا اپنا سکہ جاری کیا فیروز شاہ شاہزادے سے اسی امر پر بگاڑ ہوا جب اپنی جوشش و لولے سے تنہا اجل پوائے مین لیگئی اپنی نخوت غرور سے تنہا مع دو تین سوار کے گیا بہت بھروسہ اپنی کرامات کا رکھتا تھا راجہ کی گڑھی کے دروازے پر جاکر کھڑا ہوا پھاٹک بند تھا نہ کھولا سخت گفتگو لینے و لوٹے سے کرنے لگا جہارنے رخنہ سے گولی ماری گر پڑا راجہ نے سر کاٹکر سرکار مین بھیجا بڑی خیر خواہی ثابت ہوئی انعام و جاگیر فراخور حال ملی لشکر کذائی جو کئی کوس کے فاصلے پر تھا یا دہوائی ہو گیا زر کثیر و اسباب غارتگری جو اس مدت مین ہاتھ آیا تھا اوسکا کہین پتا نہ لگا۔

خاص بیان راہ قصبہ کاکوری

۲ شعبان روز جمعہ ناکۂ حیدر گنج مبارک باغ نواب منور الدولہ و باغ معتمد الدولہ ملکہ ولیوان بہادر سنگ مین کئی دن سے ہزار ہا شرفا بیچارے شہر مع عیال و اطفال بیسر و سامان جاکر رہے رات بھر ناکہ شہر سے ہزار ہا آدمی کی قطار تا صبح منقطع نہوئی ایکساعت رات باقی تھی کہ ہزار ہا نکلکر راہی کسمنڈی اور کاکوری کے ہوا اہل فوج سب کے سب کسمنڈی گئے بعض نے راہ کرری لی ناکے سے باغات قصبہ تک ہزار ہا زن و مرد مثل سیل دریا چلے جاتے تھے اکثر عورتیں تازہ دامادوں افغان و حیران اپنی ساس نند کے حلقے مین ہاتھ پانون مین مہندی بھاری جوتہ پہنے بہت مرد و زن اپاہج لونڈیون کی پیٹھ پر سوار ہزار ہا ہتھیار بند مگر جنگ نا دیدہ عورات ہر قدم پر ٹھوکرین کھا کھا کر بڑے پائچون مین گر گرا و جھکر گرتی تھین اور سب کے خیال مین کاکوری مقام امن و امان تھا کسواسطے کہ روسا قصبہ سے شہر کے بہت سے لوگونکو تعارف تھا غرض پنجے ہونگے کہ دفعتہ کاکوری سے آواز بندوق کی آئی سبکے کان کھڑے ہوئے مگر بخوف خیال نہوا آپسین اسکا چرچا کرنے لگے کہ دفعتہ ایک باڑھ چلی اور کھیت والے اپنے گانون مین بھاگ چلے

کہ فوج گورہ آپہونچی۔ قصبے مین قتل و غارت ہو رہا ہے بس یہ سنتے ہی ایک قیامت ہو گئی ہزارہا آدمی کا سیل مثل فوج سمندر متلاطم مین آیا ہر طرف شور و فریاد الغیاث برپا تھی۔ ایکدوسرے کو پکارتا تھا اکثر جاہل ہتھیار بند آگے آگئے پیچھے قافلہ عورات تھا آپس مین کہنے لگے کہ ان عورات کو ہم یہان مار ڈالین مگر آگے چلین بعض فہمیدہ نے کہا اس خون ناحق کرنے سے کیا فائدہ بیابان ارہر کے کھیت مین چلتی تھین اور ہر کھونٹی سے اوجھکر گرتی تھین خلاصہ دو ساعت تک اوس میدان مین یہی صورت رہی جب لوگ ہر طرف متفرق ہو گئے میدان خالی ہوا اور فوج گورہ نے قصبے ہو کر ایک نالہ پر پڑاو کیا ادھر کوئی نہ آیا سب کی جان مین جان آئی اگر ایک ہرن اس حشر مین چلا آتا بڑی لوٹ ہوتی اور سیل خون بہتا۔

معرکہ غارتگری خاص قصبہ مذکور

جب رعایائے شہر شرفا بجناب امراؤ محلات مع مجتہد العصر سلطان العلما وغیرہ کاکوری پہونچے ہر گھر وضیع و شریف احاطہ خرابہ احاطہ مسجد خانہ باغ مین آدمی مثل دیمک کے بھر گئے وہان کے رئیسون نے بھی خدا ترسی رحمدلی یا بمعارف شہر سے کسیطرح کی چشم پوشی نہ کی سبکو اپنا مہمان کیا کئی دن تک غلہ بسبب کثرت ازدحام خلایق کے بمشکل میسر آیا لیکن یہ بھی رئیسون کے خیال مین آیا کہ ان شہر والون کی بدولت ہمپر بھی خواہ مخواہ کچھ آفت اویگی چنانچہ جناب مجتہد العصر مع اپنے اہل بیت دخیل خانہ مولوی محمد خلیل الدین خان ہوئے تھے لیکن عجب حال سراسیمگی و پریشانی سے کہ قلب مومن اونکا حال دیکھکر ضبط نہین کر سکتا تھا اتفاقاً بعض نے وجہ خطا سے اپنے قافلے سے بجہت داخلہ ہرن گورہ بخوف ایک کھیت مین چھپ رہی تھین کسیکو جرات نہو کہ اونکی خبر کو گھر سے باہر نکلے آخر میر محمد حسین اونکی نسبتی بھائی بہزار منت سماجت کہاران ڈولی لیکر اونکے تجسس کو چلے یہان جناب مجتہد کا عجب حال صدمہ روحانی تھا آخر بسلامت پایا اور لے آئے کہارونکو انعام دیا۔ ایک اور بھی سبب اس قصبہ کی خرابی کا ہوا تھا کہ جب فوج انگریزی کسی قریبے سے گزرتی تھی وہان کا زمیندار استقبال کر کے کمان افسر کو نذر دیتا تھا عرض حال کر کے امان پاتا تھا کمان افسر

پوچھتا تھا کوئی فوج باغی سے تمھارے گانون مین ہے یا نہین چنانچہ جب فوج عالم باغ سے اُٹھا قصبہ مین آئی کوئی زمین استقبال کو نہ گیا محض بخوف وہ سمجھے کہ از راہ تمردی حاضر نہوے بلکہ رعایا یا شہرا در باغیون کو اپنے قصبے مین رکھا ہے۔

خلاصہ جب برٹن داخل قصبہ ہوا ۵۔ یا ۶۔ آدمی اس قصبے کے مارے گئے لشکر نے باہر بستی کے ندی پر جاکر پڑاؤ کیا اوسوقت قاضی وصی علیخان وغیرہ لشکر مین جا کر حاضر ہوے کمان افسر نے شکایت کی تم بڑے باغی ہو مغرور ہو پہلے ہماری خبر نہ لی اب آئے ہو جب ہم تمھارے سر پر آپہونچے اس غضب سے قاضی صاحب نظربند ہو کے لکھنؤ آئے بعد کئی مہینے کے بڑی تحقیقات اور روبکاری سے نجات پائی۔

۴ رشعبان روز شنبہ لشکر سے گورے سگہ وغیر بستی مین لوٹ کو آئے نقی یاور خان۔ احمد علی خان وکیل عدالت کانپور محمد خلیل الدین خان کے گھر کو صاف کیا مگر ہر ایک گھر کا حفظ ناموس کیا اوسوقت کیا عجب تھا کہ اکثر رئیس بمقتضائے غیرت لڑکر مارے جاتے صاحبان لکھنؤ جتنے تھے اونکے آنے سے سبھون نے اپنے ہزارہا روپے کی قیمت کے ہتھیار رتنا اپ کنوون مین کوٹھون پر زمین مین کھیت باغ مین پھینک کر گاڑ دیے تھی صندوقچی۔ پاندان بسی۔ زیور۔ زر نقد رکھکر جا بجا فرشے مین گاڑ دیے تھے چنانچہ بعد فتح برس دن تک ہتھیار سب قسم کے اس بستی سے چھکڑونپر بار ہو کر داخل سرکار ہوے

احمد علی خان وکیل مذکور کو حکم قطعی پھانسی کا دیا گیا تھا اس جہت سے کہ رانا بینی مادھو کے دربار مین حاضر رہتے تھے عجب مصیبت مین پھنسے تھے کہ مہینون اپنے سایے سے ڈرتے رہے اور اپنی نجات سے یاس کلی ہو چکی تھی اپنے مرشد کے گھر چھپے رہے انھون نے بھی اپنا حق پیری ادا کیا جب فتح سرکار ہوئی میجر صاحب انکا بڑا دوست تھا جسکا ذکر باب سفارت مین ہوچکا وہ انکی واسطے عدالت مین سینہ سپر ہوا اپنے ساتھ باعزت صاحب جج کانپور کے پاس لیگیا اور بڑی شدومد سے روبکاری کی اور صفائی دلوا کر بدستور پھر عہدہ قدیم پر بحال کروایا انھون نے بعد انتقال تراب علیشاہ کئی ہزار صرف کر کے اونکا مقبرہ بنوا دیا

میر محمد نقی فاضل حاجی الحرمین زائر ائمہ معصومین ع شاگرد رشید جناب مرزا علی صاحب مجتہد

اسی قصبہ مین گورون کے ہاتھ سے مارے گیے اور میر ہادی نواست ظفر الدولہ کے مارے گیے
میر صاحب کی نعش کو جلا دیا بعد اس معرکے کے اونکی قبر ناکے پر ایک باغ بن مین ہوادی ہے
وجہ اسکی یہ ہوئی کہ گورون کے نزدیک علما ریش دراز صورت متشرع محرک جہاد جہال ہوے
یہ نہ جانتے تھے کہ مذہب شیعہ زمان غیبت امام مین جہاد حرام ہے —

امان سرکار واسطے خاص و عام اور رعایا کا شہر مین آنا

۴ شعبان روز یکشنبہ سے لکھنؤ مین منادی امان ہوئی قتل و غارت رعایا موقوف
ہوا حکم عام ہوا کہ رعایا اپنے گھر مین آباد ہون اور جو نہ آئیگا اوسکا گھر ضبط ہو کر نیلام ہو جائے
گا پہلے مدت امان داخلہ شہر ۹ ماہ اپریل تک دی اور پھر اشتہار دیا کہ جسکے گھر مین سامان
ملیگا یا اسلحہ حرب ہو داخل سرکار کر کے پھر باغیون کیواسطے اور جو لوگ شہر سے نکل کے ہی نیرل
چلے گئے تھے مدت امان اونھین ایک مہینے کی ہوئی اور حکمنامے معرفت کپتان آر صاحب
زمیندار تعلقدار وغیرہ کے حاضر ہونے کے جاری ہوے جنرل جنگ بہادر مع اپنی فوج کے روانہ
فیض آباد ہوے مال غنیمت جو اونکی فوج نے لوٹے اسکا حساب و شمار نہین ہو سکتا بعد اسکے
جنرل اوٹرم صاحب روانہ کلکتہ داخل ممبران سپریم کونسل ہوے رابٹ مانٹ گومری صاحب
چیف کمشنر اودھ ہوے میجر کارنیگی سٹی مجسٹریٹ انتظام کیا منشی میر قربان علی منشی قدیم بدستور سابق
بحال ہوے احمد یار خان تھانہ دار حسین آباد اور یا محمود خان کوتوال مقتول کوتوال شہر مارٹن صاحب ڈپٹی
کمشنر ایبٹ صاحب اسپشل کمشنر فاسٹ سانٹ صاحب سکرٹر نظامت کپتان ہچنسن صاحب ملیٹری
سکرٹر خلیج کمپبل صاحب جوڈیشل کمشنر اور فینانسل بھی یعنی دیوانی اور عدالت دونون کپتان
ولسن صاحب اور اکثر صاحب روانہ ولایت ہوے ولیم صاحب صاحب خزانہ ہوے —

اہل وثائق اور صاحبان پنشن جدید جو کہ نیرل شہر سے چلے گئے تھے بعد حکم امان پہلے
عرائض ارسال کیے اور بموجب حکم نامہ سرکار ہر ایک بتدریج داخل شہر ہوا جب سرشتہ
ہر ایک کی رد کاری سے تحقیقات ہوئی سارٹیفکٹ امان ملا اور ہر ایک سے جرمانہ بقدر حال لیا گیا
جب سلطان العلما کاکوری سے گھبرا کر قصبہ موہان مین چلے گئے عیال اور متعلق کو

غلام صفدر خان کے گھر مین چھوڑ گئے جب عرضی کی حکم داخلہ شہر ہوا کئی مہینے تک املاک قدیم ضبط سرکار رہی بعد خرابی بصرہ ایکدن محکمہ کارنیگی صاحب مین گئے مکان قدیم ملا لیکن بیت المال اور کتب خانہ ہزار ہا جلد کا نملا۔ مرزا وصی علیخان کے بھائی نے نیلام مین سات سو روپیہ پر مول لیا خاطر خواہ بیجا بڑا نفع ہوا بعد اسکے سرکار سے ۸ سو روپیہ ماہواری کا پنشن دائمی نسلاً بعد نسل مقرر ہوا رجوع مسائل شرعیہ اثنا عشریہ انھین سے متعلق ہے سید تقی صاحب بیٹے جناب سید العلما کئی مہینے سے وطن مالوف نصیر آباد مین جاکر رہے تھے بعد فتح آئے مسجد تحسین علیخان مین جمعہ جماعت بدستور ہونے لگی مقام استعجاب ہے کہ جب جناب مجتہد العصر سلطان العلما نے مقلدین راسخ الاعتقاد سے اپنی ہمقیدی اور رہائی کا امر مدتہا ہر مدت الگنت بہ دندان کا استشہاد چاہا چند فقرائے مومنین نے حسبۃً للہ اور سیم گواہی کی امرا اور ذوی الاقتدار اگرچہ اپنے حال مین گرفتار تھے سب نے پہلوتہی کی بلکہ بعض امرا جو خیرخواہ اور معتمدین سرکار تھے او کیفیت واقعی بیان کر سکتے تھے سمجھا سکتے تھے لب بہ مہر رہے واہ

شرف الدولہ غلام رضا خان بہ علت کارفرمائی سرکار جیسی ۱۱ دن تک تارہ والی کوٹھی مین مقید ہوکر حالت سکرات مین رہے یقین پھانسی دینے کا ہو چکا تھا لیکن اونکا عمل خیر کام آیا گورے کاظمین مین اونھین مارے ڈالتے تھے جب اوسون نے وہاں کارنیگی صاحب کی دی جان بچی مگر مشکل سے نجات پائی اور پھراسی یاوری قسمت سے سرکار سے مستاجری اور کارفرمائی پر سرفراز ہوئے جب کاظمین گوروں سے خالی ہوا پھر اوسکی تیاری اور مجلس ہمیشگاہی بدستور ہونے لگی عشرۂ محرم مین درگاہ حضرت عباس بھی اونکی ضمانت سے کھلی فی الجملہ اوسکی تیاری بھی کی اسباب سب لٹ گیا۔ علم خاص جس سے بنائے درگاہ ہوئی تھی اوسکا کہین نشان نہ ملا امیر الدولہ میر مہدی نے کچھ شیشہ آلات وغیرہ سے معرفت جانکر درگاہ مین چڑھا دیا اب باجازت بادشاہ پیارے صاحب نبیرۂ نواب علیخان مرحوم کو دیا اس نسبت سے کہ اونکی حقیقی بہن منجملہ محلات بادشاہ تھین اب وہ بھی مرگئین کلکتہ مین جو نذر نیاز درگاہ ہوتی ہے پیارے صاحب کے اختیار مین ہے وہ تیاری اور نذر نیاز جو عہد دولت مین ہوتی تھی

اوسکا شمہ بھی نہین ہے

صاحبان پنشن شاہی کی روبکاری ہوئی بعد تحقیقات اور منت سماجت اور موافقت اہلکارون سے پھر تنخواہ سبکی خزانے سے جاری ہوئی اکثرون کی زر تجویز رہی بعض کی صدر سے نامنظور آئی بعد کئی مہینے کے موافق دستور ولایت انگلستان باہتمام منشی رامدیال اکسٹرا اسسٹنٹ رعایا کے گھر سالانہ ایک روپیہ سے چار روپیہ تک اور اہل پیشہ پر تین روپے سالانہ تجویز ہوکر تحصیل ہوا یہ امر جدید رعایا پر بہت شاق گذرا مگر حکم حاکم سمجھکر ہر طرح سے دینا پڑا بعد اسکے سنہ ۱۸۶۲ء سے محصول مکانات موقوف ہوا اور بعد دو برس کے دوسرا ٹکس بھی موقوف ہوگیا۔

موقوفی متاجری سرکار کمپنی وعملداری سلطانیہ

کئی مہینے کے بعد متاجری عملداری سرکار کمپنی انگریز بہادر بالزام فساد ہندوستان سے بتجویز ارباب پارلیمنٹ ولایت موقوف ہوئی ہرچند حقوق قدامت اسکا مستلزم تھا سلطانیہ ہوئی چنانچہ ایک دن حسب الحکم سرکار رؤسا و امرا و رعایا شہر سب مچھلی والی بارہ دری چوک مین جمع ہوئے اشتہار جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا پڑھا گیا حکام نے سب کی اطمینان کی کسیکو جرأت کلام ہوئی مگر نواب سعید الدولہ نے کہا کہ ہم سب رعایا سرکار دولتمدار مطیع و فرمان بردار مگر ستم رسیدہ مظلوم واجب الرحم ہین فقط محتاج عزت و آبرو کے امیدوار ہین بروقت عدالت حکام نے کلمات تشفی فرماکر رخصت کیا۔

ایک دن ایک رات فرح بخش کنارہ دریا عملداری سلطانیہ کا جشن ہوا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اپنے امام بارہ واقع گھڑیالی مین جہان ۸ محرم کو حاضری حضرت عباس علیہ السلام ہوا کرتی تھی ضیافت صاحبان عالیشان فوج و نظامت سبکی بڑا کھانا اور خوب ناچ رنگ صحبت شراب ہوئی وقت رخصت ہار گوشہ دیکر رخصت کیا فقط جیٹ صاحب اس جلسہ مین نہتی بعد اسکے وہ امام باڑہ وغیرہ مسمار ہوکر داخل دخل قلعہ ہوا

پھر ساہ جی نے اپنے باغ مین اسیطرح ضیافت سبکی کی اوسکے بعد راجہ بالکشن نے جنرل کلائیڈ صاحب بھی ناہمی جلسہ مین شریک ہوکر پھر کسینے حوصلہ ضیافت نہ کیا اگرچہ پہلے شاہزادے امرا اسیر آباد

آمادہ ہوے مگر پھر موقوف رکھا۔

آراستگی شہر

حکام عالیشان صفائی و آراستگی شہر پر متوجہ ہوے چنانچہ بیلی گارد کا جتنا احاطہ محیط کیا
تھا دمدمے جہانتک جتنی کوٹھیان جو مثل خرابہ اور کثرت گولون سے مثل غربال ہوگئی تھیں اون
سب کو ڈھا دیا۔ بیلی گارد کو بدستور رکھا تیاری اور آراستگی کو مناسب وقت نہ جانا بظاہر عبرت الناظرین
رکھا ایک کمپنی گورہ رہتی ہے افتادہ زمین پر باغ درخت جنگلی یا پھول کے لگوا دیے ہیں ہر طرف
سے شرک آمد رفت کردی ہے بیلی گارد سے تا دلکشا میدان صاف کرکے ہر طرف سڑک
دونوں طرف درخت صبح و شام آبپاشی ہوتی رہتی ہے ہر نالہ و نشیب پر پل بنوا دیے ہیں جب
دلکشا کو مرمت طلب دیکھا مسمار کردیا حیات بخش دارالشفا۔ ظہور بخش نور بخش رمنہ خانہ سلطانی
خورشید منزل کنکر والی کوٹھی میر ابوالقاسم خان کی کوٹھی حضرت گنج مکانات نواب ملکہ عہد
امام باڑہ نواب جرار الدولہ۔ مبارک منزل شاہ منزل موتی محل کوٹھی دلارام حاضری باغ بادشاہ
باغ۔ سکندر باغ۔ چھتر منزل فرح بخش بارہ دری سرراہ اندراسن۔ مقبرہ جنت مکان۔ جنت آرامگاہ
ٹیڑھی کوٹھی مکان جنرل مرزا سکندر حشمت کوٹھی نواب روشن الدولہ۔ چولکھی قیصر باغ۔ امام باڑہ
غلام حسین بشیر الدولہ احسن الدولہ دیانت الدولہ۔ کوٹھی عنایت باغ۔ نواب مبارز الدولہ
اسکے سوا بہت سی کوٹھیان بن گئی ہین۔ اکثر اسمین سے سراج الدولہ و راجہ تعلقدار
وغیرہ نے مول لین اور نو تعمیر بھی کین چنانچہ بادشاہ باغ جو راجہ بختاور سنگھ کے اہتمام
مین ڈیڑھ لاکھ مین تیار ہوا تھا ۳۵ ہزار روپیہ کو راجہ کپورتھلہ نے مول لے لیا اور راجہ
سبکو آراستہ اور درست اپنے طور پر کیا دلارام کی کوٹھی بھی کسی راجہ نے خریدی
قیصر باغ راجہ اور تعلقدارون کو تقسیم ہوکر ملا اوسکی مرمت جسمین جو رہے درست کردے
چولکھی حضرت سلطان عالم نے اعظم الدولہ سے چار لاکھ کو لی جب نیلام ہوا ساہو جی نے ۱۲ ہزار کو لی
دن نواب مرزا نے چالیس کو خریدی ایک کوٹھی جو اسمین تھی راجہ شیو اسنے لی غرض گولہ گنج
سے جانب جنوب صورت شہر قدیم باقی ہے اور جانب شرق مثل چھاونی اور شہر ہاے انگریزی کے

گئی گرچہ بہ تکلف تیار ہوئے ہین مکان فرنیشن تیار ہوا ہے نواب ممتاز الدولہ - نواب عماد الدین محلے
خان وغیرہ شئے عجیب وغریب سمجھکر فرنیشن ہوگئے وہ چلے گئے ہین اپنے برادران ایمانی کی
بہت تکلف سے ضیافت کی جتنے مکان خام وغیرہ تھے سب مسمار کردیے کوٹھیون کی
دیوار احاطہ موقوف کردی کہ مانع ہوا ہوتی ہے وسعت مکان مین گھاس لگادی کہ
بعد برسات بک جاتی ہی موتی محل کے پاس مرزا کی کوٹھی تھی اوسے مسمار کرکے دریا پر
ایک پل پختہ تیار کیا ہی دریا کے دولت خانہ قدیم سے تا موتی محل دونون کنارون کو ہا پشتہ
ڈھال رکھا ہی کہ دریا مثل نہر ہوگیا ہی ایک ریل کا پل زیر دلکشا بنوا دیا ہی - چار باغ قدیم مین
اسٹیشن ریل بہت تکلف سے بنا ہے - ریل کی تین دفعہ آمد و رفت ہوتی ہی ایک فیض آباد
دوسری کانپور تیسری بریلی مراد آباد کی آمد و رفت ہوتی ہے - اسٹیشن پر مثل بازار ہر چیز کھانا
وغیرہ ملتی ہے مسافرین سب دست بدعا رہتے - دلکشا اور محمد باغ کی جانب ۲۲ گانون
ہموار زمین کرکے چھاونی فوج و کمپ کی تیار کی ہے شارع عام کی سڑک کے دونو طرف
درخت لگا دیے ہین جنکے سایہ سے بہت آرام چلنے والونکو ملتا ہے کئی سو خاکروب لگا کر
سب سڑکونکو دونون وقت صاف کرتے ہین کنار دریا کے سڑک جو حسین آباد تک ہی دونون
وقت آب پاشی ہوتی ہے امام بارہ آصف الدولہ کو حصن حصین کیا اور سب طرح سے آراستہ کی
۱۵۰ فٹ تک گرد قلعہ کے میدان کردیا ہے وہان سے دو سڑک بہت وسیع کی ہین ایک کربلا
تال کٹورہ سے عالم باغ تک دوسری چار باغ تک دونون سڑک کانپور سے ملی ہین مکان باولی
جسمین نواب مبارک محل رہتی تھین اوسمین میگزین قلعہ مچھی بھون کو بھی شامل کردیا ہے،
امام باڑے کے گرد کے جتنے مکانات عالیشان اور محلے تھے تا حسین آباد داخل حصار
قلعہ ہوئے بیچ محلہ سنگی محل حسن باغ وغیرہ جتنی عمارات عالیشان میان حصار تھی سب ہموار
زمین ہوتی چوک گول دروازے سے حد حصار ہوئی - نواب محسن الدولہ کا مکان دھس سے
باہر تھا بچا امام باڑہ مرزا حسن رضا خان مسجد حسین جمعہ جماعت ۰۰ یا ۴۰ برس تک ہوئی ہموار زمین
ہوگئی منیا بازار مین قبر شاہ مینا فقط رہگئی اور قبرین قدیم داخل حصار رہین امام باڑہ آغا باقر کا
کلمہ کر برابر ہوگیا مرزا حیدر شکوہ شاہزادے نے انجنیر صاحب کی اجازت سے قطعۂ زمین امام باڑہ

لیکر وسط مین ٹن کا بنگلہ بنوا دیا اس جہت سے کہ مرزا کام بخش اونکے باپ وہان دفن تھے جب وہ
روانہ کربلاے معلی ہوے اونکے بیٹے سے ایک مہاجن نے نیلام کروا کر اپنے قرضہ مین سے لیا
دریا کے اوس پار بھی جو داخل حصار پڑے سب کھنڈر گئے زمین چھاؤنی منڈیاؤن راجہ تیز کرشن
نیلام مین ۲۳ ہزار روپیہ کو خریدی اگر اسکا تردد کرتے باطمینان اوسکے محاصل سے بسر اوقات کرتے
انکی بدمعاشی سے بک گئی ایک مہاجن نے لی ہے حسین آباد کی شکست ریخت کی پھر تیاری ہوئی
اوسکی تولیت نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو سرکار سے ملی مصارف امام بارہ بدستور
جاری ہوا مگر انکے اختیار سے ہر کچہری مین عملہ بنگالی کشمیری کھتری۔ قصباتی مامور ہوے اہل
شہر بہت کم۔ ہزارہا ہر طرف چلے گئے باقی محتاجی بے اسبابی سے رہ گئے۔ عمارت سرکار مین
نمایش نہراب ہا مزدور کی ہوتی۔ اکثر اہل وثایق باجازت سرکار روانہ عتبات ہوے صفائی
سے فی الجملہ کثافت نسبت سابق کے بہت کم ہوئی وسعت سڑکون سے اور اکثر محلون کے کھدنے
سے فی الجملہ شہر کھل گیا وبا کی بھی وہ شدت نہین ہوتی۔

قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان

۲۷ رجب روز سہ شنبہ جب جناب عالیہ سوار ہوئین پہلے شرف الدولہ کے گھر مین اترین
بابا تم بھی میرے ساتھ چلو اب کسیطرح مین نہین ٹھہر سکتی غرض کی حضور تشریف فرما ہون غلام بھی
مال جمع کرکے حاضر ہوتا ہے اشرفیان نذر کی دیکر رخصت ہوے اقربا اور مقربان نواب نے کہا
چلنے کا یہی وقت ہے یہ عذر لنگ کیا سمجھکر جواب دیا کہ فوج باغی ہر شخص مجھے متوسل سرکار جانتا ہے
ارکان دولت کی بھی موافقت کا حال ظاہر ہے بس یہی حیلہ سازش ان بیان کون کیواسطے کافی
میرے نزدیک اپنے گھر مین رہنا بہتر ہے اگر سرکار گرفتار کریگی مین اپنی مجبوری ہر امر مین
عرض کرونگا جو کچھ مجھپر گذرا ہے بس میرا جانا بھی باعث ثبوت حق بجانب ہو جائیگا اور اگر مین
جاتا دوستی اور خیر خواہی باغیون کی ثابت ہوتی۔
اس عرصے مین رات کے دس بجے عبد الباسط خان آکر کہنے لگے حضور تشریف فرما نہین ہوتے
مین مع عیال جاتا ہون نواب نے ۳ ہزار روپے دیکر رخصت کیا بعد اسکے مع حاضرین صحبت

بیٹھے تھوڑی دیر مین محلسرا سے منزل مین استراحت کو گئے بم کے گولے شام سے
برس رہے تھے اتفاقاً ایک گولہ اوسی کوٹھی کی چھت پر گرا بیبیان سر و پا برہنہ باہر
نکلکر صحن خانہ مین کھڑی ہوئین منشی قدرت اللہ نے کہا اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین کہین اور
چلیے جواب دیا تمھارے گھر مین اگ لگی ہے جلد جاکر خبر لو منشی کہتے ہین آج جب اپنے گھر گیا کسیکو
نپایا معلوم ہوا کہ بم کے گولے کے خوف سے گھبراکر چلی گئی ہین بعد اسکے چاہا کہ کچھ مال دنیا
سے لین کمرہ مین ایسا گرد و غبار بھرا تھا کہ اندھیرے مین اندر جانا مشکل تھا مایوس ہوکر باہر نکلا چراغ
جلاکر چاہا کہ پھر جاؤن دیکھا کہ نواب تن تنہا سراسیمہ دروازے پر کھڑے ہین اونکے پیچھے قافلہ عورات
جمع ہے مجھسے فرمایا چلو مین نے عرض کیا ہم ہزار روپیہ محل مین موجود ہے ایک ایک توڑہ ہم سب
اوٹھا لینگے کہا ایسے وقت مین خدا پر بھروسا کرنا چاہیے غرض اسی صورت سے گلیون سے ہوکر
شاہ گنج مین میر معین کمیدان کے گھر آئے پھر رات رہے حسن جان قمر الدولہ کے بیٹے کو بلواکر
کہا کہ داروغہ عاشق علی سے جاکر کہو کہ اپنے عیال کے ساتھ میرے بیواخین کو بھی لیتے جاؤ
کسواسطے کہ وہ کہار نوکر رکھ چکے ہین عرض کیا اونکا مزاج جانتے ہین اگر حضور خود تشریف
لیچلین اور اونسے فرمائین تو بہتر ہوگا نواب اونکے ساتھ اکیلے چلے آئی اور کہا لہ منت وار ذے سے
کہا اونھون نے بدرشتی جواب سخت دیا کہ ہم تمھاری رفاقت مین تباہ و برباد ہو گئے یہانتک
ہماری نوبت پہونچی اور میرے عیال پہلے جا چکے ہین اوسوقت نواب عجب حالت یاس مین
مایوس ہوکر پھر شاہ گنج مین آئے بیبیان اونکے آنے کے پیشتر گھبراکر موسی باغ کے
پاس کے کسی گانون مین چلی گئی تھین اوسوقت نواب زیادہ مضطرب ہوئے آخر وہان سے کشمیری
محلے سے ہوکر چلے اس عرصے مین صبح صادق ہوئی جب چوراہے پر پہونچے اتفاقاً دو گا حضرت
عباس کیطرف سے کئی تلنگے چلے آتے تھے اونکے برابر گذرے تو نواب کی ہیئت کذائی دیکھکر کہنے لگے یہ
کون ہے کہان جاتا ہے نواب نے یہ سنتے ہی قدم کو تیز کیا پیچھے سے ایک تلنگے نے
بندوق ماری نواب زمین سے لپٹ گئے اوسکے بعد دوڑکر رفیق الدولہ کی سبیل کے
بند دروازہ سے جاکر لپٹ گئے دروازہ بند تھا پھر کر امال کا تمنچہ ہاتھ مین تھا مارا آگ
ورپھینکدیا اسمین چادر سر سے گر پڑی تلنگون نے پہچانا کہا واہ یہ تو ہمارے بھاگے نواب ہین

پکڑکر موسی باغ شاہ جی کے پاس لے گئے شاہ جی انھین فتح غیبی سمجھے ایک چھوٹے ٹٹو پر سوار
کیا لیکن جب وہ ٹٹو بار وزارت نہ اوٹھا سکا توپ کی بیٹی پر بٹھا کر اپنے ساتھہ درگاہ تک لے
لاکھہ روپیہ زر نقد طلب کرنے لگا نواب نے کہا دو لاکھہ دونگا بشرطیکہ میرے ساتھہ آدمی ق
فقیر نے کہا تو خیر خواہ نصاری ہی اب بھی اونسے ہاتھہ نہین اٹھاتا جانتا ہے گورے سارے
شہر مین پھیل گئے ہین میرے آدمی کو اپنے ساتھہ لیجا کر گنوا دیگا خود اونکی حفاظت مین بیٹھا رہے گا
نواب نے کہا مین مجبور ہون تمھین اختیار ہے۔

خلاصہ روز جمعہ ۲ شعبان جب کارنیگی صاحب گورشے لیکر کوٹھون پر سے ہوکر داخل
درگاہ ہوے شاہ جی بھاگے وہ ظالم جو نواب کے سر پر ننگی تلوار لیے کھڑے تھے اونھون نے ڈر کر
پوچھا کہ اس اسیر کیا حکم ہوتا ہی کہا مار ڈالو جب وہ دونون نامرد ازلی میرے نواب نے عنایت علی
خدمتگار کو بازو سے جوشن جلد اتار دیے کہا یہ میری نشانی میرے گھر پہونچا دینا اوس نے
خوف سے انکار کیا کہا دیکھو وہ میرے قاتل آپہونچے یہ کہکر پہلو سے ممبر نماز کو کھڑے ہوے
ایک نامرد نے بندوق دوسرے نے تلوار ماری مقام سجدہ پر گر پڑے سسک رہے تھے اس
عرصہ مین کارنیگی صاحب آتے عنایت علی سے پوچھا یہ کسکی نعش ہے کہا نواب شرف الدولہ
محمد ابراہیم خان کی کارنیگی صاحب نے خاکروبون کو حکم دیا سب لاشونکو اٹھا کر صاف کرو۔
غرض باورچیخانہ درگاہ مین ایک گڑھے مین مع اور نعش مقتولین پیوند خاک کردیا۔

جب عنایت علی نے نواب کے عیال کو یہ خبر پہونچائی قافلۂ عورات مین شور ماتم برپا ہوا
خصوصًا انکی بیٹی ناکتخدا نے اپنا سر پھوڑ ڈالا۔ پھر اسیطرح روتی بیٹھی کسمنڈی پہونچی وہانسے خبر آیا
عبد الباسط خان کی گودی مین رہ گئی تھی جب سرکار سے اشتہار امان جاری ہوا اشرف الدولہ
غلام رضا خان نے اپنی نیک نہادی سے اپنا خط مع حکمنامہ امان بھیجکر سبکو شہر مین بلوایا اعانت
وکفالت اونکے خرچ کی بھی کی۔ صد آفرین اوسکی ہمت عالی پر مقدمات ماضیہ جو فیما بین گذرے
تھے اونپر صلواۃ بھیجی۔

جب ولیم صاحب نے نواب کے بیٹون سے روبکاری مین کہا تمھارا باپ متوسل سرکار تھا
رسل رسائل کیون موقوف کردیا تھا۔ جواب دیا اسکی بازپرس اگر اونسے ہوتی غالب ہے کہ جواب شافی

تے ہم اونسے بہتر نہ عرض کر سکینگے پھر مظفر علیخان سے کہا تم جنرل فوج ہوا تھا جواب دیا کہ
جسطرح باغیان سرکار نے بادشاہ و زیہنا یا تھا مجھے جنرل کر دیا تھا مگر آپ بخوبی دریافت
فرمائیے کہ کسی معرکے مین مین نے پیر سیدان ہو کر کسی کا خون ناحق نہین بہایا ہم سب شامل
بت اونکے اختیار حکومت مین تھے جو چاہا کیا ہم ہر طرح بے بس رہے —

غرض بعد روبکاری کے انکار رپورٹ پنشن معائنہ کیا گورنمنٹ نے منظور نہ کیا املاک شہر
رہنے کو ملی کچھ لوٹ شاید بسر اوقات کو رہ گئے ہین ہر طرح سے برباد ہوے وکالت حسین آباد
جو نسلاً بعد نسل مقرر ہوئی تھی عدالت سپریم کورٹ مین نالش ہوئی کچھ شنوائی نہوئی تو بیستا
امام بارہ نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو از رہ وراثت مقرر فرمائی

قطعہ تاریخ قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان ۲ شعبان ۱۲۷۴ھ

شیخ بہادر علی شجاع شاعر ہندی

شرف الدولہ فلک مرتبہ ہمنام خلیل — صاحب خلق و حیا مصعف فیاض حلیم
چون بدرگاہ ضیا بار جناب عباس — شد قتیل ستم لشکر غدار و لئیم
ماند بے گور و کفن جسم شہ نعش بر خاک — شد روان روح لطیفش سوے فردوس نعیم
آرہی آرہی شہد از از عنایات خدا — کفن از حلہ بود غسل ز آب تسنیم
زہر جم کعبہ ازین واقعہ شد چشم پر آب — پشت محراب دوتا گشت ازین رنج عظیم
بدل چاک رقم کرد شجاعت تاریخ — شد سیہ پوش حرم از الم ابراہیم

جب شاہ جی خیرآباد پہونچے وہان بھی نواب کے عیال کی تلاش کی لیکن نپایا

بعض احوال مختلف بعد معرکہ لکھنؤ

جب حضرت سلطان عالم نے کلکتہ مین لپنے صاحبات محل کا احوال لوٹ و غارت کا
سنا دولاکھ روپے اور زیور مع تحالیف ہر ایک کیواسطے عنایت فرمایا۔ یہان اوسیطرح ہر ایک کو ملا
شاہزادہ مصطفے علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ عالم باغ سے میر فدا حسین کپتان سے

مکان مین مقید رہے بعد کئی مہینے کے جب اطمینان کلی سب طرف سے ہوا مصطفی علیخان
رخصت کیا اپنے مکان سعادت گنج مین آئے دس ہزار خرچ کو ملے جس سے سامان ظاہری
کچھ درست ہوا ۵ سو روپیہ ماہواری اونکے بیٹے کے نام مقرر ہوے اب شاید چھ سو زیادہ
پاتے ہین حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین فقط ۶۰ روپے ماہواری بھر ارخزانی سے ملتے
تھے ۷ پہرے کی قید مین رہتے تھے جب حکام عالیشان نے بہت سمجھایا اونکے عذرات
باردو کے جواب شافی دیے - اوسدن سے تاج یا کلاہ تاج نما زیب فرق مبارک ہوا انکے
بڑے بیٹے کی شادی نواب ممتاز الدولہ کی صاحبزادی سے بہزار خرابی ہوتی ہے صاحبزادی حسب وثیقہ
مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ شاہزادے بسلامت اپنے گھر آئے ہزار روپے ماہواری کا
پنشن سلطانی خزانے سے جاری ہوا - انھون نے ۶ ہزار روپے ماہواری قدیم تنخواہ
سرکار مین دعوی کیا جو انکے جد امجد کو ہمیشہ سے ملتے تھے کو انعذا شاد مع خطوط نواب
گورنر جنرل پیش کیے آخر نوبت بولایت پہونچی اس خیال سے کہ بیلی گارد مین مقید از راہ حفاظت
رہے ہین - اس عرصے مین مرزا حیدر شکوہ روانہ کربلائے معلی ہوے مشہد مقدس مین جا کر انتقال
کیا بعد اسکے سرکار سے پانسو ماہواری اضافہ ہوے متعلقان جد امجد پر اور اونکے عیال
بھی عدالت سرکار سے منقسم ہوے اگر وہ جیتے ہوتے ہزار روپے معینہ مین ۶ سو آپ لیتے
چار سو مین سبکو تقسیم کرتے تھے اس پانچسو کو بھی خود لیتے اون کی حین حیات تک گھر
کا بار تھا فی الجملہ صورت تھی اب بڑے بیٹے جو مرزا ولیعہد کہلاتے تھے داماد سراج الدولہ
ہین انھین کے ایک مکان مین رہتے ہین مکان مفتی گنج اور زمین امامباڑہ آغا باقر خان
بسبب بدچلنی اور قرض کے مہاجنون کے ہاتھ آیا -
جنرل مرزا سکندر حشمت کا شہزادہ وغیرہ سپرد دار وغہ میر واجد علی ہوے تھی میر مذکور امانت
حضرت سلطان عالم کلکتہ جا کر پہونچا آگئے زیر ظل داماں عمر تا مدار پرورش پاتے ہین
۱۵ ماہ فروری ۱۸۵۹ع مطابق ۱۱ رجب روز سہ شنبہ ۵ بجے شام کو مانٹ گمری صاحب چیف کمشنر
بادو سمت لاہور تشریف فرما ہوے صبح چہارشنبہ ۱۲ رجب ۱۶ فروری وینگفیلڈ صاحب کمشنر بہار
رائچ چیف کمشنر لکھنؤ ہوے روز شنبہ کو دربار کیا پھر دورہ نظامت بیسواڑہ مین تشریف لیگئے

اکثر صاحب جو بیلی گارد مین محصور رہے خدمات سرکاری پر مامور ہوے علی قدر حال سبکو انعام ملا
مکان بھی بدلے اونکی املاک کے ملا تلافی مال واموال غارت بھی ہوتی چنانچہ جیکب جوہانس کو
ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ملا انھون نے گرجہ بنوایا مطبع اخبار کیا کئی کوٹھیان بنوائین کئی
برس تک دوکان خوب چمکی جب مرگئے اپنے گرجے مین دفن ہوے نسبتی بھائی اونکے
مختار کار رہے کئی مہینے کے بعد سب گیا گذرا ہوا بیٹی کو ایک کوٹھی دی تھی وہ مع اپنی مان
اوس مین رہتی ہی کونیا صاحب نے بیلی گارد سے نکلکر بڑا کام جانبازی کا کیا تھا ۲۵ ہزار روپے
انعام ملے مگر نسبت علو ہمت سرکار سے کم سمجھکر روانہ ولایت ہوے رس صاحب نے
انکا احوال بہت تفصیل سے لکھا ہی اب مختصر یہ ہے کہ صاحب مع کنوجی لال وہمراہ انکو ہندوستانی
لباس سپاہیانہ پہن ہندوستانی ہتھیار لگا کر پہلے جنرل اوٹرم صاحب کے پاس گئے
اور بخیال احتیاط اپنی بی بی کو بھی خبر نہ کی رخصت ہو سورج کنڈ کے تالاب کے مورچے سے
نکلے وہان سے پکے پل چوک سے ہوکر بادشاہ کے کہین کنارے کہین نہر مین اوترکر بدقت ہی
تمام مورچون سے گذرے دریا پر کر پار پہلے سیدھی راہ بنی کی لی جہان کمانڈر انچیف کا لشکر
تھا میان راہ کئی گانون سے مشکل سے گذرے ہندوستانی جوتے سے پانون مین چھالے
پڑ گئے انسے لہو بہنے لگا بہزار خرابی جب لشکر ہی مین اسی حالت سے روبرو کے جنرل بہادر پہونچے
بڑی تعظیم عزت سے پیش آئے دوپہر کو عالم باغ سے ایک پتنگ اوڑا کر علامت معینہ سے اہل
بیلی گارد کو اپنے سلامت پہونچنے سے آگاہ کیا وگرنہ سبکو یقین انکے مارے جانے کا ہوچکا
تھا اس سرفروشی سے سرکار سے ۲۵ ہزار روپیہ انعام ملا معرکہ سندیلہ مین مولوی محمد
کے مقابلے مین زخمی بھی ہوے پھر نواب گنج سیتاپور مین ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ رہ کر روانہ
ولایت ہوے امیدوار عہدۂ جلیلہ ہوے ۵۰ ہزار روپے انعام وہان ملے پھر اودھ مین
اگر ڈپٹی کمشنر ہوے اونکی رحمدلی سے رعایا بہت شکر گذار ہے۔

	راجہ جے لال سنگھ کا پھانسی پانا	

راجہ جے لال سنگھ نصرت جنگ بیٹا راجہ غالب جنگ درشن سنگھ بہت قابل صاحب لیاقت تھا

اور اپنی قابلیت سے خدمت کلکٹری اور اہتمام ممالک محروسہ اور انتظام شہر کو اکثر مقرر ہوتا
تھا اس ہنگامہ فساد مین بھی اوسی عہدے پر بدمعاشان سرکار اور دربار نے منسوب کیا تھا
اور فوج باغی ہر امر مین بہ سبب قدامت اور واقفکاری کے راجہ سے صلاح و مشورہ کر لیتی
تھی جب شہر سے سب کے ساتھ یہ بھی بھاگے جب اشتہار امان سرکار سے ہر خاص و عام کو
اپنے گھر آنے کا ملا۔ یہ بھی داخل سرکار ہوے اور اپنے گانون پر قابض و متصرف ہوے
کہتے ہین میجر بروس صاحب چیف پولیس کے دیبی پرشاد سررشتہ دار کی عداوت سے یا بہ علت
طلب زر دیا ر و بیکاری کپتان آر صاحب کے قتل مین پھر دھر لیے گئے کئی مہینے تک اشد مصائب
مین قید رہے اپنے جینے سے تنگ آ گئے خلاصہ موافق تحریر رپورٹ صاحب چیف پولیس حکم صدر
قطعی انکے پھانسی دینے کا آیا۔ داروغہ میرزا حیدر علی اور میر جسو کہتے ہین کہ ہمنے کیفیت انکی بابت
خود خدا سرکار سے کہی واللہ علم۔ بہرصورت جب خون ناحق ثابت ہوا یکم اکتوبر روز دوشنبہ
۱۸۵۹ء مطابق ۳ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ اسیر کو در دولت پر اوسی مقام پر لائے جہان پٹیرک
آر صاحب کو قتل کیا تھا اب وہان اونکی لاٹ نہبت تکلف سے بنوا دی ہی پتھر پہ تاریخ وغیرہ
کندہ ہے حسب دستور سٹی مجسٹریٹ آئے ہزارہا تماشہ بین شہر جمع تھا راجہ نے اپنے ہاتھ
سے پھانسی ڈالی۔ جب تختہ کھینچ لیا کام تمام ہوگیا ڈیڑھ روپیہ کا کفن دیکر وہین برابر
لاٹ کے خاک مین ملا دیا اب دونون کا مرافعہ بڑی عدالت مین ہو رہے گا۔ استعجاب سبکو
یہ ہے کہ کار فرما پہ کبھی حکم قصاص جاری نہین ہوتا ورنہ پہلے صاحب حکم کو قتل کرنا چاہیے فاعتبروا

رونق افروزی نواب گورنر جنرل ور کمانڈر انچیف بہادر

رایٹ انریبل سی جی لارڈ کیننگ بہادر اور کلائڈ صاحب کمانڈر انچیف بہادر ۲۲ اکتوبر روز
شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ ۵ بجے صبح کے رونق افروز شہر ہوے ہزارہا
تماشا بین شہر اور حکام عالیشان نظامت و فوج لباس وردی پر تکلف پہنے اسلحہ حرب سے
آراستہ ناکہ چار باغ پہ استقبال کو گئے ۔ ۶ بجے پہلے کمانڈر انچیف بہادر اور اون کے حسب ہمراہ
سوار بگھی پر آئے سر ہوپ گرانٹ اور ونگفیلڈ صاحب چیف کمشنر اور کئی افسر

منتظر آمد نواب محتشم الیہ پل کے اسطرف کھڑے ہوے تھے اسوقت سلامی توپ ہوئی اوسکے بعد ۶ گھوڑے کی کھلی ہوئی گاڑی مین لاٹ صاحب اونکے پہلو مین لیڈی گو ہیز نمود ہوئین لاٹ صاحب سب طرف بکشادہ پیشانی ملاحظہ فرماتے جاتے تھے جب پل پر آئے سنہرے عربی گھوڑے پر سوار ہوے سر جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر ہم پہلوی لیڈی صاحبہ ہوے-

جلوس سواری یہ تھا آگے دوسرا ڈریگون گارڈ پہلا ترپ پنجاب ۶ توپ اسی ۳۵ رجمنٹ پیدل شاہی کا ونگ - پہلا رسالہ پنجاب پہلا رجمنٹ پیدل سکھ ۳۵ رجمنٹ پیدل شاہی کا ونگ اونکے پیچھے کئی کوٹر ماسٹر اور کئی افسر پھر باڈی گارڈ گوٹے کی تپی پگڑی کلغی لگی سر پر باندھے اونکے پیچھے چوبدار جلوس وغیرہ نواب محتشم الیہ کے دست راست کمانڈر انچیف دست چپ چیف کمشنر سر ہوپ گرنٹ بیڈن صاحب سکرٹر اعظم اونکے پیچھے گاڑی لیڈی صاحبہ اونکے ساتھ اسسٹنٹ جنرل اسسٹنٹ کیوٹر ماسٹر برگیڈ میجر اور صاحبان نظامت اور قلعہ کے صاحبان ہمچو ۱۲ ہاتھی ایک ہودج نقرئی پرتکلف اوسکے بعد باڈی گارڈ دوسرا ڈریگون پہلا رسالہ سکھ ۲۳ رجمنٹ شاہی توپین اسپی اور بیلون کی ۳۷ رجمنٹ شاہی پیدل دوسرا بریگیڈ پلٹن ریفل رسالہ متعلق لکھنؤ-

سڑک پر اہتمام دورباش برقنداز پولیس تھا- سواری سڑک جدید مچھی بھون سے ہوکے نکلی اسیواسطے اس سڑک کا نام کیننگ روڈ رکھا سڑک کے دونون طرف اہل شہر کا ہجوم تھا سب نے سلام کیا لاٹ صاحب نے سر پر ہاتھ رکھا یوں ساک پہنچی تھی مچھی بھون سے توپ سلامی کی چلی جب بیلی گارڈ کے پاس پہونچے تیسری سلامی ہوئی چتر منزل بارہ دری شارع عام پر اکثر ارکان دولت راجہ تعلقدار سوار اسپ بصف کھڑے تھے جب قریب آئے سبھون نے گھوڑون سے اوترکر سلام کیا قریب کوٹھی دلکشا اقربائے شاہی نے پرا باندھکر سلام کیا- رخصت ہوے - لاٹ صاحب داخل خیمہ ہوے پھر توپ سلامی چلی -

---

دربار خاص نواب گورنر جنرل بہادر

۲۴ اکتوبر سنہ الیہ مطابق ۲۶ ربیع الاول سنہ الیہ ۴ بجے دن کو دربار خاص ہوا چنانچہ ۱۴ اشخاص
سوز اقربا سے شاہی منتخب ہوے خیمہ عالیشان نصب تھا فرش قالین عمدہ اوسکے طول مین
کرسیان دو رویہ سرے پر سنہری مسند اوسپر کرسی پر تکلف کارچوبی رکھی مسند کے پہلو دو اور کرسیان
اونکے پیچھے علم چوبدار وغیرہ دست بستہ کھڑے ہوے خاندان شاہی حسب الحکم لباس دربار
پر تکلف پہنے پہلے در خیمہ پر جاکر کھڑے ہوے چیف کمشنر نے صحت الدولہ سے پہلے مرزا قمر قدر مصطفی علیخان
نواب محسن الدولہ کو بمراتب خلوت مین بلالیا پھر باہر نکلے بڈن صاحب سکرٹر نے شاہزادون کو
لیجاکر دہنی بٹھایا۔ سمسن صاحب ڈپٹی سکرٹر نے درجہ دوم کو جنکے نام فرد مین تھے فاٹ ساحب
صاحب سکرٹر چیف کمشنر نے درجہ سوم کو جن مین نواب ممتاز الدولہ وغیرہ تھے صاحبان نظامت
لکھنو دست چپ کرسیون پر گارد گورون کا احتشام کو کھڑا ہوا۔ پولیس کے افسر اہتمام کر رہے تھے
چیف کمشنر نے لباس اہل دربار کو بنظر تامل دیکھا سب کا لباس موافق دربار شاہی تھا لباس انگریزی
کی سب کو ممانعت تھی ورنہ اکثر صاحب بتفاخر پہنکے جاتے صحت الدولہ نے نواب وزیر مرزا
نام فرد شاہزادون سے نکالڈالا تھا جب اُنکو خبر ہوئی کرنل ایٹ صاحب کے پاس اپنی تحریرات
صدر زمان حضرت خلد منزل بھیجدی۔ صحت الدولہ پر چشم نمائی ہوئی درجہ شاہزادون مین
نام قایم ہوا الکاہر شخص شاکی رہا۔ امام علی خان آفتاب علی خان کا لباس پر تکلف جیسا
چاہیے نہ تھا کس واسطے کہ زوار بھی تھے چیف کمشنر نے نواب محسن الدولہ سے پوچھا یہ
اسی طرح دربار شاہی مین آتے تھے کہا اسی صورت سے چپ ہو رہے نواب ممتاز الدولہ
نے بہ تفاخر چاندی کی کرسی لاٹ صاحب کے واسطے بہت تکلف کی بنوائی تھی چیف
کمشنر بہادر خلاف مرتب سمجھکر مانع ہوے اور کچھ الفاظ زبان پر جیسی سکے بھی از
راہ طعن فرمائے۔

خلاصہ جب ساڑھی چار بجے نواب گورنر جنرل بہادر برآمد ہوے توپ سلامی کی چلی سلامی بانڈ
ہوئی یعنی خدا جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو سلامت رکھے سب تعظیم کو کھڑے ہوگئے دہنی طرف

بٹیڈن صاحب سکرٹر بائین طرف کمانڈر انچیف بیٹھے منصاحبان خاص آکر بیٹھے جب توپ چل چکی تو
صاحب بموجب تحریر فرد اسم نویسی مرزا قمر قدر کے پاس آئے روبرو ہوگئے شاہزادے نے
بآداب شاہی چھوٹے ہاتھ سے جھک کر تسلیم کی لاٹ صاحب نے کمال شفقت سے ہاتھ
موافق اونکے قد کے جھک کر مصافحہ کیا بعد اسکے مصطفی علی خان مرزا دارا سطوت محمد
مرزا سلیمان قدر حسن علی شاہزادہ جنت مکان اونکے بعد مرزا خرم بخت یحیی علیخان مرزا
یحیی علیخان مرزا عظیم الشان محمد تقی مرزا رفیع الشان نقی علی مرزا شاہزادۂ فردوس منزل
ہرایک اوسیطرح روبرو گیا پھر اپنی کرسی پر آکر بیٹھا نواب محتشم الیہ سب سے اوسی طرح پیش آئے
بعد اسکے سمن صاحب اوٹھے نواب محسن الدولہ - داماد فردوس منزل نواسۂ خلد
جنکی خیرخواہی سرکار میں اس ہنگامۂ فساد مین حکام عالیشان پر ثابت ہے عظمت الدولہ
حضرت سلطان عالم - نواب سرفراز الدولہ داماد جنت مکان نواب امتیاز الدولہ معز
نظام الدولہ - اقتدار الدولہ - غضنفر الدولہ - جزائز الدولہ - حشمت الدولہ - مرزا ابوتراب
محمد تقی خان سگے بھانجے نواب محسن الدولہ وغیرہ ان سبکی نیم قد تعظیم ہوکر مصافحہ کیا -
اسکے بعد درجۂ سوم ماٹ سائیٹ صاحب سکرٹر چیف کمشنر اوٹھے - نواب ممتاز مرزا
مرزا بیدار بخت پسر مرزا خرم بخت - جلیل الشان - مرزا محمد اکبر علی پسر مرزا عظیم الشان
نواز مرزا شاہ مرزا بہادر مرزا بیٹے مرزا ہمایون بخت سعید الدولہ - محمد زکی علی خان احمد
خان - کلب حسین خان پسر نواب کلب علی خان - امام علی خان - افتاب علیخان - امیر الدولہ
علی حسین شمشیر الدولہ پسر نواب رکن الدولہ محمد حسن خان اقتدار الدولہ بیٹے نواب کاظم علی
محمد مقیم خان پسر شارق الدولہ اکبر علیخان عم نواب محسن الدولہ - محمد عباس داماد رکن الدولہ
مرزا علی خان پسر محتشم الدولہ محمد سلیمان مرزا پسر غضنفر الدولہ زکی الدولہ پسر احمد
صمصام الدولہ ابوالحسن خان پسر جزائز الدولہ مجید الدولہ پسر حشمت الدولہ یہ سب
اوسیطرح آگے گئے اور ہرایک سلام کرکے اپنی کرسی ٹکٹ پر جاکر بیٹھا کسواسطے کہ یہ
سب پوتے نواسے شاہی درجۂ سوم کے تھے ایک بنگالہ معززین بنگالہ مرشد آباد
سے لاٹ صاحب کے ساتھ آیا تھا وہ بھی داخل زمرہ کرسی نشینان تھا اور خریدہ خلعت

وغیرہ عطیہ اوسکی معرفت ہوسے تھے اہل دربار کی کرسیان آگے بچھی تھین بعد اسکے لاٹ صاحب اوٹھ کھڑے
ہوئے کچھ ارشاد کیا سکرٹر صاحب نے اوسکا ترجمہ سبکو سنایا کہ تم سب حفاظت وحمایت جناب
ملکہ معظمہ دام اقبالہا مین ہمیشہ سے اور تمہارے خاندان عالیشان سے ایک رابطہ قدیم چلا
آیا ہے بہت تمہاری عزت وتوقیر سرکار کرتی ہے اور کریگی پس لازم ہے کہ تم بھی سرکار کی
خیرخواہی نمک حلالی فرمانبرداری مین مستعد وسرگرم رہو۔

مرزا دارا سطوت نے کچھ طول سے بیان شکریہ چاہا اپنی تقریر مین خود اونکے سکرٹر صاحب
نے روک دیا نواب محسن الدولہ نے فقط ایک ہی کلمۃ الخیر پر خاتمہ کیا کہ ہم پچاس برس سے خیرخواہی کا
کرتے چلے آتے ہین آجتک ہمسے کوئی امر خلاف نہین ہوا نمک خوار سرکار ہین سکرٹر صاحب نے
ان سب کا ترجمہ کیا بعد اسکے کشتی سنہری گوٹے کے ہار کی۔ عطر۔ سنہری گلوریان پان کی آئین
لاٹ صاحب نے درجۂ اول کو اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائین نمبر دوم کو سکرٹر صاحب نے
نمبر سوم کو فائنس اسسٹنٹ صاحب نے دیے ہار جب ملے اپنے ہاتھ مین لیکر ہر ایک نے پہن لیا
[illegible] رخصت [illegible] دربار خاص برخاست ہوا۔ سلامی باندا اور توپ ہوئی۔

دربار عام نواب محتشم الیہ

۲۴۔ اکتوبر روز چہارشنبہ مطابق ۲۸۔ ربیع الاول ۱۲ بجے دوپہر دن سے پہلے اہل
وثائق صاحبان پنشن راجہ تعلقدار معززین رئیس شہر جناب سلطان العلما سید تقی صاحب
جناب سید العلما ہی مرحوم خیمہ گورنری سے بہت دور اپنی سواری سے اتر کر بیٹھے ایک
ہی مجسٹریٹ کوتوال شہر اور افسران پولیس اکر انتظام واہتمام کیا سبکی سواری کو بہت دور
ٹھہرا دیا سوارونکو حکم قطعی دیا کہ کسیکو گاڑی پر سوار نہ آنے دو بعد اسکے چوبدار آکر سبکو
لے گیا ہر ایک دروازہ خیمہ پر اپنا ٹکٹ دکھا اپنی کرسی ٹکٹ پر بیٹھ جاتا تھا اکثر بڑے آدمی صاحب
وثیقہ خوبی حواس [illegible] سے ٹکٹ برات اپنے گھر بھول آئے تھے پہنچنے نہ پائے بعض [illegible]
[illegible] سے [illegible] کے واسطے حکم قطعی ہوا کہ کبھی دربار مین حاضر ہون پیش از دربار کبھی
انگریز گاڑی پر سوار چاہتے تھے چلے جائین سوارونکے منع کیا جب نہ مانا طرفین سے

خوب چھوٹ چلی آخرکار بی بے اوتر کر گئے بعض صاحب اس اہتمام سے میان تراہ سے پھر گئے
ندر کی اشرفی تین سے کم ۹ سے زیادہ نہ تھین اسکے بعد پھر کچھ زیادہ ہوگئی تھین اسکے بعد پھر کچھ نہ یاد
ہوگئی تھین سب اہل دربار ۲۵۰ تھے بیٹھنے سے سلسلہ انتظام کرسیونکا درہم وبرہم ہوگیا تھا
متوحش ہوگئے۔ جب نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز ہوئے اسی طرح سلامی توپ دو
بار ہوئی چیف کمشنر بہادر فرداسم نویسی سے ہر ایک کو سلام کرواکے نذر دلواتے جاتے
تھے اسوقت دو تین راجہ کو خلعت پر تکلف بیش قیمت مرحمت ہوا۔ باقی سب کشتیان
خلعت کی فائساٹیٹ صاحب لیگئے حکم دیا کہ آج دیر ہوگئی کل سب کے مختار آکر ہر ایک
کے خلعت لیجائین بعد اسکے دربار برخاست ہوا۔

شب جمعہ کو روشنی آتشبازی بڑا کھانا ہوا دلارام کی کوٹھی سے چھتر منزل تک یہ سب
تیاری آراستگی بہ تکلف انتظام سے تھی۔ ۲۹۔ اکتوبر روز شنبہ مطابق غرہ ربیع الثانی نواب
گورنر جنرل بہادر تشریف فرمائے کانپور ہوئے۔

کمانڈر انچیف بہادر اپنے لشکر مین رہگئے نواب گورنر جنرل کو اہل شہر نے ہزارون عرضیان
بسبیل ڈاک گذرانین حسب سررشتہ ہر ایک کو جواب آئیگا۔ اولاد تیموریہ حاضر دربار نہوئی
چیف کمشنر نے مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کی دلجوئی اور خاطر بہت کی کسواسطے کہ بے قصور
تھے اور پہلی گارد بحفاظت سرکار رہتے تھے۔

گرفتاری علی محمد خان عرف ممو خان

مختصر یہ ہے کہ جب جناب عالیہ داخل نیپال ہوئین ممو خان پہلی صحبت مین کپتان
جنگ بہادر سے گفتگو نامناسب کرچکے تھے اس جہت سے مع فوج باغی حوالی کوہ جنگل مین ہی بعد اسکے
جناب عالیہ کے پاس بہر وزیر ن و مردم ملازم شمرده باجازت جاتی پائی جب خبر ہوئی کہ جنگ بہادر جناب عالیہ
کی ملاقات کو آیا چاہتے ہین مرزا برجیس قدر خود سوار ہوکر چلے داخل خیمہ ہوئے کرسیون پر بیٹھے
جنگ بہادر اس سبقت کے بہت شکر گزار ہوئے مرزا برجیس قدر نے کہا کہ آج ہم کس حال
سے آپ کے پاس پہونچے اب آپکو اختیار ہے اور مرزا مراد جان حاضر رہین گے

جنگ بہادر نے مرزا امراؤ جان سے بہت نشیب و فراز دنیا ہم از راہ تہدید و تفہیم سمجھا کر یہ
صورت ٹھہرائی کہ جناب عالیہ اور مرزا برجیس قدر باطمینان تمام اور آرام یہاں تشریف رکھیں
مگر فوج بدمعاش جو نمکحرام اپنی سرکار کی ہوئی ہے کسیکو یہاں رہنے نہ دینگے اور آنے نہ دینگے
کسواسطے کہ فیمابین سرکار انگریز بہادر اور ہمارے روابط دوستی اور یکجہتی دلی ہے ہم انکے دشمن
کو اپنا دشمن اور دوست کو اپنا دوست سمجھتے ہیں اپنے قلمرو ملک میں نہیں رکھ سکتے۔

ممو خان شادان و فرحان مع فوج باغی چلے اس اطمینان سے کہ جناب عالیہ
نے میرے واسطے اجازت لی ہوگی مسان راہ ایک گھاٹی پر جم بہادر بھائی مہاراجہ
جنگ بہادر کے مع ایک پلٹن پڑے ہوے تھے مانع راہ ہوکر فقط ممو خان کو بلوا بھیجا یہ
باطمینان چلے گئے جب ملاقات ہوئی کہا تم یہاں ٹھہرو۔ ہم جنگ بہادر کو لکھتے ہیں جب حکم
آئے گا جانے پاؤگے غرض ظاہر نظربند اور باطن میں مقید کیا جب مہاراجہ جنگ بہادر خود تشریف
لائے عزت ملاقات کی اور پوچھا آپ نے کسی صاحب یا میم کو اپنے ہاتھ سے مارا ہے کہا
حاشا کبھی مجھسے ایسا امر نہیں ہوا یہ سنکر جواب دیا تم مطمئن ہو یہ باتیں کر رہے تھے کہ جنرل صاحب
کمان افسر تھوڑی فوج سے کسی پہاڑی قریب پر تھے لباس عربی پہنے تشریف
لائے خانصاحب کو لیکر روانہ لکھنؤ ہوے۔

فوج باغی جب بن سر کی ہوگئی فوج انگریزی سے مقابلہ کیا کئی ساعت تک
لعنت بھیجکر سب کو جنگل کو بھاگی پہاڑ پر کسی نے جانے نہ دیا کسواسطے کہ ہر گھاٹی
پہ فوج باغی کی عجب شکل جنگلی بن مانس کی بن گئی تھی کسی کے پاس کپڑا درست
نہ تھا فقط بندوق تلوار توسدان سنگین رہ گئی تھی کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ کبھی ملازم
رہے تھے سکھن رسالدار وغیرہ بھی گرفتار ہوے۔ ۱۲۔ جمادی الاول روز شنبہ
سنہ ۱۲۷۶ ہجری مطابق ۷ اکتوبر سنہ ۱۸۵۹ع یہ اسیر داخل جیلخانہ لکھنؤ ہوے
موافق دستور ایک کرتہ زنانہ ایک کملی ایک بوریہ فی کس ملا۔ سب جدا
جدا قید ہوے۔

جب ممو خان کی روبکاری ہوئی بہت صاف صاف جواب شافی دیے بہت سی چٹھیاں انکی

صاحبون کی جو واسطہ اور بیواسطہ ملی تھین دکھائین اپنی حفاظت بیبیون اسیر قیصر باغ کی
بیان کی کہ میر واجد علی پہلے نائب تھا میرے مشورے و حکم سے کوئی امر او سنے از خود سرزد
نہین ہوا تعجب انصاف سرکار سے ہے کہ اس لاکھ روپے کے انعام کا مین سزاوار تھا یا وہ خلاصہ اوسکا
سے جیلخانہ سی فرح بخش کے کمرے مین با آرام رہنے لگے سرکار سے کئی روپیہ خرچ یومیہ بھی مقرر ہوئے
کئی خدمتگار بھی خدمت کو رہنے لگے کئی مہینے تک روبکاری رہی آخر تجویز پھانسی ہوئی جب مرافعہ
اپیل جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر نے حکم پھانسی منسوخ کر کے حکم دریا شور دیا جزیرہ منڈمین کو
جو قریب کلکتے ہے روانہ ہوے میان راہ جہاز سے اتر کر کہین بھاگے تھے پکڑے گئے حکم دائم الحبس ہوا
کہتے ہین اوسی جزیرے مین دوکان بسر اوقات کو کی تھی اب شاید وہین مر گئے۔

ذکر اجمالی جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر

ایک مصور انگریز ایک صاحب بحکم سرکار مرزا برجیس قدر کی تصویر کھینچنے کو نیپال کوٹھے
مین گئے ان صاحبون نے ملاقات کی با آداب شاہی تصویر کھینچی اور کہا حکم سرکار یہ ہے کہ آبا
فیض آباد یا لکھنو جہان رہنا منظور ہو اختیار ہے تنخواہ فراخور حال ملے گی اور وہی تعظیم و
احترام شاہانہ عمل مین آئیگا مگر کثرت ملازمین آپ کے پاس نہونے پائیگی اگر آپ تشریف
لیجائینگے ہمارا بھی موجب نیکنامی و تفاخر ہوگا۔

جناب عالیہ نے جواب دیا کہ جب کسیکو نوکر نہ رکھ سکینگے وہ روپیہ کس مصرف مین آئیگا مجھے
رہنے مین یہان کیا قباحت ہے آیندہ خدا کو اختیار ہے اوسکے بعد وہ صاحب رخصت ہوا اور تصویر
سرکار مین آئی۔ جنگ بہادر نے عرض کیا کہ یہان سے آپ کا جانا آپکی مرضی پر موقوف ہے ہم
کبھی اس امر خاص مین دخل ندینگے اور نہ اسکے خلاف ہم سے ہوگا آپ باطمینان تمام رہیے کسی
طرح کا اندیشہ نکیجئے جو لوگ کہ نام آور ان لکھنو تھے چلے آئے سوائے مرزائی بیگم جنے مرزا برجیس قدر
کو پرورش کیا تھا سو اب وہ بھی وہین مر گئین معتبر نے کہا کہ پانسو روپیہ ماہواری راجہ کی سرکار
سے ملتا ہے مرزا برجیس قدر صاحب اولاد ہوگئے ہین۔ اکثر دو پاکر تے ہین اور شمشیر

اور ہمتی لکھنؤ کے ہیں مگر اب کون پوچھتا ہے پیشتر جو کچھ ہونا تھا ہوا

گرفتاری نواب خان بہادر خان بریلی

زبانی مرزا امراؤ خان یہ ہے کہ نواب بہادر خان رئیس و حاکم مستعار بریلی کسی پہاڑ کے جنگل میں ١١ - آدمیوں سے چھپے بیٹھے تھے کسی گوئندے نے جا کر خبر کی جنگ بہادر کے پاس آئے اور اُسے مقدمہ خون پوچھا بہت سی تشفی کی ہمیل صاحب کے سپرد کر دیا انھون نے چاہا کہ اپنے تئیں ہلاک کریں صاحب نے کہا کہ ہمنے تمہیں امان دی ہے خاطر جمع رکھو جب لکھنؤ میں روبکاری ہوئی کرنل بیرو صاحب نے پوچھا تمنے مدت تک سرکار کا نمک کھایا عہدہ جلیلہ پر مامور رہے اس سن پیری میں کیون ایسی سرکار عالیشان سے بغاوت کی جواب یا تمنے ہمارا ملک آبائی چھین لیا تھا تمھاری فوج نے تمھارا سامنا کیا جب تم بھاگے تمھارے باغیوں نے ہمین تمام مستحق ریاست سمجھکر حاکم ریاست کر دیا ہم اسے عنایت خدا سمجھے کہ اپنے حق کو پہونچے جہان تک ہوسکا بچایا اب تمھارے قابو میں آئے اختیار ہے صاحب نے کہا جب عملداری سرکار ہوئی پھر تمنے ملک کو بخوشی کیون نہ دیا کہا طمع نفسانی نے نچاہا سرکار بھی یون کسیکو ملک دیکر

غرض لکھنؤ سے حکم ہوا کہ تمھاری روبکاری خاص بریلی میں ہوگی چنانچہ سوار پیدل کے پہرے میں مقید ہو کر بریلی گئے حکام نے بعد روبکاری پھانسی تجویز کی حکم سنایا اور یہ بھی کہا کہ ہم اپنی تجویز لفٹنٹ گورنر کو لکھتے ہیں جیسا وہ حکم دیں عرض کیا میرے سب اظہار بھیجد نیجیے انکا ایک گواہ بھی بھاگ گیا دوسرا حوالات میں رہا قصہ مختصر آخر حکم پھانسی آیا سوبہا ام نوا انکا نائب تھا اوسے بھی پھانسی ملی اوسے شاہ جی نے خوب لوٹا تھا جب وہ بریلی سے بھاگ کر ملک اودھ میں آیا تھا ایک دوست بریلی کا کہتا تھا جب نواب کو چوک میں پھانسی کو لائے خلقت شہر کی تماشے کو جمع تھی صاحب کمشنر مع اور صاحبان عالیشان بھی آئے تھے نواب سے اور صاحب کمشنر سے خوب تقریر ہوئی جب صاحب کمشنر خاموش ہوئے نواب نے کہا اب دیر لگانا نا مناسب ہے حکم حاکم مرگ مفاجات ہے حسب دستور جلادوں نے نواب کی مشکین باندھکر کپڑے اوتارے تو پوچھا منع کیا قریب ایک ہاتھ انکا کلکٹر صاحب دوسرا اور صاحب تھامے ہے یہ قریب کر چلا کر دوئی

سوار ہو کر جلد چلے گئے جب پھانسی دے چکے ورثۂ نواب نے نعش طلب کی جواب دیا کہ تم سے شہید بنا کر قبر پر میلہ کیا کروگے ہماری باعث تکلیف ہوگا بعد اسکے قلعہ مین گروا دیا اونکے عیال کی بسر اوقات کو کچھہ سرکار سے مقرر ہو گیا ہے۔

اسیران فرنگ کا بچنا اور رسوخ میر واجد علی کا ہونا

جب گورے قریب کوٹھی جنرل مارٹن محمد باغ ہوپنچے داروغہ میر واجد علی نے اون بیبیون امیر کو جو فوج باغی کے ہاتھہ سے محض قدرت خدا سے بچ رہی تھین نواب محسن الدولہ کے مکان واقع گھیر بالی مین بھیجدیا تھا پلٹن نادری کے تلنگے قیصر باغ سے بھاگ کر وہین اپنے پڑاؤ کو آئے سپاہیون نے کہا یہان محلات واجد علی شاہ اور عیال داروغہ میر واجد علی ہین ہم نہ اترنے دینگے تلنگون نے نمانا ایک چپراسی نے داروغہ کو خبر کی اونھون نے جابہ بیبیون کو نال دروازہ بنیا چودھری حکنا تھہ کے مکان مین بھیجدیا بعد دو دن کے گورون نے مکان نواب محسن الدولہ واقع بینا بازار پہ آکر گولیان مارنی شروع کین خصوصاً جس مکان مین یہ بیبیان تھین متصل گولیان آنے لگین۔ وہان سے محلہ منصور نگر مین جہان نواب خرد محل سلطان محل اور بہت سی عورات محل تھین بھیجدیا نواب خرد محل نے احتیاطاً بیبیونکو علیحدہ کوٹھے کے کمرے مین رکھا اور اپنے ہاتھہ سے کھانا وغیرہ لیجا کر کھلایا کرتی تھین اسواسطے کہ مبادا کسی ماما لونڈی کو خبر ہو جاے۔

جب احمد اللہ شاہ نے درگاہ حضرت عباس مین آکر مورچہ کیا وہ قریب منصور نگر متصل سکونت صاحبات محل تھا میر واجد علی نے بیبیون سے ایک چیٹھی لکھوائی یعنی ہم میر واجد علی داروغہ کے مکان مین ہین یہان بھی بدمعاش چارون طرف سے گھیرے ہوے ہین جو صاحب اس چیٹھی کو دیکھے فوراً مع فوج آکر ہمکو یہان سے لیجاے داروغہ نے ایک شخص کو ۲۰۰ روپے دیکر مع چیٹھی بھیجا۔ راہ مین قریب اکبری دروازہ دو افسر نیپالی ملے وہ چیٹھی دی وہ دو کمپنی اپنی لیکر آئے۔

نواب خرد محل نے بیبیون کیواسطے کشتی بھاری بیتکلف اور سادے لباس کی منگوائین اور

کچھ زیور بیبیون نے لباس سادہ پہن لیا اور ایک طوق گلوٹرا و بجلیان کانون کی اور جہانگیریان دستی لے لین اور داروغہ کی پنس مین سوار ہو رخصت ہوئین فقط ایک گارد پلٹن حفاظت کو رہ گیا بعد اسکے بدمعاشون نے باخبر ہو کر گھر کو گھیر لیا داروغہ نے پھاٹک پر قفل لگا دیا کہ شاید یورش کر کے داخل ہون سکو قتل کرینگے اور گارد کو کوٹھے پر چڑھا دیا کہ سب طرف گولیان مارو بدمعاش سمجھے کہ یہان فوج ہے رک رہے یورش نہ کر سکے داروغہ کو یہ خیال گذرا کہ اگر سرکار سے کمک نہ آئی یہ بدمعاش کیونکر باز رہینگے۔

جب بیبیان لشکر جنگ بہادر مین پہونچین اپنا احوال جنرل سے کہا وہانسے دو پلٹن اور کئی صاحبان اس مکان پر آئے اوسیوقت صاحبات محل اور عورات کو سوار کر کے لشکر مین جہان بیبیان تھین پہونچا دیا جنگ بہادر نے علیحدہ خیمے مین ان سکو اوتارا۔ بہت خاطر داری کی۔ ہزار روپے دعوت کے بھیجے سیم نے جنگ بہادر سے داروغہ کی ملاقات کروائی۔ بعد اسکے کماندر انچیف سے ملاقات کی اونھون نے محلات کی بہت تشفی کی۔

تیسرے دن داروغہ معرفت آر صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے پاس حاضر ہوے صاحب نے کھڑے ہو کر انکا مزاج پوچھا بہت تسلی کی فرمایا لاکھ روپیہ سرکار سے تمھین انعام ملیگا اور ایسی پرورش ہوگی کہ تمھارے وہم و خیال سے باہر ہو داروغہ نے محلات کیواسطے عرض کیا کہ جاگیر و تنخواہ نوٹ وغیرہ سب اونکو ملین اور ہر صورت اونکی رعایت کیجاوے پھر آر صاحب سے فرمایا اونھین ایک چھٹی لکھکر دی یعنی تباکید اکید حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی شخص فرقۂ سپاہ سے میر واجد علی داروغہ کے مکان پر نجاوے اور جو اونکے متعلق ہون اونکو بھی نہ ستاوے کسواسطے یہ خیرخواہ اور متوسل اور حفاظت انگریز بہادر مین ہین اور ایک چھٹی بنام افسران گورہ دی کہ جہان آر صاحب کہین پہرہ گورون کا مقرر کرین پھر محلات کو لشکر جنگ بہادر سے مع اسباب وغیرہ گولہ گنج مین محترم اور محبوب خواجہ سرا اون کا مکان آر صاحب نے خالی کروا دیا وہان جاکر رہے پہرۂ گورہ کر دیا۔

بعد تین دن کے میر واجد علی مرزا قمر قدر بیٹے سلطان عالم کو لیکر جنرل اوٹرم صاحب کے پاس گئے صاحب نے حسب معمول تعظیم و تکریم کی اور بہت سی کلمات تشفی ارشاد کیے اور فرمایا سب محلات

اور ملکہ جہان کو تمھارے سپرد کیا اور سبکی داروغگی دی اور نواب خاص محل کی ماں کو بھی
تم اپنے پاس رکھو اور شہزادے کو گود مین لیکر بہت پیار کیا اور وعدہ لیا تمھاری تنخواہ بھی
ہو جائیگی پھر رخصت کیا۔

میر واجد علی کے پانون مین گھوڑے سے گرنے مین چوٹ آئی تھی اس جہت سے
چیف کمشنر کے پاس نجا سکے صاحب بہادر کلکتہ تشریف فرما ہوے مونٹ گومری صاحب
رونق افروز ہوے منشی رام دیال تحصیلدار نے اس اہتمام سے کارنیگی صاحب سے کہا کہ دارو
نے اور محلات باغیہ کو بھی اپنے گھر مین چھپایا ہی بس چاہیے کہ اونکے گھر پر دوڑ جاوے سب اسنے
گھر سے لوٹ لائے صاحب نے کہا تم دوڑ لیجاو مگر اونکے گھر پر نہ لیجانا موجب بدنامی کا
ہوگا کسواسطے کہ چھٹی جنرل اوٹرم صاحب اونکے پاس ہی تحصیلدار نے کہا کوئی نہ پوچھیگا یہ
ذمہ ہے چنانچہ ایک دن ولیم صاحب نارٹن صاحب کپتان اور خود تحصیلدار مع ایک
کمپنی گورہ آئے داروغہ اور جتنے آدمی اوس مکان مین تھے سب کو قید کر لیا دوسرے
دروازے سے گورے نواب خرد محل سلطان محل کے مکان مین بیباک چلے گئے بہت سا
اسباب اوس مکان کا لوٹ لیا کارنیگی صاحب نے آکر کہا حکم چیف صاحب یہ ہی کہ انکا
اسباب کسیطرح لوٹنا نچاہیے لنکے اسباب پر مہر کر لو ہم نواب گورنر جنرل کو لکھتے ہین جیسا حکم
آئیگا عمل کیا جائیگا گورے جو لوٹ رہی تھے اونپر خفا ہوکر کچھ اسباب ظاہری اونسے چھین لیا اور
پہلے سے لے چکے تھے انکے پاس رہا میر واجد علی نے چھٹی جنرل اوٹرم کی دکھائی ولیم صاحب
نے تشفی کی مگر محلات مین جاکر خاکروبن وغیرہ سے تلاشی کروا کے سب اسباب لیکر نکال
سب محلات احاطہ فقیر محمد خان مین گئے وہان بھی پہرہ رہا۔

دوسرے دن کارنیگی صاحب چھٹی چیف کمشنر لاے بہت تشفی کی پہرہ گورون کا اوٹھا
اسباب پر مہر کرکے لوتوا لی مین رکھوا دیا۔

جب میر واجد علی چیف کمشنر کے پاس گئے بڑی خاطر کی نواب گورنر جنرل کو چھٹی لکھی تو انہا
حکم استرداد اسباب آیا اور چیف کمشنر نے بھی وہی حکم دیا کہ اوٹرم صاحب نے داروغہ کو چھٹی دیکر معاف
کیا ہے یہ داخل لوٹ نہین فوج نے اسکی اپیل کی کہ یہ حق سپاہ ہی ہم نہ دینگے مگر پھر از راہ پرورش

متعلقہ صفحہ ۳۷۳ جلد دوم

مفتاح الدولہ محمود علیخان

Miftahoodoulah.

یکم نومبر ۱۸۵۸ء محلات لو اسباب ملا میر واجد علی کو سرکار سے لاکھ روپیہ انعام ملا انھون نے
ایک دوست کے سمجھانے سے نوٹ کا بانڈ لیا اس جہت سے زر اصل پر ۶ ہزار بابت
توفیر ٹرہے بہت سے دیہات زمینداری خرید کیے صاحب نصیب ہین ہر وقت مین اچھے رہے

معرکۂ اختتام راجہ بینی مادھو بخش اور بالاجمال احوال مفتاح الدولہ

راجہ بینی مادھو بخش بہادر تعلقدار نظامت بیسواڑہ اپنی بات پر مستقل و ثابت قدم رہا ہر گاہ
انگریزی سے کسیطرح رجوع نہ کی اور جناب عالیہ کی رفاقت سے ہاتھ نہ اوٹھایا اگرچہ دامن
کوہ مین رہ گیا تھا اور اونکے ساتھ جانے کی کسیکو اجازت نہ تھی مجبور تھا آخر کئی سو آدمی ہمراہیون
سے فوج سرکار سے لڑکر بڑی بہادری سے مارا گیا اور اپنے علاقے تنے بھی مع عیال مردانہ
وار ہوکر چلا گیا تھا چنانچہ بعد رفع ہنگامہ کے سرکار انگریزی سے اوسکے متعلقین کی بسر اوقات کو
کچھ علاقہ ملا ہے باقی قرق ہوکر تقسیم ہوگیا۔

مفتاح الدولہ کا احوال یہ ہے کہ جب جناب عالیہ کی رفاقت سے اور مرزا برجیس قدر کے ساتھ
سے بیان راہ مجبوری رخصت ہوئے سدہیہ پہاڑ پر کنڈنگ فوج کے پاس آئے مسٹر ڈوپٹی
خیر الدین احمد خان ہوکر مقید ہوئے اوٹھا دیکر پہرے مین روانہ فیض آباد ہوے اور ایک کاغذ لکھکر
افسر پہرے کو دیا فیض آباد مین راسفورڈ صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی الماس
علی خان کا مکان رہنے کو ملا اور حکم دیا کہ بے ہماری اجازت کہین نہ جانا پھر میجر بروس صاحب
چیف آف پولیس کے پاس حسب الطلب گئے فرمایا دور کو ہمارے ساتھ چلو اور تم قدیم نمکخوار اپنی
سرکار کے ہو اپنی عرضی لکھکر جناب عالیہ کو بلوا بھیجو عرض کی میری کیا مجال ہے اور وہ کیونکر میرے
لکھنے سے چلی آئینگی ناچار آخر عرضی اس مضمون کی لکھوائی کہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے سب کو
امان دی قصور معاف کیا ہے از انجملہ آپ کا بھی قصور معاف ہوا آپ بے تکلف تشریف لائیے
کسیطرح کا اندیشہ نہ کیجیے سرکار سے آپکے فوراً حسب حال تنخواہ مقرر ہوجائیگی جہان چاہیے رہیے گا
بلکہ کیا عجب ہے صورت قیام خاص اودھ مین ہو جائے اس عرضی کو اپنے گوئندے کے ہاتھ جناب عالیہ
کے پاس روانہ کیا مگر وہان سے کچھ جواب نہ آیا مہینے بھر تک صاحب کے ساتھ دورہ پر رہے

جب چٹھی چیف کمشنر درجواب مراسلہ فورڈ صاحب کے پاس گئی اودہی سے لکھنؤ آئے
گلستان ارم مین کارنگی صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی عملہ اونکے واسطے بھیجا
سمجھ گیا کہ آج تنگ کئے گئے کہا حضرت دارین وہان انکا بھیجنا مناسب نہین اگر جاینگے پھر نہ
پھیجیا جائینگی کلکتہ ہی بھیجین وہان رہائی پاجائین گے مفت مین بدنامی ہوگی منتظم حسب حکم
چیف کمشنر رہنا چاہتے ہین چنانچہ اوسیوقت حکم چیف کمشنر آیا کہ انھین چھوڑ دو جہان چاہین جائین
عرض کی ہم کہان جائین ہمارے مکان سب کھد گئے حکم ہوا انکا اسباب شرک پر پہنچا دو
غرض وہان سے افشان وغیرہ انکی محل مین سے نسبتی بھائی کے مکان مین آئے
بعد اجازت حکام و چٹھی صفائی کرنیل اسمیث صاحب روانہ کلکتہ ہوئے حضرت سلطان عالم
کو بھی انکے ملال خاطر اس ہنگامۂ فساد کی تہمت سے اور کچھ پیشتر سے بعض کے لگانے بجھانے
سے ہو گیا تھا مگر بگواہی صاحبان عمل صفائی حاصل ہوئی اور موافق حصہ رسدی ملازمین
ہمراہی انکے بھی واسطے وظیفہ شاہی مقرر ہوا کچھ روپیہ بھی تعمیر مکان کو ملا انکے سامنے جواہر
اور اسباب سلطانی جو چیف کمشنر نے انکی تحویل سے قبل انعقاد فوج باغی اپنی حفاظت
سے کلکتہ بھیجا تھا وہ بھی انکے مقابلے سے سرکار سے ملا اور بدستور قدیم انکے سپرد ہوا
جب لکھنؤ سے صمصام الدولہ وغیرہ کلکتہ گئے اپنے رسوخ و خیرخواہی سے میجر ہربرٹ
صاحب کو انام بدمعاشان لکھنؤ لکھوا دیے تھے از انجملہ انکا بھی نام نامی اوسمین
شامل کر دیا جب میجر صاحب نے متواتر اسکی روبکاری کسیطرح انھین چٹھی صفائی نہ ملی۔ فقط
عشرہ بشرہ وہان رہگیا بادشاہ نے انسے فرمایا کہ مین تم سے کسی طرح ناراض نہین مگر جب
صفائی نہ ملیگی مین اپنے پاس نہین رکھ سکتا مجھے معصیت اور صدمات قید ہولدہ یاد ہین
چار و ناچار پھر لکھنؤ آئے جب یہان کے حکام سے عرض حال کیا وہی جواب صاف
پایا اسی حجت سے انکو پنشن سرکار سے نملا بلکہ مفسدین کے ہاتھ سے گھر مین رہنا مشکل
حکام کو انکی طرف سے گمان خزانہ دفینہ کا ہے یعنی انکو معلوم ہے اپنی خیرخواہی سے ہمیشہ
ہر چند انھون نے سب طرح سے عرض کیا مگر یہ مظنۂ فاسد حکام سے نہ گیا خلاصہ
سرکار مین سے ناکام رہے۔

قصیدہ حضرت سلطان عالم واسطے نواب گورنر جنرل بہادر کے

جب حضرت سلطان عالم رونق افروز قلعہ کلکتہ میں تھے ایک قصیدہ نواب گورنر جنرل بہادر کی شان میں انشا فرما کر بھیجا تھا اسکی نقل بھی عبرۃ الناظرین سمجھکر شامل کتاب کی جاتی ہے رقعہ صفوت نما انجناب نامی و دہ
قادر ذو الجلال ریاض دولت و اقبال اریکہ آرای سلطنت و حشمت رونق بخش سریر شوکت و عظمت تا بہای سحاب عنایت خویش مدام شگفتہ و خندان و محضر زمان دارا د
بعد ضمیر منیر منجلی نظیر مخفی و محتجب نماند مخلص دریں چند شعر در مدح ذات بابرکات آن معلوم صفات انشا نمودہ برای ملاحظہ عالی ارسال میدارد — ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

قصیدہ در بحر ہزج مثمن سالم

مشیر خاص شاہنشاہ انگلستان بحر و بر — تمہیں فرمان روائے ہند و دستور معظم ہو
وزیر صاحب تدبیر و با توقیر و با ہمت — قلمدار و قلم کش تاج بخش فرق عالم ہو
سپہ سالار و سالار سپہ آصف منش خاتم — بڑے جنرل بہادر صاحب سیف و قلم تم ہو
نگین باقی ہے نام پاک سے کیا اسکے روشن ہے — سپہر جاہ و مہر چرخ و مہر اسم اعظم ہو
ارسطو ہے اکسری عدل رستم تن فریدون فر — بہادر اور جری ہو ہمسر نادر و رستم ہو
سمن بر موسی قد ہو وزیر ملک عالم — جہان پرور کرم گستر کرم کن ہو معظم ہو
کرو میدان میں ادنی پیر زال کو زہ پشت اسکو — نگاہ قہر سے دیکھو جو رستم ہو وہ بیدم ہو
جہاندار و جہان بخش و فلک رخش و ملک خادم — تم ایسے عہد ہو عیسی نفس ہو رشک حاتم ہو
ہلال و مہر و ماہ و کوکب و خور نجم و مہتاب — قمر قدر و مہ بدر و ضیائے شمس عالم ہو
سپہر رفعت و اوج سماء و نور ہندوستان — عقیل و نکتہ فہم و نکتہ سنج و بدر عالم ہو
سر سپاہ ہفت اقلیم و حکم شاہ انگلستان — سنان و دست سلطان جہان ہو رشک ضیغم ہو
ظفر یاب و مظفر ہو ظفر کردار و فاتح ہو — علمدار وجود و عدل و بخت مہر عالم ہو
نہایت فکر میں تھا مدح خوان سبکو کہ کیا — ندا ہی ہاتف غیبی سنی تو آج حسد ہو

وہاں یہ مطلع خوش جوش کلک فکر سے ٹپکا | عجب کیا ایسے مطلع کا صلہ تحسین ہر دم ہو

مطلع

سکندر جاہ و کیکاؤس نوشیرواں عالم ہو | ارسطو فہم و افلاطون منش حاتم سخی ہم جم ہو

در صفت شمشیر

وہ شمشیر مصفا ہے کہ جوہر جسکے انجم ہیں | وہ دھار اوسکی ہے جیسے تار کا صابونکے ہو دم

جہانمیں سرکشوں کے حق میں سم کا کام کرتی ہو | مطیعوں کے لیے نہر لبن کی دھار ہر دم ہو

غضب سے گر کھنچے میدانمیں وہ عدو کش تیز | نہ ضیغم ہو نہ جن ہونے پری ہو او نہ آدم ہو

تمہاری کرچ کا سایہ صبا پر گر جو پڑ جائے | ہوا کی جان کو دوڑا اسی تلوار کا سم ہو

نکل آئے میاں سے وقت رزم جنگ و خیبر | نہ ٹھہرے سامنے کوئی تہمتن ہو کہ رستم ہو

جو قبضہ ہو سورج کا تو پھل دست مسیحا | سر کہکشاں چرخ اس قبضے پہ ہر دم ہو

اگر تو کھینچ لے گھوڑی پہ اوسکو ہی فلک حشمت | تری کرچ فرنگی ہے سپر افلاک تک خم ہو

عدوں کیلئے بجلی کا کام اوس سے عیاں ہو | غیر ہو تنکی دعا دست سیف صاف سر خم ہو

محبان شال گل ہیں چلتی رہیں دشمن | الم غیر ہو الم بدخواہ دولت کا یہ عالم ہو

دلا اک مطلع خوش صفت توسن میں رقم کرنا | جو جوش مدحت ممدوح ہے ذرہ نہ وہ کم ہو

مطلع

چھلاوا یا پری یا حور یا صرصر ہو دم | ادب میں وہ رستان کام میں بجلی کا عالم ہو

کہے گر شہسوار اوسکو کہ ناپ ساری عالم کو | مجال اتنی نہیں گر اک قدم وہ حکم سے کم ہو

بس اک سرپٹ ہے اوسکا ہند میں مغرب مشرق | فرنگستان ہو روم و شام ہو یا یمن دم ہو

وہ آہو چشم ہے اور کان جیسے آم کی پھانکیں | ہر اک آنکھ ایسی جیسے نشہ اک بوتل کا ہر دم ہو

وہ سم جیسے سرکے کٹورہ بہشت و کس لعبت | کہ جیسے ہو وقت رقص مہر و دم سی باہم ہو

جو لیلو ہاتھ میں پانی نہ چلتی وقت وہ چھلا | اشارہ ہو تو پھلکے چار چاہ منہ چرخ کا خم ہو

تھا اک لات سے اوسکی عدو خستہ تن ہو ونیا | کسانوں کی زمیں کیواسطے سم دانہ ہر دم ہو

درصفت گاڑی

لگی ہین گھوڑیان وسمین لیکے پریان کچنتا دہ ہین — وہ گاڑی ہی سواری کی کہ جیسے چرخ اعظم ہو
دلااک مطلع خوش مدح فیل خوش مین انشا کر — الا ای کلک لکھنے مین نتو اسوقت کچھ کم ہو

مطلع درصفت فیل

سیاہی رات کی ہاتھی کی رنگت سی کہین کم ہو — جو چارون جھٹیان اوسکی ہین تو ابر تنک نم ہو
فلک کوہ وشکوہ گنبد اخضر سپہر صورت — وہ سونڈ ایسی کہ جیسے زلف لیلی کا نپہ خم ہو
وہ خرطوم اوسکی اسود ہی گھٹا ساونکی جیسی ہی — مقابل مین عدو کے اژدہا جسطرح سے خم ہو
وہ دندان اوسکے جیسے شمع کافوری اندھیرہین — ویا ظلمات کے رستے مین ذوالنورین باہم ہو
بلندی اوسکی ایسی ہی کہ جیسے چرخ کی عظمت — سیاہی ایسی جیسے شب تاتاری کا عالم ہو

درعرض حال خود

ترا ہین کمترین اک مدح خوان ذات انور ہون — ترے لطف و عنایت کا نہ سایہ مجھ سے اب کم ہو
جو دامن تیرا پکڑا ہی تو پوری دستگیری کر — کدھر جاؤن کہون کس سے جو میرا کام ہر دم ہو
جو مارو کچھ نہین چارہ جلاؤ معجزہ ہی یہ — ہمارے حق مین عیسیٰ ہو نہین وفسی کچھ کم ہو
زن و فرزند اسباب و ریاست مال و زر دولت — نثار راہ قومی شوکت ہوا اب دل کو کیا غم ہو

مطلع

اہانت چرخ کی اسوقت مین کی کیون نہ عالم ہو — مرا ہر ہر مو ہوا رطب اللسان نواب اکرم ہو
یہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی جانین ہم گئین بیشک — یہی ہی آرزو مجھ پر عنایت اب نہ یہ کم ہو
مقدم سب پہ ہی میری رہائی بخیطا ہو نہین — الٰہی تیراسکہ مہر و مہ پہ بھی مقدم ہو
وے شاہ اودھ دیتا ہی تجھکو یہ دعا ہر دم — دعای اختر ناچار مین تاثیر ہر دم ہو
رہی حکم و حکومت ملکہ عالم کی دنیا مین — وزیر ملکہ انگلینڈ ہر دم شاد و خرم ہو

ایام جمعیت و کامرانی و بہجت و شادمانی مدام بکام باد

غرض جب بادشاہ نے یہ قصیدہ انشا فرمایا فی الحقیقت مرثیہ حوال ہے اور اوسکا بھیجنا نواب گورنر جنرل بہادر کو منظور خاطر اقدس ہوا تو نواب خاص محل سے مہر خاص طلب فرمائی نامناسب اور خلاف رتبہ شاہی سمجھکر عذر فرمایا کہ یہ در پردہ گدائی ہے اس قدر توہین اپنے ہاتھ سے کرنا کیا ضرور ہے صبر سب سے بہتر ہے بادشاہ نے بیچرہر برٹ اور کرنل کو نیا صاحب سے فرمایا آپ اسیوقت محل مین جاکر میری مہر لے آئے جب دونون صاحب تشریف لائے فرمایا بموجب حکم نواب گورنر جنرل ہم مامور ہین تعمیل حکم بادشاہ مین بہتر یہ ہے کہ مہر عنایت فرمائے اسوقت مجبور ہو کر حوالے کی جب قصیدہ نواب گورنر جنرل نے ملاحظہ فرمایا حکم ہوا جو بادشاہ طلب کرین بے تامل بھیجدو چنانچہ دو لاکھہ روپے طلب ہوے بادشاہ کو صاحبات محل کا فساد مین لٹنا معلوم ہوچکا تھا وہ روپیہ لکھنؤ سے تحایف بھیجا اور حسب الحکم ہر ایک کو ملا۔

بعد رفع ہنگامۂ فساد اکثر صاحبات محل مع مرزا قمر قدر کلکتہ گئے بعض حسب الحکم بادشاہ پھر لکھنؤ آئے سرکار سے نوٹ جاگیر ہر ایک کو ملی بدستور زمان شاہی جاری ہوے ہر ایک صاحب مختار ہے بادشاہ کسی کے مزاحم حال نہین ہوے سب بدستور بدعا خیر ہین۔ نواب گورنر جنرل نے از راہ علو ہمت نسبت بادشاہ فرمایا تھا جسقدر بادشاہ طلب کرین لیکن بعض اہلکار کم ہمت اور مقربان خاص نے خیر خواہی سے عرض کیا مبادا یہ روپیہ تنخواہ معینہ سے بروقت وصول وضع کیا جاے اسلیے اسیقدر زر مطلوب پر قناعت فرمائیے۔

باب چوتھا

قافلہ سیلانی راہی لندن ابتداے روانگی کلکتہ تا مراجعت مرزا ولی عہد کلکتہ مین

۱۳- شوال شب چہارشنبہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸- جون ۱۸۵۶ء جہاز دخانی مسماۃ بنگال جو قافلہ شاہی سوار ہوا- ۱۴- روز چہارشنبہ ۱۹- جون وقت ۷ بجے گارڈن ریچ سے جہاز نے

لنگر اوٹھایا حضری مین جاکر رکا تھی مین لنگر کیا رات وہین گذری شدت ہوا اور تلاطم حرکت
جہاز سے حال عورات ہندوستانی نادیدگان سفر کا دگرگون ہوا ہر ایک کا مادہ فاسدہ ہیجا کیونکر
آیا حق بجانب ہے اول یہ کہ خلاف موسم بے ضرورت کوئی صاحب بھی عازم ولایت نہین ہوتا
بلکہ پیشتر سے تنقیۂ مزاج کر لیتے ہین کہ مادۂ فاسدہ سے باعث فساد ہنو مگر یہ امور وافقیت اور
اطمینان سے ہوتے ہین اسمین یہ قافلہ مجبور تھا روز روانگی لکھنؤ جو صدمہ ہوا ایسا ہی سوہان
روح پیش آیا کہ وطن مالوف سے چھوٹے ایسے روز بد کی کا ہے کو خبر تھی جو بیبیان کبھی لکھنؤ
کے دریاچۂ گومتی مین سوار بکشتی نہوئی ہون وہ دفعۃً صورت بحر محیط دیکھین واعجباہ۔
غرض وہ شب اوسی اضطراب وکرب مین گزری صبح کو جہاز نے لنگر اوٹھایا خلیج بنگال سے
واخل آب سیاہ ہوا کہ سوائے سطح آب اور آسمان کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ۱۸۔ شوال روز یکشنبہ بعد
دوپہر داخل احاطۂ مدراس ہوا۔ جناب عالیہ اور جنرل صاحب کا حال ایسے مشاہدات نادیدہ سے
دگرگون ہو چاہا کہ فسخ عزیمت فرماوین کسواسطے کہ جان ہے تو جہان ہے لیکن ملازمین کی
فہمایش سے چار و ناچار تامل کا سمجھکر راضی برضائے الٰہی ہوئین اور بیبیان ولایتی جو جہاز مین
تھین اونکے دیکھنے سے بھی فی الجملہ تسکین خاطر واطفائے نائرہ حرارت ہوا مگر مرزا ولیعہد بہادر
کا مزاج بسبب قوت شباب جوانی جادۂ اعتدال سے منحرف ہنوا بلکہ ان سب مشاہدات کو
تماشاے عالم سمجھتے تھے۔

۲۲۔ شوال وقت صبح جہاز سراندیپ سیلان مین پہونچا تین دن تک انتظار جہاز چین
مین رہا چوتھی دن ۹ بجے جہاز آیا ۸ بجے ۲۴ کو لنگر اوٹھایا۔ ۷ شہر ذیقعدہ کو عدن مین پہونچا
اتفاقاً منصاخاکروب قافلہ شاہی دفعۃً جہاز سے سمندر مین گر پڑا گورون نے فوراً رسیان جہاز
سے پھینکدین جہاز کو بجنبش کیا یعنی روکا۔ کپتان نے دوربین سے دیکھا سیاہی سر کے بالون
نظر آئی اور ایک میل سے زیادہ نکل گیا تھا گورے چھوٹی کشتی مثل باد صرصر لیکر پہونچے
ایک ساعت کے بعد جہاز پر رسی سے باندھکر کھینچتے تھے کہ دفعۃً رسی ٹوٹ گئی پھر ڈوب گیا
سارجن اور گورے پانی مین کود پڑے اوسے زندہ جہاز پر لائے جناب عالیہ نے خوش ہوکر
ہزار روپیہ انعام دیا کپتان نے اونھین گورون غواص کو دیدیا اوسیدن شام کو عدن سے

لنگر اوٹھایا ۱۵۔ ذیقعدہ شنبہ کو بعد ۸ بجے سوئز پہونچے۔

جب چھوٹے دودی پر قافلہ شاہی سوار ہوا تھوڑی دور چلا اتفاقاً خاصدان جس میں ۲ عدد جواہر بیش بہا نذر جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا تھے میان نیلم کے آدمی کی بغل سے سمندر میں گر پڑا کنارے پہونچکر جلیس الدولہ حاجی توکل میان نیلم۔ نواب مہدی قلیخان۔ میان الماس کپتان برنڈن کشتی پر سوار غوطہ خور لیکر گئے بہت سے ہاتھ پانون مارے نپایا ناکام پھر آئے اخبار کلکتہ سے اسکے خلاف سنا گیا کہ یہ سب فریب تھا واللہ اعلم۔

سوئز کے پنج گھر مین پچاس روپیہ یومیہ کرایے مین جاکر اترے ۱۶۔ ذیقعدہ یکشنبہ کو دو گھڑی مین پانسو روپے کرایے کا گھر لیکر اترے اس مسافت کا فاصلہ ۴۲ کوس ہی ۹ ا ذیقعدہ یوم چارشنبہ ابراہیم پاشا کے مکان میں اڑھائی سو روپیہ کرایہ دیکر اترے دس دن تک مصر مین رہی بمقام قاہرہ مشہور حسینؑ یعنی بموجب ایک روایت کے سر مقدس جناب سید الشہداءؑ دفن ہے دوسرے مزار جناب زینب خاتون مزار محمد بن ابی بکر جو حاکم مصر ہوئے تھے جناب عالیہ وہان تشریف لے گئین مجلس عزا کی۔ ایک جگہ اکاون روپے دوسری جگہ پچیس روپے نذر چڑھائے۔ ۲ رات کو مراجعت کی داخل مصر ہوئین۔

شیخ محمد علی ذاکر وہم واعظ

شیخ محمد علی ذاکر و واعظ رفاقت جنرل صاحب مین گئے تھے لکھنؤ مین اپنے عیال کو نواب معین الدولہ کے سپرد کر گئے تھے خود ناقل تھے کہ جب ایام حج خانہ کعبہ قریب پہونچے مین نے اپنے نفس پر ملامت کرکے خیال کیا حیف ہے کہ تو خانہ کعبہ سے پشت کرے اور ہمی سمت لندن یہ لوگ بامید استرداد اپنی سلطنت کے جاتے ہین تو کس امید شفاعت عیسوی پر جاتا ہے اسکے سوا راہ مین کچھ صورت خلاف مزاج بھی گذری تھی بہرحال جناب عالیہ اور جنرل صاحب سے عرض کیا مجھے رخصت حج ملے ایام حج قریب ہین آپ کے واسطے بجہد قلب اوقات خاص اور مقامات خاص مین دعا مانگو دو سو روپے زاد راہ عنایت ہوئے سوئز سے رخصت ہوئے دو ہزار روپیہ لکھنؤ مین پاتے تھے۔

حاجی صاحب سوئز سے چھوٹی کشتی پر مصریین کے ساتھ روانہ ہوے راہ مین پہاڑ سے ٹکرا کر کشتی ڈو
لگی تین سو تیس آدمی دفعۃً غریق رحمت ہوے حاجی صاحب نے وقت ڈوبنے کے ایک صرہ
زر نقد کمر سے کھول ناخدا کو دیا اوسنے اپنے ساتھ چھوٹی کشتی پر سوار کر لیا بہزار خرابی کنارے
پہونچے اوسوقت وہ روپیہ تصدق جان ہوا ورنہ یہ بھی سب کے ساتھ ڈوبتے وہان سے اونٹ
پر سوار ہو تین دن مین مدینہ منورہ پہونچے پھر جدے آئے ایک تاجر دوست قدیم کے ساتھ
ینبع کو گئے بعد فراغ عدن مین آئے جب جہاز سوئز سے آیا سات سو روپیہ کرایہ دیکر کلکتہ
آئے شرف ملازمت خاقانی حاصل کی ساری کہانی سفر بتصریح بیان کی پھر لکھنؤ آئے
عیال سے ملے ایکدن امام باڑہ نواب معین الدولہ مین مجلس عزا کی مومنین جمع ہوے
اپنی ساری داستان منزل بمنزل بیان کی —

غرض قافلۂ شاہی نے مصر مین دو مقام کیے فی الحقیقت خشکی راہ ہوئی عباس پاشا
مصر قافلۂ شاہی کے آنے سے مطلع ہوا مولوی مسیح الدین خان سے ملاقات ہوئی
ملحوظ خاطر ہوا کہ شاہزادون سے ملاقات کیجیے بطریق ضیافت و مہمانی فراخور حال ہو لیکن صاحبان
کے خدشۂ توہمات سے مناسب وقت سمجھا نا بلکہ وہان کے بالیوز کو کچھ خدشہ گذرا تھا رفع کیا گیا۔

۲۹ - ذیقعدہ وہان سے ۸ بجے ریل پر سوار ہوے شام کو اسکندریہ مین پہونچے یہ مسافت
کیمس کی ہے معرفت خدا بخش تاجر کاروانسرا مین اترے ۴ - ذیحجہ چہارشنبہ بعد دوپہر [illegible]
سے چلے ۴ بجے جہاز اندس پر سوار ہوا اسی دن جرأت علیخان میر اولاد علی ہرمزجی پارسی
وغیرہ مع رسالہ خزانہ خرچ پہونچکر ہمراہ رکاب ہوے ۷ - ذیحجہ یکشنبہ کو بعد ۸ بجے مالٹہ مین لنگر
کیا خوبی حسن عمارات عالیشان شہر قابل دید تھی لیکن اس شہر مین ہر شے ہر قسم کی بہت
خوب ہے لیکن گران حد سے زیادہ چار گھڑی رات گئے وہان سے لنگر اوٹھا کر ۱۴ تاریخ
کے ۱۲ روز جمعہ جبرالٹر مین پہونچے یہان عمارات عالیشان کو پہاڑون کو تراش کر بنایا ہے
در رنگ برنگ کی گلکاری اور نقش کا سنجر کھودے ہین نسبت مالٹہ کے یہان ہر شے
وارزان پایا ۳ دن کے بعد یہان سے چلے اس دریا مین طوفان عظیم اوٹھا سب کو
یقین غرق ہو چکا تھا باری بفضل خدا سے نجات پائی ۲۰ اگست مطابق ۱۸ ذیحجہ سنہ الیہ

۵ بجے شام کو لنگرگاہ سوتھمپٹن یعنی جنوب لندن پہونچے یہ دونوں بندرگاہ جنوبی و شمالی لندن
واقع ہیں اس شہر میں تجارت خاص ابریشم قالین وغیرہ ہوتی ہے ۷۲ کوس کا فاصلہ لندن
سے راہ خشکی ہے ریل پر ۳ گھنٹے میں لندن پہونچتے ہیں -
منشی میر رفیع منشی میر حسن کے بیٹے ملازم جنت آرامگاہ ضعیف البنیان اکثر لکھنؤ
میں بھی ضعف قویٰ سے رہتے تھے وقت روانگی کربلا میں جب اس مؤلف کتاب سے ملاقات
ہوئی کہا کہ تم قصد سفر لندن نہ کرنا تمہارے قویٰ بہت ضعیف ہیں صدمات جہاز و راہ دور و دراز
نہ اوٹھا سکو گے بلکہ اپنے بیٹے میر محمد شفیع کو بھیجدو تو مناسب ہے وہ جوان ہے متحمل
مشقت ہوجائیگا خیال میں نہ آیا تین سو روپیہ درماہہ کا لالچ کیا پہلا خط سیلان سے آیا
کہ مرض اسہال ہوگیا ہے امید حیات منقطع ہوچکی ہے آخر ۱۳ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۵ اگست
مقام عبد اللہ میں جہاز پر انتقال کیا بعد غسل و کفن جہاز کو روکا چھوٹی کشتی پر نعش کو رکھکر
غریق رحمت کردیا جنرل صاحب کو افسوس بھی کیا تھا بادشاہ نے میر محمد شفیع کو سرفراز کیا
خطاب دیا کچھ دنوں ملازمین جدید ہوگیا اور صاحبات محل لکھنؤ کی تقسیم تنخواہ اونکے اختیار
میں رہی اب کلکتہ میں حاضر حضور ہیں -

واخلہ جناب عالیہ سوتھمپٹن میں اخبار لندن میں ۲۶ اگست سنہ الیہ
۱۸ ذیحجہ سنہ الیہ یہ سب احوال لندن مؤلف کتاب نے از روئے خطوط لندن جو
مسیح الدین خان اپنے ہمراہ محمد جلیل الدین خان کو بھیجتے تھے نبیرہ کو وہ
خطوط دکھادیتے تھے سمعی نہیں لکھا اور خود مسیح الدین خان نے
کتاب لکھی ہے اوس میں سب احوال بشرح تمام ہے

اخبار میں لکھا ہے کہ جہاز میں جناب نواب عالیہ و عورات پردہ نشین کیتین سے طے فیصلہ
بند تھا کہ شخص نامحرم جانے پائے دو تین مرتبہ گانے کی آواز آئی غالب ہے کہ مرثیہ پڑھا ہو

سعادت میں جلوہ افروز ہوئیں اوسوقت سب خاص و عام نے باتفاق چلاکر لفظ ہرّا کہا جسے حالت مسرت و سرور میں کہتے ہیں ایک شخص غیر کورج بخش پر جا بیٹھا اوسے اوسیوقت اتار دیا میجر برڈ صاحب نے عرض کیا انڈرو صاحب کوتوال شہر سلام کرتے ہیں حضور جہاںپناہ نے ہاتھ نکالکر موافق رسم ولایت مصافحہ فرمایا بعد اسکے مسافت راہ طے کرکے رائیل پارک ہوٹل یعنی سرا میں داخل ہوئیں کار و انسرائے ولایت بہت عمدگی سے آراستہ ہوتی ہیں جسمیں امرا سلاطین اترتے ہیں گھر سے زیادہ آرام ملتا ہے نہ مثل سراے خرابہ ہندوستان -

اسکے بعد انڈرو صاحب اور امراے ہندوستان جو کئی برس سے ہر ایک اپنی دادخواہی کو گیا تھا استقبال شاہزادون کے لیے جہاز پر گئے جنرل صاحب مرزا ولیعہد سے ملاقات ہوئی پھر جہاز سے اوترکر گاڑی پر سوار ہوے میجر برڈ صاحب اوسی گاڑی میں پیشرو بیٹھے جنرل صاحب تماشاے خلق پر کم متوجہ ہوے مرزا ولیعہد کا قد موزون تقریباً ۵ فیٹ ۱۶ - انچ کا تن لاغر ۱۸ برس سے زیادہ سن شباب نہیں معلوم ہوتا تھا - گندم گون - روشن چشم - صاحب ذہن و ذکا معلوم ہوتے تھے اونکے عم نامدار جوان قوی ہیکل پوشاک دونون کی بہت عمدہ شاہانہ جواہر بیش بہا پہنے تھے خلایق انکی تشریف آوری کی منتظر تھی متعجب ہوکر سبھون نے ہرّا کہا مرزا ولیعہد عدم واقفیت سے چپ و راست دیکھنے لگے جنرل صاحب نے متبسم ہوکر موافق دستور ہند ہاتھ سلام کا پیشانی پر رکھا پھر داخل سراے ہوے - راہ میں خواص مگس ران تھی یہان بھی اوس سے زیادہ کثرت اژدحام تھی میجر برڈ صاحب نے دونون شاہزادونکو سراے کے کوٹھے پر لے گئے سب سے مخاطب ہو داستان اودھ بزبان شیرین بیان کیا یہ امر خاص اس طرح سے کسی ہندوستانی سے نہ ہوسکتا - الحق کہ وہ اپنے حق خیرخواہی سے ادا ہوے -

بیان میجر برڈ صاحب

ایہا الناس - میں ملکہ معظمہ جناب عالیہ متعالیہ اور جنرل صاحب مرزا ولیعہد کیطرف سے کہتا ہون کہ یہ حضرات تمہارے بہت ممنون و مشکور ہوے جو تم اس خوبی سے پیش آئے اور کمال مسرت دلی سے تمنے ہرّا کہا لیکن تم پوچھوگے کس سبب سے انکا آنا ولایت برطانیہ میں ہوا اور اپنی ولایت

کو کیون چھوڑا اسکا جواب باعث تمہارے وفور تاسف وحیرت کا ہوگا یَا ایہا الناس اپنے
دل مین تصور کرو کہ سن شریف جنابعالیہ معظمہ تقریبًا ۶۰ برس کا ہے اپنی ولایت مین کمال عیش
وعشرت سے رہتی تھین اس مدت عمر مین کبھی انکی کف پای مبارک رفتار سطح زمین سے
آشنا نہین ہوے تھے کیطرح کا خیال مین نہ لائین پانچ ہزار کوس کی مسافت راہ طے کرکے
مع اپنے بیٹے پوتے کے محض طلب انصاف اہل برطانیہ کبری سے آئی ہین اور یہ خاندان
عالیشان اودھ مرافعہ اپیل کو آیا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر نے انکا تخت سلطنت لیلیا
ہے اسواسطے انھون نے جلاے وطن اختیار کیا اور صاحبان عالیشان سے متوقع انصاف
تحقیقات ہین یعنی دریافت فرمائین کہ کس سبب سے سرکار کمپنی نے قلمرو اودھ کو لیکر اپنے
ممالک محروسہ سے شامل کرلیا ہے اور مجھے زیادہ تر افسوس اسپر آتا ہے کہ اہلکاران سلطنت
جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ نے بھی ایک طرح کی اجازت فرمائی ویکر شریک اس امر خاص کے
ہوے ہین تمسے کوئی امر چھپا نہ رکھونگا اور ٹھیک بات جو سرزد ہوئی ہے مطلع کرونگا مین
مدعی تحقیقات وانصاف ہوا ہون کسواسطے کہ سالہا دراز سے درمیان سرکار کمپنی انگریز
بہادر اور اس خاندان عالیہ کے روابط اتحاد ودوستی وتوق یکجہتی چلا آیا ہے اب اسے
سرکار کمپنی نے اس خاندان شاہی سے ممالک محروسہ لے لیا ہے باوجود اسکے کہ لارڈ ڈلہوزی
بہادر اپنے اشتہار مین خود مقر اس بات کے ہین کہ یہ خاندان عالیشان اقوام انگلشیہ سے
ہمیشہ صادق الوداد رہا ہے پس جانو کہ یہ سرکار عالی کس طریق پر رہی جسوقت کہ ملک گوالیار
مین لڑائی درپیش ہوئی اور جب معرکۂ ملک پنجاب ہوا اور یہ وہ وقت تھا جسکے فتح ہونے
مین دغدغہ تھا اور نرخ کاغذ نوٹ سرکار کمپنی کس قدر گھٹ گیا تھا اور یہ سب ریاستین ہندوستان
مستعد وآمادہ سرکار کمپنی سے پھر جانے کی ہو چکی تھین اوسوقت دارو گیر مین شاہ اودھ نے
اپنے ترکسوارون کے گھوڑے سرکار کمپنی کو دیے اور فوج کو بھی اجازت کمک کی دی یہ مخفی نہ قسمت
مین ہوا اسکے سوا جب کوئی مہم عظیم پیش آئی ہے سرکار شاہ اودھ نے مبالغ زر کثیر خرچ کرکے اعانت
امداد سرکار کمپنی کی کی ہے اور یہ مصارف ہزار ہا روپیہ کا نہ تھا بلکہ کرورون کا ہوا ہے چنانچہ اب تک سرکار کمپنی
دو کرور پچاس لاکھ روپیہ سرکار اودھ کی قرضدار ہے پس مقام انصاف ہے کہ بدلا ایسے سلوک خصوصیات کے تخت سلطنت

اپنے دوست صادق کالے لیوے لیکن تم مستفسر ہوگے کہ کس حیلہ و حجت ظاہری سے
لے لیا جواب دیتے ہین کہ رعایاے ملک اودھ سالہاسے دراز سے حکام اودھ کے جبر و تعدی
مین تھی انکی عافیت و نجات کے واسطے ہمنے لے لیا ہے۔ ایہا الناس اے میرے ہم شہریو
فرض کرو کہ اگر بادشاہ فرانس یا کوئی اور بادشاہ جو سلطنت انگلستان سے زبردست ہو عہد شکنی
کرے اور تخت و تاج ملکہ معظمہ دام اقبالہا لے لیوے اس بہانے سے کہ اونکے ملک مین بے انتظامی
ہوئی تم گوارا کروگے بلکہ تم اسکا جواب دوگے کہ ہم آپ سمجھ لین گے اور تصور کرو کہ اگر کوئی تمھاری
گھر مین مداخلت کرے یا کوئی ہمسایہ زبردست تمھارا گھر آکر چھین لے آیا اسے گوارا کروگے
سب نے بالاتفاق جواب دیا نہین۔

بعد اسکے میجر برڈ نے کہا ایہا الناس تمنے حفاظت دو اضلاع کوچک ترکستان کیواسطے خون
اپنا حلال جانا اسواسطے کہ جور و بدعت سے روسیون کے اور اسپر کرورہا روپیہ خرچ کیا
اسی طرح کب گوارا کروگے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر بادشاہت اودھ کو لے لیوے اور مملکت
اودھ ملک بلجیم سے زیادہ نہین ہے جو بادشاہ وہانکا چچا ہماری ملکہ معظمہ کا ہی سبھون نے جواب دیا نہین
پھر صاحب نے کہا آیا تم اس جبر صریح کا انصاف نہ کروگے مین تمسے چشمداشت انصاف رکھتا ہون اور
یہ خاندان عالیشان تمسے اعانت و امداد چاہتا ہے پس اگر تمھین اعانت و امداد منظور ہے میرے
ساتھ ۳ مرتبہ ہرّا کہو خلاصہ سبھون نے ہرّا کہا اور اس داستان پسندیدہ سے بہت متعجب اور معقول ہوے
میجر صاحب نے یہ داستان زمان سلطنت حال بیان کی اگر مقدمہ راجہ چیت سنگھ بنارس یا اعانت
جنگ سکھوا اور نیپال لارڈ مائرا صاحب بیان کرتے تو اس سے زیادہ استعجاب ہوتا مگر اب جو
نتیجہ انجام کار ہوا کیا فائدہ تھا اگر اسکا فی الحقیقت انصاف ہوتا تو ہرّا کہنا صادق آتا =

میر جعفر علیخان بہادر رئیس سورت مرزا علی اکبر خان بہادر اونکے منشی حیدر جنگ بہادر مندراسی
حافظ صدر الاسلام مندراسی مولوی غلام خان وکیل ناگپور سید ابراہیم ناگپوری یہ سب لندن سے
شاہزادون کی ملازمت کو آتے تھے جناب عالیہ سر اسکے درجۂ اول کے کمرے مین تشریف رکھتی تھین
چارون طرف اوٹ پردے کے تھے بالاخانہ کی راہ اونھین کمرون کے دروازون سے تھی۔ جناب
رات کو لوگون نے ملازمت چاہی لیکن اوٹ کے حائل ہونے سے راہ نپائی اور ایسی پردہ داری

کی تھی کہ اگر دروازے کمرے کے کھلجاتے تو بھی کچھ نظر نہ آتا۔ پس جناب عالیہ نے لوگون کیواسطے
اپنی تکلیف گوارا کی اور اجازت جانے کی دی آگے قنات کا پردہ کرلیا اور جھلملیان دن رات
بند رہتی تھین دروازہ پر خواجہ سرا سرگرم حفاظت رہتے تھے اور بعض اوقات محلدارین باہر آتی
جاتی تھین اہل شہر اس قرینہ کے دربار ہندوستانی سے بہت متعجب ہوتے تھے اور ہر وقت
گرد مکان کے ہجوم عام رہتا تھا سب ملازم دوشالہ پوش نظر آتے تھے اور قہوہ خانہ ملازمین
خالی کردیا تھا اندر کے کمرون مین مفرزین رہتے تھے نوکر چاکرون پھر بازارون مین پھرتے
تھے۔ میوہ جات مرغ وغیرہ فواکہات مول لیتے تھے بٹوون مین روپیہ رکھتے تھے۔
۲۲- اگست مطابق ۱۲- ذیحجہ روز شنبہ مشہور ہوا کہ صاحبان عالیشان جو معززین
ہین اور ہم شاہزادون و جناب عالیہ سے ملاقات کو آئینگے دروازہ پر مجمع انبوہ خلایق ہوا
لیکن سوائے زمیندار جاگیردار اور امرا اور اعزائے ولایت دوسرے کو اجازت حضوری نہوئی اور
بعد ۳ بجے ڈنکو دربار قرار پایا اور ۴ بجے ملاقات جناب عالیہ اسمین کثرت لوگون کی عمارت
کے سامنے سخت سی ہوگئی اور بیوگیان عصمت کے دروازہ بخط فارسی انگریزی لکھکر لگا دیا
کہ کورے اندر داخل نہون چوبدار عصائے سنہری روپہلی لیکر اہتمام کو کھڑے ہوئے بنڈن صاحب جرمن
صاحب مترجم حاضر ہوئے اور سوائے امرا کے کسیکو اجازت داخلی نہوئی اور دربار بالاخانہ پر ہوا کیواسطے
کہ شاہزادے وہین تشریف رکھتے تھے اور ملازمین زینے پر کھڑے ہوئے صاحبون کی رہنمونی کیواسطے
جب ۳ بجے میجر برڈ صاحب شاہزادون کے پاس گئے اوسوقت دونون شاہزادے
کمرے خاص مین ٹہل رہے تھے مرزا ولیعہد کا لبادہ کارچوبی طلائے مغرق سرخ رنگ کا جنرل
صاحب کا آبی روپہلی تاج شاہانہ مکلل بجواہر سر پر شمشیر ولایتی مغرق پر تکلف زیب کمر تھی خواجہ
سرا حبشی پیچھے کھڑے تھے جو صاحب داخل ہوتا تھا میجر صاحب اوسکا نام لیتے تھے وہ کمال
تہذیب سے سلام کرکے دوسرے کمرے مین جاکر بیٹھتا تھا جب سب بیٹھ چکے شاہزادے آکر دنگل
پر بیٹھے اور صاحب کرسیون پر اس مجمع مین آرل آف ہارڈوک اور اونکی لیڈی یارک دائے کونٹ رسٹین
اڈمرل اس گٹ سر جارج سیل سر جارج جنرل پالک امرائے لکھنو جو زمان جنت مکان رزیڈنٹ تھے
اور اونکی لیڈی وغیرہ شرفیاب ملازمت ہوئی جنرل صاحب اور جنرل پالک مین باتین ہندوستانی

شروع ہوئین اور صاحب کمال غور سے سنتے تھے بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے اوٹھکر کھڑے
ہوئے اور بہت اخلاق سے پیش آئے صاحبان عالیشان بھی اوسی تعظیم و تکریم سے
موافق دستور سر جھکا کر رخصت ہوئے پھر اوسکے بعد اور صاحب آئے اوسی طریق سے
ملاقات کی رخصت ہوئے شاہزادون کے بشرے سے تہذیب اخلاق ظاہر تھی

۸ بجے ۳۰ میم اوس شہر کی حاضر خدمت جناب عالیہ ہوئین برنڈن صاحب کی بی بی اور ایک
میم جو مدت تک کانپور مین رہی تھی یہ دونون مترجم تھین جب میم آئین جناب عالیہ ذنگل پر
بیٹھین ۸ - اور خواص عورات مقربہ لباس فاخرہ پہنے دوشالے بھاری اوڑھے تھین
لباس جناب عالیہ سب سے زیادہ عمدہ زیب گوش ہوش ربا بجلیان تھین اپنے بیٹے اور پوتے
سے بہت اشبہ تھین اور حسن صورت بہت اخلاق سے میم سے پیش آئین لیڈی ہارڈوک سے
فرمایا افسوس ہے کہ مین تم سے انگریزی مین بات نہین کر سکتی یہ صحبت بھی ربع ساعت تک رہی
اسوقت مین دونون شاہزادی بھی آکر شریک صحبت ہوئے اور اپنی ماں کے پہلو مین بیٹھے -
تین حکیم پانچ منشی ساتھ تھے شاعر نے حسب حال وقت خاص خوب کہا ہے

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند

اگر بچشم غور التفات کیجیے تو ایسی صحبت بھی لندن مین قابل یادگار ہے مگر افسوس ہے کہ اسکا انجام کار نہوا

سوتھمپٹن سے روانہ ہوتا لندن مین پہونچنا ،

قافلہ شاہی ۳۰ اگست وقت شب مطابق ۲۰ ذیحجہ سہ شنبہ کو ریل پر سوار داخل لندن
ہوا اوسی اہتمام سے پردہ داری سواری ہوئی - اہل شہر نے ہجوم کیا ہر چند چاہا کہ دیکھین لیکن
کوئی دیکھنے نپایا جب سر سے چلنے لگے لوگون نے مثل دستور ہند سر پر ہاتھ رکھا خدا حافظ کہا
ایک گاڑی درجہ اول ۲ - درجہ دوم باقی دو اور درجہ سوم کی تھین ۱۱۰ - آدمی ساتھ تھے
پانسو صندوق بارہ ہزار روپیہ کرایہ وائٹ صاحب مہتمم سفر کو دیا جو داخل ہارلی ہوس جو شارع عام جدید
مقام قیام مژدہ لوک برنسوک ہے ۵ ہزار روپیہ کرایہ سالانہ کا لیا اور ہالفرڈ ہوس محلہ ریجنٹ جو اس سے عمدہ
دس ہزار سالانی کا تھا ملیا ناپسند ہوا ہوگا مرزا ولیعہد جنرل صاحب کو کسی نے نہ دیکھا اگرچہ

صحن خانہ مین چہلقدمی کیا کرتے تھے بیس دخلۂ شہر ۳۱- اگست کو ہوا ملازمین مترجم کے ساتھ
بازار مین اسباب خریدتے پھرتے تھے دن بھر آپس مین غل مچاتے تھے مثل اپنے شہر کے
یہ نہ سمجھے کہ تمام شہر تہذیب سے بھرا ہوا ہے ڈپٹی مرزا عباس بیگ صاحب کہتے تھے کہ ہمنے
اپنی مدت قیام لندن مین کسی بچے کی رونے کی آواز نہین سنی پکارنا اور چلانا کیسا انتظام شہر
اب تعجب اور مقام حیرت یہ ہے کہ قریب لندن وہ اہتمام با اختتام گذر چکا ہے تھا کہ
شہر خاص پایۂ تخت شاہی مین اوس سے زیادہ ہوتا مگر نہوا کوئی استقبال کو نہ نکلا اسکے سبب بہت
سے خیال مین آتے ہین کہ حکام نے استقبال مناسب وقت نجانا ہو وہ سہر مہر مبہم کی توضیح
شرح جلی تصدیق خاص و عام نے باتفاق کی اور رعایاے خاص شہر و آراستہ فراج سب ہین
او منفعت ہین کسی پر کوئی جبر و ظلم صریح گوارا نہین کرتے تیسرا سبب یہ تھا کہ جناب ملکہ معظمہ
دام اقبالہا اور اکثر اعظم ارکان سلطنت باہر چلے گئے تھے اسیطرح اور بھی سبب باطنی ہوے
ہون واللہ اعلم یہ امور سلطنت ہین اسکے سوا یہ سبب قرب عشرہ محرم جناب عالیہ او
جنرل صاحب کو بھی جلدی منظور تھی چنانچہ مولوی مسیح الدین خان نے متواتر عرض
کیا کہ پہلے حضور نا کہ شہر مین شہرت قدوم دی داخل شہر ہوکر حکام کو بطریق مناسب تکلیف
استقبال دون اور یہ امر کچھ دشوار نہین اکثر صاحبان عالیشان کی چھٹیان میرے
پاس ہین بہر حال منظور خاطر نہوا اور ایک اور امر ہوا کہ بعض مشیران نافہم کی صلاح سے ایک
خط اپنے احوال کا صاحبان کمپنی کے پاس بھیجا جلیس الدولہ اوسے لیکر گئے پھر منشی نے
عرض کیا کہ پہلے صاحبان کمپنی کے پاس خط بھیجنا مناسب حال نہین اور اگر یہی منظور ہے تو اوسکے
جواب کا انتظار کیجیے غرض اب خلاف آرا اور آپس کا خلاف ہونا شروع ہوا اقبال ذیشان سے پہلو تہی کی

بعض حالات کلکتہ و لندن بطریق اجمال

بعد چند روز دن کے روانگی قافلہ شاہی کے جب جہاز مسماۃ ہندوستان سوئز کو جانے لگا
پانچ شخص و رلندن کی بھیجنے کی تجویز ہوئی ایک میر اولاد علی منجملۂ مشاہیر لکھنؤ جنھون نے اپنا
خطاب فرزند علیخان لوگون سے رفع اشتباہ اور دفع مظنۂ خاص کیواسطے مشہور کیا تھا دوسرے

جرأت علی خان جو بسبب ناک کے چشم زخم سے قافلے کے پیچھے رہ گئے تھے تیسرے باقر علی بھائی ناظر کے
بھائی چوتھے شیخ علی امجد مرد حسن جہاندیدہ خواجہ سراؤن کی تجویز سے پانچوین ہرمزجی پارسی بادشاہ نے
رفع خدشہ خاطر اقدس کو منشی میر باقر علی معتمد نواب منور الدولہ کو امین سمجھکر محض تحقیقات کو
جہاز پر بھیجا کہ تم جاؤ بچشم خود دیکھو اون لوگون کو کون کون اشخاص منتخبہ سے ولایت کو جاتا ہے
اسکی وجہ یہ تھی کہ فقط میر اولاد علی کا جانا منظور خاطر نہ تھا کسواسطے کہ اونکے کردار سے خوب
واقف تھے غرض منشی جی نے جہاز پر جاکر شیخ کہتے تھے کہ خود مجھسے اور میان جرأت
سے میر صاحب کو لوچھا ہمنے جواب دیا یہان تو نہین ہین یعنی جہان ہم ہین منشی جی بھی
دم کھا رہے حالانکہ اونکو کپتان جہاز سے حسب الحکم شاہی دریافت کرنا تھا اور میر صاحب
سبکو منت سمجھا چکے تھے کہ ازبراے خدا میرا نام نہ بتانا وگرنہ میرا سارا کام بنا بگڑ جائیگا
خلاصہ ایسے امور سے درگذر کرنا بہتر ہے غرض بعد کئی دن کے شیخ جی میان جرأت بیمار ہوے
میان کو شدت خارش نے جان سے تنگ کیا شیخ جی قریب مرگ پہونچے لندن سے مند
موڑا سویز سے بہزار خرابی کلکتہ آئے وہان سے ناکام بیمار لکھنؤ جیتے پہونچے میان
جرأت اچھے ہوکر مع شریک چار یا جسطرح مذکور ہوا داخل قافلہ سلطانی ہوے —

جب حال صحبت اغیار مولوی مسیح الدین خان نے یہ دیکھا نوے روپیہ کرایہ کا گھر
لیکر علیحدہ رہے اور اپنی آبرو عزت کو ڈرے کہ بادشاہ نے مجھے مختار معاملات فرمایا ہے
مقتضاے شرافت وایمان یہ ہے کہ بدل وجان نمک حلالی نیکنامی سے ہر امر کو بجا لاؤن اب
حال صحبت کا یہ ہوگیا ہے مبادا میرے واسطے کوئی صورت الزام بدنامی کی پیدا ہو لہذا ایسی صحبت
سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر پہلے عرض حال کرنا بادشاہ سے مناسب ہے اور ابھی میرے پاس خرچ
اسقدر ہے کہ کلکتہ پہونچ جاؤن پس اگر چند روز مین یہ خرچ ہو چکا تو اس سفر غربت مین کیا کرونگا
خلاصہ ان وسوسون سے بادشاہ کو عرضداشت ارسال کی اس عرصہ مین میجر بڑد صاحب نے اپنی جلد
جلد سے باگ رد کی سید عبد اللہ بھی کنارے ہے اسکے پیشتر یہ بھی داخل صاحبان کونسل ہوے تھے بلکہ وہین
رہتی تھی بعد اسکے کچھ ایسا سبب ہوا کہ گھر سے باہر ہوے جلیس الدولہ بھی الگ ہوگئے ان سبکے بدلے
میر جعفر علیخان نواب سورت کے داماد پیش ہوے انکا حال ہے بھی ہر شخص واقف تھا جنرل صاحب نے

جب یہ حال دیکھا باعث توحش خاطر ہوا اور فرمان بادشاہ متواتر احکام مختلف کے پہونچنے لگے اس سے اور زیادہ تحیر ہوتا تھا مرزا ولیعہد بہادر سے بھی لوگون کی بہت سے امر خلاف ہونے لگے خلاصہ بہر صورت عاقبت تنگ ہوئی لیکن جنرل صاحب ازبسکہ جناب عالیہ کی اطاعت حد سے زیادہ مثل جنت مکان کے کرتے تھے بجز سکوت کے نہ فرماتے تھے آخر کار شروحات عرضحال بادشاہ کو لکھا اور رفتہ رفتہ صورت نفاق خانگی بھی پیدا ہوئی اور اختلاف در مشیران قدیم و جدید کھل گیا حاسدین اور منافقین جو در کمین اپنی گھات مین لگے ہوئے تھے وہ شماتت کرنے لگے ایسے مقدمات کی زیادہ توضیح کی کچھ احتیاج نہین کس واسطے کہ اسی اختلاف نے لکھنؤ سے لندن دکھایا بعد اسکے جنرل صاحب نے مسیح الدین خان کی بہت دلجوئی فرمائی اور عرضداشت ان سب حالات اور کیفیت ملازمین اور صلاح کار اور مشیران خاص کی بادشاہ کو روانہ کی اور تکلیف خرچ لابدیات کو بھی لکھا۔ مرزا ولیعہد بہادر نے ہدایا تحفہ حضرت کو ارسال کیے اور باقر علی اور ہرمزجی پارسی کلکتہ پھر آئے۔

فرمان و حکمنامجات بادشاہ لندن کو

جب متواتر عرضداشت مختلف نیرنگی احوال کی نظر اقدس سے گذری ہر ایک کو فرمان حکمنامہ تاکید بلیغ روانہ ہوا اور جواب کتاب بلیو بک جنرل سلیمن صاحب مشعر خرابی و بدانتظامی سلطنت بہ تصریح لکھی تھی بھیجا چنانچہ ایک جلد بہ تکلف جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی واسطے مع محبت نامہ جسکا مضمون ظاہری یہ تھا کہ بعد حمد و نعت موافق دستور زمانہ شاہانہ و ربیان شکریہ اس سلطنت بہ نسبت اسلاف کرام اس خاندان اور کچھ احوال انتزاع سلطنت ایسٹ انڈیا کمپنی انگریز بہادر کا بہ تجویز لارڈ ڈلہوزی صاحب بہ طبق احوال مظنون صاحبان زیارت لکھنؤ اور بربادی و خرابی مال و اسباب خانگی اور تباہی اور پریشانی رعایا و ساکنان شہر اور آوارہ وطن ہونا اپنا اپنی اس پیرسالی میں اور نسبت علالت مزاج خود و کلکتہ میں رہنا اور جناب عالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر کو استغاثہ کو بھیجا اور جواب بلیو بک صاحبان پارلیمنٹ اور ارکان دولت بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں سبب توضیح تمام لکھا گیا

ایک فرمان اردو مین جنرل صاحب کو اس مضمون کا کہ تمہارے ساکت وخاموش رہنے اور عدم توجہی نسبت مرزا ولیعہد بہادر اور بعض مردم عوام کا شوری خاص مین داخل ہونا اور اشارات بعض مقدمات خاص سے سراسر باعث استعجاب وحیرت کا ہوا لہذا لازم ہے کہ حسب الحکم ہمارا جو تصریح لکھا ہے بجالاوین اور جو لوگ غیر معتقد ہین اونکو جلد روانہ کلکتہ کردیا مردولت کو جو کچھ مناسب وقت تھا وقت روانگی سب طرح سے انکو بخوبی سمجھا دیا ہے اور مرزا ولیعہد بہادر سے تمہارے فرزند کے ہین کسواسطے کہ بھتیجے اور بیٹے مین کچھ فرق نہین اور غالب ہے کہ وہ بھی از راہ سعادتمندی تمہاری فرمانبرداری سے باہر نہونگے کہ سراسر موجب میری خوشی کا ہے جواب کتاب بلیو بک بہت تصریح وتوضیح سے لکھکر بھیجا ہے چاہیے کہ موافق تحریر مقدمات مندرجہ کے ہر مقدمہ کو انجام پہونچانا اور اگر اجیانا کسی مقدمہ خاص مین جوابدہی سے عاجز ہو اوسے حضور اقدس پر محول رکھنا یہان سے اوسکا جواب شافی جائیگا۔

محبت نامہ اور ایک جلد کتاب جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ کو بھیجی ہے وزیر اعظم کے واسطے گذراننا اور ایک جلد خود وزیر اعظم کو اور ایک شاہزادہ پرنس کو دینا اور تین سو جلد اور بھیجی ہین جسے قابل اور مشتاق دیکھنا دینا۔

ایک انگریز جلیل القدر خاندان عالی مترجم زبان فارسی وارد وکمال متدین اور امین مقرر کرو جو اپنی طرف سے کسی طرح کا دخل وتصرف نہ کرسکے اور سو لاکھ روپیے جو آگے بھیجے ہین واسطے مصارف لابدیات روزمرہ کے اوسکے صرف بیجا کا خیال رہے فقط۔

ایک عریضہ اردو مین جناب عالیہ کو کہ آپ بہر صورت مالک ومختار ما بدولت ہین اور توضیح بعض مقدمات کی تھی۔

ایک فرمان مرزا ولیعہد بہادر کیواسطے متعلق اطاعت وفرمانبرداری جنرل صاحب اور ملاقات عمائد ولایت مین۔

حکمنامہ مولوی مسیح الدین خان کو کہ تمہاری بیدلی اور برخاستہ خاطری سے باعث تعجب خاطر اقدس ہے لازم ہے کہ سب مقدمات کو حسب الحکم ہمارا بقرائن منضبط نگہبان وبامانت ودیانت تہذیب تکمیل کو بجالا کر مستعد بجا آوری احکام عظام رہین اور کسیطرح کا خدشہ دل مین نکرو

تم سے بہرحال اطمینان خاطر ہمایون ہے۔

ایک حکمنامہ جلیس الدولہ کو اور مولوی نور الدین احمد کو بتاکید و ترتیب کو اقدامات اور مستعد ہونے کا روبار سرکار مین فقط - ۱۲ - ربیع الثانی ۱۲۷۳ھ روانہ ولایت ہوا۔

بعد روانگی جناب عالیہ بادشاہ نے محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھیجا کہ بادولت اقبال نے بسبب علالت مزاج سفر دریائے شور مناسب نہ سمجھا کلکتہ مین رہنا بہتر جانکر جناب عالیہ جنرل حشمت مرزا ولیعہد بہادر کو بمنزلہ ذات خود سمجھکر بہ جماعت ہمراہی قلیل روانہ ولایت کیا ہے لازمہ محبت یہ ہے کہ جو مقتضائے شفقت قدیم اس سلطنت عالیہ کا چلا آیا ہے ارکین سلطنت باحسن طریق پیش آئینگے کہ موجب تسکین شکستہ دلون کا ہوگا۔

نواب گورنر جنرل بہادر نے اسکا جواب بکمال تہذیب بھیجا کہ نیازمند کو روانگی اقربائے قریبہ اودہ والا دودمان سے مطلق آگاہی نہین ہوئی لہذا بموجب ایما شریف حکام سلطنت ولایت کو دربارہ حفظ مراتب و پاسداری بخوبی لکھا جاتا ہے کسیطرح کی تکلیف نہوگی۔

کہتے ہین کہ قبل از روانگی جناب عالیہ اس خیال سے محبت نامہ نہ بھیجا کہ شاید کسی حیلہ ظاہری سے روانگی منزل مقصود مین توقف ہوجاتا۔

جبدن سے حضور عالم کلکتہ شرفیاب پابوس شاہی ہوے جو مقتضائے تدابیر امکان بشری تھا عرقریزی اور جانفشانی سے قصور نہ کیا لیکن چارۂ تدبیر بشری بہرحال تقدیر سے مجبور ہے خلاصہ دستور معظم نے محض اپنی حسن رسائی ظاہر و باطن سے بعض ہواخواہان روابط ظاہری اور تعارف کار آمدنی اکثر حکام عالیشان کلکتہ سے پیدا کیے اور صاحب سکرٹر اعظم اور نواب گورنر جنرل بہادر سے بمقام خلوت مین ملازمت بھی حاصل کی اور بالفعل بعد رہائی قلعہ ہر ہفتہ مین صاحب سکرٹر کے پاس جانا لازم پڑا ہے بے اجازت سرکار کہین جا بھی نہین سکتے وہی صورت نمایش جنرل اوٹرم صاحب بادشاہ سے رہی اور سب طرح کے نشیب و فراز دنیا سے توضیح عرض کیا لیکن مرتبہ عبودیت مرضی اقدس سے بالاتر نہین ہوتا اس جہت سے معذور ہوکر نارہ کش ہوکے منشی صفدر کشمیری منصرم کاروبار سلطانی ہوے اور آخرکار ذوالفقار الدولہ وغیرہ کے سمجھانے سے بادشاہ نے راضی نامہ دیا اور لاکھ روپیہ ماہواری پر راضی ہوے

سبحان اللہ وہی اپنوہ رنگ کھلا جو ہے ع - امور مملکت خویش خسروان دانند
مثل مشہور ہے جو دیتے تھے وہی دو -

حضور عالم نے آقا حسن خان جدید الاسلام مسمی موہن لال سابق قوم کشمیر ساکن
شاہجہان آباد کو سفرزین و معتمدین گورنمنٹ جان کر ولایت بھیجنے کو تجویز کیا کہ یہ معرکہ کابل
قندھار مین سرکار مین بہت نیک نام اور لندن بھی گئے ہین ارکین سلطنت سے روابط بھی
رکھتے ہین دستور ولایت سے خوب واقف ہین ہزار روپیہ ماہوار یکا پنشن سرکاری پاتی
ہین لیکن طرفین سے کئی سبب سے یہ صورت نہ ہوتی -

جنرل محمد حسن خان بیٹے نواب روشن الدولہ کے اکبر آباد سے کلکتہ بامید منصب سفارت
شاہی گئے کسواسطے کہ اپنے ایام خانہ نشینی مین زبان انگریزی سے واقف ہوئے تھے اور
حکام نزدیک بھی اونکا طریق رفتار بنسبت ہندوستانیون کے فی الجملہ پایہ اعتبار مین تھا
لیکن بادشاہ نے بخیال مقدمات ماضیہ حضرت خاد جنرل مناسب وقت سمجھا نا اس جہت سے
نوبت ملازمت بھی نہوئی ناکام پھرے ۱۵سو روپیہ کی زیرباری سفر کے آنے جانے مین
ہوتی زبانی میر محمد رضا داروغہ جنرل صاحب -

نظام الدولہ سید علیخان بیٹے نواب معتمد الدولہ کے کانپور سے کلکتہ فقط اپنے
خلوص محبت سے گئے تھے ایک دن سید حسین میر معطوب شاہی کو بخبری سے اپنی
گاڑی مین سوار ہوکر جاتے تھے کہ داخل دردولت ہون داربان نے منع کیا کہ آپ کیواسطے
حکم حاضر ہونے کا نہین ہے گفتگو ہوئی آخر بد دماغ ہوکر پھر گئے حضور عالم سے رخصت ہوکر کانپور
چلے آئے ہر چند بادشاہ نے فرمایا کہ اونکے واسطے ممانعت نہین تھی لیکن وضعداری سے
کام فرمایا پندرہ ہزار کے عبث زیربار ہوئے -

نواب باقر علیخان تیسرے بیٹے نواب معتمد الدولہ نے بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان منجم
سلطانی کی معرفت چاہا کہ کچھ رسوخ حسن خدمت سرکار نواب خاص محل صاحبہ مین کیجیے چنانچہ انکی معرفت
کچھ نذر ونفیس طلائی قیمتی مناسب نسبت اوروں کے مع دو سو روپیہ اونکو بھی بتکلیف خرچ سمجھکر
دیے اور بعد تشریف فرمائی بادشاہ کلکتہ پھر لوراہ سفر دیگر رداشت کائے ہو جب ناکام پھر آئے

انسے ملاقات بھی نہ کی مرزا صاحب لکھنؤ آگئے بعد اس ہنگامۂ فساد لکھنؤ پھر ارادہ کلکتہ کیا کئی
مہینے تک بنارس مین مولوی گلشن علی مہتمم سرکار راجہ بنارس کے پاس رہے پھر کلکتہ پہونچے انھون نے بادشاہ
قلعہ مٹیابرج تشریف رکھتے تھے مصلح السلطان نے عرض حال کیا پنشن سلطانی مقرر ہوا ہر روز دربار مین
گھر بیٹھے مجلس سے لیے رہے ایک دفعہ پانچ ہزار روپیہ بھی سرکار سے عتبات عالیات
جانے کو ملا مگر اتفاق نہ ہوا وہین انتقال کیا —

پھر عہدۂ جلیل سفارت حضور عالم نے مظفر حسین خان لکھنوی کو خلاف مرضی بادشاہ مقرر
کیا چند روز با آبرو رہے ایک دن صاحب سکرٹری اعظم کو کوئی کاغذ گستاخانہ جواب مین دیا ناگوار
گذرا معزول ہوئے انکو صاحب کمشنر الہ آباد نے وقت رخصت دوستانہ سمجھایا تھا کہ تم
مطمئن رہو اسے غنیمت جانو بادشاہ کے روزگار سے کہ منشی ہونا خراب جاوگے انکو
طمع نفسانی کب چھوڑتی تھی حضور عالم نے خود ارادہ لندن بھی کیا تھا لیکن بادشاہ نے
انکی مفارقت اپنے سفر دور دراز کی گوارا نہ کی بالکل کیا عجب تھا انکو اجازت گورنمنٹ
سے نہ ملتی کسواسطے کہ کلکتہ سے باہر بے اجازت نہ جا سکتے تھے اور بالفرض اگر جاتے بھی
تو وہان سے کیا ہوا تھا جو اپنے ہوتا۔ انجام کار تو یہ ہوتا تھا جو ہوا پیسا چپنی پھر اٹھا دیا

حاجی توکل کا لندن سے کلکتے آنا اور محبت نامہ گورنر جنرل بہادر

حاجی توکل خواجہ سرا حبشی ہمراہی جناب عالیہ سے حسب الحکم مع رقعہ خاص جناب موصوفہ
کلکتہ پہونچے باریاب شرف ملازمت ہو کر خلوت مین عرض حال ولایت مشروحا بیان کیا جو
تحایف ولایت لائے تھے گذرانے نواب خاص محل صاحبہ کو دیے باقی کوئی احوال مفصل نہ کھلا
کہ کیون آئے پھر وہ لکھنؤ مین آئے —

۲۴ جمادی الثانی مطابق ۲ فروری روز چہار شنبہ محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر
حضور شاہ مین گذرا حاصل مضمون یہ تھا کہ قبل ازین دربارہ مکانات چھتر منزل وغیرہ تحریر فرمایا
تھا کہ برقندار کوتوالی نے بہت تشدد سے ۷ ساعت مین مکانات شاہی کو خالی کروالیا جو
محض قیام صاحبات محلات تھا اور مطلق رعایت حفظ ناموس شاہی کی نہ کی اوسکا جواب

ملتوی رہا اسباب واگذاشت اور برخاست پھر بعض مکانات خاص سے کیے اور اوسی محبت نامہ
میں تمھاری ملاقات شاہی بھی بطریق زمان ماضیہ بشرط منظوری خاطر منتج تھی اوسکا
جواب بہ عذر علالت مزاج اقدس کیا بعد اسکے بہ فہمایش منشی امیر علی خان بطریق دوستانہ آ
پادشاہ سے تکلفی ہوا اور تین لاکھ روپیہ شاہ بہ سرکار سے بہ علت مکانات دیے گئے اب اختیار
قبضہ سرکار میں ہین ۔

خطوط ولایت سے سبب اس تحریک استیاق ملاقات کا معلوم ہوا کہ صاحبان کورٹ
آف ڈائرکٹرس نے تجویز کیا تھا اگر بادشاہ اور نواب گورنر جنرل بروقت ملاقات تصفیہ اکثر
مقدمات خاص کا بے مداخلت ومشارکت غیر کے ہو تو بہتر ہے مگر یہ صورت نہوئی چنانچہ
منظفر حسین خان نے بھی بصلاح حضور عالم صورت ملاقات ٹھہرائی تھی لیکن بادشاہ نے کسیطرح
نمانا اسمین گفتگوی گستاخانہ بادشاہ سے بالمشافہہ ہوتی آخر کنارہ کش ہوے ۔

مصلح السلطان نجم الدولہ اپنے بیٹے کی شادی کو جو میر یوسف علی خان کی بیٹی یعنی اونکی
بھانجی سے ٹھہری تھی بادشاہ سے رخصت طلب ہوے اور اسکے سوا اپنی مانکا دیدار آخری
منظور تھا مگر حسب الحکم فسخ عزیمت کیا اور اس باب خاص مین کچھ مرحمت بھی ہوا آخر اونے بیٹے
کو لکھا کہ تم امر ضروری سے فراغت کرلو پھر آنا ہوگا ۔ یہان اونکی مان حسرت دیدار مین
مر گئین اور بیٹی بھی بعد شادی کے مر گئی خلاصہ جس ملازم خاص نے درخواست لکھنؤ کے آنے
کی کی بالطبع ناگوار خاطر اقدس ہوتا تھا اور جو آیا پھر نہ گیا چنانچہ شفاء الدولہ مصاحب خاص نے
علالت مزاج رخصت ہوکر لکھنؤ آئے پھر نہ گئے سبب بھی ایسا ہوا تھا اہتمام الدولہ حیدر حسین خان
باجازت لکھنؤ آئے تھے پھر نہ جاسکے بخیال اپنی خانہ بربادی کے جب بادشاہ قلعے
سے مع الخیر دولتخانہ مقیم مین تشریف لائے ان دونون نے عرضداشت شرف قدمبوسی کی حکم نہوا ۔

اخبار لندن میل سے

مختار شاہی کا صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کے پاس حاضر ہونا اور ملاقات

دونون شاہزادون کی صاحبان موصوف سے اور اونکا شاہزادون کے گھر آنا اور احوال جو خطوط لندن سے معلوم ہوا

۱۱ - اکتوبر ۱۸۵۶ء دونکو ایک بجے مرزا اسکندر حشمت جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر قصر بلوری شاہی اجلاس جلوس خاص جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا مقام سٹیڈہم مین تشریف فرما ہوے ۸ گاڑیان سواری خاص اور ملازمین کے واسطے منگوائین نواب جعفر علیخان نواب مہدی علی خان خویش نواب احمد علی خان رئیس رامپور دو منشی مع خواجہ سرا باقی جلوس سواری ضروری کثرت اہل شہر سی بڑا ہجوم ہوا تماشا ے عجیب سمجھکر سب جمع ہوے -
اس مکان عالیشان کی رفعت و عظمت و نقش و نگار بوقلمون صفائی و شفافی جسے دیکھکر آئینہ کو حیرت آجاے اور زیب و زینت و آرایش اور آراستگی موزون ہر قسم کے لوازمات سے بے تکلف تمام جسکے مشاہدہ سے حیرت و استعجاب ہو کہ کبھی کسینے کہانی یا قصہ خیالی مین بھی ایسا پرشان کارستانی نہ دیکھا ہوگا اور نہ سنا ہوگا زمان ماضیہ مین شعر مشہور شاہجہان آباد کے واسطے لکھا تھا وہ مختص ایسے مکان کے شایان ہے اوسکی مجموع خوبی و صنعت قابل دید ہی نہ شنید ہر چیز کا بیان زبان حال سی ممکن نہین ہے

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

خلاصہ فرش پشمینہ قالین کشمیر جسکے وسط مین لفظ بالسر کا زر دوزی تھا جنرل صاحب کہ ازراہ آداب ایمانی پانون رکھنے سے تامل تھا ایک بڑی نہر آب اوسکے صحن مین جاری اوسکی خوبی بیان سے باہر ہے اس طلسم دنیا کے دیکھنے سے شاہزادونکو کمال تفریح و مسرت حاصل ہوئی اتفاقاً جنرل اوٹرم صاحب سے بھی وہین ملاقات ہوئی ہر چند صاحب کیواسطے سی تعارفات ظاہری طرفین سے ہوئی ایک رفیق مرزا ولیعہد کہتے تھے کہ ایکدن جنرل اوٹرم صاحب اکیلے چھتری ہاتھ مین لیکر مکان پر آئے خبر کہلا بھیجی کہ اوٹرم جسنے تمہارا ملک لیا حاضر ہے جب سامنے گئے مثل دستور ولایت شاہزادہ سمجھکر کھڑے رہے کرسی پر نہ بیٹھے پھر جنید فرمایا کہ مثل ملاقات لکھنو پیش آنا چاہیے مگر قبول نہ کیا بعد اسکے مرزا ولیعہد نواب مہدی علیخان

بام قصر پر گئے وہاں تماشائے اراضی و سماوی دونوں دیکھکر مراجعت فرمائی۔
مدت طول خلافت زمان مافیہ جو پارلیمنٹ کو ہوئی جناب ملکہ معظمہ شکار کو تشریف فرما ہوئی

تھین یہان جنرل صاحب مولوی مسیح الدین خان برنڈن صاحب بسبب وجوہات سابق الذکر حالت سکوت مین تھے منتظر حکم شاہی اس عرصہ مین فرمان شاہی محررہ ۱۱ ربیع الثانی مضمون سطلب پہونچا حریف سنکر گوشہ کمین مین جاکر بیٹھے اختیار رکلی جنرل صاحب و مولوی صاحب و میجر برڈ صاحب کو ہوا اب انکا ارادہ و مشورہ یہ ٹھہرا کہ صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس سے عرض حال مشروحاً کرنا چاہئے کہ حجت تمام ہو اور انکا میلان طبع کسطرف ہے دریافت کرنا بہتر ہے کہ واسطے کہ بعد انفصال بھی انہین کے تحت حکومت و اختیار مین رہیگا بظاہر راہ راستی و صورت آشتی باقی رہیگی چنانچہ ایکدن میجر صاحب مولوی صاحب انکے پاس گئے صاحبان عالیشان کمال اخلاق و پاسداری سے متوجہ حال ہوئے انہین تعارفات کی باتون مین مستفسر اختیار کرنے ایسے سفر دور و دراز کے ہوے مولوی صاحب نے جواب دیا کہ نظر بوثوق مواثیق فیما بین سرکارین عالیشان جو مدت ہمت سے نقش کالحجر تھا لیکن تجویز اہالیان سرکار دولتمدار سے وہی نقش کالحجر بالفعل نقش برآب معلوم ہوتا ہے جو بنظر عالم باعث تحیر و استعجاب کا ہوا کہ انتزاع ممالک محروسہ شاہی آیا کس طریق مواثیق باقیہ سے ہوا ہے چنانچہ بروقت استفسار صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ نے جواب صاف دیا کہ فقط حکم قطعی نواب گورنر جنرل سے تعمیل اسکی ہوئی ہے اسکے بعد بادشاہ حالت بیکسی و بے سر و سامانی مین مع عیال خاص اور جماعت قلیل ملازمین ہمراہ رکاب سے شدت حرارت موسم تابستان مین جلا وطن اختیار کرکے کلکتہ تشریف لاتے نواب گورنر جنرل نے وہی جواب فرمایا کہ ہمنے حسب الحکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس ورانھون نے باستصواب رکن رکین سلطنت ایسا حکم قطعی جاری کیا ہے ایسا میرے حیطہ قدرت اور امکان سے باہر ہے اور قطع نظر اسکے بالا تر سبب یہ ہوا کہ جو لوازمات تعارفات معمولی قدیم سے چلے آتے تھے خلاف رتبہ و قرب منزلت اس خاندان عالیشان کے اہالیان سرکار سے ظاہر ہو وہ بیان سے باہر ہین پھر کیونکر موجب استعجاب جمیع وابستگان سرکار دولتمدار نہو جسوقت کہ ورود کلکتہ ایک ادنیٰ ملازم سرکار شاہی کا نسبت زمان ماضی مقابل کیا جاوے تو نظر عالم مین نسبت ایک اور ہزار کے بھی نہ ٹھہریگی پس لیے آلام و مصائب

روحانی سے اس شدت حرارت تابستان مین مزاج شاہی زیادہ تر جادۂ اعتدال سے
منحرف ہوا ان وجوہات سے کچھ نہ بن پڑا سوا اسکے کہ خود کلکتہ مین قیام فرماتین اور
جناب عالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد کو اپنا جانشین و قائم مقام و وارث سمجھکر تھوڑے سے
ملازمین سے روانہ ولایت فرمایا بس پہلے آپکی حضور مین عرض حال ضرور ہوا کہ آیا مدت
دراز سے اس سرکار شاہی خلاف عہدنامجات ماضیہ آج تک کونسا امر سرزد ہوا جو باعث
انتزاع ممالک محروسہ ہوا۔

جواب ہمنے بھی وزرا سلطنت کے حکم سے یہ امر کیا ہے خان موصوف نے
عرض کیا کہ اگر مطابق بند ششم عہدنامہ فردوس منزل اہالیان سرکار کرتے تو البتہ تا
مقام شکایت ہوتا جواب دیا کہ ہم نے اس عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ
سابق چلا آیا ہے اور وہ عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ سابق چلا آیا
ہے اور وہ عہدنامہ نہ تھا جو بابت ۱۶ لاکھ روپے دفعہ دوم درخواست حضرت فردوس منزل
ہوا اوسے اہالیان سرکار نے محض بپاس خاطر ہمایون بطریق قرض مونمہ قبول فرمایا ہے
غرض اسی گفتگو خاص سے صاحبان موصوف نے تامل فرمایا مختارنامہ طلب کیا اور بعد
مطالعہ تحریر مختاری کو منظور فرمایا بعد اسکے شاہزادون کی ملاقات کا ذکر ہوا کہ موجب تشفی
شکستہ دلون کا ہوگا جواب دیا کہ اگر ہم پہلے سبقت ملاقات کرینگے موجب توہین سلاطین
متفقہ مین ہوگا لیکن اگر وہ پہلے تشریف لائین خلاف اخلاق نہوگا اور ہماری ولایت کا
دستور بھی یہی ہے پھر ہم اونکے مہمان ہونگے عرض کی کیا مضایقہ خلاصہ بڑی عزت و احترام
سے پیش آئے اور ہر سوال کا جواب شافی بکشادہ پیشانی دیکر رخصت کیا۔

خان موصوف نے یہ کیفیت خاص جنرل صاحب سے عرض کی اور تاریخ و دن و وقت
خاص ملاقات تعین ہوا دوسرے دن صاحبان موصوف نے ایک جلد کتاب بلوبک جنرل
سلیمن صاحب جسمین خرابی و انتظامی ملک اودھ مندرج تھی بھیجدی مع چٹھی انگریزی یہ خیال
ارب اور حریفون نے آتش افروزی کی کہ پہلے سبقت ملاقات آپکی شان و منزلت کے خلاف ہے
مرزا ولیعہد کے فرمانے سے جنرل صاحب کو بھی تامل ہوا۔ ہر چند خان موصوف نے بہت منت

و سماجت سے عرض کیا منظور خاطر نہوا آخر بنا چاری عرض کی کہ اب بناے مقدمہ ہاتھ سے جاتی ہے اور مشقت و عرق ریزی سب میری برباد ہوتی جاتی ہے مین نے صاحبان موصوف سے وعدہ کیا ہے ان غمازون کے لگانے بجھانے سے کار سرکار ابتر و خراب ہو جائیگا اور انکی غرض یہ ہے کہ مین صاحبون کے نزدیک ساقط الاعتبار ہو جاؤن جنرل صاحب نے فرمایا مبادا اسیقت ہماری ملاقات سے اسقدر ہمارا احترام نہو تو موجب ہماری شکستہ دلی کا ہوگا عرض کی یہ ذمہ غلام کا ہے جیسا چاہیے ویسا ہی احترام سے پیش آئینگے خلاصہ بعد اسکے بنا یہ ٹھہری کہ اس تاریخ سفینہ کو موقوف کر دو اور دن اور وقت مقرر کر دو خان موصوف نے چیٹھی صاحبان موصوف کو عذر علالت مزاج جنرل صاحب بھیجی کہ بعد افاقہ کلی مزاج عرض کیا جائیگا - ۱۶ جنوری روز جمعہ ۱۸۵۷ء جنرل صاحب مرزا ولیعہد ملازمین خاص سے بجلوس تمام ہیری ہوس سے سوار ہوکے ۵ گاڑیان اور تھین پہلی مین مولوی مسیح الدین خان بیچھ بڑھ صاحب سوار ہوکر اندیہ ہوس کو چلے راہ مین کثرت تماشائیون کی بہت تھی ---

جب گاڑی شاہزادون کی انڈیا ہوس کے پھاٹک پر پہونچی کئی صاحب پولیٹکل ڈپارٹمنٹ انڈیہ ہوس کے استقبال کو آئے سی آف شیب ایڈ ہر بوٹ سکرٹری چیرمین کمرۂ دربار مین لے گئے کرنل سکیس چیرمین دربار راڈی منگلس ایم پی ڈپٹی چیرمین وغیرہ ممبر مثل سر ہنری رالنسن - کرنل القیٹ شیب بڑو صاحب - کپتان الستوک پرنسپ صاحب الیٹ ہیگنان صاحب منتظر شاہزادون کے تھے صاحبان عالیشان بعد مبادلۂ سلام شاہزادون سے بغلگیر ہوے ممبران دربار پہلے دالان مین لیے گئے جہان مالک دربار بیٹھے تھے متانیت کرکے بٹھلایا بعد اسکے میوزیم یعنی عجائب خانہ مین سب باتفاق گئے جہان اجسام جانوران ہندوستان زمان قدیم مثل کالاصل تھی اور تصویرین شاہنشاہ فرانس و ملکۂ فرانس جو چند روز سے از راہ ہدیہ آئی تھین اور تصویرین خاندان سلطنت اودھ ابتدا سے تازمان حال اسکے بعد داخل کمرۂ ملاقات ہوے جہان تیاری ضیافت اقسام اطعمہ و فواکہات میوہ جات وغیرہ کمال حسن تکلف سے آراستہ تھی پاٹھ صاحب فصحای لندن سی سر جمس لول سکرٹری کورٹ آف ڈائرکٹرس رکنس صاحب ڈپٹی سکرٹری اور امرا عظام سب جمع تھے بعض فواکہات شاہزادون نے

بخاطر میزبانون کے کمال احتیاط سے میل فرماتے بعد ۲ بجے کے رخصت ہوئے

۱۹ - ماہ مذکور کو شاہزادے مع ملازمین خاص سر فریزر صاحب کی ملاقات کو
بگادی مین تشریف لے گئے بعد اسکے رایٹ آنربل بی ل ٹرکٹس صاحب کو طلب
فرمایا دوسرے دن چیرمن ڈیرکٹرس ایسٹ انڈیا کمپنی شاہزادون کی ملاقات کو آئے
اور طریق ضیافت بہت تکلف سے ہوا -

خطوط ولایت سے معلوم ہوا کہ جب شاہزادے تشریف فرما تھے صاحبان سکرٹری
نے راہ مین استقبال کیا اور چیرمن نے پھاٹک سے اور جب گاڑی فرودگاہ پر پہونچی
سب صاحب نے باہر آکر استقبال کیا اور حسب دستور ٹوپی اوتاری کھڑے رہے جب تک شاہزادے
گاڑی سے اوترے اوسوقت چیرمن ہم پہلوے مرزا ولیعہد اور ڈپٹی چیرمن جنرل صاحب
کے پہلو باقی اور صاحب بعض آگے باہتمام اور رہبری کو مقام اجلاس تک لے گئے غرض
کمال احتشام و احترام سے جو فراخور اس خاندان کے تھا بلکہ زیادہ تصور سے پیش آئے
اور خوبی اور آراستگی وزیب و زینت مکان اور شیشہ آلات اور گلدستہ لفتون اور آئینہ
بیرکوسی دنگل - کوچ طلائی ونقرئی اور سب لوازمات موزون اور مناسب ہر مقام کے جو
بیان سے باہر ہے دیکھنے سے تعلق ہے -

صاحبان عالیشان نے پہلے میجر صاحب سے پوچھا کہ مولوی مسیح الدین خان انگریزی
مین بات کرسکتے ہین کہا کہ تحریر ترجمے سے عاجز نہین مگر بولنے سے کم ربط ہے اس سے بہت
خوش ہوئے فرمایا ہم مین سے اکثر صاحب زبان فارسی عربی سے واقف ہین خاصکر پہلے ہر
صاحب سے بغلگیر ہوکے پھر معانقہ معمولی ہوا پہلے حال سفر اور کیفیت سواری جہاز و صعوبات
راہ کا ذکر ہوا شل حال پرسی دوستان قدیم جس سے زیادہ تر موجب شگفتگی خاطر شاہزادون
کا ہوا بعد اسکے مکان میوزیم مذکور مین سب گئے کہتے ہین کہ دورہ احاطہ مکان خاص کا ایک
میل سے کم نہ تھا اور آراستگی اسکی نسبت پہلے مکان کے ہزار چند تھی اور تصویرات سلاطین
ماضیہ اور تصویرین خاندان عالیشان اودھ کی اور کتب عربی و فارسی - عربی قلمی - عجائب روزگار جو
اقالیم ہند مین کسینے نہ دیکھی ہین اور کمرہ ضیافت مین فواکہات میوہ جات تر و خشک گلدستہ مرصع کار وہان صاحب

تکلیف دہ حاضری کے سبب سے ہوا انتظام نشست علی قدر مراتب بالا زمین خاص موقوف مرضی مبارک شاہزادون
پر تھی۔ چنانچہ اسیطرح دونون شاہزادون کے پہلو مین مولوی صاحب پہلوی مرزا ولیعہد بہادر
صاحبان عظام نے ازراہ دانشمندی خان موصوف سے کہا کہ تم مختار بادشاہ کے ہو بجا بادشاہ کے
مین بیٹھو یہ خلاف دستور نہین اسمین یہ متردد ہوئے کہ شاید ناگوار شاہزادون کے ہو ور تبینے سے
معلوم ہوا کہ مرزا ولیعہد بہادر کے علیحدہ بٹھانا منظور ہے شاید گفتگوے معاملہ بلاواسطہ غرض رفع
خاطر کرکے یہ اپنے طور پر کنج مین پر بیٹھے لیکن پہلے سے سمجھا دیا تھا کہ فقط لفظ استرداد ملک پر آپ
منحصر رکھیے گا خلاصہ باتین تعارفات کی شروع ہوئین بلا زمین یہ طبیعت یعنی مشغول خورش
میوہ جات ہوے اور شاہزادے بھی بپاس خاطر کمال احتیاط اور پرہیز سے فواکہات بطبع
خوش فرمانے لگے بعد اختتام صحبت کمرۂ خلوت مین سب صاحب گئے گفتگو ہی انتزاع ملک
شروع ہوئی اور خان موصوف نے ابتدا اور انتہاے مقدمات بخوبی گذارش کیے صاحب
ساکت وخاموش رہے جواب شافی نہ دیا بلکہ اوسکے خلاف سنکر کہنے لگے کہ خانصاحب تم
بہت تیز وتند ہو گئے ہو عرض کی آیا خلاف واقعہ یا خلاف ادب ومنزلت دگر نہ انصاف نظر
ہے کسواسطے کہ اول مرحلہ یہ طے فرمایئے کہ اگر بعد عرض حال مقدمات ہمارا قصور ثابت ہو تو
ہم چپ ہو رہین اور اگر نسبت اہالیان سرکار ہو تو معترف ہون اسصورت مین البتہ احتیاج ثالث
کی پڑیگی پس خواہ نخواہ مرافعہ طرفین محول پارلیمنٹ ہوگا اسکے بعد صحبت برخاست ہوئی شاہزادے
فرحان وشادان پھر آئے خلاصہ صورت مقدمہ ایک طریق سے براہ راست چلی آتی ہے

۲۱ جنوری کو صاحبان عالیشان مہمان دولتسراے شاہزادون کے ہوے لوازمہ
مہمانی وخاطرداری حد سے بیان زیادہ ہوا۔ ہرچند کہ بی سروسامانی وغریب الوطنی سے خاطر
خواہ موافق مرضی ممکن نہوا لیکن طعام ہندوستانی سے جو ہر قسم کے موجود تھے صاحبان
موصوف کو بہت لذت چاشنی ہند حاصل ہوئی بہت خوش وخرم لطف صحبت اوٹھا کر رخصت
ہوے بعد اختتام صحبت کمرۂ خلوت مین بعض صاحب ومختار شاہی اور شاہزادے رونق
افروز ہوئے کہنے لگے جنرل سلیمن نے ایسی کئی خط نسبت بادشاہ لکھی ہین انمین سے کئی ایسی
بیہی باتین نابست وبتحقیق ہین لہذا [illegible]

یا گیرہ ۵ لاکھ روپے سالانہ کا تجویز کیا ہی عرض کیا اس آپکی ارشاد کو کچھ سند افزیز المصنیان موکلون کے
واسطے لازم ہے پس اُسی وقت موافق اقرار صاحبان عالیشان یہ تحریر ہوئی مختار شاہی سنے
اوسے پارلیمنٹ مین بھیجدیا اور وزرا سے سلطنت کو بھی گذرانی یعنی اظہار مدعیون سے سے
الحمدللہ کہ ہمارے موکلون کی بے قصوری کلی ثابت و ظاہر ہے اِسے وزرا سے سلطنت اور اہل
انصاف سے بھی مستحسن جانا۔

جنابعالیہ سے بضرورت خرچ لابدیات یا مناسب وقت سمجھکر ایک ہار جواہر دو لاکھ روپیہ کو
لونٹ ایم ڈیمارنی کے ہاتھ بیچا اونھون نے اپنی عروسی کو لیا۔ یہ خبر لندن میل اخبار سے معلوم ہوئی
۳۱-جنوری کو جلیس الدولہ نواب مہدی قلی خان-جرأت علی خان کو اونکے نوکرون
سے کھانے مین زہر دیکر کھلایا ہے۔ آدمی بہزار خرابی مرکر بچے کہتے ہین کہ یہ فکر بر عکس ہوئی مثل
چاہ کندہ را چاہ در پیش ہے۔ جب تسلط و اختیار کلی جنرل صاحب کا ہوگیا اور مختار شاہی بھی
روبراہ ہوئے میر اولاد علی مذکور مایوس و ناکام ہوکر ایک عورت ملازم جنرل صاحب سے
آشنائی کرکے کلکتہ آئے حاضر حضور دستور معظم ہوئے پچاس روپیہ ماہواری تقرر کرنے لگے
راضی ہوئے اس خیال سے جو کلکتہ مین مین اون کے دو سو بتے مجھے سفر لندن سے
اسنے مگر بیگم صاحبہ حضور عالم کی کبھی کبھی کچھ کفالت خرچ فرماتی تھین مگر یہ نسبت لکھنؤ
کے بہت تکلیف سے گذرتی ہے۔ شاید وہین انتقال کیا۔ زبان حکام حمتاہین
البتہ صورت فلاح رہی۔

وسی اخبار مین یہ بھی مندرج تھا کہ لارڈ دالہوزی صاحب اوسی علالت و ناسازی مزاج
مین اب تک صاحب فراش ہین۔ ڈاکٹر سیمن صاحب اونکے معالج ہین اودلی مٹیان رہتا
ہین اس جہت سے انڈین گورنمنٹ مین جوابدہی کو آنا جانا بیٹھنا محکمہ پارلیمنٹ مین دشوار
جب تک کہ صحت کلی ہو جنرل سلیمن صاحب بھی بسلامت ولایت نہ پہونچے انکی نظر سے نیک
صورت ہوئی۔ دعاے غربا سے مومنین لکھنؤ خالی نہ گئی۔

خلاصہ اجلاس پارلیمنٹ ہوا مگر نحوست تقدیر رعایا اودھ سے پہلے مقدمۂ جنگ چین اور پہنچا
سا و شہر ربو شہر ایران در پیش ہوا بعد قیل و قال تنازع کلی میان صاحبان ہوس آف کامنز

واقع ہوا وزیر سلطنت و رعایا و مؤکلان و اکثر ممبران نے اسے کئی وجوہ سے اچھا جانا باقی تمامی رعایا
غیر مستحسن و خلاف جان کر اظہار اپنی رائے کا لیا وزیر سلطنت رعایا سے ملکر اس اجماع کو موقوف کرکے
تجویز اجماع جدید کی چاہا تا بسبب قانون بعد یہ برس کے یا ۵ برس مین حکم شاہی سے آمنا ہوس آف کامنز
موقوف ہوکر نئے بھرتی ہوتے ہین پس ان ممبران خاص و عام نے مشہور کیا کہ ہمین چار سبب سے خارج
چھیلن ہم اپنے نزدیک اصلاح حال و نیک نامی و عدم زیر باری سرکار سمجھتے تھے - اول لڑائی چین جو ہمنے چھیڑی تھی
کسواسطے کہ ہمین وہان کی تجارت سے منفعت کلی حاصل تھا جار کرو ملکی بھری جو جاتی وہان
آتی ہی اور اسی قدر افیون وغیرہ ہم وہان لیجا کر بیچتے ہین - دوسرے جنگ ایران سوا اسکے کہ کئی
برس تک لڑین نقصان عظیم اوٹھاوین اور پھر صلح کرین کسواسطے کہ لینا آسان مگر تسلط
تمام مشکل اسکے سوا اور سلطنت کے والی کب راضی ہونگے کہ ہم دوسرے کی سلطنت چھین لین
تیسرے وہ امور جو خلاف مذہب و رعایت کیے گئے ہون اونکا جاری کرنا اچھا نہین کہ باعث
ناراضی خاص و عام و بدنامی سلطنت سے ہے چوتھے نفع قلیل موہوم پر ملکت اودھ کا لینا
خلاف عہد و میثاق اور سبب ساقط الاعتباری سرکار ہے -

خلاصہ تجویز اجماع جدید مین ایکسو کئی آدمی زیادہ و نسبت سابق مشخص ہوئے غالب ہے
کہ آخر مئی مین اجلاس جدید ہو دیکھا چاہیے کہ اسے صواب اس اجماع امت کی مقدمہ جات
اودھ مین کیا پڑتی ہے آیندہ مین و ریچہ خیالیم و فلک دریچہ خیال - شور اخاص و عام سب
خوب ہے لیکن وزیر سلطنت کو بہر صورت اختیار ہے -

باشاہ کا اور حضور عالم وغیرہ کا قلعہ مین جانا وغیرہ

۶ شہر شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء جب ڈاک انگریزی بند ہوئی خبر کلکتہ بالکل مسدود
ہوگئی ارکان دولت شاہی اور صاحبات محل مضطر ہوے بہت سے وسوسے اور خیالات
ہر ایک کو گذرنے لگے آخر قاصد بطمع زر تبدیل لباس سے روانہ کلکتہ ہوی اور یہ بھی متواتر سنا گیا
کہ گورنمنٹ نے مظنہ ہوکر لنظر باحتیاط پلٹن متعلقہ قلعہ اور بارکپور سے ہتھیار لیے سپاہی فقط گز سی

پہرہ دیتے ہیں اور جتنے صاحب ہیں فوج کے خوف سے رات کو جہازوں پر استراحت کرتی ہیں
اور جتنے جہاز ولایتی تھے دور دراز کے لنگرگاہ میں ہیں وہ سب باہر نہیں جا سکتے ہیں
سوائے جہاز دودی یا ڈاک سرکار کے۔

اب مرتبہ حال مصیبت حضرت سلطان عالم سنا چاہیے کہ آخر ماہ ذیقعدہ منفصل احوال
کلکتہ کھلا کہ ماہ مبارک میں مزاج اقدس بہت ناساز ہوگیا جب شافی حقیقی نے شفائے کلی عطا فرمائی
انھیں ایام غدر میں غسل صحت فرمایا ملازمین کو خلعت و انعام ملا نذر و نیاز دسترخوان وغیرہ
ادسی شب ہوا مگر یہ کسی خیراندیش کے ذہن ناقص میں نہ گذرا کہ مبادا اس جشن شاہی سے
حکام عالیشان کے خیال میں گذرا ہو کہ بظاہر حیلۂ صحت ہے اور باطن میں ہمارے غدر و فساد کا
جشن شادی کیا ہے سب اپنے خواب غفلت میں بیہوش و بےخبر رہے اسکے سوا اور کئی امر
ایسے ہوئے جس سے سرکار کو مظنہ پیدا ہوا اوسکی تدبیر مناسب وقت بھی بھی جو عمل میں
آئی چنانچہ بجرہ دخانی بال بادشاہ جو لکھنؤ سے پہونچا تھا بادشاہ نے پانچہزار روپیہ خرچ کرکے
درست کروایا تھا حضور عالم اوسپر اکثر سوار ہوکر تفریحاً گیلا کا جیہ تک جایا کرتے تھے ایک
خیراندیش نے عرض کیا ایسے وقت فساد میں آپکا متواتر اتنی دور جانا اچھا نہیں مبادا
سرکار کو احتمال آپکے نکل جانے کا ہو دوسرے کہ قراین سے ہمیں دریافت ہوتا ہے کہ کیا عجب ہے
ہم سب چند روز کے واسطے نظربند ہو جائیں پس مناسب اور صفائے قلبی مقتضی اسکی ہے کہ آپ
خود نواب گورنر جنرل سے عرض کیجیے کہ اس شورش ہنگامۂ فساد سے جو سارے ہندوستان میں برافروختہ
ہو رہا ہے ایسا نہو کہ کسی صورت اقسام سے الزام سرکار نسبت ہمارے ہو لہذا مناسب یہ ہے کہ ہم چند
تا رفع ہنگامہ آپکے قریب کسی کوٹھی میں آکر رہیں تو بہتر ہے۔ یہ بھی حضور عالم نے اور خود بادشاہ
نے گوارا نہ کیا فرمایا دیدہ و دانستہ از خود قید فرنگ میں اپنا پھنسانا کیا ضرور ہے اور خلاف
ہماری شان و منزلت کے بھی ہے اسکے سوا نواب مخدرۂ عظمیٰ نے کئی لاکھ روپیہ بنگال بنک میں
دیا تھا پہلے خود قصد روانگی لکھنؤ کیا تھا پھر اپنے دیوان ٹکیٹ رائے کو اوسکے زر منافع لینے کو بنک
میں بھیجا کہ کبھی ضرورت اپنے ملازمین کی تنخواہ کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ لکھنؤ جا کر تقسیم تنخواہ
بدہ عالیشان سرکار کرینگی۔ خلاصہ جب ایسے اسباب ظاہری اپنی نافہمی اور بداقبالی سے پیدا ہوا ان

تو عقلائے صاحب فہم کیونکر نہ اسکے سدباب کی تدبیرین یا اوسیطرح غافل بیٹھے رہین خیال کیا
بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان نجومی کہتے تھے کہ ہندوستانی افسران فوج نے مجھے عرضداشت
بادشاہ کی لاکر دی مگر بادشاہ نے تباکید و تہدید فرمایا کہ زنہار ایسے امور رکیک و فساد میرے
سامنے پھر ذکر نہ کرنا مین یہان سرکار کی قید مین ہو کر ایسی حرکت کر دن اپنے گھر مین جب
کبھی مجھے ایسا خیال فاسد نہ گذرا یہان ایسی حرکت کا مرتکب ہون۔

غرض ۲۳ ماہ شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ع پہلے سرکار نے یہ انتظام کیا کہ
شہر کلکتہ سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پاوے اور جو جاوے تلاشی لے لو قریب صبح صادق
تھی کہ لشکریان شاہی نماز گزار متوجہ و مشغول نماز اور اوراد صبحگاہی ہوا چاہتے تھے اور اکثر
خواب غفلت یا عیش و راحت مین غلطان اپنے اپنے بستر آرامگاہ پر ہو رہے تھے کہ ناگاہ
دو پلٹن گورہ ۴ سو برقنداز نے احاطہ خاص کوٹھی کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا ۱۲ توپین ٹیڑھے
پھاٹک پر اور چار چار اور دونون پھاٹک پر لگا کر مہتاب ہر توپ پر روشن میجر ہرسٹ
صاحب اون میجر کونیا صاحب قلعدار نے بےتکلف بیباکانہ داخل کوٹھی ہو کر درجۂ اول
کوٹھی مین کرسی نشین ہوے اور تین جہاز جنگی سمت دریا لگا دیے اونپر ہر توپ پر مہتاب
روشن تھی بادشاہ غسل کر کے مشغول نماز تھے کنز الدولہ مصلح السلطان کمر مین ولایتی
لگائے آئے بادشاہ سے صورت حال عرض کی بادشاہ نے بعد فریضہ نماز تبدیل پوشاک
فرمائی حمائل قرآن شریف کو حمائل کیا تلوار و چوب دست مبارک مین لیکر فرمایا میجر صاحب کو
بلالو میجر صاحب بکمال نمایش غرور سامنے آئے اسکا سبب یہ تھا کہ اسکے پیشتر کبھی بادشاہ
نے انسے ملاقات نہ کی تھی فقط مصلح السلطان کے پاس آکر خبر خیریت پوچھکر چلے جاتے تھے
اب اس حکومت پر آئے کہا حکم نواب گورنر جنرل یہ ہے کہ آپ چندے قلعہ مین ہماری
حفاظت مین رہیے تو بہتر ہے فرمایا مجھ اسیر بے گناہ پر کس جرم پر یہ قید جدید ہوتی ہے
یہان بھی تو مین تمھاری قید مین تھا سنو یہ قرآن ہمارا ایمان ہے ہم بقسم شدید بدل
کہتے ہین کہ بجز اطاعت و فرمانبرداری سرکار زنہار زنہار کوئی امر فاسد متصور کبھی نہ تھا اور
نہ ہے جو دشمن سرکار ہوا وہ اپنا دشمن جان و مال و آبرو جانتے ہین خیر اب اگر یہی منظور ہے

بسم اللہ حکم حاکم لیکن جبا تہ پر سوار نہ ہونگا میجر صاحب نے ایک سوار کو حکم دیا نواب گورنر جنرل
کی جلد گاڑی لاؤ بادشاہ سوار ہوئے میجر صاحب اور ٹون میجر روبرو بیٹھے نواب مجاہد الدولہ بھی
بادشاہ کے مسلح پہلو مین بیٹھے ایک افسر انگریز نے چاہا مین بھی پہلو مین بیٹھون نواب نے منع
کیا ترک ادب ہے کہنے لگا پھر کہان بیٹھون کہا کوچ بکس پر ایک خواص نے چاہا گاڑی کے
پیچھے لٹکتا ہو یا دیانت الدولہ نے کہا آج یہ مقام ہم غلامون کا ہے میر نواب مخاطب عشرت الدولہ
جوان نو رسیدہ ملازم مجاہد الدولہ بھی اونکے برابر جا کھڑا ہوا بادشاہ نے وقت سوار ہونے کے
کنز الدولہ سے فرمایا ہماری جان اب تمہارے اختیار مین ہے او مصلح السلطان سے
فرمایا میرے گھر سے خبردار غرض کچھ سوار جلو سواری مین ہوئے قلعے کے مکان مجوزہ مین
داخل ہوئے راحت السلطان کربلائی خدمت گذار شاہی بیتاب و بے قرار ہو کر قلعہ کے
دروازے پر پہونچی گورے نے روکا سنگین سے دھمکایا اس عورت مرد سیرت نے جواب بہت
سخت دیے کہ ہم خود یہان اپنی جان دینے کو آئے ہین دھمکاتے کیون ہو گولی مار دو مین
ہرگز یہان سے نہ سرکون گی غرض و ترانہ بادشاہ کے پاس چلی گئی امین الدولہ بھی افتان و خیزان پہونچے
اسدن بادشاہ کے پاس فقط ۱۶ آدمی حاضر رہے بعد کئی دن کے ۴۲ آدمی خدمت کو اجازت ہوئے تفصیل جدا

حضور عالم نماز فریضہ پڑھ کر پوشاک بدل باہر برآمد ہوئے احسان حسین خان مع احمد علی خان
منشی میرن خان رفیق قدیم یہ سب جانے پر سوار ہوئے کو میرن جان سے تلوار مانگی انھون نے
جھنجھلا کر دریا مین پھینکدی توپ مین گولہ انٹ دیگر احسان حسین خان کو اوسکے سامنے کھڑا
کیا پوچھا ہم کس جرم و خطا پر اسکے سزاوار ہوئے ہین کہا اگر بادشاہ قلعہ کے جانے مین مکث
کرتے ہم تم سبکو جو اس احاطے مین تھے توپ سے ہر چہار طرف سے اوڑا دیتے رضیہ النسا
بیگم حالت سکرات مین رہی ۱۲ سو آدمی مجموعا وسعت احاطہ کوٹھی مین تھے سوا صاحبات محل وغیرہ
جب بادشاہ سوار ہو گئے فوج مع توپ اپنے مقام پر پھر گئی لیکن جتنے آدمی باقی رہے کوٹھی
مین شمار کر کے لکھے اور ہر روز ان سب کا جائزہ لیا جاتا تھا محلات مین ہر طرف قیامت کبریٰ
ہوئی ۔ شاگرد پیشہ خوف جان سے ہر طرف کی دیوارین پھاند گئے اور تبدیل لباس
فقیر بنکر ہر طرف کو چلے گئے کئی مہینے مین راہ غیر متعارف سے ننگے ہو کے پیاسے افتان و
خیزان لکھنؤ پہونچے انمین سے بہت سے راہ مین گرفتار ہو کر کلکتے گئے قید ہوئے ہر ایک کیواسطے ایک

مدت ہوئی تھوڑے سے آشنا کے پھانسی بھی ہوئے صاحبات محل مین عجب کہرام مچا تھا اور
حالت یاس و بیم مین تھی کہ دیکھیے اب کس بلا مین گرفتار ہوتے ہین کوٹھیان ماتم سرا
ہوگئی تھین اسکے بعد میجر صاحب نے سب کے نام کتاب مین درج کیے کہ انکے سوا کوئی آدمی غیر
باہر سے نہ آنے پاوے اور جائزہ ہر ایک کا ہوتا تھا شام کو جہاز دریا کیطرف اگر لنگر کرکے
تمام شب رہتا تھا سبھون نے خوف سے اپنے ہتھیار دریا مین پھینکدیے تھے —

جب وہ یوسف کنعان زندان مصر یعنی داخل قلعہ ہوا گورے اور ہر افسر نے زبان
طعن و تشنیع کھولی اور شکایت قتل عام زن و مرد و اطفال جو ہر مقام ہندوستان مین ہوئی
تھی اور اپنے زعم باطل مین فقط انکا باعث سمجھے ہوئے تھے اپنے دل سوختہ کے پھپھولے پھوڑتے
تھے خلاصہ یہ ہے کہ تک طعام خاصہ بادشاہ تک نہ پہونچا آخر مصلح السلطان نے میجر صاحب سے کہا کہ کچھ نہیں
کو آپ و طعام نہ دینا آپ کے خلاف قانون بھی نہین ہے جب حکم نواب گورنر جنرل ہوا خوان
طعام گئے گورے نے تلاشی کیواسطے ہاتھ کھانے مین ڈالدیا بادشاہ نے بکمال غیظ وہ
وہ خاصہ نوش جان نہ فرمایا خوان پھر آئے مصلح السلطان نے پھر صاحب سے کہا کہ اب ۱۲ پہر گذر گئے
مین حکم ہوا گورہ دن کے سامنے خواص بادشاہ تلاشی طعام لیا کرین —

احسان حسین خان کو کمرۂ قید مین آٹھ دن تک کھانا نصیب نہوا فاقہ کیا پہر کا گورہ کا گھنٹا
تھا جتنے سنہ ضروری ہین سب میجر کے سامنے کرواسو صبح مین جب سیڈن صاحب سکرٹر اعظم اور صاحب
قلعہ نے دو پہر کمرے کی اجازت دی لیکن سب سے زیادہ یہ امر عجیب ہوا کہ میجر صاحب اور سکرٹر
صاحب نے انسے پوچھا کہ تم راجہ مانسنگھ کے بادشاہ کے پاس آنے سے واقف ہو ہمسے کہو
ورنہ تمھارے واسطے بہت برا ہو گا اسمین سب طرح سے زمین آسمان جھکائی لیکن بندوق
پھانسی وغیرہ سے بھی ڈرایا عرض حاشا مجھی مطلق نہین معلوم اور قتل منظور ہے ہم بھی موجود ہین
پھر دیر کرنا کیا ضرور ہے ہم اپنی جان سے ہاتھ دھو کر آئے ہین غرض متواتر اسی خبر کی تصدیق
چاہی وہی جواب صاف دیے گئے بظاہر غالب ہے کہ یہ خبر باعث بلائے ناگہانی ان سب
کیواسطے ہوئی ہو دوسرا سبب شاید یہ ہو کہ میجر صاحب سے بادشاہ سے ملاقات نہوتی تھی اور
بادشاہ نے کانپور سے صاحبون کی ملاقات سے کنارہ کیا تھا چنانچہ چیف کمشنر پنجاب لارنس صاحب بھی

کانپور مین ملاقات بادشاہ سے چاہتے تھے ہنوز عذر ناسازی مزاج کہا گیا کمشنر صاحب کو بہت
ناگوار ہوا اب بحکومت آنے لگے بہرحال کسی مخبر مفسد نے میجر صاحب کو یہ خبر پہونچائی
ایسے خدشے اور وسوسے جب گذرے میجر صاحب نے نواب گورنر جنرل سے عرض
کیا کہ بغاوت و سرکشی سپاہ باغی کی ظاہر ہے ایسا ہو کہ بادشاہ مفسدون کو لیجا کر اپنا
سرپرست بنا دین پھر ہم سے کچھ نہ ہو سکے گا لہذا اگر چندے قیام بادشاہ قلعہ مین ہو تو
بہتر ہے نواب معظم الیہ نے باستصواب رائے میجر صاحب اسے منظور کیا تھا از راہ
مال اندیشی اور خارج سے اکثر معتبرین لکھنو کو بھی راجہ کا جانا فقیر تکیہ اور بادشاہ کے پاس
جانا اور عدم منظوری بادشاہ بخوبی معلوم ہوئی تھی - زبانی ان کے جنہون نے بچشم خود دیکھا
غرض بعد کئی دن کے فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق مقرب خاقان مرزا جعفر انکے بھائی
شریک حال ملازمین شاہی ہوے بعد کئی مہینے کے جب عوارض لاحقہ سے انکا حال غیر ہوا
مردہ سے بدتر زندہ ہو کر کوٹھی موتی محل مین آئے دو تین دن کے بعد مر گئے میر احمد سوداگر کے
باغ مین دفن ہوے جب لکھنو سے چلے تھے اکثر دوستون سے از راہ تعقل کہتے تھے کہ ہماری
مشت استخوان مشتاق خاک کلکتہ ہو رہی ہے بہرحال اپنے حقوق ولی نعمی سے ادا ہوے بادشاہ
نے انکا درماہہ انکے عیال کے واسطے مقرر کر دیا تھا بعد اسکے انکی بی بی نے بھی انتقال کیا اب
سوای مرزا جعفر کے کوئی نہین رہا مرزا آغا جان انکے بڑے بھائی نے بھی وہین انتقال کیا لکھنو
کی املاک امام باڑہ وغیرہ بیت دعا مانگ کر بنوایا تھا وہ بھی گیا گذرا اسکے نواب انیس الدولہ
عذر بار دگر کے کوٹھی قیام مین چلے آئے دیانت الدولہ نا موافقت نواب مجد الدولہ سے اور
کم اتفاقی بادشاہ سے اور اپنی منہ زوری سے بتوفیق جبری راہی عتبات عالیات ہوے
بعد شرف زیارت پھر کلکتہ آئے بارباب شرف ملازمت ہوے جب مر گئے انکی نعش سپیشل
ریل لکھنو آئی اپنی کربلا مین مدفون ہوے کئی لاکھ کے نوٹ گورنمنٹ کے تھے کچھ تلف ہوا انکا
وصی داراب خواجہ سرا تھا اوسکے اختیار مین کربلا تھی ہر مہینہ کی پانچوین کو مجلس ابھی مقرر ہے
میر خورشید علی نفیس تخلص بیٹے میر انیس مرحوم کے پڑھتے ہین کھانا انکے واسطے بھی بٹتا ہے
کربلائی راحت السلطان بھی رخصت ہو کر روانہ مشہد مقدس ہوئی - ہمراہ ریلی او سے عزا

ہوئے اب پارلیمنٹ قدیم سلطانی برہم ہوئی دوسری جدید برپا ہوئی ذوالفقار الدولہ
میر محمد سجاد بھائی نواب نشاط محل حاضر حضور ہوئے مرزا کاظم علی سواروں مین نوکر تھے اتفاقاً
قلعے مین ملازمین حاضرین سے ایک دواساز کی احتیاج ہوئی اور یہ خبر کوٹھی قیام قدیم مین
مشہور ہوئی مرزائی مذکور نے بنظر بچپنے آشنائی دلی سے کمر ہمت باندھ اور ننگ اپنا زمانہ دیکھا
اس اسیری کو مفتاح فلاح سمجھکر شرفیاب خدمت سلطانی ہوئے انجام کار خدا نے اونکے اس ارادہ
صادق مین برکت دی طبیب الدولہ بھی قلعے سے چلے آئے تھے اس حیلۂ شرعیہ سے کہ مجھے
قلعے مین رہنے کو استخارہ منع آتا ہے مسیح الدولہ بروقت ضرورت بدستور سابق حاضر ہوتے
رہے جب تک کہ صحیح رہے آخر اپنے عارضہ قرحہ سے انتقال کیا میر احمد سوداگر کے باغ مین
دفن ہوئے بشیر الدولہ سب سے پہلے مرچکے تھے خلاصہ سبکو یہ گمان تھا بلکہ بمنزلہ یقین کہ یہ قید دوامی
ہے یہانسے نجات تا حین حیات معلوم نہین دیتی اس قید کو قید وزیر علیخان سمجھے ہوئے تھے
اس مدت قیام قلعے مین مزاج اقدس اعلی بسبب خلاف آب وہوا و تردات صبح و مسا
جادۂ اعتدال سے منحرف ہوا تجویز قلعہ چنار گڈھ ہوئی اور شاید سوار ہونے کو تبدیل ہوا کو
ضروری سمجھا ہو مگر بادشاہ نے منظور نہ کیا محض تفریح بعض کتابت منظوم جو صاحبات محل کو لکھوا
بھیجے صاحب سے طلب فرمایا چنانچہ بدفعات ۶ لاکھ لیے اوسمین سے کچھ صاحبات لکھنؤ کو مع تحائف
بھیجے بقدر حال سبکو تقسیم کیے مگر اس بلوۂ فساد سے صاحبات محل کا یہ حال ہوا جس طرح
شیرازہ جلد کتاب ٹوٹکر متفرق ہوکر ہر کس و ناکس کے ہاتھ پڑجاتا ہے بادشاہ نے اپنے عطیہ
عالیہ کو کچھ خیال نہ کیا مبدء فیاض سے بخل نہین ہوتا بہرحال سب دعاگوے حشمت و اقبال
شاہی رہتے ہین اور اپنی جاگیر مین بسر اوقات کرتے ہین۔

نواب دلدار محل کا کلکتہ مین انتقال ہوا ۲۵ ہزار روپیے تعمیر مقبرہ کو عنایت
ہوئے منظور تھا کہ تابوت کربلاے معلی روانہ کرین مگر اتفاق نہ ہوا —

احسن الدولہ خواجہ سرا جسوقت کہ بادشاہ داخل قلعہ ہوئے یہ بھی
عوارض عارضی سے قافلۂ شاہی کے پیچھے رہ گئے راہی کربلاے معلی
ہوئے وہین اب تک مجاور ہین اللہ دختہ سرکار شاہی سے بسر اوقات

کرتے ہین خلاصہ ایک ہفتہ عشرہ تک سب طرح کی تشدد و سختی رہی جب نالش سپریم کورٹ
مین ہوئی حکام نے عذر مصلحت وقت پیش کیا بعد اسکے صورت عافیت تدریج و
تخفیف جو بہت ہونے لگی پہلے بہت دنون تک جب ر وند گورون کی افسر کے
ساتھ پہرہ بدلنے آتی تھی سنگینین چھو کر ہر ایک کو جگاتی تھی تم سوتا ہے یا مر گیا او نوابات
شاہی کیواسطے ناظم زندان کیا کم تھا اگرچہ بند و ربند تھے مصلحت وقت سے مواد الگذ
اگر اختیار مین بدمعاشان سرکار کے آتے بعد فتح کیا صورت ہوتی یہ بھی مصلحت خدا و
بقاء نام خاندان تھا اور قطع نظر اور سب تکلیف کے آگ قلعہ مین نہین لیجا سکتے تھے اس
جہت سے حاصہ طعام مین کیفیت آب سرد تھی اور ہر افسر و گورہ ہر ایک کو بکس چشم غضب
سے دیکھکر رہ جاتا تھا یعنی اس خیال سے ہماری قوم کی قتل و قمع خود انکی قید سے ہوئی ہے
آخر رفتہ رفتہ بعد تحقیقات اور ظہور حال تنبیہ ہوئی چنانچہ پہلے بھی کونسل ہوئی کہ بادشاہ اور وزیر کو
خدانخواستہ جو کچھ منظور ہو کیجیے تین مرتبہ باتفاق جمہور بھی مشورہ تجویز ہوا مگر خداوند عادل نے
سے ہونے نہ دیا یہ زبانی اون معتمدین کے ہے جو قلعے مین شریک حال تھے۔

نواب مجاہد الدولہ انیس جلیس نشستے زندان مقرب خاص ہوئے ہزار روپیہ درماہہ آتا
ماتا تھا اور رفع زیر باری کو ایک مرتبہ ۲۲ ہزار عنایت ہوئے اتفاقاً نحوست
ایام سے قول بزرگان صادق آیا نزدیکان رابیش بود حیرانی وہی تقرب بے تکلفی
باعث حجاب نظر رحمت ہوئی اور آثار و قراین سے یہ بھی سمجھے اس عرصہ مین انکا جوان
بیٹا داماد نواب معظم الدولہ لکھنؤ یہ سب اسباب برخاستہ خاطری کے ہوئے آخر انہینی
رخصت لیکر قلعے سے اپنی کوٹھی مین رہنے لگے

جب میدان مقربان شاہی سے خالی ہوا ذوالفقار الدولہ الکمال الدولہ مرزا کاظم علی
مسبوق الذکر پایۂ تفوق پہونچے انکی جہت سے امر خیر یہ ہوا کہ سو مومنین مصاحبین اہل ایمان
کے واسطے علی قدر حال وظیفہ شاہی مقرر ہوا کہ باعث افتتاح و انجاح مرام ہوا چنانچہ
منشی میر محمد شفیع اون سبکو تنخواہ دیا کرتے تھے جب ہندو می کلکتہ سے آتی تھی آخر بہت
دعا مومنین سے بادشاہ قلعہ رونق افروز کوٹھی قیام ہوے بعد اسکے نظر تخفیف یہ سب

موقوف ہوے اور پھر کوئی مقربان شاہی سے محرک لیے امر خیر کا نہوا اور نواب مجاہد الدولہ
کے قلعہ سے نکلنے سے ایک مہینے کے عرصے مین بادشاہ تشریف لائے بظاہر ساری محنت اور
حسن خدمت و رفاقت کا ثمرہ جاتا رہا ملک الدولہ کو ۲۵ ہزار روپے انعام مرحمت ہوے تھے
مگر اونھون نے لیے موقوف بروقت رکھا بادشاہ نے اسے استغنا ہر ایک کی مرضی پر رکھا
مگر حال دنیا اور اہل دنیا کا دیکھکر خاطر اقدس کو زیادہ تر باعث افسردگی اور تاسف کا ہوتا تھا
یعنی ہر شخص بظاہر حالت یاس و مایوسی سمجھکر بلطائف الحیل ہے کنارہ کش ہوا مگر مصلح السلطان
انجم الدولہ محض اپنے خلوص ارادت و عقیدت خاص سے کہ تا زیست رفاقت شاہی سے ہاتھ
نہ اوٹھایا اور لکھنؤ مین جیسی اونکے گھر کی بربادی ہوئی ظاہر ہے بعد اطمینان کلی اپنے بیٹے کی
شادی کرنے لکھنؤ آئے بعد فراغ کلکتہ گئے وہین انتقال کیا باغ اور کرشنہ گانون وغیرہ
لکھنؤ مین باقی ہے بیٹے کو تنخواہ باپ کی سرکار شاہی سے ملتی ہے۔

اب حیرت افزا مقدمہ مظفر حسین خان یہ ہے کہ گوش ہوش سنا چاہیے اور تماشائے
قدرت خدا کو دیکھیے مثل مشہور ہے سخی کی ناؤ میدان چڑھتی ہے السخی حبیب اللہ ولو کان
فاسقا جب بیگمان عصمت مآب دستور معظم دونون صاحبزادون کی نسبت سے مرشد آباد
مین فراغت کر کے روانہ کلکتہ ہوے راہ مین حکم سرکار گوش ہوش خان مین پہونچا کہ جہان
ملین گرفتار کیے جائین اور بلے تامل مدارج اعلا کے پھانسی پر اس دار دنیا سے پہونچین اسکا
سبب یہ ہوا کہ سرکار کو گمان قوی یہ ہوا کہ فساد تمام ہندوستان مین انہیں ہماری ساری فوج
نے بغاوت پر کمر باندھی - جواب بلیو بک جنرل سلیمن صاحب کا خوانین نے لکھا غرض اسی
حالت اضطرار و یاس کلی مین متحیر تھے اتفاقاً ایک خضر راہ مین جانب اللہ پیدا ہوا کہ تم جلد
ریل پر سوار ہوکر چند دن مگر فراش ذرا اکلی محل شاہنشاہ قفس مین چلے جاؤ وہان کوئی صورت
گرفتاری پیدا نہوگی اور یہی تدبیر اونکا تلاشی نہ ہونا ور آیا اور سے کچھ و یار رفقا سفر کر دیا خلاصہ
جب وہان گئے پہلے وہان کے قاضی سے ملاقات کی اوسکے ساتھ وہان کے گورنر کے
پاس جاکر اپنی سرگذشت بیان کی اس آفت ناگہانی سے آگاہ کیا اور موافق وہان کے
قانون کے ایک کوٹھی ۱۲ سو روپے کی مول لی اوسکا کٹ لا امان پاکر اوس گھر مین جا بیٹھے

جب یہ خبر کلکتہ مین پہونچی صبحکو بہت سویرے سکرٹر اعظم مع توپ و کمپنی لیکر سرحد پر آنکر
کھڑے ہوے یہان گورنر کے پاس ہم پہرے تلنگے گئے تھے وہ بھی تیار ہوا اپنی سرحد پر
کھڑے ہوے گورنر تنہا جاکر پرسان حال ہوے کہا کہ سرگروہ باغی ہمارے ملک کا مع اسلحہ حرب
تمھارے شہر مین آکر ٹھہرا ہے اوسکے سبب سے ہمارے سب زن و مرد قتل بے گناہ ہوے ہین
ہم اوسے گرفتار کرکے لیجاینگے جواب دیا اوسکے پاس اسلحہ حرب نہین ہے اور ہمارا ٹکٹ
رعیتی اوسنے پایا ہے اور تمہار قدم اپنی حد سے نہ بڑھانا وگرنہ لندن ہماری ولایت سے
دور نہین اِن ہمارے چالیس تلنگون کو چہل تن ابدال سے کم نہ سمجھنا غرض اسمین بہت
گفتگو ہوئی آخر سکرٹر تنہا خان موصوف نے گھر مین تلاشی اسلحہ لی یہان سب کے پاس
آلات بیاض زبانی تھے اور جو کچھ تھے کوٹھے پر پھینکدیے تھے صاحب تلاشی لیکر چلے گئے خانصا
کی جان بچی باطمینان رہنے لگے بعد اسکے اکثر صاحب کلکتہ اپنی سرحد پر کھڑے ہوکر انھین
دم دیتے تھے یہ بھی جواب درست مردانہ وار نڈر ہوکر دیتے تھے جب کلکتہ مین سب کو
نجات ملی یہ بھی ٹکٹ عدم مزاحمت گورنر لیکر مردانہ وار داخل کلکتہ ہوے خلاصہ ع دشمن چہ کند
چو مہربان باشد دوست ۔ یہ کیفیت اونکی زبانی مندرج ہوئی یہ لوگ ہمیشہ تامین حیات
صاحب ارادہ رہے قانع نہوے حالانکہ اونکی اوقات کو علاقہ جو خریدا تھا وہ کچھ کم نہ تھا
سرکار نواب مرشدآباد مین جو صورت گذری ظاہر ہے ۔ رامپور چندروز کیواسطے گئے وہان
سے نواب سے نہ بنی آخر احسان حسین خان نا اتفاقی مظفر حسین خان سے کربلاے معلی
گئے بعد شرف زیارت وہین انتقال کیا ۔

مظفر حسینخان نے سنہ ۱۲۹۲ھ مین انتقال کیا اوسی علاقے پر جو جاگیرداری تھی اولاد و ازواج پر
حکم شرعی جاری ہوا اب اولاد سبحان علیخان مین فقط رضا حسین خان ذاکر قدرت خان باقی ہین

ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ دام اقبالہا حسب تحریر [illegible] لندن

جب لندن کی کہانی سنا چاہیے کہ صورت ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ ٹھہری کہ جناب عالیہ بیدل ہا
مری یا عرضی سے تشریف نے چلین مگر وہ صاحب جا [illegible] جناب ملکہ معظمہ مثل [illegible]
ہنگے باقی کوئی اور صاحب سوا عورات کے نہوگا چنانچہ جناب عالیہ مع مقربان خاص

جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر مولوی مسیح الدین خان سفیر شاہی بہ تکلف گاڑی مین
سوار ہوکر چلے جب گاڑی جنابعالیہ مقام فرودگاہ خاص پر پہونچی ۸ میم جو زبان ہندوستانی
سے واقف تھین استقبال کو آئین بعد ادائے سلام شاہانہ مقام خاص مین لیجاکر بہ تکلف
کرسیون پر بٹھایا آب آراستگی و زیب و زینت اس دولتسرائے شاہی کی اور ہر کمرہ خاص
کی کس زبان سے بیان کیا جائے جس سے سننے والونکا موجب تسکین ہوا اور غلبہ شوق
نظارہ بڑھے بعد چند دقیقہ کے انمین سے ایک میم نے حضور جناب ملکہ کو خبر کی ملکہ دوران
لباس سادہ غیر تکلف سے رونق افروز ہوئین اور بعد ادائے اسلام تہنیت بخش کرسی عدالت
ہوئین جناب عالیہ نے اشرفیان نذر کی گذرانین دو صاحب حاضر انکو تمت پشت منبر نمایان
مقابل جناب ملکہ کھڑے ہوے جنرل صاحب آداب سلام زانو آداب سے بجالائے نذر دی
دست پر اپنے بوسہ دیا چاہتے تھے کہ جناب ملکہ نے کمال عطوفت سے مصافحہ فرمایا یہی صورت
مرزا ولیعہد کیواسطے ہوئی سفیر شاہی ہم پہلوے شاہزادون کے بیٹھے شروع کلام دریائے
شور سے ہوا فرمایا تم کبھی جہاز پر سوار ہوے ہو عرض کی ہمارے شہر مین ایک بہت چھوٹا دریا
گومتی ہے کبھی اوسمین اتفاق سواری کا نہین ہوا جب بیان صدمات جہاز اور تکلیفات
کا ہوا بہت ترحم اور تاسف کیا پھر ذکر مکانات ولایت ہوا کہ اگر نہ دیکھے ہون مین حکم دکھانے
کا دون اسکے بعد فرمایا میرے دس اولاد ہین بعض انمین سے گھوارے سے نہین نکلے لیکن
پرنس آف ویلس یعنی ولیعہد ابھی لڑکا ۱۳ برس کا ہے اگر اجازت ہو تمہارے سامنے آوے عرض
کی بسم اللہ مین بھی مشتاق ہون کسی میم جاکر لے آئین جنابعالیہ نے اپنی گودی مین بٹھالیا
بہت پیار فرمایا اور فرط محبت سے اپنے گلے کا ہار اوسمین پہنایا اتفاقاً وسط ہار مین ایک
عطردان مرصع بھی تھا جناب ملکہ نے پوچھا عرض کی اسمین عطر رکھتے ہین اور بروقت رخصت دوست
حسب معمول عطر اسمین سے دیتے ہین پس اسوقت جناب ملکہ کے خیال مین گذرا شاید یہ لوگ
بسبب خستگی راہ کے رخصت ہوا چاہتے ہین فرمایا تمکو بہت تکلیف ہوئی تھوڑی دیر استراحت
کرکے جانا یہ ملاقات اجمالی ہوئی بعد ہفتہ عشرے کے تفصیل حال ملاقات ہوگی لیکن ناساعدت
ایام نافرجام تھی کہ صورت ملاقات بفردای قیامت ٹھہری بعد استراحت کے وہی میم نے

مشایعت گاڑی تک کی۔

آٹھوین دن کے بعد یہ حضرات منتظر وعدۂ سلطانیہ۔ چون روزہ دار گوش ہوش بر رہے کہ
دفعۃً اخبار فساد ہندوستان کو جہ بکوچہ کالشمس شائع ہوئی اور اہل شہر مین ایک تلاطم عظیم برپا
ہوگیا اور خاص و عام کو اس قلق سے ایک چشمک اور شماتت ہوگئی یعنی یہ فساد سب انھین
کی بدولت ہوا ہے اور ان حضرات کو بھی عجب طرح کا ہراس اور یاس کلی پیدا ہوتی کہ ولایت غیر
مین اس حالت بے بسی سے بے اختیاری مین دیکھیے ہم غریب الوطنون پر کیا گذرتی ہے اور
انجام کار کیا ہوتا ہے۔ من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال۔

انتقال جناب عالیہ و جنرل صاحب شہر پارس مین وغیرہ سوانحات

خلاصہ جناب عالیہ بہت متفکر و متردد ہوئین کہ اب بظاہر چارہ کار و علاج معلوم کم حصول سلطنت
دنیا کا یہ حال دیکھا معلوم ہوا مشیت خدا نہین در بالفرض اگر اسکا حصول بھی ہوتا تو جو اسکے
مستحق ہین اونھین ہوتا لہذا مناسب ہے کہ اب چلکر دولت ایمانی حاصل کیجیے یعنی ملک فرنس سے
ہوکر از راہ مصر مشرف بہ حج خانہ کعبہ ہوجیے بظاہر اس خدشہ فتور سے بھی نجات متصور ہے
سعد و خاص سے تشریف فرما ہوئین جب پارس مین پہونچین آلام روحانی سے علالت مزاج بہ
آخر ہا ۲۴ تاریخ شہر جمادی الثانی ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء انتقال فرمایا اور بتوسط تار برقی
سے خبر وفات لندن پہونچی جنرل صاحب مرزا ابو لسعید بہادر مع ملازمین مرکب دودی سے تشریف
لائے یہان کے حکام نے حکام لندن کو کہلا بھیجا کہ یہ غریب الوطن خاندان شاہی کے
ہمارے سلطنت مین انتقال کیا ہین ہر حال مین رعایت و پاسداری اپنے نام کی مناسب
ہے یہان سے کچھ جواب شافی نہ گیا مگر وہان کے وزرائے سلطنت اور شاہنشاہ نے نام
نمود و بلند نامی سمجھکر موافق دستور کے بڑے تکلف اور دھوم سے اوٹھایا کہ قابل یادگار
ہے وزرائے سلطنت ارکان دولت اعزا رئیس شہر ہزار بلباس سیاہ ساتھ تھے چند قدم جنرل
صاحب پیادہ چلے تھے جب شدت ہم و غم سے طاقت نہ رہی وزیر اعظم نے اپنی گاڑی مین
بٹھالیا پھر اور سب بھی گاڑیون پر سوار ہوئے ہزار ہا عام شہر پیادہ ساتھ تھے ہزارون ہم کو ڈھونڈھتے

کانے رومال نعم کے موافق اپنے دستور کے ملاقی تھین اور سفیر سلطان روم کے صحن مسجد مین
مع تابوت دفن کیا یعنی سپرد خاک تا مدت سعینہ کی مگر کسینے اسکی فکر نہ کی کہ وہان سے کسی اماکنہ
متبرکہ مین لیجا کر دفن کرتے اور یہ جگہ بھی کچھ قدرت خدا سے ملی ورنہ معلوم نہین کیا نوبت
ہوتی سارے شہر پارس کے خاص و عام یہ سانحہ دیکھکر تاسف و افسوس کرتے تھے اور
جنرل صاحب پر جو صدمہ تھا اوسکا کیا بیان ہو —

جنرل صاحب کو اس صدمہ روحانی سے شدت عارضہ مرض زیادہ ہوئی مختصر یہ کہ ۱۱
تاریخ شہر رجب سنہ الیہ کو انتقال فرمایا اسیطرح انکے بھی جنازے کو باہتمام شاہانہ اوٹھایا بلکہ
حسرت و تاسف سبکو اس مرگ ناگہانی کا زیادہ ہوا اونکو بھی آغوش مادر گرامی مین نہان
کیا شہنشاہ نے چاہا کہ انکی عورات کو تقریب ماتم پرسی مین بلوائین تا ضمناً مرزا ولیعہد سے بھی
ملاقات ہو ملکہ عدل منظور رہا کہ جناب ملکہ سے انکے باب مین بخوبی سفارش کرین اور
بطریق دوستانہ از راہ بلند نامی سمجھائین لیکن انکے مشیران خاص نے لیجانا مناسب وقت
نجانا اس احتمال سے کہ ہم متوسل سلطنت انگلشیہ کے ہین مبادا اونکو ہمارا لیجانا مرضی سلطنت کے
خلاف پیدا ہوا لہذا ہمکو بہرحال اونکی اطاعت چاہیے عذر ظاہری کہلا بھیجا کہ موافق دستور
ہند چالیس دن تک صاحبان ماتم کہین نہین جاتے انشاء اللہ بعد مرور ایام حاضر ہونگے
اسعرصہ مین ایک صاحبزادی محمودہ سالہ برس کی جنرل صاحب کی اونسے بھی وہین وفات پائی
وہ بھی وہین مدفون ہوئی —

جب یہ خبر وحشت اثر حوادث ناگہانی کلکتہ مین گوش ہوش حضرت سلطان عالم پہونچی وہ کس زبان سے
بیان کیا جاوے ایسے صدمات عظیم کو قلب بشری مشکل سے تحمل ہو سکتا ہے مگر بجز صبر و شکر کیا چارہ ہے
مرزا ولیعہد بہادر نے نصرت مال محمد ناظر چہارم مولوی مسیح الدین خان نے عرض کیا حضور
مالک و مختار ہین اگر پہلے حضرت کو عرض کیا جاوے تو بہتر ہے یہ تہانشین اگر ناگوار خاطر ہوئی حواشی
نے اوسپر اوس حاشیہ لگایا اگر گورنمنٹ یا طالع عدالت ہوتی مولوی صاحب مسیح پر بادشاہ اپنی مختار
کی پیشگی اور دس ہزار روپیہ معین المال عملا مین ضبط کر دیا بادشاہ کو عرضداشت کی
دستخط خاص مرین ہوئی کہ ہم سفارت مین تمہین اختیار نامہ دولت دیا ہے مرزا ولیعہد سے

تا گوارِ خاطر سمجھکر پھر پارس مین تشریف لائے شاہنشاہ نے پھر اونسے ملاقات چاہی
اونھون نے اپنے مشیرون سے مشورہ چاہا بالاتفاق تجویز یہ ہوئی کہ اپنے ایجنٹ سرکار سے
بذریعہ تاربرقی اس صلاح کو پوچھیے تو بہتر ہے اونسے جواب بھیجا کہ ہم اس امر خاص مین کچھ
نہین کہہ سکتے اگر تمھاری ملاقات ہوجاتی تو باعث بھلائی کا تھا کچھ قباحت یہ سنکر مولوی صاحب
نے عرضحال مرزا ولیعہد بہادر شخص واسطہ سے کہدیا کہ ہم جس سلطنت کے متوسل قدیم ہین
فیمابین اونکے اور تمھارے صفائی قلبی نہین لہذا ملاقات نہ کرینگے جب مرزا ولیعہد نے یہ
پیام کہلا بھیجا بہت سے کلمات عتاب خان موصوف کو فرمائے اور اپنے پاس آنے سے
منع کر دیا اور شہنشاہ کو بھی اسکا بہت ملال ہوا چنانچہ بیشتر اسکے ہر روز مرزا ولیعہد ہوا
کھانے کو جاتے تھے شاہنشاہ سے صاحب سلامت ہوتی تھی بہت اشتیاق دلی پایا
جاتا تھا اوسدن سے جب اونکی گاڑی کو دیکھتے تھے دوسری طرف تشریف لیجاتے تھے اور اپنا منہ
پھیر لیتے تھے بعد اسکے مرزا ولیعہد بہادر عازم ہندوستان ہو داخل مصر ہوے اور ولایت سے
سب متروکۂ جنرل صاحب روانہ کلکتہ کیا اور ایک تاج مرصع تلوار ولایتی اور موتیونکا لبادہ
اپنے واسطے رکھ لیا جب مصر سے ارادہ کلکتہ کیا ایک خیرخواہ نے مفصل لکھ بھیجا کہ ابھی آپ
مصر مین توقف فرمائین تو بہتر ہے مبادا ایسا نہو خدانخواستہ مثل بادشاہ سیلان مین پہونچکر
حفاظت صاحبان عالیشان مین ہو جائین اس جہت سے وہین چندے توقف کیا۔

رونق افروزی بادشاہ قلعے سے کوٹھی موچی کھولے مین

کئی مہینے سے خبر برآمد حضرت قلعے سے مشہور ہو رہی تھی جب خطوط کلکتہ آتے
تھے پہلے اون اخبار کو غلط العوام جانتے تھے کسواسطے کہ بظاہر فقط بھروسا خدا پر تھا یہ نہ
سمجھتے تھے کہ یہ امر محض از راہ مصلحت کیا ہے اور خود بادشاہ کے صبر بیبسی بے اختیاری کا
حال تو ظاہر ہے کبھی اختیار و حکومت مین کسیطرح کا خیال یا مظنہ بدگمانی خاطر اقدس مین نہین
گذرا اس مین بھی کچھ مصلحت جناب باری تھی اور فوج باغی سے کچھ ورنہ تھا کہ مثل دلّی یا لکھنؤ انکے
واسطے بھی کچھ کرتی اگرچہ اسباب ایسے ہی تھے مگر تقدیر نے بچایا خلاف مدعا مظلومان دہ صاحب جہت

پہونچی اور متواتر ولایت سے حکم رہائی آیا آخر ۹ - جولائی روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۷ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۵ھ
بعد ڈیڑھ بجے حضرت سلطان عالم مع ملازمین خاص و شاگرد پیشہ و حضور عالم قلعے سے سوار
ہوکر کوٹھی مذکور میں رونق افروز ہوا دوسرے دن بڑی عجیب دوگانہ عید ہوا آپ نے سجدات شکر
ادا کیے پہلے ساہ جی کے گماشتے نے حاضر ہوکر ایکسو ایک روپیہ تصدق اور ۲۱ اشرفی
نذر گزرانی اور ۱۱ - اشرفی حضور عالم کو دین اوسی تاربرقیہ سے خبر رونق افروزی ساہ جی
کو پہونچی اتوار کے دن سید نقی صاحب چھوٹے بیٹے سید العلما نے تاربرقیہ سے
تصدیق و تکذیب خبر کو دریافت کیا منگل کے دن خود روانہ کلکتہ ہوے مورد عنایات
خسروانی ہوے پھر لکھنو اپنے عیال کو لینے آئے ۱۷ ربیع الاول کو مع عیال روانہ
ہوے ۲ ہزار روپیہ عنایت ہوے کچھ وظیفہ بھی مقرر ہوا کئی مہینے تک ناموافقت
آب و ہوا سے اور بعض امور کی ناگواری سے پھر چلے آئے -

مفسدین کلکتہ نے باتفاق اپنے ابنائے جنس بواسطہ نواب معشوق محل صاحبہ
مطلب برآری پر ۳ لاکھ روپیہ کا نوٹ اوسکی ضمانت میں لیا تھا جب یہ خبر مفصل خیال
میں بھی لاٹ صاحب نے محبت نامہ بھیجا کہ جیسے یہ جعل کیا ہوا ہے سرکار سے خبراً
کئی سے اوسکا جواب گیا آیا کہ یہ مقدمہ معرفت عورات ناقص العقل سرزد ہوا اسکی
تقصیر دارو ہمیں اس کلمہ انصاف سے نواب محتشم الیہ بہت خوش ہوے اور وہ نوٹ پھر گیا -

بادشاہ نے قلعہ میں بہ سبب تکلیف خرچ معرفت میجر سر بر صاحب ۶ لاکھ روپیہ قرض
لیا تھا جب لاکھ روپیہ کا پنشن جاری ہوا سرکار سے تقاضا ہوا اور پنشن کو اپنے تردد سے
روزینہ پانی قلعہ ٹھہرایا اور حساب شاہی ابتدا عملداری سرکار جاری تھا غرض بادشاہ نے
بجبر عطیۂ سرکار بھی قبول کیا اور اس لاکھ روپے کا بھی خرچ حسابی ٹھہرا تھا اس خیال
سے کہ مصارف زائد و فضول ہونے پاویں کسواسطے کہ باعث تکلیف بادشاہ ہوگا میجر صاحب
اسکے مستمر رہیں مگر بادشاہ نے اسباب میں محبت نامہ بہت شد و مد سے بھیجا آخر محمول مرضی
مبارک پر رہا اسکا انجام کار بھی منشی محمد کے اہتمام کھلا گورنمنٹ نے فی الحقیقت اسمیں انصاف قرار
واقعی کیا اور آئندہ کو اسکا سد باب کردیا آخر سرکار سے وزیر السلطان منشی میر علیخان مقرر ہوے بہت

غنیمت ہوا وگرنہ سارا کلکتہ کے قرضدار ہوچکا حاکم کو چاہیے کہ اپنے داخل وخارج پر خود متوجہ رہے دوسرے کے بھروسے پر نہ رکھے۔

یہ ایک جملۂ معترضہ برسبیل مذکور زبانی مفتاح الدولہ جب یہ کلکتہ مین حاضر حضور تھے ایکدن میجر صاحب تشریف لائے برسبیل مذکور پہلے کہا آج سے چوتھے دن مرزا ولی عہد بہادر داخل کلکتہ ہونگے اور نواب گورنر جنرل بہادر معرفت جنگ بہادر مرزا برجیس قدر کو امان دیتے ہین ۱۵ لاکھ سالانہ اونکا اور ۵ لاکھ سالانہ خیالوبالیہ اور ۴ لاکھ تمہارا اوکا مقرر کرتے ہین چاہیے کہ اسپر راضی ہون اور یہ ہنگامہ فساد موقوف کرین اسکا جواب کچھ اودھر سے نہ آیا تھے کیا منظور ہے نواب خاص محل نے پس چلمن سے دیا جو شخص آپ کے گھر آئے قید ہو وتنا جیا اور سب طرح سے برباد ہوا وسکا لاکھ روپیہ اور جو مقابلہ وسرکشی کرے اوسکے واسطے سقدر انصاف شرطی جواب دیا وہ صاحب شمشیر ہے اب سنتے ہین کہ مرزا برجیس قدر اپنے حال پر روتے ہین اور متنبی لکھنو ہین اب کون سنتا ہے یہ زبانی اون لوگون کے ہے جو اونکے پاس آتے ہین امراے ہند کا ہمیشہ سے یہی حال رہا ہے نواب شجاع الدولہ سے تصور کرنا چاہیے صوبہ عظیم آباد بمنت دیتے ہین مصاحب کیجیے اسیطرح جنرل اوٹرم صاحب معرفت مرزا علی رضا جو کچھ کہلا بھیجا کب کسینے سنا۔

سرکار شاہی سے محبت نامہ گیا کہ جنرل اوٹرم صاحب نے ۱۵ لاکھ روپے مقرر کیے تھے دسمین قید حین حیات نہ تھی بعد ان سب خرابی وبربادی کے یہان آپکے پاس آئے سے یہ دوسری صورت تخفیف کلی موافق قانون عدالت نسلاً بعد نسل چاہیے غرض بہت تصریح سے لکھا گیا اور وہ راضی نامہ جسے پہلے طلب کرتے تھے وہ گیا اب اخبار سے معلوم ہوا کہ صاحبان پارلیمنٹ نے اسے جبری سمجھکر قبول نہ کیا اب پھر جو پارلیمنٹ کھلے دیکھا چاہیے کیا انصاف ہوتا ہے۔ مولوی مسیح الدین خان کو عہدۂ سفارت سے محض بخوشی خاطر فواب گورنر جنرل معزول کیا اور تجویز مرزا ولی عہد بہادر علی اکبر خان خیر ازی ٹھہرے اور نیدرہ کرورکی بابت پالیسیٹ رقم دیتے ہین جسکا سود ۲ لاکھ روپے ماہواری ہوتا ہے اسمین سے دخل کرو ریاست قرضہ سلطان عالم بحال جسکی تفصیل مفصل معلوم نہین اگر وعدہ ہیش ہو دیکھا چاہیے اسکا انجام [illegible]

مشہور ہوا تھا کہ مرزا ولی عہد بہادر اسی امید موہوم پر پھر روانہ ہونگے تا اینکہ اونکا انتقال ہوگیا اور یہ کہانی رہ گئی۔

داخلہ مرزا ولی عہد بہادر کا کلکتے مین

۲۶ ماہ صفر روز دوشنبہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۸۵۹ء ۱۱ بجے گارڈن ریچ مین جہاز دودی نے لنگر کیا جب یہ مژدہ جاوید نسیم مبارک پہونچا فرط محبت و مسرت سے بے قرار ہوکر سبکو حکم استقبال ہوا پہلے مصلح السلطان و کنز الدولہ نے جاکر نذر دی بعد مبارک سفر بدنوائی مبارک الدولہ سید سجاد علیخان مرزا محمد عسکری خان بیٹے مرزا رفیع الشان کے یہ بھی بالغرض کلکتہ مین گئے تھے اور ملازم بھی حاضر ہوے مرزا محمد عسکری خان کو غیر سمجھکر پوچھا مصلح السلطان نے سبب ورود باطنی بیان کیا کنارہ دریا سب ہجوم تھا پہلے جہاز سے جتنے مسافر تھے سب اتر گئے جہاز دودی سلطانی کو حکم ہوا جب دو بجے جہاز سے مرزا محمد عسکری خان کی کشتی کراےے پر لی مرزا ولیعہد بہادر باہم ہوکر گھاٹ سے اترے بڑے جنرل کے صاحبزادون نے نذر دی گلے لگایا دوسرے جنرل مرزا فریدون بخت نے نذر دی کمال محبت سے اونکے گلے ہاتھ ڈالدیا پھر مع ان تینون شاہزادے کے گاڑی پر سوار ہوے اور سواری سلطانی جلوہ سواری مین تھے بڑی دھوم دھام سے قریب ۴ بجے داخل کوٹھی ہوے بادشاہ اوسوقت نواب خاص محل کے پاس تھے شرف ملازمت والدین حاصل ہوئی قریب شام اپنے خاص محل مین داخل ہوے صحیح سلامت آگئے مشیت ایزدی مین کسیکو دخل نہین لندن مین غریب الوطن جانکر اکثر ملازمین نے خیرہ سری کی از راہ نمکحرامی بہت سا نقصان دیا قلیل من عبادی الشکور رہ گئے مثل نواب مہدی علی خان اور اشخاص جیدہ مہار النسا ملازمین جنابعالیہ مع اپنے مخصوصین راہی حج خانہ کعبہ ہوئین بعض ملازمین نے اپنی نمکحلالی سے آپکا دامن دولت نچھوڑا متروکہ شرعیہ جنابعالیہ مرحومہ کو حاضر حضور بادشاہ کیا اکثر صاحبان ولایت مشتاق ملاقات مرزا ولیعہد بہادر ہوتے ہین مگر بسبب خوف بادشاہ از راہ اطاعت تامل کرتے ہین گفتگوی زبان انگریزی سے بسبب مغائرت صاحبان ولایت آشنا ہوگئی ہے سمجھ لیتے ہین

انکے لب ولہجہ سے بہت خوش ہوے بلکہ متعجب ایک دن ملاقات کو تشریف لے گئے تھے
فی الجملہ کچھ خلاف دستور پیش آئے تھے مقفول گیا اور تا مدت قیام ولایت کبھی وہانکا
دیکھنا نوش نہ فرمایا صاحب مقدور تھے محتاج مجبور نہ تھے اور اگر کہین اتفاق ضیافت ہوا
فواکہات پر اکتفا فرمائی دوسرے یہ بھی بہت تعجب ہے کہ اس عالم شباب مین جانب خلاف
متوجہ نہوے حالانکہ اکثر غربا وہان کے خالی نہین پھرے ہین مثل میر حسن علی لندنی یا مولوی
محمد اسمٰعیل سفیر شاہی بعض آپ کے ملازمین نے وہین سکونت اختیار کی صاحب عیال
بھی ہوگئی ہین لکھنو سے پہلے نہیں جو لندن گئے میر حسین گئے وہ صاحب علم تھے اوسکے
بعد میر عبد العلی جالیسی خلیل مرزا محمد علی خطرت میر حسن علی نیز بان سابق کا حال ہے کہ
۶ چاند سمندر مین دیکھکر داخل لندن ہوتے تھے اب ایک مہینے سے کم مین مسافت راہ
ریل و جہاز دخانی سے رکھتی ہے اور غالب ہے چند روز مین اس سے بھی کم مسافت رہیگی
مگر ان سب جانیوالون کے راجہ رام موہن رائے تھا وہ بہت فضیلت علمی رکھتے تھے آج تک بنگالہ
مین ایسا کوئی نہین اس کمال کے ساتھ ۱۲ زبان کے علم مین بحث و مناظرہ علمی کرسکتے
تھے ہنود مین ستی ہوتا انھین کی بدولت موقوف ہوا موجب شاستر ایمانی کے محمد اکبر شاہ بادشاہ
دلی کے وکیل ہوگئے تھے اور اگر جیتے رہتے البتہ بہت سی صورت فلاح بادشاہ کے واسطے
نکالتے مگر پارلیمنٹ کے بند ہونے سے جب ملک فرنس مین گئے مر گئے اور یہ امر خود اپنی
نمود و نام کی راہ سے لیا تھا نہ کچھ طمع دنیا سے کسواسطے کہ محتاج نہ تھے۔

خلاصہ احوال سلطنت ہندوستان

دار الخلافت شاہجہان آباد تواریخ انگریزی سے مرتب صاحب کی کتاب

مشہور ہی کہ امیر تیمور قزاقی کرتے تھی اور مطیع بادشاہ بلخ و بخارا تھی اتفاقاً ۲۳ بنی فاطمہ کو
سید ترکمان سے نجات دی بادشاہ نے عتاب کیا اُسے مقابلہ ہوا یہ غالب آئی تا اینکہ نوبت سلطنت
پہونچی خواب مین جناب سو لخدا نے ۲۳ خرمے انھین عنایت فرمائے وہی ۲۳ سلطنت تھی جسمین حاکم
ہوا طب تھی وہ شاداب ابتدا سے انتہا تک نہتی ہین اور قریب پہلے شاداب پھر خشک ہو جاتا ہے واللہ اعلم

سوائے تحریر تاریخ انگریزی سے اسیطرح خواب صوبہ اودھ بھی کہتے ہین۔
ہندوستان کے ۲۲ صوبے دارالسلطنت صوبہ شاہجہان آباد و دہلی ۲۴ میل کا طول
اور تقریبًا ۲۰۰ میل کا عرض جانب شمال لاہور ملک پنجاب جنوب اکبرآباد اجمیر شرق۔
مملکت اودھ اور بہت بلند پہاڑ حایل ہندوستان شمالی ہین جانب غرب لاہور و اجمیر
اور موافق تحقیق ابوالفضل یہ صوبہ داخل اقلیم سوم ہے اور خاص دریا گنگا و جمن
انکے سرچشمے اسی صوبے مین ہین اس صوبے کی آب و ہوا معتدل ہے اور برسات مین
اکثر زمین سیلاب ہوجاتی ہے اور بعض مقام مین ۳ فصلین پیدایش غلے کی ہوتی ہین۔
۸ سرکارین ہین۔ دہلی۔ بداون۔ کمون۔ سنبھل۔ سہارنپور۔ ریواری۔ حصار فیروزآباد۔
سرہند ان سرکارون مین ۲۳۲ پرگنے ہین اور زمین زیر مساحت جغرافیہ ۴۵۵-۸-۱۶
۲۸ بیگھہ ہے مجموع آمدنی ۶۰۱-۶۱۸-۵۵۵ دام۔
سنہ ۱۸۰۳ء مطابق سنہ ۱۲۱۸ھ تمام ملک شرقی جمن اور مقامات جو گرد شہر اور بہت سے
مقام شمال شرقی تحت حکومت سرکار دولتمدار انگریزی آئے اور مقامات جنوبی متعلق دریاے
متوسلین سرکار موصوف ہین مثل ماچھڑی۔ راجہ الور۔ راجہ بھرتپور اور اور حکام کی
ریاستین جو بالفعل خودمختار مگر باطاعت و حکومت سرکار ہین اور ملک شمالی و غربی دریاے
جمن و جنوب دریاے ستلج متعلق سرداران سکھ وغیرہ بیشتر تھا اور آنکی جانب غرب گویا مانع
اور علاقہ مداخلت سرکار ہین اسکے سوا فوج نظامت لدھیانہ فیروزپور مین رہتی ہے اور اس
صوبے مین ضلع بریلی قدیم ملک رہیلکھنڈ شامل ہے اور اور خاص شہر بھی مثل بریلی سرہند
سہارنپور انوپ شہر میرٹھ۔ حصار سرہند۔ پٹیالہ۔ بداؤن اور ضلع حال کمون جو قریب ۹۰
میل طول اسیطرح عرض مین ہے بالفعل متعلق سرکار ہوا ہے اس صوبے کے آدمی جو بصوبہ
اودھ اور ہنود یا اہل اسلام اور سکھ وغیرہ ملے ہوئے ہین اور قدیم شہر دہلی تقریبًا
۲۰ میل کے دور مین ہے جیسے بالفعل خرابے سے ظاہر ہوتا ہے اور دہلی جدید شاہجہان آباد
ہے جسے شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۶۳۱ء مطابق سنہ ۱۰۴۱ھ کنارے جانب غرب دریاے
جمن واقع ہے ۷ میل کے دور مین بنایا ہے اسکے محیط شہرپناہ ہے اسکے دروازے عالیشان

نگی ہین مابین شہر وبازار جسے چاندنی چوک کہتے ہین امرا وسلاطین کے قات عالیشان
بنے ہین مسجد جامع اور مسجد نواب روشن الدولہ سے اور اس زمانے مین از ہنگامۂ فسا
مارات عالیشان خوب بنتی تھی ہر چند سارے شہر کے بازار سوا دو بازار کے بہت تنگ
ہین دارالامارت بھی جانب کنار غربی ہے تین طرف سے دیوارین سنگ سرخ کی ہین جسکا دَ
یک میل ہی جہانگیر بادشاہ کی سلطنت مین نواب علی مردان خان دریاے جمن سے کرنال
ہو میل کے فاصلے سے نہر آب شیرین شہر مین لائے دوران مداخلت افغان اور ایرانیون
سے جاری رہی بعد اسکے بالکل خشک ہوکر بند ہوگئی تھی سنہ ۱۸۱۰ء مطابق سنہ ۱۲۲۵ھ سرکار نے
مرا وسے صاف ودرست کردیا جسکا آجتک چشمۂ فیض جاری ہی سارا شہر اور اطراف سرسبز و
شاداب رہتا ہے اسکے آب شیرین سے سب سیراب ہوتے ہین غرض بلد شمالی ۲۸ ۴۰ —
ثم طول بلد شرقی ۷۷ ـ ۵ ہے فاصلہ کلکتہ سے ۹۷۶ میل ہے —

دلی کے راجہ اور موٴرخین اہل اسلام نے بنیاد اسکی ابتدا سنہ ۴۰۰ھ سنہ ۱۰۱۰ء مطابق
شکلہ ضبط تحریر کی ہے یعنی سلطان محمود غزنوی نے اسے لیکر غارت کیا لیکن بعد
عہد وپیمان پھر راجہ کو واگذاشت کردیا تھا اور سلسلۂ ریاست پہلے قوم افغان سے
شروع ہوا اور انکی سلطنت لشکرکشی شاہ بابر بیٹے تیمور لنگ تک برقرار رہی اور یہ بادشاہ
شاہ شمالی ومغربی ہندوستانکو برباد دی سلطنت چنگیز خان ہلاکو تک نطلبندی و ... ہے

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
	تاج الدین بتھیا	۶۰۷		۱۲۱۰
	آرام شاہ			۱۲۱۰
	شمس الدین التمش			۱۲۱۰
	فیروز شاہ	۶۳۳		۱۲۲۹
	ملکۂ دوران سلطان رضیہ			۱۲۳۵
	بیرام شاہ	۶۳۷		۱۲۳۵
	علاء الدین مسعود شاہ	۶۴۰		۱۲۴۲

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۸	ناصر الدین	۶۴۴		۱۲۴۴
۹	غیاث الدین بلبن	۶۶۴		۱۲۶۵
۱۰	کیقباد	۶۸۰		۱۲۸۶
۱۱	فیروز شاہ خلجی	۶۸۸		۱۲۸۹
۱۲	سکندر ثانی	۶۹۰		۱۲۹۵
۱۳	شہاب الدین عمر	۷۱۶		۱۳۱۶
۱۴	مبارک شاہ	۷۱۷		۱۳۱۷
۱۵	تغلق شاہ	۷۲۱		۱۳۲۱
۱۶	سلطان محمود	۷۲۵		۱۳۲۵
۱۷	فیروز شاہ ثانی	۷۵۲		۱۳۵۱
۱۸	ابو بکر شاہ	۷۹۲		۱۳۹۸
۱۹	ناصر الدین محمود شاہ	۷۹۶		۱۳۹۳

اسی سلطنت میں تیمور لنگ نے ۱۳۹۸ء مطابق ۸۰۱ھ عبور دریائے اٹک کیا دلی کو غارت کیا اور سلطنت قوم افغان ۱۴۱۳ء مطابق ۸۱۶ھ تک تمام ہوئی اور ۱۴۰۵ء مطابق ۸۰۸ھ میں تیمور لنگ نے ۷۱ برس کے سن میں انتقال کیا۔

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۱	دولت خان لودی	۸۱۶		۱۴۱۳
۲	خضر خان	۸۱۷		۱۴۱۴
۳	مبارک شاہ	۸۲۴		۱۴۲۱
۴	محمود شاہ ثانی	۸۳۶		۱۴۳۳
۵	علاء الدین ثانی	۸۵۰		۱۴۴۶
۶	بہلول لودی	۸۵۴		۱۴۵۰

ان دونوں سلطنت میں ریاستیں ہندوستان کی منقسم ہوئیں کسواسطے کہ حکام دیگر

گجرات مالوہ جونپور بنگالے نے اپنے تئین بنام نامی بادشاہ کیا اور صوبجات بھی مختلف الا
اور حکام کے ہاتھ پڑے جو بظاہر وقت سے از راہ سرکشی اطاعت بادشاہ دلی کرنے لگے
فی الحقیقت بسبب ضعف سلطنت کے ہر صوبہ دار اپنی سرکشی سے خود مختار ہو گیا
سلطنت سے اسکا انتظام نہوسکا الا صوبہ دار صوبہ اودھ نے اسپر تین کرور سے زیادہ
روپیہ خرچ کرکے اپنا اختیار رکھا ہے حالانکہ کئی مرتبہ یہ صوبہ بھی صوبہ دار کے ہاتھ سے جا چکا تھا
لیکن گو یا زمینداری خریدی اسکا احوال کتب تواریخ مین مندرج ہے اور ارباب ثقات جانتے ہین

۷ سکندر بن لودی	۸۹۴	۱۴۸۸
اسی بادشاہ سے	۹۲۲	۱۵۱۶

۱۵۲۵ء مطابق ۹۳۲ھ سلطان بابر سے شکست کھائی اوسی سال بابر نے
دلی کو لے لیا بس ابتداے سلطنت مغلیہ چغطہ شروع ہوئی۔

۱ ظہیر الدین محمد بابر ۹ جون سلطنت پر بیٹھا مدت سلطنت ۳۷ سال ۹۳۶ ۱۵۲۵

۲ نصیر الدین محمد ہمایون ۲۸ جنوری ۲۵ سال		۱۵۳۰
شیر شاہ سے شکست کھائی	۹۳۸	۱۵۳۱
۳ ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر ۱۷ فروری ۴۹	۹۶۴	۱۵۵۶
امرکوٹ مین پیدا ۔سنہ کلنور مین شہنشاہ	۹۴۹	۱۵۴۲
اکبرآباد مین انتقال	۱۰۱۴	۱۶۰۵

بادشاہان مغلیہ و افغان مین یہ بادشاہ سب سے بڑا گذرا اوسکا وزیر ابو الفضل
تھا جو ۴۷ برس کے سن مین رہزن کے ہاتھ سے مارا گیا۔

۴ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر ۱۷ اکتوبر ۲۳	۱۰۱۴	۱۶۰۵
۵ شہاب الدین محمد شاہجہان ۸ مارچ ۳۱	۱۰۳۷	۱۶۲۸
۶ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب عالمگیر		
۲۴ فروری ۵۵	۱۰۶۸	۱۶۵۸
انتقال ۲۱ فروری	1119	۱۷۰۶

شاہ عالم الکابڑا بیٹا زہر سے ہلاک ہوا۔

۷ اعظم شاہ شہید۔ چند ماہ

۸ ابوالمظفر قطب الدین بہادر شاہ ۲۳- فروری ۱۱۱۹ ۱۷۰۷

۹ معزالدین جہاندار شاہ ۱۱- جنوری سلطنت سے خارج ہو کر مارا گیا چند ماہ

۱۱۲۴ ۱۷۱۳

۱۰ محمد فرخ سیر شہید ۱۱- جنوری مارا گیا ۶ سال ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۱ رفیع الدرجات شمس الدین ابوالبرکات ۹- جنوری - طفل ۴ ماہ

۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۲ رفیع الدولہ شاہجہان ثانی ۲۶- اپریل طفل ۳ ماہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۳ ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ ۱۲- اکتوبر ۳۰ سال ۱۱۳۲ ۱۷۲۰

۳۵ سلطنت ۱۱۴۸ھ مرہٹوں نے ایسی یورش اور ترقی کی کہ شہر پناہ دلی کو جلا دیا

نادرشاہ ۹- مارچ ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۲ھ داخل شہر دلی ہوا- ۴- اپریل بعد

قتل و غارت اموال ولایت کو پھر گیا۔

۱۴- ابوالنصر احمد شاہ ۲۰- اپریل ۶ سال - ۱۱۶۱ ۱۷۴۹

خارج سلطنت اور اندھے ہو گئے ۱۱۶۴ ۱۷۵۳

۱۵- عزیزالدین عالمگیر ثانی ۲۹ نومبر ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

مارے گئے اور اسی سال احمد شاہ ابدالی داخل دلی ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۶ کئی مہینے تک شاہجہان سلطنت سے خارج ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۷- جلال الدین مرزا عبداللہ علی گوہر شاہ عالم ثانی ۴۸ ۱۱۸۵ ۱۷۷۱

الہ آباد سے بحفاظت سرکار کمپنی داخل دلی ہوئے کور ہوئے ۱۲۰۳ ۱۷۸۸

غلام قادر روہیلے کے ہاتھ سے جسنے بہت سے اشخاص خاندان تیموریہ کو قتل و غارت

کیا بعد کئی مہینہ کے مہاجی سیندھیہ کی اعانت سے بدترین عذاب سے بعد تشہیر کے مارا گیا۔

۱۱۹۴- ۱۷۸۰ء تک تصرف و اختیار مرہٹہ کا سلطنت دلی میں رہا۔ جب جنرل لیگ صاحب

۱۱۔ ستمبر ۶ میل کے فاصلے شہر سے فوج مرہٹہ کو شکست دی ۱۲۔ ماہ مذکور لیو داخل شہر ہوئے جب سے آج تک صوبہ مذکور اختیار و حکومت سرکار دولتمدار میں ہے اگرچہ پیشتر ہنگامہ فساد دلی جو فوج بدمعاش سرکار نے کیا فقط نام سلطنت مغلیہ رہی تھی

انتقال علی گوہر	۱۲۲۱	۱۸۰۶
۱۸ ابو الناصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی ۳۔ دسمبر ۳۴	۱۲۲۱	۱۸۰۶
۱۹ ابو المظفر بہادر شاہ ثانی تخت سلطنت پر جلوس	۱۲۵۷	۱۸۴۰
مرزا دارا نجبت ولی عہد بہادر بادشاہ ۱۵۔ صفر عارضہ ورم جگر سے انتقال کیا درگاہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی میں دفن ہوئے	۱۲۶۵	۱۸۴۹
انتقال بہادر شاہ رنگون قید سرکار	۱۲۷۹	۱۸۶۲

ایضاً جدول بادشاہان شاہجہان آباد بہ تفصیل تمام

نام بادشاہ ولدیت۔ امیر تیمور امیر طراغا از اولاد چنگیز خان ہلاکو
تاریخ ولادت۔ ۲۵ شعبان سہ شنبہ سنہ ۷۳۶ھ سنہ ۱۳۳۵ء۔
محل ولادت مقام جلوس۔ شہر سبز خطہ کش شہر بلخ
تعداد عمر روز جلوس۔ ۳۵ سال ۲۷ یوم
تاریخ مدت جلوس۔ ۲۲۔ شوال ۷۷۱ھ چہار شنبہ سنہ ۱۳۶۹ء
مرض الموت تاریخ وفات۔ تپ محرقہ ۷ یوم ۱۷۔ شعبان ۸۰۷ھ چہار شنبہ سنہ ۱۴۰۴ء
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت۔ سمرقند ۷۱ سال ۱۱ شہر ۲۰۰ یوم ۳۵ سال ۱۰ شہر ۵ ۲۵ یوم۔

۲۔ نام ولدیت۔ جلال الدین میران شاہ ابن تیمور
تاریخ ولادت محل ولادت۔ پنجشنبہ ۱۴۔ ربیع الثانی ۷۶۵ ۱۳۵۴ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر روز جلوس۔ میان سمرقند و آذربائیجان ۳۸ ۴ ۲
مدت جلوس مرض الموت وفات۔ ۱۷۔ شعبان ۸۰۷ ۱۲۷۵ در جنگ

محل دفن مدت عمر و سلطنت تبریز ۳۱ ۱۰۰۷ ۱۴- ذیقعدہ ۸۱۰ ۱۴۰۷
۴۳ ۷۳

۳- سلطان محمد مرزا ابن میران شاہ۔
۳- ذیحجہ ۸۰۰ھ ۱۳۹۷ نامعلوم
مقام جلوس سمرقند تعداد عمر جلوس - ۹ سال - ۲ شہر ۲۴ یوم
تاریخ جلوس - ۲۴- ذیقعدہ ۸۱۱ھ ۱۴۰۸ء مرض الموت عارضہ جسمانی
تاریخ وفات محل دفن - ۳۰ ذیحجہ ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء خطکش مدت عمر ۵۵ سال
مدت سلطنت - ۴۵ ۵۱

۴- سلطان ابوسعید مرزا ابن سلطان محمد مرزا
۱۳- رجب ۸۳۰ ۱۴۲۷ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر جلوس ۲۵ سال ۳۰- ذیحجہ ۸۵۵- ۱۴۵۱-
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - در جنگ حسین بیگ گرفتار شدہ
شہید شد ۱۲- رجب سہ شنبہ ۸۷۳ ۱۴۶۷ نواح سمرقند
مدت عمر مدت سلطنت - ۴۳ سال ۱۷ ۳ ۱۴

۵- عمر شیخ مرزا خلف چہارم سلطان ابوسعید ۳۰- ذیحجہ ۸۶۰ ۱۴۵۵ سمرقند-
مقام جلوس تعداد عمر جلوس - ولایت اندجان فرجانہ ۱۲ ۶ ۳
تاریخ جلوس مرض الموت تاریخ وفات - دوشنبہ ۱۲- رجب ۸۷۳ھ ۱۴۶۷ء
از بام کبوتر خانہ افتادہ مرد ۱۴- رمضان دوشنبہ ۸۹۹ھ ۱۴۹۳ء
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - سمرقند ۳۸ ۴۸ ۲۶ ۱ ۲۲

۶- ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ ابن سلطان عمر شیخ مرزا جنت مکانی ۶- محرم ۸۸۸ھ
۱۴۸۳ء ولایت فرجانہ خطکش۔
تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۱۱ ۵ ۱۹ سہ شنبہ ۵ رمضان ۹۰۰ھ
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - تپ ۶- جمادی الاول ۹۳۷- ۱۵۳۰- کابل

۱۴۸۵ - مدت عمر مدت سلطنت - ۹ ۴ ۳۷ ۷ ۱۱ -

۷ - بادشاہ نصیر الدین محمد ہمایون ابن بابر شاہ جنت آشیانی -

ولادت محل ولادت مقام جلوس ۴ ۱ ذیقعدہ ۹۰۳ ارک شہر کابل آگرہ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۲۳ - ۴۶ - ۶ - جمادی الثانی ۹۳۷ ۱۵۳۰

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - از بام افتاد ۱۳ ربیع الاول ۹۶۳ ۱۵۵۵

محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - مقبرہ ہمایون دہلی ۴۹ ۹ ۴ ۲۵ ۱۰ ۵ -

۸ - محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آشیانی یکشنبہ ۸ - رجب ۹۴۹ - ۱۵۴۲ - امرکوٹ سندھ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس مقام جلوس - ۱۳ ۸ ۲۸ جمعہ ۳ - ربیع الثانی

۹۶۳ - ۱۵۵۵ - کلانور -

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - عارضۂ جسمانی ۱۲ - جمادی الثانی مقبرہ

سکندریہ ۱۰۱۴ - ۱۶۰۵ - قریب آگرہ

مدت عمر مدت سلطنت - ۶۴ ۱۱ ۷ ۵۱ ۹۲

۹ - نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ جنت مکانی -

۷ - ربیع الاول ۹۷۷ھ ۱۵۶۹ - فتحپور سیکری - اکبر آباد -

مدت عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۳۷ ۲ ۲۷ یکشنبہ ۱۴ جمادی الثانی

۱۰۱۴ - ۱۶۰۵ -

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - ضیق النفس یکشنبہ ۲۸ - صفر ۱۰۳۷

۱۶۲۷ باغ نور جہان واقع لاہور

مدت عمر مدت سلطنت - ۵۹ ۱۱ ۱۱ ۲۲ ۸ ۱۴

۱۰ - محمد شہاب الدین شاہجہان بادشاہ فردوس آشیانی

ولادت لاہور لاہور - پنجشنبہ سلخ ربیع الاول -

مدت عمر روز جلوس ۳۷ ۲ ۲۲

تاریخ جلوس دوشنبہ ۲۲ - جمادی الاول ۱۶۲۷ - ۱۰۳۷ -

مرض الموت وفات محل دفن مدت عمر مدت سلطنت

درد گردہ تپ محرقہ ۲۶۔ رجب دوشنبہ ۱۱۷۶۔ ۱۷۵۳۔ اکبر آباد۔ روضہ تاج گنج

۴۲ ۲۰ ۶۴ ۶۷

۱۱۔ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ خلد مکانی۔

۲۵۔ ذیقعدہ یکشنبہ ۱۰۲۸ ۱۶۱۸۔ صوبۂ گجرات نواح اکبرآباد۔

۳۹ ۶ ۵ غرۂ جمادی الثانی ۱۰۶۸ ۱۶۵۷

عارضۂ جسمانی۔ جمعہ ۲۸۔ ذیقعدہ ۱۹ ۱۱ ۱۷۰۶ دکھن اورنگ آباد مقبرہ زین العابدین شاہ

۹۰ + ۳ ۵۰ ۲۶ ۵۔

۱۲۔ اعظم شاہ بن عالمگیر شاہ ۱۲۔ شعبان ۱۰۶۳ ۱۶۵۲ دکن متصل اورنگ آباد

۵۵ ۳ ۲۶۔ ۴۔ ذیحجہ ۱۱۱۸۔ ۱۷۰۶۔ در جنگ بہادر شاہ کشتہ شدہ۔ ربیع الاول

۱۱۱۹ ۱۷۰۷۔ مقبرۂ ہمایون بادشاہ دلی۔

۵۵ ۶۷ + ۳۔ ۳۔ شہر ۱۰

۱۳۔ بہادر شاہ شاہ عالم خلد منزل سلخ رجب ۱۰۴۳ ۱۶۴۳ دکن کابل

۱۰ ۲ ۶۷ ۵۔ محرم ۱۱۱۹ ۱۷۰۷ عارضۂ جسمانی ۱۸ محرم ۱۱۲۴ ۱۷۱۲

بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۸۰ ۲ ۱۸ ۵ + ۸

۱۴۔ معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ

غرۂ شوال چہارشنبہ ۱۰۷۲ ۱۶۶۱ دکن لاہور

۵۲ ۳ ۱۸ ۱۸ محرم روز جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۲ فرخ سیر در قید کشت۔

۲۹۔ محرم ۱۱۲۵ ۱۷۱۳ مقبرۂ ہمایون بادشاہ

۵۳ ۳ ۲۵ + ۱۱۔ ۵

۱۵۔ فرخ سیر بادشاہ پسر عظیم الشان بہادر شاہ شہید مرحوم

غرۂ محرم پنجشنبہ ۱۰۹۸ ۱۶۸۶ دکھن نواح اکبرآباد

۲۶ ۱۱ ۳۲ ۲۳ ۲ ذیحجہ جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۳ سید حسین علیخان اسیر کردہ کشت۔

۹- رجب ۱۱۳۱ - ۱۷۱۵ - مقبرۂ ہمایون بادشاہ ۳۳ ۹۲ ۳ ۹۳ -

۱۶ - ابوالبرکات شمس الدین پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ رفیع الدرجات -

۱۷- رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ دہلی اکبرآباد -

۲۷ ۳ ۲۳ ۹ - ربیع الثانی ۱۱۳۱ ۱۷۲۶ - تپ محرق ۱۹ - رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۸

مقبرۂ ہمایون ۲۷ ۳۱۰ + ۹۳

۱۷- رفیع الدولہ پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ

۲۰- رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ نواح اکبرآباد - اکبرآباد -

۲۳۷ + ۲ ۶- رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ غلبۂ کوکنار ۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ مقبرہ ہمایون

۱۰۳۸ ۳۸ ۲۸ ۳ ۲۸۲ -

۱۸ - روشن اختر محمد شاہ بادشاہ بن جہاندار ابن بہادر شاہ فردوس آرامگاہ

۲۳ - ربیع الاول ۱۱۱۴ ۱۷۰۲ غزنین - گہراولی موضع اکبرآباد ۸ کردہ ۱۷ ۲۳۷

۱۷- ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ -

عارضہ جسمانی ۲۷ - ربیع الثانی ۱۱۶۱ ۱۷۴۸ بدرگاہ نظام الدین

۲۷ ۱ ۴ ۲۹ ۱ ۱۰ -

۱۹ - ابوالنصر مجاہد الدین احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ

۱۷- ذیحجہ ۱۱۳۸ ۱۷۲۵ شاہجہان آباد - پانی پت -

۲۲ ۳ ۱۳ غرۂ جمادی الاولیٰ ۱۱۰۶ ۱۶۹۳

بسبب کشیدن میل در چشم ۱۰ شعبان سنہ ۱۱۶۷ ۱۷۵۳ ۱

مقبرۂ ہمایون ۲۸ + ۲۳ ۳۰ ۳ ۱۰ -

۲۰ - محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ عرش منزل -

غرۂ محرم ۱۰۹۹ ۱۶۸۷ - صوبۂ ملتان دہلی -

۱۰ شعبان ۱۱۶۷ - ۱۷۵۳ ۶۷

از قلعہ فیروز آباد افتادہ مرد ۸ - ربیع الثانی ۱۱۷۳ - ۱۷۵۹ -

مقبرۂ ہمایون ۲۴ ۱۰ ۸۸۵

۲۱- علی گوہر شاہ عالم بادشاہ عالمگیر ثانی فردوس منزل
۲- جمادی الاول ۱۱۳۱ ۱۸ ۱۷ دلی
کھتولی متصل عظیم آباد ۴۲ + ۳ ۴- جمادی الاول ۱۱۷۳ ۱۷۵۹-
عارضۂ جسمانی ۷- رمضان بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۹۰ ۸۴ ۴۸ ۳۴-

۲۲- ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آرامگاہ بن شاہ عالم
۸- رجب ۱۱۷۳ ۱۷۵۹- ریمان مکن پور- دارالخلافت شاہجہان آباد-
۴۸ ۹۱ ۷- رمضان ۱۲۲۱ ۱۸۰۸
اسہال و ورم ۷- جمادی الثانی ۱۲۵۳- ۱۸۳۷-
بدرگاہ خواجہ قطب الدین برابر والد خود ۸۰ ۳۱ ۱ ۲۰

۲۳- ابوالمظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی ۱۳ ۱۲ ۳۷ ۱۸-
شاہجہان آباد ایضاً ۷۳ سال- ۱۲۵۳ ۱۲۷۹ ۱۸۶۲
رنگون ۹۹ سال ۲۶ سال-

یہ ۲۳ سلطنت موافق خواب امیر تیمور لنگ درست ہے واللہ اعلم
سن ابتدائے ۷۷۱ھ و ۱۳۶۹ء لغایت ۱۲۷۹ھ و ۱۸۶۲ء
مجموع پنجصد و ہشت سال ہوتے ہیں-

پانچوان باب

فساد عظیم بلوائے عام شاہجہان آباد تا خاتمہ اور مرزا ابوالمظفر سراج الدین بہادر شاہ کا رنگون جانا انتقال زبانی رئیسان شہر آنجا ہر صاحب ضلع کی احوال فساد بلوہ کے جو جہان ہوا لکھوائی چنانچہ مرزا نوشہ صاحب اسد اللہ خان غالب مرحوم نے کچھ منظوم کیا اس حیثیت سے اس مؤلف کتاب کی بھی بشمول فساد لکھنو روساے شہر

سے دریافت کرکے لکھا ہے ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است +

تمام ہندوستان مین دو معرکے عظیم بلوہ و فساد ناگہانی کے ہوے ایک دلی اور لکھنؤ کس واسطے کہ یہ دونون پایہ تخت سلطنت تھے باقی فساد بے بنیاد ہوا ایسا قیام کہین اور نہین ہوا ہر چند دلی مین کئی مرتبہ اسطرح کا فساد و قتل غارت ہو چکا مثل نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی وغیرہ مین انقلاب ہوا مگر یہ رنگ انقلاب اور تھا اور نہ یہ صورت خاص گذری اور لکھنؤ ہمیشہ امن و امان مین رہا۔

خلاصہ سال بھر پہلے اس ہنگامہ عام کے گورنمنٹ سے کارتوس جنگی آئے کہ فوج مین تقسیم ہون ہندو مسلمان سپاہ نے اونکے استعمال مین تامل کیا اس جہت سے کہ ان کارتوس مین چربی سور اور گاے کی لگی تھی چنانچہ اصل بنیاد فساد چھاونی بارکپور کلکتے سے پیدا ہوا جسطرح اکثر وبا عالمگیر پہلے کلکتے سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن چھاونی کے دو تلنگے دریا پر نہا رہے تھے اتفاقاً ایک شخص بھی اونکے برابر نہا کر اپنی دھوتی کو جھٹکنے لگا جسطرح ہندو دھوتے ہین اوسکی چھینٹین اون تلنگون پر پڑین بہت خفا ہو کر کچھ سخت سست کہہ بیٹھے اوسنے کہا سبحان اللہ ان لونڈون سے اتنی احتیاط کرتے ہو کل جنگی کارتوس جو ولایت سے آتے ہین کیونکر کاٹو گے جنمین چربی گاے اور سور کی لگی ہے اس عرصے مین وہ دونو سپاہی چھاونی کے آگئے رفع شر ہوگیا اور وہ بھی چمار چھاونی کا تھا راہ مین سپاہیون کو چربی کے نام سے کھٹکا ہوا پہلے اوسکی تحقیق صدق و کذب کو دریافت کیا کہ یہ بات خلاف ہو تو خیالات ہو گی پس جب خوب ثابت ہوگیا کہ فی الحقیقت دونون چربی ٹھیک ہین اسمین سر خلاف مذہب و ملت سمجھ کر باخفا ہر چھاونی ہندوستان مین افسرونکو لکھ بھیجا باتفاق سبھون نے منکر انکار کیا اور مستعد فساد ہوے چنانچہ بر گیڈیر چھاونی مین پریڈ کر کے حکم تعمیل جدید کارتوس سنایا باتفاق ہندو مسلمان نے عذر کیا کہ ہمنے برسون سے سرکار کا نمک کھایا سر فروشی کے واسطے نہ ایمان دینے کو افسرون نے کچھہ اعتنا نہ کیا جواب دیا کہ ہم البتہ حکم گورنمنٹ بجالائینگے اتفاقاً کمانڈر انچیف بھی وہان تھے کچھ انتظام نہ کر سکے۔

نوک کی پلٹن کی دو کمپنی جٹ گاؤن اور دہ اس چھاونی مین تھی اوسنے اسی اسلحہ حرب کا بیہر

دیا اور اپنی تنخواہ لیکر گھر کی راہ لی حکام نے کچھ اسپر بھی اعتنا نہ کی بلکہ اونکا عفو جرائم کیا
اسکے بعد ۳ پالٹن بدلے کو اضلاع غربی کو بھیجدی اور انکے پیچھے پلٹن گورے کو حکم ہوا کہ راہ مین
فرصت وقت پانا انکو سزا دینا تا اور دونکو عبرت ہو جاوے اور افسر ہندوستانی جو وہان سے
چلے وہ اپنی ہوشک دانی سے غافل نہ رہے یعنی اگر کوئی ہمارا سرپرست مستحق ریاست ٹھہرے
تو فساد باتفاق کر دیتے لیکن سب سے جواب صاف پایا جب یہ خدشۂ فساد سرکار کو ہوا قلعہ
کلکتہ مین تلنگون سے اسلحہ حرب لے لیے فقط بندوقین رہنے دی گئی پھر گورے دیے اور بادشاہ
کو بھی انہین توہمات سے قلعہ مین رکھا نواب دلی کے نقل کرتے تھے کہ مین جنرل صاحب
کی ملاقات کو گیا کہنے لگے ہم آپ سے اکثر ایک بندوق کی تعریف کیا کرتے تھے آج
اس قسم کی بندوق ولایت سے آئی ہے دو سو گز پر اسکی گولی جاتی ہے غالب ہے کہ
ہماری پلٹن مین احتیاج توپ کی نہو لیکن افسوس یہ ہے کہ ہماری فوج اوسکے استعمال مین
کارتوس پر راضی نہین ہوتی اوسپر گندہ بیروزہ لگا ہے اور سور کی چربی کا لگا ہے نواب
نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے گورے استعمال کرین جب انکا رفع خدشہ
جاتا رہیگا سپاہی بھی خواہ مخواہ استعمال کرینگے جنرل صاحب نے کہا ہم نے سب طرح سے اسکی
تصریح سرکار مین کی اور نہیں منظور نہین خیر ہم جانتے ہین کہ ہماری اجل اس فوج کے ہاتھ
مقدر ہوتی ہے مجبور ہین جب فوج ولایت سے آئیگی انکا استعمال کریگی —

خلاصہ جب چھاونی میرٹھ مین کمان افسر نے تیسرے رسالہ ترک سوار کو حکم کارتوس کے
کاٹنے کا دیا باتفاق ہندو مسلمان نے انکار کیا اور عذر کیا نہ سنا ایکدن چاہا کہ سبکو توپ سے
اڑا دین اتفاقاً جب رسالہ توپخانہ سے گذرا ایک خلاصی نے سمجھا دیا کہ یہان نہ ٹھہرنا سیدھے
چلے جانا تمہین حکم قتل کا ہو چکا ہے یہ سنکر رسالہ ساکت و خاموش اپنی لین کو چلا گیا ایک صوبہ
دار از حد حرام سے نفرت کیا کرتا تھا فرصت وقت پاکر اپنا رسوخ دکھانے کو اپنے افسر سے
کہی سپاہیون خیلی کہالی کہ یہ مفسد و مفتری ہین انہین پہلے قید کر لیجیے پھر سب
درست ہو جائینگے دوسرے دن صوبہ دار نے پڑیرا اپنے دانت سے کارتوس کا ٹکڑا کاٹ کے
دکھایا تاکہ سب رجمنٹ تمام ہو سپاہیون نے جواب دیا کہ یہ ہمارے دین سے نکل گیا ہے اور سوقت

کمان افسر نے شتر سوارون کو جیلخانے مین بھیجدیا اور حکم دیا کہ انکے پانون مین بیڑی ڈالدو
صاحب جیلخانے نے کہا کہ ازراہ خدا ترسی کہ سردست اتنی بیڑی تیار نہین - اور کہنے لگا
معلوم ہوا افسرون کی قضا دامنگیر ہوئی ہے دوبارہ حکم بھیجا کہ بیڑیان لوہے کی سلاخ
کی کاٹ کر پہنا دو - بعد اسکے تین دن تک ان اسیرون کے آب و طعام کی کچھ
فکر نہ ہوئی

۹ - مئی روز شنبہ ۱۴ - ماہ رمضان ۱۲۷۳ھ حسب الحکم کمان افسر اسیرونکو حکم دیا کہ
پا بجولان پریڈ پر لاؤ بذلت تا اورونکو عبرت ہوا اور پھر کوئی سرتابی حکم نہ کرے جب اسیران
صورت سے گذرے چھاؤنی کی بازاری رنڈیون نے باقی رسالے کے سپاہیونکو گالیان
دیکر غیرت دلائی اور خوب نون مرچین لگاکر مردنبایا اکثر دلکے منہ پر تھوک دیا کہ تمسے ہم رنڈیان
بہتر ہین کیون تلوار باندھکر اپنی تئین مرد بنایا ہے یہ سنکر سبکو ایک جوش حمیت و غیرت از حد ہوا
دوسرے دن یکشنبہ ۱۵ - ماہ مبارک بعد دوپہر کے جب نماز ظہر پڑھ چکے اس رسالے
کے تیسرے ترپ نے جو لین مین تھے کمر باندھ مسلح ہو کر باہر نکلے اور چھاؤنی قتل و غارت
اور بنگلون کو آگ لگانا شروع کیا اور ساری فوج نے اسیر اتفاق کیا اور صاحب جیلخانے
کو اوسی وقت باعزت بسلامت چھاؤنی سے نکالدیا اور اوسکے احسان مند ہوئے پالٹن
رفیل گورہ ۵ رسالہ لانسر توپخانہ گورہ دمدمے مین مع صاحبان چلے گئے اور بہت
متحیر اور متعجب ہوے کہ اس انتظام و اہتمام پر یہ صورت ہوئی جسکا کبھی خیال بھی نہ تھا خلاصہ
یہ شام تک ہنگامہ قتل و غارت رہا اور نامردان ناعاقبت اندیش نے جو کسیطرح نہ کرنا
تھا وہ کیا یعنی اطفال بے گناہ خردسال - عورات بے گناہ یا جسے عیسائی جانا
قتل کیا پھر دونون پالٹن پہلی بیسوین اون سٹ گیارھوین سوارون کے شریک
ہو تین شہر مین جاکر روزے سے اور اپنی جہاد بدنفسی کی دوڑ دھوپ سے تھک گئے تھے
بازار مین ماکولات پر جھکے رعایاے شہر نے بھی ماحضر موجود کو مجاہدین راہ خدا سمجھ
موافق اپنے عقیدے کے حاضر کیا اور خوف جان و مال سے اپنے گھر کے دروازے
کو بند کر لیا آدھی رات تک جب کھانے سے فراغت ہوئی دلی کو چلے اونکے

پیچھے کئی کمپنی سائپرس مینرس گئی تھوڑی دور جاکر پھر آئی صاحب کمشنر میرٹھ نے چٹھی اس سانحہ کی سائمن فریزر صاحب کمشنر دلی کو لکھکر بھیجی - اتفاقاً وقت شب صاحب مخمور بھی چٹھی کو اپنی پاکٹ مین رکھہ لیا یہ بڑی غفلت بد اقبالی سے ہوئی وگرنہ پل پر اسکا انتظام کرنے سوار کیونکر دفعۃً چلے آتے -

۱۶ - تاریخ ماہ مبارک ۱۱ مئی اول دم صبح ایک سوار دلی مین سمن برج کی جھروکے کے نیچے سے جہان بادشاہ بیٹھتے تھے پوچھا میر فتح علی خان داروغہ تخت شاہی کہان ہے یہ اوسوقت چبوترہ لب دریا خضری دروازے کے آگے ہی نماز پڑھ رہے تھے جواب دیا کیا کام اونسے ہے کہا مین حکم فوج لایا ہون جلد بادشاہ سے عرض کرو کہ ہمنے سب صاحبان فوج و میرٹھ کو قتل و غارت کیا ہی اب یہان کے صاحبون کے استیصال کو آتے ہین اگر بادشاہ ہمارے شریک دین ہوگا تخت پر بٹھائینگے وگرنہ ابھی ہم تماشا دکھلادینگے کہا بہت خوب مین ابھی بادشاہ سے جاکر عرض کیے دیتا ہون اوسکے بعد وہی سوار وہان سے شہر مین پھر آیا -

ایک سوار اور لاہوری دروازہ سے قلعہ مین آیا اور دلی دروازے سے باہر جاکر دو کمپنی جو قلعہ مبارک مین متعین تھین اور کمپنی جو میگزین اور خزانے پر کشمیری دروازے مین تھی ان چارون کو ورغلا کر اپنے ساتھہ چھاؤنی دریا آباد اور راجپوتانہ مین لیگیا اور تینون پلٹن ماسٹ رن سٹ و النیم داہنے اور توپخانہ اسپی کو اپنے ساتھہ لایا اس عرصہ مین ۹ بجے بادشاہ نے قلعہ معلی مین بدستور دربار عام کیا ابھی تک اہل شہر اور حکام کو اس سانحہ سے خبر نہ تھی جب وہ سوار چلا گیا میر فتح علی نے تسبیح خانے مین جاکر معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر جنگ سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار جنگ عرف حسین مرزا و میر اشرف علی فوجدار خان سے کہا جواب دیا کہ ایسے امور کو زبان پر لانا نہ چاہیے کہ باعث مزاحمت و خرابی کے ہین اوس سوار نے نشے مین ایسی بات کہی ہوگی -

اس عرصہ مین دو سو چالیس ترک سوار میرٹھ آن پہونچے اور دریا کے پل کے دونون بنگلے کو آگ لگادی داروغہ پل نے صاحب مجسٹریٹ سے خبر کی تھوڑے سوار پل پر رہ باقی سمن برج کے نیچے دریا کے کنارے سب نے غل مچا کر دہائی ہم اول کہنے لگے بادشاہ نے اسوقت کپتان

ڈگلس قلعدار کو بلوا کر فرمایا یہ کیسا شور و غل تم اپنی فوج کا سنتے ہو کیا کہہ رہے ہین کپتان اور
احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خان اور سیف الدولہ مرزا غلام عباس خان وکیل شاہ یہ
تینون تسبیح خانے مین آئے سوارونکو جواب دیا کہ کیون گھبراتے ہو جو کہتے ہو وہ ظاہر ہو جائیگا
سوارون نے کہا اگر دروازہ کھول کر آجاؤ ہم تمہین ابھی قتل کرتے ہین ہم تمہاری قوم
کے قتل کو آئے ہین کپتان نے از راہ جرأت چاہا دروازہ کھول اونھین جواب دے
مگر ان دونون نے سمجھا کر منع کیا اور اپنے مکان کو چلے آئے۔

رعایا شہر نے یہ حال دیکھکر اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے یمن الدولہ سائمن
فریزر صاحب ایجنٹ اور کمشنر شہر مع ریلیاصاحب ڈاکٹر صاحب اپنی کوٹھی سے مع رسالہ
اردلی قلعہ مین آکر قلعدار کے مکان مین ٹھہرے اثناے راہ مین اوس رات کی چھٹی کو
پڑھا سیف الدولہ سے فرمایا بادشاہ کی توپ اور گولہ انداز میگزین کو جلد لاؤ انھون نے
دیوان خاص مین ہر چند تلاش کی نہ پایا ناکام پھر کر عرض کیا کہ بروقت سواری بادشاہ
کارتوس سرکار سے گنکر ملتے تھے اسوقت کہان۔

اس عرصے مین سوار جابجا متفرق ہو کر قلعہ کے دروازے کے کھولنے کے تجسس مین پھر رہے
تھے کہ ناگاہ ایک شخص گمنام نے راج گھاٹ کے دروازے کو جسمین قفل نہ تھا اور نہ کوئی پاسبان وہان
تھا کھولدیا پس فوج سوار داخل قلعہ ہوے دریا گنج کے چھاونی کے بنگلونکو آگ لگانی شروع کی
اور جسمین قتل کرنا شروع کیا تلنگے جو قلعہ کے دروازون پر تھے اونھون نے ان چارون صاحبون اور
مع تین میم کے مار ڈالا فریزر صاحب نے چاہا کہ وہان سے نیچے اوترین ایک سوار نے بندوق ماری
گر پڑے عبد القادر خان ولایتی مرد سودائی ملازم محبوب علیخان وہان رہتا تھا سوار کی
تلوار لیکر صاحب کے پیٹ مین ماری اس عرصے مین قلعہ کے سب دروازے بہت مستحکم بند کر
دیے گئے میگزین مین صاحب میم اطفال تقریباً ڈیڑھ سو تھے مشہور ہے کہ دار الشکوہ مین جمع ہو گئے تھے
سوارون نے دریا گنج سے دونون توپین سلامی بادشاہ لیکر مٹرک کے سنگریزے بھر کر
میگزین پر ماری صاحب جو مکان میگزین مین تھے خلاصی سے پیپہ باروت کا لیکر لال پہاڑ
کے نیچے بچھوا دیا ہندوستانی کو وہان سے باہر نکالدیا آگ دیکر سبکو اڑا دیا اونمین ایک مرد پیر تھا

کہنے لگا کہ خود ہلاک کرنا بہتر ہے اوس سے کہ ہم ان سب کمبختون کے ہاتھ سے بذلت مارے جاوین لیکن فصیل شہر
جو فیما بین میگزین اور دریا کے تھی بافسوس تماشین اوس پر تماشے کو کھڑے ہوے تھے وہ سب ہواے
آسمان مین تنکے ہوکر اڑے اور یہ سب چار سو سے زیادہ نہ تھے بلنگے میگزین مین جاکر اسلحہ
لوٹنے لگے قریب گرجہ پہونچے دو افسر آگے سے چلے آتے تھے اسطرف سے دو سوار جاتے تھے
صاحب نے حکم فیر دیا سپاہیون نے ہوا آسمانی چھوڑی دونون سوارون نے تیغ دھر لیا اس عرصے مین
لباس صاحب سول جج شہر بگھی پر سوار کرنال کو چلے گئے جان شکیفت صاحب اسسٹنٹ مجسٹریٹ شہر کے
پہاڑ گنج پہونچے نواب معین الدین حسین خان تھانہ دار نے گھوڑا اپنے کپڑے دیکر روانہ جھجر کیا
افسران توپخانہ اور ماپٹ کی پلٹن کے بیشتر بابعض سمت کرنال پانی پت اگرہ چلے گئے اس
عرصے مین دونون پلٹن میرٹھ کی بھی پہونچین اب سپاہی ملکی ہر طرف صاحبون کی تلاش مین
دوڑنے لگے مرد عورت بچے کو جہان پایا مار ڈالا گھر کو لوٹ کر آگ لگا دی بنک مین ۱۲
لاکھ روپیہ تھا لے لیا کوتوالی کا بھی یہی حال کیا شرف الحق کوتوال شہر بھاگ کے گھر مین
چھپ رہا شہر کے تھانون کو لوٹا اگ لگا دی فانوس جو سڑک پر بازارون مین نصب تھین
توڑ ڈالین غرض دوپہر تک طرفہ ہنگامہ قیامت برپا تھا۔

اس عرصے مین مرزا ظہیر الدین بہادر عرف مرزا مغل بادشاہ کے بیٹے جو نواب شرف
محل صاحبہ سیدہ سے تھے مسجد سنہری جو قریب چبوترہ کوتوالی ہے جب نماز ظہر پڑھ چکے حسب
بادشاہ شہر مین منادی امن و امان دی اور معین الدین حسن خان کو کوتوال شہر کرکے داخل
قلعہ ہوا اور پانچ لاکھ روپے جو خزانہ مین تھے وہ بھی لوٹ لیے پھر سب فوج جمع ہوکر دیوان خاص و
عام مین آئی قریب شام بادشاہ تخت پر سوار محل سے برآمد ہوے فوج سے فرمایا مین مرد فقیر نہ پیر
نہ فوج ہے میرے پاس پھر کیون میرے پاس آئے ہو گوالیار۔ جیپور۔ حیدرآباد۔ کشمیر۔ جاؤ وہان
یہ تمیزین خبرین ہین انھین پانچ پلٹنون سے مقابلہ انگریز کیا چاہتے ہو کچھ سمجھ مین نہین آ
معلوم نہین کیا سمجھے ہو فوج نے عرض کیا کہ سب فوج ہندوستان کی حرارت دین سے انگریز
سے پھر گئی ہے اب ہم سب جان نثارون کی مصلحت یہ ہوئی کہ حضور کی اطاعت کر
استیصال نصاری کرین بادشاہ نے فرمایا تمھین اختیار ہے خیر مین بھی شریک حال ہون

بعد اسکے بادشاہ داخل محلسرا ہوے آدھی رات کو توپخانہ چھاونی سے قلعہ مین آیا
۲۱ توپ سلامی کی چلی۔
بموجب درخواست سپاہ بادشاہ نے شاہزادونکو افسر سوار و پیدل و توپخانہ کیا بجاے
کمانڈر انچیف مرزا مغل کرنل پلٹن والنٹیر ایڈجوٹنٹ مرزا خضر سلطان کرنل پلٹن پہلی مرزا عبد اللہ کرنل
پلٹن الکزنڈر مرزا سہراب ہندی عرف مرزا مینڈو کرنل پلٹن رن سٹ مرزا انجھا درشاہ کرنل
رسالہ مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابو بکر بیٹے مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی مادہ تاریخ روداد
اس سانحہ کا تخیز ہونچا مرزا اسد اللہ خان غالب نے کہا۔
سہ شنبہ ۱۷۔ ماہ مبارک ۱۲ مئی بادشاہ نے شقہ خاص خواجہ بخش شتر سوار کے ہاتھ لاٹ
صاحب لفٹنٹ گورنر اگرہ کو بھیجا کہ تمھاری فوج باغی نے بجبر مجھے گرفتار بلا ماندہ کیا ہے آمادہ
جدال و قتال ہے اور مال و دولت سے اسکا دفع کرنا غیر ممکن جو مناسب جانو اسکا علاج کرو مین
مجبور ہون۔ گورنر نے شقہ لیکر اوسے ٹھہرایا اور نقل شقہ سب راجپوتانے مین بھیجدی۔
بادشاہ ہر روز موافق معمول دربار کرنے لگے تلنگے اکثر صاحبونکو جو چھپ کر جا بجا رہ گئے
تھے پکڑ لاکر حکم قتل چاہتے تھے بادشاہ رحمدلی سے حکم قید دیتے تھے تیسرے پہر کو سوار ہو چاندنی
چوک مین جو روبرو باغ بیگم کے ہے تھوڑا ٹھہرے افسرونکو حکم کیا کہ شہر کے تینون دروازون پر
دو دو کمپنی متعین ہون اور سلامی بادشاہ بدستور ہوا کرے۔
۱۸۔ ماہ مبارک تک ۲۵ صاحب و میم و اطفال قید ہو چکے تھے جب سپاہ نے حکیم احسن اللہ
خان محبوب علی خان پر یورش کی کہ تم ابتک خیر خواہی نصاری سے ہاتھ نہین اوٹھاتے
ان قیدیون کو ابتک زندہ رکھا ہے ہمین دیدو ورنہ تمھین اور بیگم صاحبہ کو مار ڈالینگے مرزا مغل نے
فرمایا دستور ہماری سرکار کا یہ ہے کہ محبوس کو جان سے امان دیتے ہین سپاہ نے کچھ جواب دیا اور ان
دونو پر اتہام سازش سے تشدد آخر جب معین الدولہ نے سمجھایا سپاہ نے کہا کہ اگر یہ دونون قرآن
اوٹھائین تو ہم دست بردار ہو جائین غرض اونکے اطمینان کیواسطے مجبوری قرآن اوٹھا کر
اپنی جان بچائی تب سپاہ نے کہا کہ اگر تم ہمسے صاف ہو گئے ہو ان قیدیونکو کیون نہین دیتے
حکیم صاحب یہ سنکر گھبرائے بادشاہ سے عرض کیا ہر چند شاہزادون نے بہت سمجھایا اون ظالمون نے

تماشا آخر ان اسیرونکو چوک مین جہان فرخ سیر بادشاہ کو مارا تھا دونون تریولیون لاہوری دروازہ قلعہ اور نقارخانہ دیوان خاص کے بیچ مین بٹھا کر گولیون سے گرادیا اس مجمع مین ایک شخص اہل شہر سے بھی مارا گیا پھر نعش مقتولین چھکڑون پر لدوا کر دریا مین بہادی اور دو صاحب جو تہ خانہ کوٹھی راجہ کشن گڈھ مین محصور ہو کے لڑ رہے تھے اونھین پکڑ کر توپ سے اوڑادیا اور شاہزادو جنھین اپنا افسر کیا تھا انھون نے ہر ایک کو خلعت منصوبی لوایا اور مرزا جوان بخت بیٹا بادشاہ کا جو نواب زینت محل ملکہ دوران کے بطن سے تھا اوسے خلعت وزارت نیابت بادشاہ دلوایا۔

۱۹- تاریخ کو سپاہ باغی و خونخوار نے طمع خام سے چاہا کہ شہر کے روپیہ والون کو باہتمام سازش انگریزی ذلیل کرین روپیہ بھی لین پہلے اعتماد الدولہ سید حامد علیخان کا گھر تاکا کچھ اسباب کوٹھی کا لیکر میر صاحب کو قید کرکے نقد و جنس کی پرسش کر رہے تھے جب یہ خبر مرزا نصرت جنگ وزیر شاہ کو پہونچی بہت جلد آئے سپاہ کو کوڑے مار کر گھر سے نکالدیا سید کی جان بخشی کی۔ وقت عصر حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو اپنے خرچ یومیہ کے واسطے پھر ابعد قیل و قال فی سوار ایک روپیہ چار آنہ پیدل مقرر کروا لئے اسیطرح ہر افسر کا یومیہ مقرر ہوا پھر حکم بادشاہ ہوا کہ موافق دستور قدیم جتنے امرا اور رئیس شہر مین ہر صبح کو دربار شاہی مین حاضر ہوکرین

اس عرصے مین ۲ کمپنی سا پہر س مینرس سب طرف سے جمع ہو کر آئی آگ جو میگزین مین لگی تھی رفتہ رفتہ قریب لوٹہ بان پہونچی ۵- لاکھ بان وہان رکھا تھا حکم ہوا پہلے آگ بجھاؤ پھر سب بان کو ٹیلہ مجنون سے نکالکر کوٹھہ جورا بھورا مین رکھدو۔

فورٹ صاحب کلکٹر اگرہ کا نوان خزانہ تحصیل کو ہر سرو گڑہ مین رکھوا کر چلے گئے تھے سپاہ نے شاہ کمپنی تلنگا اور سوار میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل کمپنی اور گلاب خان صوبہ دار ۳- رسالے جا کر لے آئی خزانہ بادشاہی مین داخل کیا ۳ لاکھ ۳۵ ہزار تھا۔

اب رعایائے شہر سے سپاہ بازار مین خرید کرتے کم قیمت دیتے ہر ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ نوبت بکشت و خون پہونچی اسمین ایک ترپ ملازم مہاراجہ جیاجی راو سندھیہ آکر ملازم ہوا اوسی حساب سے اسکا بھی یومیہ مقرر ہوا اور ابرو دلی مین فرخ شاہ احمد قلیخان بہادر خسر بادشاہ کے رہنے کو حکم ہوا اب افسرون نے تجویز کیا کہ شاہزادون کی افسری موقوف کرکے امرا کو مامور

بھیجے پھر نواب محمد خان نائب مرزا خضر سلطان ماپٹ کی پلٹن کے افسر تھے رہتک کے خزانہ لینے کو گئے چار لاکھ کئی ہزار لے آئے

۲۹ - کو مرزا خضر سلطان نے دو سو مذہب عیسائی جو کوتوالی مین قید تھے اونپر رحم کھایا اور بعد تلقین کلمہ اسلام ظاہری چھوڑ دیا ایک اور امر تازہ یہ ہوا کہ تلنگون نے مسجد جامع کے جوتے والون سے ایک ہنگامہ برپا کیا نوبت کشت و خون پہونچی تھی مرزا مغل شاہزادے گئے بعد بار بیٹا کے تلنگونکو کوتوالی مین قید کیا اس سے فی الجملہ تخفیف عذاب ظلم رعایا کی ہوئی اور موجب عبرت فوج اوسی شام کو ہلال ماہ شوال نظر آیا —

خلاصہ صاحبان فوج و لطافت اور بیم ایسے وقت و نشتر ناگہانی مین لاچار پریشان بیہوش و بیحواس سراسیمہ و مضطر کچھ سوار باقی پیادہ لباس و لیدہ پا برہنہ افتان و خیزان راہی چھاؤنی کرنال آگرہ ہوئے اور جنکے پانون مین زنجیر اجل پڑ گئی تھی چھاؤنی مین شہر کی گلیون مین جابجا اکثر محلون مین چھپ رہے تھے شہر سے نہ جا سکے اونھین ظالمون نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مار ڈالا کئی بیم نو رسیدہ بہت قابل ہوکر ولایت سے تازہ وارد تھین وہ ناکام دنیا سے گئین ایسے احوال کی توضیح و تفصیل مین قلم اور ہاتھ دونون کانپتے ہین کیونکر اوس طرح سے بیان کیجیے سراسر حسرت و تنبیہ الغافلین ہے اگر چشم بصیرت ہو تو یہ مقدمہ بھی مثل حال فوج بنی امیہ نظر آتا ہے کہ جب فوج سلطنت سے منحرف ہوئی اپنی سرکشی سے بہت سا فساد برپا کیا اور ہر قبیلہ و طایفہ کو محرک تخت نشینی کیا لیکن ہر شخص مثل صولت و تدبیر نصاری سلطنت بنی امیہ دور ہا تھا آخر بعد تجسس کے ہاشم پوتے حضرت عباس عم رسول خدا صلعم کو منتخب کیا اور اونھین سب طرح سمجھا کر تخت نشین خلافت کیا مگر سلطنت بنی عباس قدرت خدا سے ایسی چمکی کہ لوگ اوس سلطنت کو بھول گئے اوسکے بعد چنگیز خان ہلاکو نے انکا بھی استیصال کلی کیا غرض دنیا مین کچھ نئی بات نہین ہوتی بن پڑنا شرط ہے —

عید کو بادشاہ سوار ہوکر عیدگاہ نہ گئے قلعہ مین مسجد چوبی مین نماز پڑھی لیکن مرزا مغل مرزا خضر سلطان اور بیٹے بادشاہ کے مع فوج نواب حسن خان اور روسا شہر بڑی دھوم دھام سے گئے ابھی ان سبھون نے نماز نہ پڑھی تھی کہ بادشاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اطرکی نذر

دیکھنے لگے اتنے مین ایک غبار گرد سمت میرٹھ سے اوٹھا لوگون نے کہا دیکھو پار دریا کے فوج انگریزی
آپہونچی بس ہل چل پڑ گئی شاہزادے داخل قلعہ کے ہوے آخر معلوم ہوا بنجارہ رسد غلہ لاتا ہے پھر
قریب شام ایک گوئندے نے خبر دی کہ فوج میرٹھ سے آتی ہے۔

دوسری تاریخ شوال مشہور ہوا کہ جان لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور اور رائٹ صاحب
تفحص احوال کو شہر مین باغ مقبرہ روشن آرا بیگم کے اترے ہین مرزا خضر سلطان فوج لیکر
گئے سواے منبر اور اسباب چاہ پانی کے کچھ نہ دیکھا اور ایکطرف چوبی زینہ دیوار سے لگا رہ گیا
تھا ہرچند تلاش کی نہ پایا۔

ایک دن بادشاہ دربار عام مین تھے کہ ایک فقیر تہمت باندھے کھاروے کا کرتہ پہنے
سر پر کچھ کپڑا باندھا ہوا لوہے کا پشت خار ہاتھ مین تسبیح خانہ کے دروازے پر قریب لال
پردہ پہونچکر کہنے لگا مجھے خلوت مین کچھ بادشاہ سے کہنا ہے دربانون نے بادشاہ سے خبر کی
حکیم احسن اللہ خان کو حکم ہوا تم جاکر مطلب پوچھو فقیر نے کہا مین راجہ چرکھاری کا ہون تب سے سیاحت اختیار کی ہے
راہ مین یہ ہنگامہ سنکر عرض خاص کیواسطے مجھے بھیجا ہے امیدوار ہون حاضر ہونیکا حکیم نے کہا
تم شام کو میرے گھر آنا جب فقیر لال پردے سے چلا ملنگہ باغی جو پہرے پر تھا اوسنے پہچانکر کہا
یہ سپاہی لارنس صاحب کا ہے جو معرکہ کابل مین محمد اکبر خان کا سائیس بنکر نوکر رہا تھا بادشاہ کے
لوگون نے کہا بلکہ تیرا گمان غلط ہو گیا انکی پیٹھ پر ایک زخم تیر اور دو زخم گولی کے ہین اگر یہ ہون
تو مین سچا ہون اسکا بدن و رنگ خلاف رنگ اور صاحبون کے ہے سپاہی نے کہا تو سے صاحب کی
جلد بدن کو چھیلا جلد سفید نکلی اوپر روغن ملا تھا جب کرتہ بزور اتروایا تینون نشان ٹھیک پائے
فقیر نے کہا مین انگریز نہین ہون لیکن مین ان دونون صاحب کا پتا بتاتا ہون سپاہیون نے ان کو
کہا تھ سیا باغ مین لائی جہان ترپ گوالیار کا پڑا ہوا تھا وہان فقیر نے چاہا کہین اور لیجاوے سپاہ نے
تھاما آخر لاہوری دروازے پر لاکر قتل کیا۔

تیسری تاریخ مفصل خبر پہونچی کہ فوج انگریزی میرٹھ سے غازی الدین نگر کو پہونچ کے میدان مین
ٹھہری ہے اس عرصے مین کوئل سے بھی دو کمپنی بعد قتل و غارت آپہونچی بادشاہ نے اوسی
شاہزادے حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو جمع کیا اور قرآن شریف درمیان رکھکر قسم

لی کہ کوئی شخص فوج باغی کیطرف انگریزی سے لڑنیکو نجاوے مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر نے اس
جماع سے خارج ہوکر عرض کیا کہ ہم سب اسیر فوج باغی ہوچکے ہیں کیونکہ یہ عہد شیاق بحال رہیگا اس
عرصے مین فوج مستعد مقابلہ انگریزون کے ہوتی کہا کہ ایک شہزادے کو ہمارے ساتھ کردو مرزا مغل جو
کمانڈر انچیف ہوئے تھے انکار کیا کہ اس خفیف مقابلے پر جانا خلاف دستور ہے لیکن مرزا خضر سلطان
نے نواب محمد حسن خان اپنے نائب کو مرزا ابوبکر کے ساتھ ہمراہ سپاہ کردیا شام تک اسی لڑائی
کی تدبیرون مین رہے چوتھے دن صبحکو مرزا الٰہی بخش خسر مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی نے پہونچکر
حکم دیا کہ شہر مین جہان پل باندھے آئو بعد اسکے تین بڑی توپین ۶ - اسپی نصف فوج کو ردکر
دیا باہر دن رہی ندی کے اس پار سے لڑائی شروع ہوئی میرٹھ کی پلٹن کے گورے شدت
گرمی سے پانی مین گر پڑتے تھے اور پھر نکل کر بندوق مارتے تھے شام کو مرزا ابوبکر پھر آئے
ایک اسپی توپ کو انگریزی فوج نے چھین لیا اور سب فوج مع توپ جو اس باختہ پھر آئی لیکن
پلٹن سائپرس مینرس اپنے مورچے پر قائم رہی اور ایک توپ کا گولہ انگریزی میگزین پر ایسا
مارا کہ پیٹی بارود اڑ گئی کرہ نار ہوگئی اور صبح تک کم لڑائی قائم رہی صبحکو اور فوج کمک کو گئی
فوج انگریزی نے دفعتہ دھاوا کیا تینون توپون مین کیلین ٹھوک کر نکمہ کردیا پھر لڑائی شروع
ہوئی شام کو فوج انگریزی مع ان تینون توپ کے سمت غازی الدین نگر گئی اور
فوج باغی شہر کو پھر آئی - اس لڑائی مین تھوڑے سے زخمی ہوئے باقی جان سے
گئے اور فوج انگریزی سے تین سے سو بچے باقی ہلاک ہوئے -

کمانڈر انچیف انسن صاحب بہادر شملہ سے داخل چھاونی کرنال ہوا اور حکم فوج کے لام
باندھنے کا دیا اور خود بسبب الزام ممبران کونسل کے زہر کھا کر مر گئے اب یہان داخلہ فوج باغی
ہر طرف سے شروع ہوگیا اور پلٹن لوکیر نظامت دو توپ جو سکندر صاحب کے رسالہ سے مع
خزانہ چار لاکھ روپیہ پانسی کے اور باندہ شہر سے خزانہ تحصیل کئی لاکھ کا لیکر پہونچی اور یہ سب
خزانہ ۷ لاکھ ہوا فیروزپور سے کئی کمپنی پلٹن لائٹ مائر اپنے اسلحہ مع اکثر شہر تک باغیون کے
ہوئی میگزین کی لوٹ کے ہتھیار مل گئے حکیم احسن اللہ خان نے بندوبست و انتظام شہر
کیا چاہا تھا لے اور پہرے قند از بٹھائے اور فیض اللہ خان کو کوتوال شہر کیا -

۸ - تاریخ جب یہ خبر آئی کہ فوج انگریزی کرنال سے آپہونچی یہاں سے بھی فوج گئی پہلے استحکام
استحکام فصیل شہر کیواسطے توپیں ماریں اس عرصے میں رسالہ بھی میں پوری سے آپہونچا
جنسے راہ میں کپتان ہینر صاحب وغیرہ کو مارا تھا ۱۲ - تاریخ افسران فوج اور شاہزادے شہر
کے باہر گئے بتجویز مورچال پہلے قریب باغ شالامار د باغ جنرل اختر لونی صاحب مورچے
قایم کیے دوسری پہاڑی پر جہان فریزر صاحب کی کوٹھی تھی اور مہاراجہ بابا ہندرا
رہتے تھے تیسرے سیاہ برج جو فصیل شہر ہے اور یہان تینون جگہ فوج بھی مقرر کی -

۱۴ - تاریخ شام کیوقت عرضی مرسلہ رسالہ چہارم سے جسے صاحبان عالیشان نے حکمت
عملی سے بھیجا تھا بادشاہ کو گذری کہ کل صبحکو معرکہ جنگ درپیش ہے جتنے فی سبیل اللہ
کمر جہاد پر باندھی ہے فوج شاہی کی جانب راست سے ہم آ ملینگے چاہیے کہ مجاہدین ہمپر گولی
نہ ماریں یہ مضمون کسیکی سمجھ مین نہین آیا بلکہ کسینے تہ کار سے بھی آگاہ نہ کیا قضا نے سب
کی آنکھون مین پردہ ڈالدیا تھا خلاصہ اول صبح تھی کہ فوج انگریزی علی پور سے سرای بادلی پر
پہونچی لڑائی شروع ہوئی داہنی طرف سے رسالہ گورونکا لباس کابلی سفید پوش عمامے سر پر
نمود ہوے اور مجاہدین للکارے کہ اے بھائی ایمانی بمقتضاے حمیت اسلام ہم بھی آپہونچے ہون
نے جوابدیا کہ الحمد للہ جب گولی کی زد پر پہونچے دفعتہً برابر گولے مارے دھاوا کیا صدہا مجاہدین
گر پڑے باقی موافق قاعدہ پسپا ہوکر شہر مین آئے فوج انگریزی نے پہاڑی پر آکر اپنا مورچہ
قایم کیا اور ۱۷ - توپ لڑائی سے لے گئے اور دونون طرف سے ہزارہا مارے گئے اسوقت
افسران فوج انگریزی نے مشورہ کیا کہ اسی دار و گیر سے شہر پر یورش کرنا چاہیے لیکن
جنرل فوج نے مناسب نجانا اور فوج باغی نے سیاہ برج سے قریب الموری دروازے کے توپ
مارنا شروع کیا ہر روز تلنگے شہر سے باہر جاکر پہاڑی پر دھاوا کرتے تھے دن بھر لڑکر شام کو پھر آتے
تھے مورچون سے متواتر توپ چلتی تھی اور رات کو نہر اوس وقت راہ گھاٹی کی بند کردیتے تھے صبحکو دوسری فوج انگریزی نے بر پر کردی تھی

اس عرصے مین کمپ نصیر آباد ملٹن دو سیکڑون ایک توپخانہ اسپی تین سو تر کسوار جوت پور لشکر سے
پہونچا پہلے دن آرام کیا دوسرے دن خزانہ جو اپنے ساتھ لائے تھے جامع مسجد پر آکر اوس مین
سے نصف نقرا و مساکین شہر کو بانٹا اور مقابلہ کو گئے سرای بادلی تک ۶ اوس لڑ ٹھہرا کر

پہونچے اور انگریزی اونٹ پکڑ کر اپنے محاصرہ کیا پہر رات تک لڑتے رہے فوج انگریزی مٹھائی کے پل پر پہونچی رسد بند کی اوس وقت مینہ شدت سے برسنے لگا میگزین اور ذخیرہ جو ساتھ تھا ہو چکا بعد اسکے طرفین سے لڑائی موقوف ہو گئی دوسرے دن پھر بھی کمپ لڑا اور شہر کو پھر آیا۔ اسی لڑائی مین کرنل اور میجر صاحب زخمی ہوے۔

اسکے بعد کمپ جلندر ۳ پلٹن سے داخل شہر ہوا اور بخت خان صوبہ دار توپخانہ بریلی ۴ پلٹن ۶ رسالہ ہندوستانی ایک توپخانہ اپنی بریلی بعد قتل و غارت اور سند نشینی خان بہادر خان پہونچا اور راہ مین بابو گڑھ سے پانسو گھوڑے لے لیتے تھے بادشاہ سے ملازمت کی اور موافق اپنی درخواست کے خطاب لارڈ ملکی سے سرفراز ہوا۔

مولوی سرفراز علی ساکن جونپور پیر بخت خان اس فتنہ و فساد کا بانی مبانی تھا اونکا خطاب امام المجاہدین ہوا اجل گرفتہ اہل اسلام جو گرد و پیش سے آکر جمع ہوے تھے تقریباً ۶ ہزار ہوے تھے دو آنہ یومیہ خوراک مولوی کے ہاتھ سے پاتے تھے لیکن جب مولوی نے تصرف و تغلب شروع کیا کم ہونے لگی بخت خان دو ہفتہ تک لڑا اس حیثیت سے کہ خود افسر کل کہلاتا تھا اور تلنگے کہتے تھے کہ تو ہم مین سے ہے یہ افسری کل ہو شاہزادون کے نکمے زیب نہین دیتی چاہیے کہ پہلے تو ہمین اپنا تماشا دکھلا پھر ہمین اختیار ہے اس عرصے مین فوج انگریزی دمدمہ خزینہ صاحب کی کوٹھی کے نیچے باندھا تھا بڑی توپین لگائین جب بخت خان مستعد ہو کر چلا مٹھائی کے پل اور تیلی واڑے سے آگے بڑھنے نہ دیا دو دن تک خوب لڑا اوسکے بعد پھر آیا اپنی افسری پر قائم رہا۔

جھانسی سے ۲ توپین ۱۴ رجمنٹ ہندوستانی رسالہ ۳ کمپنی شیخ فیض علی رسالدار کے ساتھ جو کپتان کہلاتا تھا آیا ایکدن یہ رسالہ پیادہ ہو کر صنوبر خان رسالدار کیطرف نہر سے پایاب اوترکر جنرل کی کیمپ مین پہونچا اونکی میم کو مارا صدر بازار لوٹکر پھر آیا کہتی ہین کہ اسی طعن و تشنیع کی غیرت سے وہ جنرل زہر کھا کر مر گیا کمپنی پنج ۶ - ہزار سوار و پیدل ۱۲ - توپ اسپی ۶ کمپنو کے اور ۶ - الور کے راجہ سے لی تھین ہمراہ جیاجی مہاراج قوم راٹھور سرداران الور سے مع افسران غوث محمد خان ہیرا سنگھ سدرسی سنگھ و نواب ہراؤ بہادر بیٹے نواب مظہر علیخان جنکے بزرگ رئیس کا مونہ قوم راجپوت تھے ہزار جیترا

سپاہی لیکر آتے شرفیاب ملازمت شاہی ہوتے غرض اسیطرح ہر روز داخلہ فوج باغی شہر مین ہوا کرتا تھا کہ یہ سب ۲۳ پلٹن ۸ ہزار سوار جنگی ۵ - توپخانے جمع ہو گئے اور توپخانہ سیگزین شہر جسمین ۳ سو ضرب توپ تھی وہ حساب سے باہر ہے پس اگر یہ سب باتفاق حرارت دین اور باطاعت ایک کے لڑنے ظلم نہ کرتے تو البتہ کیا عجب ہے کچھ ہوتا -

بازار خانم کے کاریگرون نے بندوق کی ٹوپیان بنائین اونپر نام دلی کھودا اور بادشاہ کو گذرانین اس عرصے مین بادشاہ نا فرمانی و خود سری سپاہ سے بہت تنگ ہوئے آخر لیا گیروا فقرا پہنا اور ہر شخص لگا کار اس فرقہ کا سوچنے لگا جنکو سازو موافقت انگریزون سے ہو گیا تھا اونھون نے کمر مستحکم باندھی جانفشانی سرکار مین سرگرم ہوئے اور افسران فوج نے یہ تجویز کیا کہ علی پور کی چھاؤنی کے پیچھے سے اور ہر طرف سے جو کچھ ہو مردانہ وار دھاوا کرکے پہاڑی کو لے لین اس جہت سے کنپ نیچ اور بخت خان نجف گڑھ چلا گیا اور نزدیک پہونچا مگر وہان سے قدم آگے نہ بڑھ سکا دوسر اکنپ پل جھیل کے اوسطرف جاکر ٹھہرا رات کو ہاٹسن صاحب ۳ پلٹن گورہ ۳ ہزار سوار ۱۸ - توپین بلغار سے لیکر پہونچے فوج سے مقابلہ کیا اوسوقت بخت خان مع اپنے کمپ مثل اپنے بخت کے بھاگا اور کنپ نیچ کی توپین جھیل کی دلدل مین پھنسکر بیکار ہو گئین فوج انگریزی نے دھاوا کیا قریب تین ہزار کے اس سپاہ سے مجروح و مقتول ہوئے اور جو زندہ رہے دو دن کے بعد ہزار خرابی افتان و خیزان شہر مین پہونچے اور یہ ہر روز مثل ٹوپی کے بارود بھی بنتی تھی خرچ مورچان فصیل ۲ - یا ۳ - من کا تھا اور ہر روز کے دھاوے مین ۷۰ - من یا ۸۰ - من صرف ہوتی تھی شام کو بارود طیار کرکے داخل قلعہ کر دیتے تھے

ایکدن جہان بارود بنتی تھی سہ پہر تک نوبت اوٹھانے کی نہ آئی تھی کہ آفت سماوی اون اوبار سپاہ سے آگ لگ گئی ساڑھے چار سو آدمی جل بھنکر رہ گئے سپاہ کو مظنہ سازش حکیم احسن اللہ خان کا صاحبان عالیشان سے تھا اس آتش افروزی سے یقین ہو گیا کہ اسکا بانی مبانی وہی ہے اس اتہام سے اونکا گھر لوٹکر آگ لگا دی عورات کو بہزار ذلت گھر سے باہر نکالدیا اتفاقاً اوسوقت حکیم صاحب حاضر حضور بادشاہ تھے یہ حال عرض کیا ارشاد کیا مین بھی چلتا ہون نقارخانہ تک سواری پہونچی تھی کہ عبدالصمد خان رسالدار ملازم شاہی نے عرض کیا کہ اگر حضور آگے تشریف لے جائینگے تو تم

نہ گئے سب مارے جائینگے اسوقت تین صحبت بہتری بادشاہ وہان سے پھر آئے دروازہ دیوان خاص و دیوان عام کے
بند ہو گئے بادشاہ اور حکیم صاحب درگاہ سفید صاحب مین جو داخل محل ہے بیٹھے شاہزادون اور افسرونکو طلب یا باغی
جمع ہوکر در شاہی پر پہونچے کہا حکیم صاحب کو ابھی ہمین دیدو ورنہ ہم سبکو مار ڈالینگے پھر بعد از خرابی
بصرہ اور ذلت تجویز یہ ہوئی کہ حکیم صاحب کو اپنے پہرے مین مثل مجبوون کے رکھو اور ایک
شاہزادہ بھی ہر وقت حکیم صاحب کے پاس رہا کرے تین دن تک یہی حال رہا بعد اسکے کچھ
تخفیف عذاب ہوئی کہ ایک گارد حکیم صاحب کے اردلی مین رہا کرے اور سوا پیشہ طبابت کسی اور
امر مین دخل نہ دیا کرین بعد اسکے حکیم صاحب کو شاہزادے کے ساتھ اور افسران فوج جلوس
سپاہ سے ہاتھی پر سوار کر قلعے مین لیگئے اور تجسس اسباب لوٹ کا کرکے قبضہ مال سرکار دہ دیا
اس عرصے مین عرایض رئیسان قرب وجوار مثل مقام جھجر وغیرہ با وصف سازش صاحبان عالیشان
فوج باغی کے ڈر سے بادشاہ کو گذرین چنانچہ نذر نواب یوسف علی خان رئیس رامپور ایک سو
ایک اشرفی معرفت بخت خان باجازت وصلاح صاحبان عالیشان اور نذر خان بہادر خان
رئیس قدیم بریلی و حاکم مستعار بدست محمد اکبر خان بیٹے نواب یعقوب علیخان رئیس دلی ایکسو ایک
اشرفی گھوڑا مع ساز نقرہ و ہاتھی مع عرضداشت متضمن استدعائے خلعت و خطاب صوبہ داری ملک
بھر گذری چنانچہ خلعت وخطاب مرحمت ہوا اور تلنگون نے سمجھا دیا کہ باعث توحش سپاہ ہوگا

سفیر مرزا برجیس قدر کا آنا اور لکھنؤ پھر جانا

سید عباس مرزا حاجی وزائر بیٹے میر احمد کے داماد ملازمین اناث جناب عالیہ دیگر مین سنہ ۱۲۷۳ ہجری
سامان سفارت ضروری سے خیر آباد سے شاہجہان پور - بریلی - مراد آباد وغیرہ منزل
براہ طی مسافت راہ کر کے ۱۹ محرم سنہ ۱۲۷۴ھ شاہدرہ قریب دلی پہونچے راہ مین ہر منزل مین فتنہ و فساد
دیکھا مسافر لوٹے جاتے تھے کہین مقام امن و امان نہ تھا دو تین جگہ نوبت کشت و خون پہونچی
تھی لیکن اسکے ساتھ بھی بہت سے مسافر ملکر ایک قافلہ ہوگیا تھا زمیندار ہر گانون کا خود مختار ہوگیا تھا
ور نمبر لہ بادشاہ ہوگیا تھا حال عشرہ محرم مثل زمان قدیم دیکھا اور انتظامی حکام جدید کی حد سے

زیادہ ہوگئی تھی مرادآباد مین ولایت حسین خان ڈپٹی معزول سے ملاقات ہوئی انھون نے
خوف راہ سے ڈرایا اور ساز و موافقت وہان حسب منشا پیہ برانگیختہ کیا اگر از راہ مآل اندیشی مو
دلی کو بازیچہ طفلان سمجھا سفیر نے بمقتضائے اپنی شرافت نما نا کہ مین اپنی سرکار کا امین ہون
امانت سے بعید ہے مگر لکھنؤ پہونچکر یہ سب نشیب و فراز سمجھا سکتا ہون دوسرے جب سنبھل
پہونچے اکثر ہمراہی امیدوار خدمت ملازمی سرکار قدیم جو ساتھ تھے بہت سے اونمین سے
چلے گئے کہ سیا وا ہم دونون طرف جاتے ہین ۔
خلاصہ سفیر نے ایک خط نواب ناظم سعید الدولہ بہادر عرف حسین مرزا نواب مظفر الدولہ بہادر
مقتول کلکتہ قضا کو لکھا حکم شاہی سے جلوس سوار و پیادہ صفدر علیخان نواب بخت خان کے
نواسے کے ساتھ آیا بڑی دھوم دھام سے داخل شہر ہوئے مظفر الدولہ کے گھر مین اترے
حکم شاہی دلکشا مین اترنے کا ہوا تھا مگر کثرت سپاہ کی جہت سے وہان نہ اترے شام کو چوبدار
سلطانی شقہ خاص لایا کہ معرفت میر احمد علی خان سفیر لکھنؤ اپنی معروضات کرین کہ وہ حال لکھنؤ
سے خوب واقف ہین پندرہ روپیہ چوبدار کو دیکر بہ ہزار اشتیاق رخصت کیا صبح کو بحکم ولید شاہی خوان خاصہ
اولش لایا دو ہزار منت و سماجت پچاس دیکر گلو خلاصی پائی روز جمعہ سب اہل دربار منتظر آمد
سفیر دوپہر تک حاضر دربار رہے لیکن سفیر نے ملازمت میر حامد علیخان قبول نہ کی عدم خستگی کا
کہلا بھیجا اہل دربار نے جلد دربار مین مشہور کر دیا کہ عدم حضوری سفیر باعث ملال شاہی ہوے
دو دن کے بعد نواب احمد قلیخان فرح جاہ وزیر اعظم اور نواب زینت محل صاحبہ کیواسطے سے روز شنبہ
ملازمت ٹھہری نواب مظفر الدولہ کو حکم ہوا کہ تم سفیر کو اپنے ساتھ لاؤ اور اہل دربار بھی سب حاضر
تھے جب حاضر تھے جب سفیر دیوان خاص مین پہونچا بادشاہ نے محل معلی مین بلایا وہان
اشخاص مخصوصہ حاضر تھے بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے دوشالے کا کرتہ گلے مین عبا سفید دو
آداب سلام بجالا کے عرضداشت گذرانی فرمایا مین نے جسقدر کا نام شاہی اسمین رضا علی نام لکھا ہے
عرض کی خلاف آداب شاہی تھا فرمایا وہ فرزند دلبند میرا ہے اور بکمال شفقت سے سفیر کے شانے
پر ہاتھ رکھکر خطاب سفیر الدولہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تاج بخشی کی یہ آداب بجالاؤ ایکسو ایک
اشرفی نذر تاج مرصع ۵ ہزار کی قیمت کا ہاتھی مع حوضہ نقرہ جھول کارچوبی دو گھوڑے ساز نقرہ اور

نذر جناب عالیہ دست بند مرصع نگینہ الماس نواب زینت محل جیسا کو دیکر رخصت ہوے اور اپنی یاوری
قسمت سے رسید بھی اس سب نذر کے ساتھ اوسیوقت ملگئی روز دوشنبہ نحوست ایام کی تدبیرمین
گذری صبح سہ شنبہ کو سفیر مع اپنے رفقاے سفر بیٹھے تھے کہ دفعۃً توپ چلی لوگ متحیر ہوے بعض نے
کہا فوج جنگی نے شاید فریزر صاحب کی کوٹھی لیلی یہ کہہ رہے تھے کہ غلغلہ ہنگامہ قیامت کبریٰ
شہر مین برپا ہوا کہ ابھی گورے کشمیری دروازے سے سیاہ برج سے داخل شہر ہوکر توالی و مکان
بینک اور گرجے ہوے اور ہر شخص کو نشانہ گولی کا کر رہے ہین اور فوج جنگی و مجاہدین و رعایا شہر و قلعہ کو
کسیطرف نکلنے نہین دیتے سفیر نے مضطر ہوکر حال بادشاہ پوچھا کہا وہ ابھی تک قلعہ مین ہین
بعد کئی ساعت کے شہرت ہوئی کہ انگریزون کو مار کر شہر سے نکالدیا سفیر نے چاہا قلعہ مین
جاکر شاہزادے کو بھی نذر دین لیکن اس سانحے سے پریشان ہوکر کچھ نہ بن پڑا کنپ
نجف و بریلی صوبہ دار افسر بخش احمد خان کے ساتھ تین منزل تک چلے آئے اوسکے بعد بہزار
خرابی لکھنؤ پہونچے اپنی ساری کہانی بیان کی رسید اسباب سے بچے وگرنہ اہلکاران نو دولت
سے جان نہ بچتی اسیر بھی ۱۶ مہینے تک ردبکاری مین رہے کسی بیم کی حفاظت رکھنے سے
بچ گئے وگرنہ نواب مظفر الدولہ فقط مہمانی سفیر سے کلہ اجل کھائین اور یہ سفیر ہوکر بچ جائین

اختتام معرکہ دلی اور فتح فیروزی اولیاے دولت اور سیاست اور انتقام اہل شہر وغیرہ

الغرض اس مدت مین خزانہ جو فوج ہر جگہ سے لوٹ کر لائی تھی اور جتنا شہر کے مہاجنون وغیرہ
سے لیا تھا عید الضحیٰ تک سب تمام ہوا ملنگے چھڑ لوبیہ مایوس ہوکر بر جا خاطر ہوے اور لکھنؤ کی خبر تسلط لشکر
مستعد روانگی ہو سواروں نے یہ تجویز کیا کہ اب انگریز سے مقابلہ مشکل ہے مناسب یہ ہے کہ ہم ہر جا طرف جا
پیشہ قزاقی اور راہزنی اختیار کرین جسطرح آگے پنڈاری غیرہ کرتے تھے اس جہت سے لڑنے مین تندہی کرنی
چھوڑدی تھی عذرات بارد و حیلہ سازی اہتمام سازش صاحبان بنسبت ہر ایک کے کرتے تھے
رات کو کینے جامع مسجد کے دروازے پر ایک اشتہار لگا دیا کہ صاحبان عالیشان کو سیکے مذہب
و ملت سے کچھ غرض نہ تھی یہ کار توس جنگی فقط ترقی بندوق کو بنتے تھے کہ پھر احتیاج توپ

کی پلٹن مین سمت سے حاشا و کیسر سور اور گاے کی چربی نہین لگائی جن مفسدنے یہ فساد اور آگ لگائی
ہے اہل اسلام کو اسمین کیا دغدغہ ہے یہ نافہم نہ سمجھے اور حقوق سرکار اور اپنی قدامت کو فراموش
کیا نمک حرامی پر کمر باندھی مستعد لڑائی اور جہاد کے ہوے اور اونکے خلاف قوم سکھہ سوا انگلستان
کے باوصف اپنے خلاف مذہب ہونے کے ہمیشہ برخلاف اور مقابلہ نہ کیا بلکہ سرکار کا ممد و معاون
رہی یہ اشارہ راجپوتانہ کی نسبت ہے اور قوم سکھہ کیطرف اس صورت مین مواخذہ اہل اسلام
سے ہے لہذا حکم قطعی دیا جاتا ہے کہ بروقت فتح شہر کے سب اہل اسلام کو قتل کرینگے اور
شہر کو مثل خرابہ کر دینگے جسکا نام و نشان بھی باقی نہ رہے ۔

فی الحقیقت اس اشتہار سے اہل اسلام مستعد مرگ ہوے ورنہ بیشتر اسکے کسیکا ایسا
ارادہ اہل شہر سے نہ تھا کہ سرکار ہماری لہو کی پیاسی ہو گئی ہے معلوم ہوا جان کسیطرح
سے نہ بچیگی خصوصاً جہال اور عوام زیادہ تر مستعد لڑائی ہوے اور مولوی احمد سعید شاہ غلام علی
کے نواسے مجتہد اہل سنت وہ جامع مسجد مین علم جہاد کے اوٹھانے کے باعث ہوے اور اہل اثنا
عشری شریک اس جہاد کے نہوے کیونکہ سمجھے کہ انکے مذہب مین غیبت امام مین جہاد حرام ہے
اس جہت سے اہل سنت بلکہ کہتے تھے کہ پہلے جہاد شیعون پر کرنا چاہیے اسی سبب سے عشرہ
محرم مین مجالس تعزیہ داری کی موقوف کر دی تھی بلکہ بادشاہ سے کہا کہ پہلے اس بدعت کو موقوف
کرا دیجیے بادشاہ نے جواب دیا کہ مثل تراویح ماہ مبارک رمضان یہ امر بھی داخل بدعت حسنہ ہے
اور اسکے باعث ہمارے اسلاف کرام ہوے ہین ہم کبھی ایسا حکم خلاف نہ دینگے چنانچہ مولوی محمد باقر
اس ہنگامہ مین مجالس عشرہ بدستور کیے گئے ۔

مختصر حال اختتام معرکہ یہ ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ۱۲ لڑائیان طرفین سے ہوئین
اور مورچہ بندی ۱۵ شوال سے ۲۷ محرم سنہ ۱۲۷۴ ھ تک دونو طرف سے توپ بندوق کے چھرّے برستے
رہے دو تین مین ایکساعت بھی توقف نہ کیا تھا اور اس کثرت بارش مین اہل شہر ۵۰ سے زیادہ مجروح و مقتول
نہین ہوے اور فوج انگریزی کی تفصیل داخل اخبار تھی اور مورچال پر ۶۰ توپ برابر دونو طرف
سے چلتی رہین کہ زمین لرز جاتی تھی اور ہزارہا گھر بابین کشمیری اور کابلی دروازہ چھلنی ہو گئے تھے
اس مدت محاصرہ مین بانوے افسران فوج باغی ہر طرف شقہ شاہی اعانت و کمک

کے واسطے روانہ کیے تھے کہ تم ہمارے شریک حال ہو چنانچہ راجہ بتیا نے صاحبان عالیشان کے سمجھانے سے
دریافت بطون بادشاہ کو عرضداشت کی بخت خان نے گذرانی دستخط خاص ہو گئے کہ ہمیں انصار
کا استیصال کلی منظور ہے ہر چند حکیم احسن اللہ خان اس سند دستخطی کے مانع ہوئے کہ یہ صورت نہ ہو
لیکن بخت خان کب مانتا تھا وہیں جھڑک دیا کہا تم سے سازش انصاری ہمیں جانا اور وقت اوسکے سر
پر مہر کرکے روانہ کروادی وہی سرکار کو حجت والزام ظاہری ہو گئے اگر انصاف کیجیے بادشاہ
بصورت مجبور و بے اختیار تھا یہ امر جسکے سامنے ہوا مندرج کتاب کیا

خلاصہ نقد دوشنبہ ۲۴ محرم وقت صبح تیلی واڑے سے فوج راجہ کشمیر نے دھاوا کیا کشن گنج
لیا ہوا پہاڑی کے پل سے فوج انگریزی نے کپتان تصیر آباد پر یورش کی توپیں رکھیں لیکن
آگے فوج باغی سے مطلع صاف ہو گیا کشمیری دروازے اور سیاہ برج سے فوج انگریزی داخل شہر
ہوئی تین نرن کیے ایک پھاٹک حبش خان لال کنوئیں پر گیا وہ قریب لاہوری دروازہ پہنچا
سب کے پہلے مرزا نادر شاہ شاہزادے نے تلوار کھینچی نواب امراؤ بہادر بھی سامنے ہوئے
بخشی بہادری سے زخمی ہو کر گھر آئے بعد تین دن کے مر گئے خضر سلطان نے دلی دروازے
کے باہر باغیچہ خواب میر درد میں گڑوا دیا۔

دوسرا نرن ترپولیہ سے شہر کے کوتوالی چبوترے میں پہنچا قلعے سے فوج باغی
نے ایک توپ سے مقابلہ لیا لاہوری دروازے سے بھی توپ چلنے لگی

تیسرا نرن دریبے سے سمت مسجد جامع گیا صحن مسجد میں پہنچکر قتل اہل اسلام شروع کیا
فریقین سے خوب گھمسان ہوا اس حصے میں گورے جابجا شہر کی گلیوں کوچوں میں پھیل گئے
دروازہ توڑ کر ہر گھر میں گئے عورات غریب سے جو چاہا کیا [illegible] عورات سے جہاں تک
ہو سکا کنوئیں میں گر کر مر گئیں پھر گھر کا مال اسباب لوٹ کر آگ لگا دی اور جیسا [illegible]
[illegible] الا جب یہ حال اہل شہر نے دیکھا کہ اب جان عزت دونوں [illegible]
[illegible] ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک یہی حال رہا کہ ہر طرف لاشوں سے گلیاں [illegible] پانی پر سا
کے بہنے لگا بعد اسکے فوج انگریزی تھوڑی فصیل پر تھوڑی گلی کوچے میں اور [illegible] مکانوں میں جو
درمیان کشمیری اور کابلی دروازے کے بم کی گولوں سے خالی پڑے تھے وہاں جا کر ٹھہری اور [illegible]

اجمیری دروازے سے جتنے بھاگ گئے تھے عیال و اطفال کے ہاتھ مگر بیابان مرگ ہوئے اور جس گھر میں جتنا اسباب تھا چھوڑ دیا فوج انگریزی نے سیاہ برج سے شہر پر گولہ برسانا شروع کیا اور فوج باغی کا بھی اسباب لٹنے لگا اس مین جو فوج انگریزی کے ہاتھ لگ جاتا تھا مارا جاتا تھا اور جو باغیون کا آجاتا تھا اوسکی بھی وہی صورت ہوتی تھی بادشاہ قلعے کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہے فوج باغی عازم لکھنؤ ہوئی اہل اسلام غربائے شہر حالت یاس کلی مین کلمہ شہادت پڑھ رہے تھے فقط ہنود شہر بچ جاتے تھے چنانچہ اونسے رحم رکھتے تھے فوج نے چاہا کہ بادشاہ کو بھی اپنے ساتھ لیکر بھاگے مگر بادشاہ نازان اپنی بحری بے قصوری بے لبسی پر ساکت و خاموش بیٹھے رہے کسواسطے کہ اہالیان سرکار دولتمدار کو عادل او منصف سمجھتے تھے فوج کیساتھ جانے سے انکار کیا ورنہ کیا عجب تھا یہ بھی کسی امن کو ہستانی مین جا کے بچ جاتے دوسرے دن حکیم احسن اللہ خان وغیرہ جو خیرخواہ گورنمنٹ ہو گئے تھے اونکو معتمد و نمک حلال سمجھکر اونکے دام فریب مین آگئے تھے آگے تقدیر مین جو تھا وہ ہوا۔

منگل کو یہ صلاح ٹھہری کہ آج بادشاہ پہاڑی پر چلتے ہین یا راہ مین مار جاتے ہین اور صاحبان عالیشان سے اپنا عرض حال کرتے ہین غرض کچھ لوگون نے تھوڑی سی سپاہ سے بادشاہ سوار ہو کر لال ڈگی پر پہونچے وہان سے چاہتے تھے پہاڑی پر جا دین بعض اہل دربار جو ساتھ تھے اپنے زعم ناقص مین حکام کو ساقط الاعتبار سمجھکر مانع ہوئے نجانے دیا شام تک وہین ٹھہر کر پھر قلعہ مین داخل ہوئے

بدھ کی صبحکو بادشاہ مع لواحقین مختصہ ملازمین اور رعایائے شہر مقبرہ ہمایون مین ۳ کوس پر قریب درگاہ شاہ نظام الدین چلے گئے دو دن تک امید و بیم مین رہے اتوار کو ملاحظہ ہوا فوج باغی سے جتنا اسباب اٹھ سکا لے لیا باقی کو جلا دیا مجروحین کو بحالت سکرات مین چھوڑ کر شہر سے نکلکر بادشاہ سے عرض کیا حضرت بھی ہمارے ساتھ چلین حکیم احسن اللہ خان نے کہا بادشاہ نہین بھاگتا۔ فی الحقیقت بادشاہ کو لقین واثق تھا کہ انکے واسطے سے صفائی حکام سے حاصل ہو جائیگی اور معیت فوج مین سراسر ذلت و خرابی ہے ان کے ٹھہرنے مین بظاہر امیدیان خشک متصور ہی لیکن سفر نگون سے خبر نہ تھی۔

اس عرصے مین فوج باغی سیدھی راہی لکھنؤ ہوئی بادشاہ نے رقعہ جنرل ہادسن صاحب کمنڈر
فوج کو لکھا کہ تم بندوبست سے سے مطمین ہوکر مابدولت کو اطلاع کرو دوشنبہ کو جنرل بہادر مع
سو سوار مولوی رجب علی خان کے ساتھ بادشاہ کے لینے کو بھیجے مولوی صاحب نے دو
روپے نذر دیے بادشاہ ہوادار پر سوار ہو چکے تھے پھر پالکی انگریزی پر سوار ہو مرزا جوان بخت
شاہزادہ نواب زینت محل نواب تاج محل حکیم احسن اللہ خان مرزا قیصر شکوہ میر فتح علی نو صدیق خان
اور اشخاص نامی وغیرہ یہ سب ۹۶ شمار مین تھے حلقہ سوارون مین چلے قریب دلی دروازہ کے
جنرل نے بادشاہ کو آکر سلام کیا داخل شہر ہوے اور سب نواب زینت محل کے مکان مین رہے بادشاہ
کی پالکی نقارخانہ سے قریب دیوان عام رکھی گئی افسران انگریزی نے زبان طعن و تشنیع و فحش کھولی
گویا سارے بخارات بادشاہ پر نکالے ایک ساعت تک یہ شیوہ برستار رہا جتنے بخارات نکالے
مثل مشہور مردہ بدست زندہ بعد اسکے ایک صاحب نے اپنا ہاتھ بادشاہ کی ران پر مارا غلام حبشی فی
الفور سے اوٹھا کر زمین پر دے مارا دو تین صاحبون نے ملکر اوس باوفا کو مار ڈالا وہ اپنے حق نمک سے
ادا ہوا شام کو بادشاہ کو نواب زینت محل کے مکان مین لے گئے جو قریب لال کنوان کے ہے اصطبل
مین قید کیا ۵ آدمی خدمت کو مقرر کیے باقی اسیرون کو حکیم احسن اللہ خان کے مکان مین
بھیج دیا اور بیگم صاحبہ کی خدمت کو ۲ عورتین مقرر کین اور ایک پلٹن گورہ گھر کو گھیرے رہی
دوسرے دن وقت سہ پہر مرزا الٰہی بخش سو سوار لیکر مقبرہ ہمایون مین گئے مرزا مغل مرزا خضر سلطان
مرزا ابوبکر شاہزادون سے کہا بادشاہ تمہارا خیریت سے ہے تمھین بلایا ہے اور کچھ نہ کہا کسو واسطے
گھر کے بھیدی اور ابتدائے معرکہ سے خیرخواہی سرکار پر کمر باندھی تھی غرض یہ شاہزادے
اجل گرفتہ رتھ پر سوار حلقہ سوارون مین چلے جب قریب جیلخانہ پہونچے جرنیل ہادسن بہادر
وہان کھڑے تھے سامنے بلوا کر کپڑے اوتروا کر پھر اوسی رتھ پر سوار کیا اور اپنے ہاتھ
سے تین تین گولیان مقام قلب پر مارین اور شہرگ کو سنگین سے چیر دیا اور اوسی طرح چبوترہ
کوتوالی مین جا کر نعشون کو زمین پر ڈال دیا بعد تین دن کے درگاہ خواجہ باقی باللہ مین گڑوا دیا [illegible] پھر
رعایا شہر کو کشمیری دروازہ سے مرد اور بچون کو باہر نکال دیا لاہوری دروازے سے پھر [illegible]
زیر تیغ لیا رعایا کے شہر جو حوالی شہر مین پڑی ہوئی تھی لوٹ لیا کچھ چھوڑا اسمین ہزارون [illegible]

اور شدت جاڑے سے مرکر رہ گئے اسکے بعد منادی ہوئی کہ کوئی داخل شہر نہو بعد چند روز کے
ہنود کو بعد غارتگری مال و اسباب اجازت شہر مین رہنے کی ملی اور جوانان شہر اہل اسلام جو باہر
رہ گئے تھے سب کو گرفتار کر کے تحقیق اظہار حال دفعۃً پھانسی دیدی اسیطرح جو شہر سے دو تین
منزل کے فاصلے پر تھے گرفتار کر کے پھانسی دی جب قلعہ معلی مین داخل ہوے اکثر شاہزادے
جو مقتضائے جبارت و غیرت اپنے ناموس سے رہ گئے تھے خوب دل کھولکر لڑ بھڑ کر مارے گئے
اونکی شاہزادیان دریائے جمن مین گر پڑین غریق رحمت ہوئین۔

خلاصہ ۲۷ ہزار اہل اسلام نے پھانسی پائی سات دن تک برابر قتل عام رہا اوسکا حساب
نہین اپنے نزدیک گویا نسل طیمور کو نرکھا مٹا دیا بچون تک کو مار ڈالا عورات سے جو سلوک
کیا بیان سے باہر ہے جسکے تصور سے دل دہل جاتا ہے غرض سانحہ رستخیز عالم ظاہر تھا اور فوج
باغی سے آٹھ ہزار مارے گئے فوج انگریزی سے مشہور ہے ۱۸ سو صاحبان فوج و
نظامت اور ۵ ہزار گورے ۲۵ ہزار ہندوستانی یہ سب مارے گئے۔

خرچ یومیہ بادشاہ پانچ روپیہ یومیہ مقرر ہوے پھر بادشاہ کو اوس مکان سے قلعے کے
مکان نظامت مین رکھا آخر ماہ مارچ ۲۸ چہارشنبہ ۱۲۷۵ھ مطابق نومبر ۱۸۵۸ع بہمراہ
فوج انگریزی چھ سوار گورے ایک توپخانہ بادشاہ کو مع ۱۶ آدمی زن و مرد روانہ رنگون کیا
اس تفصیل سے نواب زینت محل صاحبہ نواب تاج محل صاحبہ خیرآبادی ظہورآبادی مرزا جوان بخت
شاہزادہ مرزا شاہ عباس بیٹے بادشاہ کے مرزا قیصر موسوم بغلام قیصر پرستار شاہ مرزا سلیمان شکوہ کے
بیٹے جنہون نے مرزا الٰہی بخش سے بڑی منت سماجت سے بنام پرستاری شاہ لکھوا دیا فی الحقیقت یہ امر بھی
ہر ایک سے نہین ہوسکتا کہ ایسی بری وقت مین کسیکا ساتھ دے دنیا بھلے اور برے سے خالی نہین ہوتی
نواب شاہ بادی بی بی مرزا جوان بخت کی اور انکی ساس اور سالے مرزا عبداللہ بادشاہ کے بیٹے کی
بی بی جو خیرآبادی سے ہین احمد بیگ امداد ر باسط علی وغیرہ چنانچہ ایک دوست نے کانپور مین
اسطور سے دیکھا ایک بہلی مین بادشاہ گیروے لباس سے ۲۵ گورے گرد دو اور بہلی مین دو تین کرانچیان
تنہا فی مرد آٹھ روپیہ یومیہ مقرر تھے اب سنتے ہین چھ سو روپیہ ماہواری بادشاہ ۲ روپیہ لونڈیا
او تین سو کا ایک شخص مہتم سرکاری آٹھ کہار ایک گاڑی بخرچ سو روپیہ ماہواری سرکار سے مقرر ہو کچھ جوڑے

کبوتروں کے بادشاہ کو بھیجے تھے حکام رنگون بہت محبت سے پیش آتے ہیں شاہزادے اکثر ہوا کھانے گاڑی پر جاتے ہیں - فاعتبروا یا اولی الابصار -

خلاصہ بعد ان سب آلام روحانی کے ۹۹ برس کے سن میں بعد سلطنت ۲۶ برس ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۲ء روز یکشنبہ انتقال کیا مدفون خاک رنگون ہوئے -

قطعۂ تاریخ

چو در دہلی بحسب مہر یزدان
سراج الدین بہادر شاہ کان بود
یکے پیرے نزارے فقر کیشے
مر او را یاغیان خواندند سلطان
ولے آن بے سران خشک مغزان
بریدند از سر این دست یکسر
روان آنہمہ از تن روان شد
ازین پس شاہ بد تقدیر و غم دہ
ببردندش ز دہلی سوے رنگون

بسان اہرمن شد فوج گمراہ
ز اخلاق نمر خان شاہ ذیجاہ
تمام اندر جہان آباد بدشاہ
قبولش کرد الا بصد اکراہ
ز قہر کوہ با و حکم اللہ
زخشم با د صر صر چون پر کاہ
بدان شان کز نغز نوشیر روباہ
بدید آن انچہ یوسف دید در چاہ
وز آنجا برد اجل اورا چونا گاہ

ندا در داد ہاتف بہر سالش
بہادر شاہ از دنیا برفت آہ

احوال جاگیرداران متعلقہ دہلی

نواب عبدالرحمن خان رئیس جھجر مالک جاگیر دس لاکھ روپیہ نے دو سو سوار اپنے نوکر کنپ انگریزی کے ساتھ کر دیے تھے اور چالیس ہزار اشرفی مدد خرچ صاحبان عالیشان پہاڑی پر بھیجے تھے اور بدل خیر خواہ سرکار دولتمدار تھے اور فوج باغی نے تین مرتبہ بواسطہ شنقہ بادشاہ پانچ لاکھ روپیہ طلب کیا ایک کوڑی ندی -

جرنل عبد الصمد خان ملازم نواب موصوف دوسو سوار سے فوج باغی سے ملگیا تھا باقی فوج بھی بدل شراکت فوج باغی چاہتی تھی اس جہت سے نواب مجبور تھے چنانچہ روز غدر جبان ٹمکیف صاحب اجنیٹ مجسٹریٹ دلی بھاگ کر جھجر گئے اور نواب خوف سپاہ سے کہ مبادا امر خلاف پیش آوے اور باعث روسیاہی ہو جاے بظاہر چندان بالتفات پیش نہ آئے یا یکسو سواری اوردس روپیہ دیکر روانہ کرنال کیا بعد فتح فیروزی شہر صاحب موصوف لشکر سپاہ لیکر ریواری گئے تلارام جنسے وہان فساد برپا کیا تھا خبر آمد صاحب سنکر بھاگ کر کوہسار سیوان مین روپوش ہوگیا بعد اسکے صاحب داخل جھجر ہوئے نواب کو ملا بھیجا یہ تنہا دوسو اسوار دلی سے گئے صاحب نے پہلے کنجی قلعہ کی نواب سے لے لی اور کہا عبد الصمد خان کو مع اسلحہ سپاہ ہمارے پاس لے آؤ وگرنہ تمھین پھانسی دینگے نواب نے اسی مضمون کا رقعہ لکھہ بھیجا لیکن خان مذکور پانسو سوار سے بھاگ کر چلا گیا صاحب چھاؤنی مین آپ چلے گئے اور سپاہ سے اسلحہ حرب لے لیا اور سپاہی جو بستر ہماری پر تھی مار ڈالا اور شہر کو حکم لوٹ دیا اور کروڑ روپیہ کی دولت نواب کے گھر سے لی اور چند روز نواب کو قلعہ دلی مین قید رکھکر پھانسی دی اوسدن انتظام شہر بہت کیا تھا مقام تاسف یہ ہے کہ اوسوقت مان نواب کی نہین معلوم کسطرح سے روتی پیٹتی گرتی پڑتی اپنے بیٹے کے مقتل پر پہونچی دیکھا کہ پھانسی مین لٹکتا عالم سکرات مین تڑپ رہا ہے اسوقت عجب نالہ و فریاد سے چلا کے بیٹے کی نعش سے لپٹ گئی اور اپنی آغوش مادری مین لیکر یہان تک چلا چلا کے روئی آخر بیدم ہوکر زمین پر گری یہ حال دیکھکر جتنے صاحب وہان جمع تھے بے اختیار رونے لگے اور بجبر اوسے بیٹے کی نعش سے چھڑوایا

نواب بہادر جنگ خان رئیس بہادر گڈھ جو اس ہنگامہ فساد مین چپکے بیٹھے رہے اونھین گرفتار کیا ہزار روپیہ ماہواری مقرر کرکے روانہ لاہور کیا اور دو تین لاکھ روپیہ اونکے گھر سے لیا۔

راجہ ناہر سنگہ راجہ بلب گڑھہ جو روز فساد شہر مین تھے جب یہ ہنگامہ دیکھا بھاگ کر سوار ہوکے بلب گڑھ آئے مسٹر صاحب کرانی مختار کار راجہ اوسوقت راجہ کے ساتھہ آیا تھا تین مہینے تک اوسے پوشیدہ جب فوج نے خبر پائی آکر پکڑلے گئی مار ڈالا اسی اتہام سے راجہ کو پھانسی دی کسنے کیون اوسے نہ بچایا قریب ۲۰ لاکھہ کا نقد و جنس راجہ کے گھر سے نکلا۔

نواب احمد علیخان رئیس فرخ نگر کو بے تکلف پھانسی ملی گھر لوٹ لیا سبب ظاہری یہ تھا کہ اونکے

چچا غلام محمد خان نے فرخ نگر کے واسطے دعوی کیا تھا اور نواب نے بعد ثبوت حقیت اپنے تھوڑا روپیہ سپاہ باغی کو دیکر نجات پائی —

نواب اکبر علی خان رئیس پاٹوڈی جنکے پاس روز فساد فورٹ صاحب کلاکٹر گوڑگوان مع عیال بھاگ کر گئے تھے بی بی کو نواب کے پاس چھوڑ کر آپ کرنال چلے گئے تھے جب انگریزی پہاڑی پر پہونچے اور سرکشی زمیندار ان سے امینت راہ ہوئی نواب نے اونکی بی بی اور لڑکون کو لباس ہندوستانی پہنا رتھہ مین سوار کر بسلامت گھر پہونچا کر پھر آگئے تھے غلام فخر الدین خان بد معاش شہر جو کمشنر صاحب کی سفارش سے تحصیلدار علاقہ گوڑگانوہ مقرر ہوا تھا بعد ارسال زر تحصیل خزانہ شاہی مین جمعیت پچاس سوار سے اپنے علاقہ سے پھر آتا تھا جبکہ پاٹوڈی مین پہونچنے لگا محمد تقی خان بڑے بیٹے نواب کو راہ مین گرفتار کر کے پانچ لاکھ روپیہ مانگنے لگا جب نواب کو خبر پہونچی حکم کیا کہ انھین مارو میرے بیٹے کو لے آؤ چنانچہ یہی ہوا کہ اون پچاس مین سے ایک کو جیتا نچھوڑا — محمد تقی خان کو بسلامت لے آئے فخر الدین خان بھاگ کر ریواڑی پہونچا اور تلا رام وہانکے رئیس کو اپنے ساتھہ لے نواب کا گھر لوٹا آگ لگا دی نواب راتکو مع عیال جھجر چلے گئے اور بعد پھر نے مفسدین کے پھر اپنے مقام پر چلے آئے سرکار سے اونسے کسیطرح کی بازخواست نہوئی —

نواب امین الدین خان ضیاء الدین خان بیٹے نواب احمد بخش خان کے جاگیر دار لوہارو اس ہنگامہ مین اپنے گھر چپکے بیٹھے رہے تھے مگر حسب الطلب بادشاہ کبھی کبھی دربار جاتے تھے بعد فتح سرکار بھاگ کر دوجانا مین گئے بروقت امان پھر داخل شہر ہو کے چندے در مقید رہے آخر بعنایت جان لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر رہائی پائی جاگیر بھی ملی لیکن چھہ لاکھہ روپیہ فوج سرکار نے انکے گھر سے لیے —

نواب حسین علیخان بہادر رئیس دوجانا اپنے مقام مین رہے تھے اب تک بدستور بحال ہین اور جہانتک اس معرکے مین ممکن تھا نیکی سے ہاتھہ نہ اوٹھایا —

امرای قدیم و جدید شاہی

محبوب علیخان مختار سرکار بمنزلہ وزیر مدت سے مرض مزمن مین گرفتار تھے اس معرکے مین مر گئے

اونکی جگہ صمصام الدولہ فرخ جاہ پوتے شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی درانی نواب احمد قلیخان
بہادر بیٹے نواب عباس قلیخان مرحوم جو کلکتے سے آکر لکھنو مین مر گئے تھے باپ نواب زینت محل
صاحبہ کے مقرر ہوے بنام کار و بار وزارت کرتے رہے اس زمان فساد مین از راہ مال اندیشی بھاگ کر
چھپ گئے وہان رئیس نے گرفتار کر کے سرکار انگریزی مین بھیجدیا اور بعلت عدم ارتکاب سلوک رسائل سرکار
مقید ہوے بمقتضاے غیرت زہر کھا کر مر گئے اور بعض یہ کہتے ہین کہ ہیضہ ہو باقی ہوا قدم رسول مین
دفن ہوے لاکھ روپیہ کا گھر ضبط سرکار ہوا —

حکیم احسن اللہ خان مقرب خاص بادشاہ کو مزاج بادشاہ ہین مداخلت کلی تھی مخبر و معتمد کار
صاحبان عالیشان تھے انھون نے سرکار سے تین عہد کیے تھے ایک یہ کہ بادشاہ کو فوج باغی کے ساتھ جانے
نہ دونگا دوسرے شاہزادونکو گرفتار کرا دونگا تیسرے دفتر سرکار شاہی کو سرکار مین پہونچا دونگا چنانچہ انھون نے
ان تینون کی تعمیل کی اس صلے مین ادا حقوق و نیکی کے دو سو روپیہ ماہہ کا پنشن مقرر ہوا ۔

معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر الملک سید ذو الفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذو الفقار
جنگ عرف حسین مرزا نیشاپوری اولاد مرزا یوسف بھانجے نواب سعادت خان برہان الملک بسبب علو
خاندان عہدہ نظارت پر مامور تھے بادشاہ کی خواصی مین بیٹھتے تھے انکے بڑے بھائی نواب
مظفر الدولہ ناصر الملک مرزا سیف الدین حیدر خان سیف جنگ کسیطرح کا سررشتہ سرکار شاہی مین نرکھتے تھے لیکن
بسبب سلسلہ قدامت اکثر حاضر حضور دربار شاہی ہوتے تھے اس ہنگامہ فساد مین دونون بھائیون
کو کسیطرح کی مداخلت نہوتی بلکہ عرض کلمہ حق فوج باغی سے خوف جان و آبرو رکھتے تھے اور اپنے
مذہب تشیعہ سے بھی سبکی نظر مین خار تھے لیکن سفیر مرزا برجیس قدر لکھنو کے تعارف سے انکے گھر مین
اترا اگرچہ قباحت کہ سرکار مین قصور سفارت سفیر ثابت ہوا انکی مہربانی کا کیا قصور مگر یہ کہ حکم حاکم
خلاصہ بعد خرابی شہر حسین مرزا راہی پانی پت ہو جب سب طرح سے لٹ گئے کئی مہینے تک حیران
و پریشان رہے آخر کرتے پڑتے زمان فتح لکھنو پہونچے جب اشتہار امان جناب ملکہ دوران عادل
زمان شہرہ آفاق ہوا ولیم صاحب قاسم وثیقہ و پنشن سے اظہار حال کیا دعوی وثیقہ کیا جب
انکا رپورٹ سرکار مین گیا انکی بے قصوری ثابت ہوئی لیکن بسبب انکے عہدہ جلیلہ اور تقرب بادشاہ
کے اجرا وثیقہ مین تامل ہوا جب نواب گورنر جنرل بہادر نے اکثر رئیسونکی املاک ٹھہرا اور حکم قیام ٹھہرا دیا

بھی مع عیال راہی وطن مالوف ہوے۔

لیکن سید مظلوم مظفر الدولہ کا احوال جگر خراش ہی کہ قلم اپنی تحریر سے عاجز اور ہاتھ بھی قاصر ہی خلاصہ جب یہ دلی سے بھاگے اپنی قرابت مادری کی جہت سے الور گئے ۳۰ شاہزادے ولاد طیموریہ اور ۲۰ تلنگے ملازم اوسی ریاست کے اور اکثر رئیس شہر بھی وہاں تھے مخبر سرکار تلاشی مجرمین وہاں پہونچے ان محتاجین نالت سبیتہ سے طمع زر کیا کچھہ نپایا اسیر موہوم کل برکب انتے تھے اسی اتہام جرم سے یہ سب اسیر روانہ دلی ہوے راہ مین فورٹ صاحب کالکٹر گرگانوان نے بے ثبوت تحقیقات و اظہار رجال و حکم صاحب کمشنر بہادر احمد مرزا اکبر خان نبگش میر خان تقی خان جاگیردار ضلع ملول کا بیٹا امیر خان کا ان سب کو نشانہ تفنگ اجل کیا اور مظفر الدولہ کو اتہام ماہری سفیر لکھنو سے کہ تمنے بحکم بادشاہ کیون اپنے گھر مین اوتارا تھا مار ڈالا۔

ذوالفقار الدولہ محمد نجف خان عرف آغا سلطان نواسہ نواب نجف خان مرحوم جو قدیم سے سررشتہ بخشیگری پر مامور تھے اور اس فساد مین کسیطرح شریک باغیان نہوے تھے وہ اتبک مفقود الخبر ہین واللہ عالم کہان گیے کیا ہوا۔

کپتان دلدار خان اولاد مجد الدولہ بہادر کپتان قدیم شاہی اونکی بھی کچھہ خبر معلوم نہین نائب کپتان میر نواب اگرچہ شریک معرکہ نتہا لیکن کرنال کے رہنے سے جو بعد فتح گیا گرفتار ہوا پھانسی دیا گیا۔

سیف اللہ عرف مرزا غلام عباس وکیل بادشاہ اولاد سید صلابت خان کہ بعد اس ہنگامہ کے پھر بھی وکالت بادشاہ کورٹ مین کی کوئی امر معقول قرار نہ پایا اور بادشاہ کیواسطے جو ہونا تھا ہوا وہ اتبک شہر مین موجود ہین اونکے باپ عطاء اللہ خان جاگیر و تنخواہ پر قابض ہین راے مکند لال منشی کا تقسیم تنخواہ شاہی بسبب سازش و حمایت سرکار موجود۔

محمد قدرت اللہ خان متیوخان رسالدار سرکار شاہ اودھ کا بیٹا داروغہ خانسامانی بیشتر اس ہنگامہ فساد سے رخصت لکھنو پاگئی تھی میان شورش فساد دلی گئی بعد فتح پھر لکھنو چلے آئے وہان سے بھاگ کر قطب نگر وغیرہ مین سرگردان تھی پھر بسوی مین حاضر حضور کمند نگ فوج ہوا امان پائی بعد چندے و سرگردانی کے لکھنو مین گئے۔

میر نجابت قلعدار اگرچہ شریک فساد نتہا لیکن بخوف آبرو مفقود الخبر ہو گیا۔

میر اشرف علیخان قیلبان شاہی خطاب فوجدار خان بادشاہ کے ساتھ داخل شہر ہوئے مہمان حکیم احسن اللہ خان ہو کر سرکار سے اخراج ملابد کا حکم ہوا پانی پت پہونچے وہان تین برس کی قید کا حکم ہوا۔

میر یوسف علی خان مفتی قلعہ اس ہنگامہ کے بعد پانی پت گئے۔

مکندلال عرف جامہ پوس میر منشی بادشاہ اجراے اشتہار امان جناب ملکہ دوران تک شہر مین چھپے رہے بروقت اظہار مقید ہوئے مہاسر خلاف تحریر اشتہار واقع ہوا۔

میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل جو خزانہ انگریزی فوج کے ساتھ آتے تھے اور مرزا ابوبکر کے کارندہ تھے جے پور سے پکڑے آئے اپنی سزا کو پہونچے۔

عبدالصمد خان رسالدار قدیم شاہی جو اوس معرکے مین معطل اپنے گھر بیٹھے رہے وقت شب داخلہ شہر جوان زبردست خوش ظاہر دیکھکر مار ڈالا۔

مرزا محمد حسن خان بیٹے نواب ارتضی خان اس ہنگامہ مین مرزا خضر سلطان کے نائب تھے اور سرکار انگریزی سے دو سو روپیہ کا پنشن قدیم سے پاتے تھے پھانسی دیے گئے کہتے ہین فی الحقیقت انسے اکثر امور بدنامی دنیا عاقبت اندیشی سرزد ہو جسکی سزا کو پہونچے

حکیم عبدالحق ملازم قدم سرکار شاہی سرکار راجہ بلبگڑھ مین بسبب مختار کار ہونے کے حصول دولت دنیا گیا تھا اور زمان معرکہ مین نگاہداشت رسالہ در ایک پلٹن نجیب کی بادشاہ سے اجازت لی تھی شریک لڑائی بھی رہی تھی بھاگ کر فرخ نگر گئے وہان کے گرفتار ہو آئے سزا کو پہونچے

رؤساے شہر دہلی

میان نظام الدین نبیرہ مولوی فخرالدین صاحب کالے صاحب کے بیٹے پیر برحق بادشاہ ہر چند کہ شریک معرکہ تھے لیکن جب فوج داخل ہوئی بخوف آبرو حیدرآباد دکن چلے گئے خبر ہین صاحب نبیرہ میان نظام الدین عرف گورا شاہ صوبہ دار دہلی کے بھرت پور تک پہونچنے کی خبر ملی۔ نواب حسن علی خان بھتیجے نواب نجابت خان رئیس جھجر کی باوصف عدم شرکت کہ بسبب حاضر ہونے دربار شاہی کی مطعون خلایق ہو کر بھاگ اور سوفت گماشتہ لکھی چند سیٹھ بھیجا باقی صاحب

کے پاس گوالیار گئے وہان بھی صورت امان نپاکر دھولپور مین روپوش ہوے بعد اجرا اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ گرفتار ہوا اکبرآباد دئے گئے کپتان جاردن صاحب کمشنر اگرہ اور کپتان اسپٹ کنرہ کپتان قدیم دہلی جو اونکے دوست تھے ساعی رہائی ہوے اور حکام دہلی معترض ہوے کہ بروقت اشتہار اظہار حال کیون نہ کیا اس جہت سے دہلی طلب ہوے۔

نواب محمد علیخان نبیرہ اسمعیل خان والی بہادر گڈھ باوصف عدم شراکت ہنگامہ فساد لیکن انکے قریب مکان مولوی امام بخش صہبائی مدرس مدرسہ دہلی رہتے تھے اور اہل محلہ بسبب جرمی کے اپنے اپنے گھر وتے باہر نہین گئے تھے ایک بے حیا نے نوکر مولوی بسبب سازو موافقت اپنی قوم کے ٹکٹ امان لایا تھا ایک دن یہ مردک تراہتی قوم مین لڑا لوگ اسکے گئی کی فریاد سنکر مددکو پہونچے اسنے گھبرا کر بندوق داغی گورون نے اور سنتے ہی توپ لاکر محاصرہ محلہ کرلیا سبکو خاک برابر کردیا۔

ناصرالدولہ نواب ناصرالدین حسن خان مجبر ریڈ صاحب کوہ منصوری پر تھے اسی وجہ سے ٹکٹ امان لایا تھا اور شہر سے باہر ہوے تھے دوسرے دن وقت داخلہ فوج اوسی ٹکٹ ورکاغذ جاگیر کو لیکر حاضر حضور کمشنر دہلی ہوے اور اظہار اپنی خیرخواہی کا کیا جواب پایا کہ کنار دریا جاکر کھڑے ہو اپنی جاگیر پاؤ گے ایک بندوق ماری گر پڑے فی الحقیقت مقتضائے انصاف اور نمک حلالی آقاے ولی نعمی قدیم یہی تھا۔

مولوی صدر الصدور دہلی صدرالدین خیرخواہ اور متوسل سرکار ہمیشہ خیر خیرخواہی سے ہاتھ اٹھایا باغیون نے بجبر وتعدی کاغذ جہاد پر انسے مہر کروائی تھی اس منطلے مین گرفتار ہو گھر کا اسباب ضبط ہوا لیکن بعد خرابی کے نجات پائی۔

نواب مصطفےٰ خان بہادر رئیس جہانگیرآباد باوصف ہمراہ ہونے اور حمایت سرکار کے بلند شہر سے گرفتار ہو میرٹھ پہونچے ایک برس قید رہکر چھوٹے۔

میان امیر خوشنویس کامل اوستاد بادشاہ راجہ الورمرد پیر نوے ۹۰ برس کے آئے گوردن نے روپیہ مانگا دو مرتبہ موافق مقدور کے دیا تیسری دفعہ ندیا باہر نکلے مارے گئے۔

قاضی محمد فیض اللہ خان زمان بلوہ مین بعد نواب معین الدین خان کے چندروز کیواسطے

کوتوال شہر ہوئے تھے بھاگے بلبگڑھ سے پکڑے آئے پھانسی پائی۔
حافظ داؤد بیٹے معلم بادشاہ کے اس ہنگامہ مین گھر سے باہر نکلے مارے گئے۔
نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص دلاد هنگ فراستیا
اوستاد بادشاہ فن شعر مین اس معرکہ مین لسلامت سے ہے لیکن اجل بھی در پے تھی ایک رسالہ
بھی اپنے طرز کلام پر اس معرکہ خاص کا چھپوایا حکام بالطایف الحیل اونکا پنشن سرکاری موقوف
کردیا بعد اسکے نواب یوسف علیخان رئیس رامپور خدمت کرتے رہے تا اینکہ دلی مین انتقال کیا
حکیم محمود خان غلام مرتضی خان غلام اللہ خان عبد الحکیم خان اولاد حکیم شریف خان
بسبب توسل راجہ نرندر سنگھ بہادر پٹیالہ سب آفات شہر سے محفوظ رہکر پٹیالے گئے
نواب غلام حسین خان کے بیٹے بروقت داخلہ فوج شہر سے چلے گئے تھے جیتے بچے
نواب یعقوب علیخان جسدن داخلہ فوج سرکار ہوا شہر سے درگاہ قطب صاحب کو نکلے جاتے
تھے راہ مین گوجر راہزنون نے تا الہیا مجاہد پور مین مع اونکے بڑے بیٹے قطب علیخان کے
مارڈالا موسی خان شہر سے بھاگ کر الور گئے وہان سے قید ہو دلی آئے چھوٹ گئے
امین الرحمان گرفتار ہوکر دلی پہونچے پھر احوال معلوم نہوا
مولوی جعفر علی مدرس اول مذہب شیعہ کو مولوی نظیر حسین نے بعلت کرنے غارت
اسباب مدرسہ کے گرفتار کروادیا بعد تحقیقات و معتبر ثبوت جرم نجات پائی۔
مولوی محمد باقر نے ٹیلر صاحب مہتمم مدرسہ دہلی کو اپنے گھر مین چھپایا جب شورش ہنگامہ
اپنے گھر سے نکالدیا لوگون نے پتا بتلا یا محلے کا چار دور مارڈالا اور کاغذ نوٹ ایک لاکھ ۱۹ ہزار
روپیہ کا اونکی پاکٹ سے نکال لیا جب فوج سرکار آئی ہڈسن صاحب کے آگے وہ چار لیا
خاکی پہنے گیا کہا مین مولوی رجب علیخان کا آدمی ہون فرمایا تو نے وردی بغیر حکم سرکار
کیون پہنی مگر کچھ غرض رکھتا ہے اوسوقت اوسنے عرض حال کیا جب تلاشی لی وہ کاغذ نوٹ
لیلیا اور گولی ماردی۔
اولاد حکیم ذکی اللہ خان شہر سے بھاگی حویلی بالم مین گئی سعید اللہ خان حکیم سعید الدین خان
اونکے فواکے کیلے بھاگ کر سنپت پہونچے وہان سے گرفتار ہو دلی آئی مع حسام الدینخان برے

شیشے کے مارا گیا۔

حکیم امام الدین خان بسبب علاج بادشاہ زمان اسیری میں سب آفات سے محفوظ رہے درگاہ خواجہ صاحب میں مقیم ہوے۔

میر جلال الدین خوشنویس خط نسخ استاد بادشاہ مع اپنے بیٹون کے پہلے پانی پت گئے بعد اسکے رام پور پہونچے۔

سدید الدین علیخان مہر کند خاص جناب ملکہ معظمہ عادل دوران دلی مین رہے۔

مولوی   مدرس اول مدرسہ دہلی کرانہ بھاگ کر گئے وہان سے گرفتار ہو آئے۔

شاہ احمد سعید نواسے غلام علی شاہ مجتہد اہل سنت موحد وبانی مبانی جہاد قبل از داخلہ فوج سرکار مقبرہ نواب صفدر جنگ مین جا کر رہے انکا مرید جان نثار خان رسالدار ساکن سہرند ٹکٹ اور پروانہ راہ داری سرکار سے لیکر دیا مولوی حیدر علی کے ساتھ کابل گئے۔

شاہزادہ محمد عظیم بیٹا جہان اختر شاہزادہ کا بیٹا شاہزادہ سنجر بن احمد شاہ درانی سپرنٹنڈنٹ ضلع رہتک مین تھا اور پلٹن باغی کو گوہر کے ساتھ شہر مین پہونچکر مشغول جہاد رہا تھا جب حکام نے اوسکے عیال کو قید کر ہانسی بھیجا بادشاہ سے کچھ فوج لیکر رہتک کو لیلیا تھا جب بادشاہ کا شقہ پہونچا پھر آیا اوسیدن حضور شاہی مقبرہ ہمایون مین گیا جسدن فوج باغی دلی سے روانہ متھرا ہوئی وہ بریلی سے بوندی گیا قافلہ جابالیہ کے ساتھ رہا

نواب حامد علیخان نے پہلے جرنیل چھاؤنی کی بیٹی اور ایک صاحب کی بی بی کو اپنے گھر مین چھپایا تھا فوج باغی یہ خبر سنکر دوڑ لائی گھر لوٹ لیا اونھین بھی چاہتی تھی جان سے مارین مرزا ابوبکر شاہزادے جلد جا پہونچے جان بچی اوسوقت اوس بی بی کو کیمپ بھیجدیا تھا اور خبار روزمرہ دربار شاہی فیروز علی اپنے بھتیجے کے ہاتھ مولوی رجب علیخان مہتمم اخبار سرکار کے پاس ہڈسن صاحب جرنیل فوج کے ملاحظہ کو بھیجا کرتے تھے اور دیہات اہلی پور اور نواب گنج بہت متعلق زمینداری نیز وطن قدیم عقب پہاڑی سی غلہ رسد وغیرہ ضروریات محاصرین سرکار کو بھیجا کرتے تھے

جب فوج سرکار داخل شہر ہوئی یہ ایک دن پیشتر شہر سے نکلکر برف خانہ مین جاکر ٹھہرے تھے
بعد امان سرکار حسب الطلب ہڈسن صاحب کے پاس حاضر ہوے لاکھہ روپیہ کا نوٹ دیا
جب اجازت صاحب نے دی مع اپنے عیال واقربا روانہ برست ہوئے اور جو شخص روسا سے
شہر سے شریک باغیون کے نہ تھا انکی اجازت سے داخل انکے قافلہ کے ہوا اور جو محتاج
سواری وخرچ کا تھا اوس سے کچھ دریغ نہ کیا اور بالمیثان کلی اپنی حمایت اور معاش سے نکالدیا
اور یہ سب زن ومرد قریب دس ہزار کے جمع ہوگئے تھے اور خود شہر مین جاکر رہے لیکن
انکی عیال عالیہ بیگم صاحبہ اور امراؤ بیگم صاحبہ سالی مع اپنے ہمراہیون کے برست مین رہے
باقی جتنا قافلہ جمع ہوگیا تھا سرطرف کو چلا بعد دو تین دن کے میر حامد علیخان کے تھے برست
آئے مولوی کرنال چلے گئے —

۱۹ صفر ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۸ء قبل از نماز صبح رچرڈ صاحب کلکٹر کرنال فوج
سوار سے آئے میر حامد علیخان کا گھر گھیر لیا اور جتنا مال اسباب دولت تھی تقریباً ۹ لاکھ روپیہ
کی سب لوٹ لیے یہان تک کہ عورات کے سر سے چادر بھی نچھوڑی چنانچہ ایک شخص باغی
جو شریک اس لوٹ کے تھا پانی پت مین وقت تلاشی خانہ ایک مالا مروارید اور ایک گھنٹہ نکلا
جسکی قیمت ارض بازار انسی ہزار روپیہ تجویز ہوئی تھی فی الحقیقت نواب کا اصل بنیاد اس
دولت واسباب کی خوب جانتے ہین کہ یہ سب مال سرکار شاہ اودھ تھا کسواسطے کہ اصل حقیقت
اعتماد الدولہ میر فضل علیخان اور میر حامد علیخان کی معلوم ہے اور یہ مجموع ثروت مال دنیا فقط
۹ مہینے کی وزارت سے حاصل ہوئی تھی خلاصہ بعد اسکے میر حامد علیخان میر نواب عباس مرزا یوسف
مرزا محمد وزیر مرزا اور ۲۲ ملازمین کو قید کرکے پیادہ کرنال لیگئے وہان سے شکرم پر سوار کرکے دلی
بھیجا اور باقی عورات کو زندان وطن مین رہنے دیا کہتے ہین کہ یہ سب مصائب الآم روحانی اور
اور گرفتاری بلاہای آسمانی فقط سازش وحمایت ہڈسن صاحب کمندر فوج کی جہت سے ہوئی کہ سندرس
صاحب کمشنر دلی سے اور صاحب سے کچھ بغض باطنی ہوگیا تھا اور بعد فتح دلی جب ہڈسن صاحب شریک ہمراہ
عالم باغ لکھنؤ کے ہوے جسدن دلکشا سے دھاوا کرکے حضرت گنج کو جاتی تھی کنارہ نہر مارے گئے انکی قبر
عالم باغ مین ہے اس جہت سے یہ وسیلہ ظاہری سید صوف منقطع ہوچکا تھا غرض بہت دنون تک قید

رہے دو آنہ یومیہ خوراکی سبکو ملتی رہی عورات بنی فاطمہ محتاج نان شبینہ ہوئین موسم سرما مین کہین سے ایک قنات کہنہ میسر ہوگئی تھی اوسکے ٹکڑے کرکے سبکو بجائے لحاف و رضائی ہوئی تھی بعد مرور سخت ایام سب قید سے چھوٹے اوسکے بعد سید موصوف نے انتقال کیا خانہ فقیر سے خانہ وزیر آباد تہا کہ پھر خانہ فقیر ہوگیا وگرنہ مدت عمر تک انکی باہارت بسر ہوتی فاعتبروا۔

اطراف و نواح دہلی مین قوم میواث اور گوجر نے اس بلوہ مین فرصت وقت پاکر موافق دستور زمان قدیم راہزنی اختیار کی تھی تلارام جاٹ انکا سرگروہ تھا خلاصہ ہر ایک باغی اپنے سزائے کردار کو پہونچا۔

احوال فیروز شاہ شاہزادہ

یہ بیٹے مرزا ناظم بخت پوتے فرخ سیر بادشاہ دہلی کے ہین انکا احوال یہ ہے کہ قبل از معرکہ ہندوستان روانہ حج بیت اللہ ہوئے تھے وقت مراجعت جب اندور پہونچے خبر ہنگامہ فساد سنکر وہین ٹھہرے جب حکم سرکار انکی گرفتاری وقتل کا پہونچا بھاگ کر گوالیار آئے راہ مین کنپ مرار ملا طالب انکی ہمراہی کے ہوئے اونھون نے جواب صاف دیا بعد اسکے عملداری دھولپور مین پہونچ وہان کے تحصیلدار سے لاکھ روپیہ لیا جب خبر شکست دہلی سنی عازم اکبر آباد ہوا اور اپنی جمعیت قلیل سے لئی سو مرد ولایتی کو ہی جنھون نے رجواڑے کی نوکری چھوڑ بہ نیت جہاد ایمانی اور طمع محاصل دنیا رفاقت انکی اختیار کی تھی محاصرہ اگرہ کیا ایکدن جنگ و جدال مین گذرا آخر نوبت بشمشیر پہونچی پھر کچھ بن نہ پڑا ساری فوج مجاہدین بھاگی ہرچند صاحبان عالیشان پہلے سے قلعہ مین جا کر رہے تھے تھوڑی سی فوج سے انکا سامنا کیا تھا مگر آتش افزودی اور بربادی غرباے شہر کو بہت تھی خلاصہ وہان سے اوسی جمعیت قلیل سے میوات پہونچے وہان سے شیخ فضل علی رسالدار رجمنٹ کی معیت اور جنرل عبد الصمد خان کے ساتھ ہوکر فرخ آباد شاہجہانپور ہوتے ہوئے داخل لکھنؤ ہوئے یہان انکا بہت احترام کیا گیا پہلے سلطان بہو صاحبہ کے مکان مین بسبب قرابت کے اترے پھر دوسرے مکان مین گئے جب فوج باغی لکھنؤ سے بھاگی شاہزادہ سراسیمہ ہو جمعیت قلیل اور یک توپ سے بریلی پہونچے خان بہادر رئیس بریلی نے اجازت شہزدی مراد آباد گئے وہان

کا ناظم چچا خان بہادر خان کا تھا اوسنے کہا بھیجا بہتر ہے کہ یہانسے چلے جاو شاہزادے نے نذر کشی
راہ کیا اور کہا ہم انشا اللہ روزہ مبارک کرکے کل نجیب آباد چلے جائینگے آج یہاں رہنے دو
قبول نکیا ایک پلٹن رسالہ مع توپین بھیجدین مقابل انکے خیمے کے توپین لگادین مولوی
احمد اللہ خان ساکن بنگالہ رفیق خاص کیا گولا انداز دن کو سب طرحسے سمجھا کر ترغیب جہاد اپنے
دی جب شاہزادے نے توپونکو دیکھا اپنے ساتھ کی توپ کو آگ دی مولوی صاحب اوسوقت بھاگ
گئے یہ کہتے ہوے کہ تمھارا بچنا مشکل ہے فوج آپہونچی تمسے بھی جہانتک بھاگا جائے چلے جاؤ گولہ
انداز مولوی صاحب کے اس افسون سے بے سر ہوگئے توپون کو چھوڑ کر بھاگ گئے رسالدار اور
پلٹن بھی اونکے ساتھ چلی گئی شاہزادے کے ہمراہیون نے جاکر تین ہاتھی ایک چاندی کے حوضے
۱۲ میگزین دو ہزار روپیہ نقد لے آئے اور باقی لشکر کا اسباب انکے ساتھیون نے لیا شہر مین
اپنی منادی کی اور نگاہداشت فوج شروع کی قصاب جولاہے اسیطرح فرقہ خاص کے قریب
دو ہزار کے جمع ہوگئے۔ دو دن تک یہ حکومت ناپائدار رہی چوتھے دن ۸ ہزار فوج رامپور
کاظم علیخان بھائی نواب یوسف علیخان بہادر کے لیکر آئے کچھ لڑائی ہوئی فتحیاب ہوے پانچوین
دن کچھ فوج سنبھل سے ملازم رامپور آئی تھی مجاہدین کی فہمایش سے توپین چھوڑ کر بھاگ گئی چھٹے
دن فوج انگریزی نجیب آباد و رامپور سے پہونچی تینون نے شہر کے کوٹھون پر چڑھکر ڈھیلے پتھر
مارنا شروع کیا تمام دن اسی حال مین گذرا شام کو قصاب جولاہے بھاگ گئے شاہزادہ
اوسی اپنی جمعیت قلیل سے بریلی آیا اوسوقت خان بہادر خان نے بڑا احترام کیا اور استقبال
کرکے آپ خواصی مین بیٹھے شہر مین لے آئے اس عرصے مین فوج انگریزی تین طرف سے پہونچی
خان موصوف نے تکلیف انتظام لڑائی کی دی شاہزادے نے قبول نہ کیا جب یہ خبر پہونچی کہ کل
معرکہ لڑائی در پیش ہوگا رانا راو پیشوا نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد رات کو روانہ
خیرآباد متعلقہ نظامت اودھ ہوگئے خان بہادر خان کی مجموع فوج نامرالیقین دونون سردارون
کے ساتھ روانہ ہوئی اور راہ چیروکی لی صبح کو شاہزادے کا مقابلہ فوج انگریزی سے ہوا نکچھہ
پل پر اسطرف کے کہتے ہین جب نوبت تلوار پہونچی طرفین سے بندوق نہ ہوگئی جب تلوار
وسنگین چلنے لگی جب شام ہوگئی اور خبر پہونچی کہ خان بہادر خان مع اپنے عیال سید ...

پہلی بھیت کو گئے پھر انکے قدم نہ ٹھہر سکے گھبرا کر شاہجہانپور آکر شہر بکسرکہ احمد اللہ شاہ کی فوج
شاہجہان عالیشان داخل شہر ہوئی قتل و غارت شروع ہوا رعایا غریب سب طرف بھاگی جو جہان
تھا بار ہوگیا حکیم محمد حسن خان اجل گرفتہ ہوئے نواب محبت خان کے اس ہنگامہ مین مارے گئے انکا افسوس
سب کو ہوا جب شکست شاہجہانپور کی ہوئی شاہزادہ داخل محمدی ہوا میان شاہ صاحب
کی کم سپاہ نے مدعی سلطنت ہفت کشور ہوکر اپنا سکہ جاری کیا تھا

	حامی دین محمد احمد اللہ بادشاہ		سکہ زد بر ہفت کشور خادم محراب شاہ	

اور نشہ غرور و نخوت جو دماغ مین سما گیا تھا شاہزادے سے بھی طالب بیعت و فرمانبرداری مثل اپنے
خادمون کے ہوا شاہزادہ اونکی اس حرکت ناپسندیدہ سے خفا ہوکر سندیلے مین آیا تھانہ سرکاری
کو لوٹ کر اپنا تسلط کیا اور اکثر اضلاع تھانجات بانگرمئو صفی پور وغیرہ کو لوٹا غارت کیا برسات
پھر اسی دوا دوش مین گذرا جب سندیلے سے شکست کھائی خیرآباد آئے وہان کے ناظم شاہزادہ
کو مولوی محمد ناظم بسوا باڑی کو واسطے مدد راجہ گلاب سنگھ راجہ پروا بھیجا اور خود خان علیخان
ناظم کل خیرآباد کے پاس چلا گیا غرض اسیطرح ہر ضلع و مقام مین آگ لگاتے گذرے اور
فوج سرکار سے بھی مقابلہ کیا مگر کہین پائے ثبات نرہا محمود آباد مین آیا وہان رنگ فوج باغی نامردی
کا دیکھکر متغیر ہوا سب افسرون کو جمع کیا کہا مین جیتے جی ہرگز دیا ہی جے مرنا ہو میرا ساتھ دے دگر نہ
اختیار رکھتا ہی چلا جائے کہتے ہین کہ اوسدن شاہزادے پر فاقہ گذرا تھا آخرہم سو سوار رجمنٹ ۱۲
مع طلب خان رسالدار اور اکثر وزیر خان باقی سوار کئی متفرق قریب ہزار آدمی کے تو پ
بیچ میدوانہ باڑی ہوا باقی فوج ازراہ نامردی رفاقت خان علیخان مین رہ گئی —
جنرل اسمعیل خان قاضی عنایت علیخان برگشتہ ہوا مہ باغی سے اطاعت سرکار دولتمدار
انگریزی اختیار کے اور بموجب اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ خاص حضور کمنڈر فوج کے ہوا اور بعد پانے
امان کے اپنے اسلحہ حرب سپرد سرکار کرکے اپنے وطن چلے گئے —
شاہزادہ باڑی سے سیدھا بے میدان ہوکر بسلامت کنارے دریا گنگ پہونچا اور فوج سرکار کی
بھی تعاقب نہ کیا ورنہ کیا عجب ہے گھاٹ تک پہونچنا مشکل پڑتا اتفاقاً کشتیان غلہ کی نزدیک اس
سے اگر گھاٹ پر بہین اونکا غلہ خالی کرواکے مع اپنے ہمراہی ہمراہ کے گھاٹ سے بسلامت پار اتر گیا

ملاحون کو دو سو روپے انعام دیے پھر فوج مکن پور درگاہ مدار و حوالی آناؤ وغیرہ لوٹتی
ہوئی شیر پور کے گھاٹ دریاے جمن سے اوتر گیا راہ مین اکثر مقام پر لڑائی بھی ہوئی
خوب بہادری سے لڑا اور بسلامت نکلا چلا گیا کئی برس تک حوالی جنگل جے پور بیکانیر و اودے
کوہسار دکن مین سرگردان رہا وہان قوم بھیل بھی شریک ہوگئی آخرکار اٹک دریا اوتر کر کابل
ہوکر داخل ملک ایران ہوا وہان سے رہبری پاکر داخل ملک روس ہوا۔ کہتے ہین کہ وہان اپنی
جماعت قلیل سے بخوبی بسر کرتے ہین وہان سلطنت سے بسبب ناموری کچھ کفالت ہوتی تھی باقی
ازاد سبب خیال ہوگئی ہین انکی اولوالعزمی و شجاعت سرکار پر ثابت کیا عجب تھا اگر بآشتی اونکی
کچھ کفالت ہوجاتی رہتی جسطرح زمانہ ماضیہ مین لارڈ ماڑا صاحب نے صاحبان اولی العزم کو کچھ ملک
حکومت بسر اوقات کیواسطے دیکر سرکار کو نیکنامی دیا مثل نواب امیرخان ہولکر وغیرہ مگر یہ کہیے کہ وہ
زمانہ اور تھا۔ حکام کی نیت بخیر تھی اب اور صورت ہے۔ آئندہ دیکھا چاہیے۔

واللہ علی کل شی قدیر

۱۔ جملہ معترضہ ریاست و حکومت نواب برہان الملک مین جسقدر خزانے مین روپیہ جمع
وہ نادرشاہ کو دو کرور دیا گیا جس سے قیام و استقلال صوبہ داری ہوا۔
۲۔ زمان نواب صفدر جنگ مین اگر نواب بیگم صاحبہ کچھ اعانت نہ کرتین صوبہ اودھ مین کیونکر آنا ہوتا
۳۔ زمان نواب شجاع الدولہ تحفظ زر تاوان اگر نواب بہو بیگم صاحبہ اعانت نہ کرتین چالیس لاکھ
گورنمنٹ کو کہان سے دیے جاتے
۴۔ زمان نواب آصف الدولہ نائب جو سرکار رکھتا تھا اگر بہ نمک حلالی سرکار کو نہ بگاڑتا تھا
۵۔ زمان مستعار نواب وزیر علیخان کچھ گھر سے اوٹھا۔
۶۔ زمان نواب سعادت علیخان مدت مسندنشینی سے ۱۴ کرور اس نصف ملک
تقسیم سے جمع ہوئے اگر دوسرا نصف بھی رہتا غالب کہ اس زیادہ جمع ہوتے سوا
محاصلات عملہ سرکار کے۔

۷ ـ زمان حضرت خلد مکان مین وہی خزانہ صرف ہونے لگا مگر دس کرور باقی رہ گئے تھے

۸ ـ زمان حضرت خلد منزل مین صفائی خزانہ سابق و محاصل حال ملک بالکل ہوگئی نائبان
وعملہ سرکار نے کھایا مگر بہت نمک حرامی سے گھر کو بگاڑا ـ

۹ ـ مناجان و وساعت نجومی بیٹھے ـ

۱۰ ـ حضرت فردوس منزل نے ایک انتظام و ضبط سلطنت کیا مگر بحال خبرسی ـ

۱۱ ـ عہد حضرت جنت مکان مین وہی اندوختہ سلطنت تھا جو بہت خبرسی سے صرف
کیا گیا اور کچھ رہ گیا ـ

۱۲ ـ حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین بالکل صفائی بلکہ خزانہ خالی ہوگیا فقط

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ جلد دوم کتاب نادر العصر موسوم بہ سوانح سلاطین اودھ جسمیں
مسلسل حالات جزو کل حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ خلد آرامگاہ بادشاہ اودھ
حالات غدر و دیگر سوانح زمانہ مسطور ہین اور ہر ایک امیر شاہی کی تصویر اسکے احوال کے سا
نصب ہے، ایسی نادر تاریخ آج تک نہین ہوئی جو سالہا سال کی مشقت مین مستجمع کمالات صوری
معنوی سید کمال الدین حیدر صاحب الحسنی الحسینی المشہدی طوس طبسی المعر
بہ سید محمد میرزا عرف صاحب نے حسب ایمای صاحب والا شان ہنری الیٹ
بہادر سکریٹری اعظم گورنر جنرل کشور ہند کے بڑی تحقیقات سے تالیف و تدوین فرمائی چنانچہ سابا
ازین یہ کتاب موصوف تصحیح حضرت مصنف حسب ارشاد فیض بنیاد گردون جناب
ہز ایکسلنسی مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی ریاست بلرام
و تلسی پور وغیرہ دو بار مطبع منشی نول کشور صاحب موسوم بہ اودھ اخبار واقع بلد
لکھنؤ مین حلیہ طبع سے محلے ہوئی اور اب باصرار شائقین مطبع منشی نول کشور واقع کا
بسرپرستی معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نرائن صاحب بہارگو مالک مطالع وام اق
بار سوم کہ حقیقت مین بار اول ہی ہے ماہ نومبر ۱۹۰۸ء بصد حسن و خوبی زیور طبع سے آراستہ ہوئی

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اسسٹنٹ مطبع ہٰذ

تاریخ سلاطین اودھ طبع جو گردید	در خواست خریداری او گشت ز ہر جا
عاقل بنوشتم زپی سال نسیمی	تاریخ سلاطین اودھ ہست چہ اولی ۱۹۰۸ء

تاریخ طبع از ابو ناظم مولنا محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہٰذ

اودھ مین جو گذرے ہین نواب نامی	انکھین سب کی کیفیت اس مین ہے لکھی
مولف نے تقسیم دو جلد مین کی	کہ اک دوسری جلد ہے ایک پہلی
چھپی بھی یہ اس مطبع نامور مین	ہر اقلیم مین دھوم ہے جسکی کیا ہی
ہوا طبع کے سال کا مجھے فرمان	دہم فکر حامد بفضل الٰہی
لکھا مین نے یون مصرعۂ سال ہجری	اودھ کی یہ تاریخ چھپا پی ہے اچھی ۱۳۲۵ھ